

ردِّ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی

حضرت مولانا قاضی فضل احمد گڑا پوری

احتساب قادیانیت

بسم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مفسوری بلاغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

www.besturdubooks.wordpress.com

# ردقادیانیت

## رسائل

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ  
حضرت مولانا قاضی فضل احمد گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ

# احکام قادیانیت

بسم

عالمی مجلس تحریک خیر و برکت

محسوری باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

بسم الله الرحمن الرحيم

## عرض مرتب

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده 'اما بعد'  
محکم: اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے حساب کتاب قادیانیت کی بیسویں (۲۰) جلد  
پیش خدمت ہے۔ آج سے درہندہ برس قبل جب یہ سفر شروع کیا تھا تو تصور میں بھی نہ تھا کہ قاسم  
اس چیز کی سہولت سے ملے ہو جائے گا۔ اس پر اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ امید ہے  
لحق شکر ہم لا زینکم کے تحت اللہ تعالیٰ مزید توفیق سے سرفراز فرمائیں گے۔  
اس جلد میں حضرت مولانا محمد مسلم بن عبدی رحمائی کی کتاب (۱) مسلم پاکت یک  
اور جناب قاضی فضل احمد گورداسپوری کی دستاویز (۲) کفر فضل رحمائی (۳) جمعیت خاطر  
شامل اشاعت ہیں۔

## تعارف مسلم پاکت یک

”مسلم پاکت یک“ قادیانی کتاب (احمد یہ پاکت یک) کے جواب میں لکھی گئی  
ہے۔ مسلم پاکت یک ایک علمی دستاویز اور قادیانی دسواں کے جوابات میں انہی نظریات پر ہے۔  
اس علمی اور تحقیقی کتاب پر جتنا مصنف مرحوم کو خیرات حسین پیش کیا جائے کم ہے۔ ایک بار شائع  
ہوئی، پھر نایاب ہو گئی۔ اس کا ایک نسخہ محترم الخاق عبدالرحمن مصروف ہوا صاحب سے ملا۔ دفتر کی  
لائبریری میں درج ہوا۔ لیکن ہم ہو گیا اس کا بہت صدمہ ہوا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے کرم کیا۔ اللہ  
تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر دیں اپنی بھرپور موملا دعا و رحمتوں کی بارش سے نوازیں، ہوتا ج محمد  
صاحب مرحوم فقیر دانی کو، ان کی محنت سے دوسرا نسخہ مل گیا۔ جسے جان سے عزیز سمجھ کر سنبھالے  
رکھا۔ آج سالہ سال بعد اس کی اشاعت کی حق تعالیٰ جل و علاحدہ نے توفیق سے نوازا، اس پر  
عبد و شکر بخواتین ہیں۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی مرحوم اس مرحلہ پر بہت یاد آرہے  
ہیں۔ انہوں نے بارہا اس کتاب کی اشاعت کی اہمیت بتائی اور اشاعت کے لئے بارہا حکم

فرمایا: صحیح ہے کہ قدر در در روبرو اندر جو ہر و جو ہری۔ لیکن کل امر مرہون جلا وقتا تھا سے بھی تو مفر نہیں۔ واقعی یہ کتاب اس قابل ہے کہ قابل قدر جان کر اسے پڑھا جائے۔ لیکن اس کے لئے بھی تو قابلیت درکار ہے۔ "میں تو اس قابل نہ تھا" اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا کہ کتاب پچھنے کے قابل ہوئی۔

ایسے وقت میں چھپ رہی ہے کہ اس کے چھاپنے کی اہمیت بتانے والے مولانا دکان دینی (اس دنیا میں نہیں رہے۔ وہ ہوتے تو ان سے دعاؤں کا انعام لیتا۔ لیکن وہ حیات اموات کے قابل تھے۔ حق تعالیٰ ان تک یہ خبر پہنچا دیں کہ آپ کے ایک ملازم خادم نے معرکہ سر کر لیا ہے تو انہیں خوشی ہو۔ ویسے وہ ایسے نیک بخت تھے کہ یقیناً پہلے ہی خوشیوں سمیت رہے ہوں گے۔

کتاب بطور ۳۵۱ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔ جیسی مرزا، جلد کرتے وقت کافی حد سلاخی میں آجائے کہ باعث ناخوش استفادہ ہو گیا تھا۔ اس پر نٹ بہت تھا۔ جلد کھول کر ایک ایک ورق کیا۔ پھر دیکر جنت نو نو کرانے الفاظ پھٹ گئے۔ وہ اہم الفاظ بھر پٹھے، مئے، بچے کتاب علمی اور فقیر شخص کو کہ کتاب کو ہاتھ کیا لگا یا۔ "سر ملتا ہے ہی اوبے پڑنے گئے" کا مصداق ہو گیا۔ پھر خیر سے سپرد معذرات مجھ سے بھی زیادہ عربی لکھنے میں تن و سان واقع ہوئے ہیں۔ حواجات میں ساتھیوں کی گل فشنی سے انکار نہیں۔ لیکن خدا لگتی کو پوری نیم نے اس کتاب پر بھرپور محنت کی ہے۔ غلام یا صحیح کی تو شرم نہیں لگا تا۔ البتہ اس کا یقین کام ہے کہ پیسے کی نسبت پڑھنے میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔

پہلی اشاعت ۱۳۵۱ھ میں اپ دوسری اشاعت ۱۳۶۸ھ میں گویا ست سٹھ سال بعد اس کا دوبارہ منظر عام پر آنا یقیناً توفیقِ بڑی ہے۔ ورنہ تو خیر سے یہ کتاب عرب میں بھی مجھ سے بڑی ہے۔ اپنے سے بڑوں کے ساتھ "امتد" لکھنے والوں کے ساتھ جو ہوتا ہے وہ میرے ساتھ اس کتاب نے کیا ہے۔ میں نے بھی محدب شیشہ (کلاس نما) سے لڑائی لڑی، اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ کیا کہ سرخرو ہو گئے۔ اس رام چائی بیان کرنے سے اپنے غنچے دو نے کا ثبوت مہیا کرنا مقصود

نہیں۔ رفتاً سے استمداد کرنی ہے کہ یہ کتاب بھرچرملی ذخیرہ ہے۔ قادیانوں کے اعتراضات کو  
 ہبہا منتظر اکر نے کے لئے اس سے استفادہ اور جس ضرورتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا محمد  
 امین اوکاڑوی اس کی طباعت کے لئے بے قرار رہتے تھے۔

### تعارف: کلہ فضل رحمانی بحواب ابوہام قادیانی ۱۳۱۴ھ

حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب گورہ سپور کے ہاں تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی  
 کے ہم عصر تھے۔ لدھیانہ کے محکمہ پولیس میں کورٹ ہنٹمن تھے۔ مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے  
 مرزا سلطان احمد کے ساتھ ملازم ہوئے۔ غلام احمد قادیانی بھی گورہ سپور کے تھے۔ اس لئے  
 مرزا قادیانی کے ہم عصر، ہم خط و اوامر کے بیٹے سے تعلقات کے حوالہ سے گویا ”گھر کے بھیدی“  
 تھے۔ آپ نے یہ کتاب ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۷ء میں لکھی اس کتاب کی اشاعت کے بعد  
 مرزا قادیانی اس میں سے زیادہ عرصہ زندہ رہے۔ لیکن کتاب کے مندرجات کی تردید کا حوصلہ  
 کر لے۔

یہ کتاب اپنی بعض خصوصیات کے باعث در قادیانیت کی دیگر ہزاروں کتب میں  
 انفرادیت رکھتی ہے۔ مثلاً:

۱۔ اس کتاب کے نام سے دو دفعہ سن اشاعت نکلتا ہے۔ کلہ فضل رحمانی  
 (۱۳۱۴ھ) بحواب ابوہام قادیانی (۱۳۱۴ھ)

۲۔ مرزا قادیانی نے اپنے ۲۲ غلام احمد قادیانی کی مناسبت سے (۱۳۰۰ھ) کا  
 عدرا نکال کر اسے اپنے دعویٰ میں پیش کیا۔ (ازداد ۱۸۵۵ء: ج ۳ ص ۱۰۹) قاضی فضل احمد نے  
 سات (۷) غلام مرزا کے سوا فقین دغا فین کے لکھ کر ان کے بعد (۱۳۰۰) پورے ترکے کھڑا کر  
 یہ دعویٰ کے صداقت کی دلیل ہے تو ان ساتوں کو بھی مہدی مسیح مجدد نبی مان لیا جائے۔ اس سے  
 مرزا کی علمی بند ہو گئی۔

۳۔ مرزا نے (ازداد ۱۸۵۵ء: ج ۳ ص ۱۰۹) میں کہا کہ ”میرے دل  
 میں ڈالنا یہ ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔“  
 مولف کتاب نے لدھیانہ میں قادیان نامی دوسرا گاہوں اور اس میں غلام احمد نامی شخص کا حوالہ  
 دے کر مرزا قادیانی کو پست گرا کر اس پر دوسرے غلام احمد قادیانی کو بٹھایا۔



## معارف جمعیت کا نظر

اس جگہ میں تیسری کتاب جمعیت کا نظر ہے اس کے مصنف بھی تو خلیفہ اعلیٰ محمود اسپوری ہیں۔ ۱۹۱۵ء میں چھپی ہر شائع ہوئی تو ناشر نے اس کے سرورق پر خود یہ تعارف لکھا۔

”اس میں اویس و آثار سے جو ارمینیا قاضی اعلیٰ مدرسہ عالیہ اسپر پوس لدھیانہ تھے اپنی انشاء میں مولانا رسول، مرزا علی احمد، بی بی فکیمہ کوٹس فیروز چوک کے ہوتی، درج ہے۔ اس کا جواب قادیانی مصوف بہ، مودحت درخت و دروں کے کسی سے ملے گا۔ پاتھارہ سے مدیہ شریف کی لکھی، مرزا قادیانی مدنی رحمت و نبوت وندانی سے وہابی زہریت قیصر کے ساتھ روٹھی لکھی تھی۔ یہ مصنف مزج کے لئے نہایت مدد و سہج سے مراد نام ان خط و کتابت کے ساتھ بھی مہجرتی ہوئی ہیں۔“

اس ایک کتاب کے تین ماہ ہیں۔

۱۔ جمعیت کا نظر (۱۳۳۳ھ)

۲۔ وہابیہ و اہل حق (۱۳۳۳ھ)

۳۔ خون ارمین (۱۹۱۵ء)

نوٹ اس جگہ (۲۰۰۱ء) کے آخر پائس جلدوں کی نمائندہ سے اپنی کئی کتابوں کو ہم جلدوں سے استفادہ اور پڑھنے میں آسانی ہو۔ جو پائو واریم کے رسم سوال کو ہونے کے لئے جمعیت ہو گا۔

۱۔ رب تو کریمی رسول تو کریم

۲۔ شکر کے ہستہ سیمان دو کریم

۳۔ دانش اقلیم لدھیانہ، ۱۹۱۵ء

۴۔ جہانمیں نازل ۱۸۴۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## اجمالی فہرست ..... احتساب قادیانیت جلد ۲۰

۳	عزیز مرتب	
۹	مسمیہ انتہیہ	۱
۲۵۷	نکحہ فطریہ دینی	۲
۵۱۳	تہذیب و عادت	۳
۶۰۶	فہرست احتساب قادیانیت جلد ۲۰	۴

نور دینی ایچ

اس حصہ کے آخر میں ص ۶۱۹ سے آگے احتساب قادیانیت کی فہرست

جنہ میں بی بی دکنہ کا مینٹ کی خدمت شامل ہیں۔ وہاں نظر دے لیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# مسلم پاکٹ بک

درود مرزا نیت

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندیؒ

بسم الله الرحمن الرحيم

تقریظ: شیخ التفسیر والمحدثات حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

ہمارے بھائی مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی (فاضل دیوبند) نے اپنی مسلم پاکٹ بک کا سوودہ کئی ابرمواضع سے مجھ کو سنایا۔ حق تعالیٰ جزائے خیر دے یہ اچھا کام کیا ہے۔ مرزا نیوں نے جو پاکٹ بک چھپوائی ہے اس کی جواب دہی کا فرض افادہ مولوی صاحب موصوف کے قلم سے ادا ہوا۔ مسلم پاکٹ بک فی الحقیقت مرزائیوں کے رد میں ایک بیقی کتب خانہ کا حکم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نوگوں کو اس سے مستفیع کرے۔ مجھے امید ہے کہ اس ہمس کتاب کو قدرتی نگاہ سے دیکھیں گے۔ وراثی خیر اور صاحب ثروت مسلمان بچوں کو اسے خرید کر اس کی عام اشاعت میں حصہ لیں گے۔ پنجاب وغیرہ میں بڑے بڑے مجاہد و نشین، مشائخ تہذیبیہ۔ ان کی ادنیٰ توجہ سے یہ کار دشوار آسان ہو سکتا ہے۔ واللہ لا یصعہ اجر المحسنین

الراقم شبیر احمد عثمانی دیوبندی

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ

تقریظ: جناب مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری حافظ کتب مرزائیہ

الحمد لله رب العالمین ، والصلاة والسلام على خاتم النبيين ،

وعلى آله واصحابه اجمعين !

مسلم پاکٹ بک مسند جناب مولانا محمد مسلم صاحب دیوبندی کو میں نے شروع سے آخر تک دیکھا۔ فرقہ مرزائیہ کی تہذیب و حسن صورت پر کی گئی ہے۔ لفظ توفی ، رفع ، ثلث ، خاتم ، وغیرہ پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ مرزائیوں کے ویرانوں کے جواب بھی بخوبی دیئے گئے ہیں۔

میں نے اس کتاب کے وہ حوالے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے ، خواہیں دیکھے اور اصل کتابوں سے مقابل کئے۔ اکثر صحیح پائے۔ جو غلط تھے ان کا صحت نام کتاب کے ساتھ لکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کتاب مرزائیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہو۔ آمین !

خادم دین ربوبی اللہ

عابد حبیب اللہ کھرب و فخر نیر امرتسر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

### قصیدہ ثنائیہ! اعتقاریہ!

باصحاب الحود والاجسام والکرم، نقد عممت باید سائر الامم!  
اے احسان اور بخشش کرنے والے تیری نعمتیں تو ہر قسم و درجہ میں۔

عصم عن الذنوب اعرض عنه بانکرم، امن علی ما بول الفصل والنعم!  
میرے گناہوں سے دور تر و فرما اور مجھ اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔

ان الانام زھیس السوء فاعلمی، وان کفوت اوصال بشومصم!  
تمہارے مخلوق تیرے احسان میں ملی ہوئی ہے۔ اُمّ چہ ان کے عصا کے جوہ تیری شکر گزاری سے  
تسریں۔

نحصل ولا ننظر الی ما کتجبہ، ان الکریم لیروحی السقر باللم!  
تو اپنے فضل سے کام لے میرے گناہوں کو نہ دیکھ۔ کہہ کہ کام چٹھری پٹی ہی کر رہے۔

کم من خطیاء عنک غصک محطف، فمّا امر بالعرف منک لما تم!  
تیرے فضل و درغو کے سامنے گناہوں کی کوئی حقیقت نہیں۔

لاحرمت الا انفس ذک مرتع، ولا یقنط الروحی لامر معدم!  
عینک بھی ہوں و تیری رحمت کا سید دار بھی۔ قرآن کہتا ہے کہ رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔

تعلمت من کدیس الحرمة کأمة، یکاد یصیق الصبر من سؤ مائم!  
میں گناہوں سے تنگ آ گیا ہوں۔ ہدایتی کے خوف سے دل لٹا ہوا ہے۔

وان ضاقت الارض لاثمی سرحم، ولاکن عفوک اکثر عبدناہم!  
اگر چہ زمین میرے گناہوں کی کثرت سے تنگ ہے۔ لیکن تو پر کرنے والے کے واسطے تیرا عفو اس  
سے کہیں زیادہ ہے۔

فلا منک لی الا الیت ملائکہ، فتطردنی ان شئت ان شئت تنفعی!  
تیرے سوا اور کوئی چھوٹا بندہ نہیں۔ تجھے اختیار ہے کہ خطاؤں پر مجھے سزا دے یا محو کر کے بخش دے۔

یاموں مدد نہ علی اہ حلقہ قاطعہ - و لا یجرب الذر عن عینہ فی الظلمہ !  
اے خدا ترانہ! چونکہ میری آنکھ میں ہے، اندھیری رات میں کھجور کی چوٹی بھی میری آنکھ میں چھیدو  
نہیں۔

لانت الہ بیس منک واحد - و یجری قصاءک صلاکوں فی الامم !  
تو بے شمار اور اکیلا خدا ہے، اور تقدیر کے دیو کی قسمت بھی آتا ہے۔

فمنسی حلقک کالبحار قط ولا - یدور ذاک علی الاسباب من قسم !  
تیرا یہ اکڑنا ورنہ اس طرح ہے، آج بھی چھتائی نہیں۔

سیت علی اسولات امر رحینما - جعلت ابن مریم آتہ علی آدم !  
تو نے اسباب پر دنیا کا نظام کامیابیت میں خبر دلائی تمام کی سبب کے معنی اور آدم کو بھیج دیا۔

جعلت محمد اللہ حق اعظم حینہ - انزل انقوع بحر بحیرۃ قلوب !  
بھروسہ کی انکھی اور ارحام اور دین کے تقدیم کو پہل بھیسے میں اٹھ کر دیا۔

تجلی تمیث و من قدح نعیدہ - فی الدنیا اوقاتیہ یوم قادم !  
تو اتر اور اتر کر رہا ہے اور بعض من گوارا کے بعد دوبارہ، یہ میں بھیجتا ہے، اے کئی کو قیامت تک  
زندہ رکھیں گے۔

واللہ یجعل حبیب شعاع وسافہ - علی یحرق الحساد تحرقی من العلم !  
اپنی جھلک میں سے جس کو چاہے وہ رساں بنے اور اُن کی کوہ کا حصہ بنے وہ مر رہے۔

حلیہ کلید ساروحہ اصطفیٰ اھد - وافصلہ حیر الببین لھاسم !  
ان کے مغز پر اہم اور مہتمم و متعلیٰ علیہ اور ساری بات لے کر اٹھائے، ان سب سے افضل کو چر  
خی بائیں میں بیکارین آدمی قرار پائے ہیں یا۔

سجدہ سجدہ انکو ومن ارسلہ - خل خلق من الاعراب والعجم !  
وہ کھڑے ہو، جہان کے سربراہ ہیں جن کو عرب اور عجم دونوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا۔

نیوہ انقطعت بعد نبیس لہا - وحی من الحکم کیں اومن احکم !  
آپ کے بعد نہایت کا سب سے تقدیر ہو یا، ان کا آئینہ حاکم بنو چکا ہے۔

لعیسیٰ سببانی آخر انصر حکمہ - یسوق السودۃ لابی من العلم !



## پہلا باب !

### تحقیق مذاہب دربارہ حیات مسیح علیہ السلام

الف مسلمان اور نصاریٰ کا ان دو باتوں پر متفق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد معنوی کے ساتھ اس وقت زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ قیامت سے پہلے جیسے آسمان سے اتریں گے۔ بلکہ نصاریٰ کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ وہ سو فی دینے جانے کے بعد چند گھنٹے مر رہے ہیں اور پھر زندہ کر کے آسمان پر بھیجے گئے۔

ب تمام مسلمان اور اکثر قدیم نصاریٰ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سو فی پر معلق نہیں چڑھائے گئے۔ بلکہ سو فی دینے سے پہلے دن کو آسمان پر ٹھانپا گیا۔

ج پھر مسلمانوں میں سے بعضوں کا یہ خیال ہے کہ وہ دفعہ دوسری کے وقت سورہے تھے یا ان پر موت طاری کر دی گئی تھی اور آسمان پر لے جا کر ان کو زندہ کر دیا گیا۔ یہودی کہتے ہیں کہ آپ کو سو فی دے کر رہا دیا گیا اور آپ کی شخص سو فی کے بعد زمین میں دفن کر دی گئی اور اس کا رقص آسمانی نہیں ہوا۔

غرض یہودیوں کے سوا مسلمان اور نصاریٰ میں سے کوئی شخص بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی حیات اور آپ کے رقص جسمانی سے انکار نہیں ہے۔ شیخ الکبریٰ نے فتوحات مکیہ میں رقص جسمانی کے انکار کو مستلزم اور شخص نصاریٰ اور یہودی طرف منسوب کیا ہے۔ مرزا ولی مراد نے عتقاد عقیدہ میں بارے میں وہی ہے جو یہودیوں کا ہے۔ مگر اہل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سو فی پر چڑھنا جانا مانتے ہیں اور ان کا اس پر سراسر تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اہل سلب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت مرتے ہیں۔ جیسے کہ منہ و جانیں تجزیوں سے ظاہر ہے۔

... الصعود الاّ اذی مددہ الی السماء قد ثبت فی امر المسیح عیسیٰ من مریم فبانہ صعد الی السماء وسوف ینزل الی الارض وهذا مما یوافق انصار علیہ المسیحین فایہم یقولون ان المسیح صعد الی السماء ببدنہ وروحہ كما یقولہ المسلمون وبقولون انه سوف ینزل الی الارض ایضاً كما یقولہ المسلمون وکذا اخرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاحادیث الصحیحہ لکن کثیراً من النصارى یقولون له صعد بعد ان صعد وانه قائم من القبر

وکتیر من الیہود یقولون انہ صائب ولم یقم من قہرہ واعمال المسلمون وکثیر من النصارى فبقولہون انہ لم یصلب وکن صعد اسی لسماء بلا صلہ واحتملوا ومن وافقہم من انصارى یقولون انہ یثرب الی الارض فی یوم اقیامۃ وان نزولہ من شرائط الساعة کنادل علی ذلك الکذب ولسنة وکتیر من النصارى یقولون ان نزولہ هو یوم الفیعة وانہ والذہ الذی بحاسب انخلی“ (الحجۃ الصحیح ج: ۱ ص: ۶۶-۶۷) عکاذل شیخ الاسلام الحرانی

۲ ”وقبل امانہ اللہ سبع ساعات نہ دفعہ لى السماء والیہ دہشت النصارى“ (مبشارى: آل عمران ص: ۱۹) (مرآۃ العیسیٰ ابن ماریہ)

۳ ”قال وھد قوفی اللہ عیسیٰ ثنت ساعات من النهار ثم احیا، ثم دفعہ للہ انیہ وقال محمد بن اسحاق ان احصارى مرعمون ان اللہ توفاه سبع ساعات من النهار ثم احیا، ودفعہ الیہ“ (تفسیر ابن کثیر ص: ۴۹ ج: ۲ طبع بیروت، زبر آبد لى مترفیک، بومامہ ص: ۱۶) زبر آبد بعیسیٰ ابن متوفیک والفصل ۱

۴ (ص: الحفظ ابن حجر العسقلانی فی تلخیص الضمیر ص: ۱۶۶) ”کتاب اطلاق“ (واما رفع عیسیٰ فاتفق أصحاب الاخبار والتفسیر علی انہ رفع مینہ حیا وانما اختلفوا هل مات قبل ان یرفع ارنام فرغم“

۵ ”قال ابن العربی المعتزلة والیہود والنصارى یسکرون الریۃ الجسدانی“ (متوحدت مذہب ص: ۳۶ ج: ۱)

۶ ”علیٰ مذاہب نے قرآن مجید کے ترجمہ میں آیت ”مکروا ومکر اللہ اکر تحت کھا ہے کہ فرقہ بنی نازین جو یہ بیت کے نزدیک شرار میں تھا۔ کتب علی السلام کے مصوب ہونے سے ناکارہ تھا اور ان کا اعتقاد تھا کہ سائمن آپ کی جگہ مصیب پر لگا دیا گیا۔ ایسے ہی فرقہ سیرت میں جو ان سے بھی جوشتر تھا اور کارپا کریشن جو کتب علیہ اسلام کو صرف انسان ماننے میں ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ کتب علیہ اسلام خود مصوب نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کے حواریوں میں سے ایک شخص یوآپ کا بیٹا تھا مصیب دیا گیا۔ مصنف نوٹس نے بھی رسولوں کے سفرنامہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور انہیں یہ باتیں میں بھی ایسا ہی لکھی ہے“

۷ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ امان پر موجود نہ ہو سکتا ہے۔ ان کا وہاں تک نہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جبرئیل علیہ السلام نہ آنا یہ سب ان کے جوشتر ہیں۔“ (ضمیمہ ۲ جن وادیہ جلد ۱ ص: ۲۳۰ جزا ۱ ج: ۲ ص: ۲۰۶)





پڑھا کر لے گئے۔ وہاں یہ سمر معہ حبیب سارا (جلالین ص ۳) ہے

استمدال۔ جبکہ جبرائیل جبرائیل قوی فرشتہ ان کی حفاظت کے لئے مقرر تھا اور  
پیوہیوں کے مقابلہ میں ان کو امداد و اعانت کی بھی اشد ضرورت تھی تو ایسی حالت میں ان کی  
حفاظت نہ کرنا اور ان کو دشمنوں کے ہاتھوں میں صلیب کی تالیف اٹھانے اور طعن و طعن  
برداشت کرنے کے لئے چھوڑ دینا منصب جبرائیل کے خلاف ہونے کی وجہ سے قطعاً ناممکن ہے۔  
خصوصاً جبکہ امداد و اعانت کرنے کا یہ پہلا ہی موقع تھا۔ کیونکہ فرشتہ لا یعصون اللہ مالا امرہم  
و یفعلون ما یؤمرون (الاسراء ۱۰) کی ماتحت یعنی مقررہ حد سے کبھی غافل نہیں  
ہو سکتا۔ ملازمین سورہ نمل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر اپنے احکامات کا ذکر  
کرتے ہوئے بطور امتحان اذ ابداک ہرود القدس (سورہ نمل ۱۱) فرمایا ہے۔ یہ بات  
ایسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ علیہ السلام پر پیوہیوں کے ہاتھ سے بچایا جائے۔ لہذا امرؤ  
تاریکی کا (سورہ نمل ۱۲) اور نمل میں ۵۷ (یہ کہہ کر) کھٹکنا ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو  
تاریات دکھانے گئے اور جس قدر کائناتیں سنائی اور فقیہوں اور مولویوں نے اشاروں سے اشارہ کیا  
اور سنیں اور سمجھیں ان کے ہاتھ اس کے حق میں مقرر تھا سب اس نے دیکھا۔ تب یہود جس نے  
جبری سے کھٹکے کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھایا۔ بالکل ضد اور قرآن مجید کی اس آیت  
کے سراسر خلاف ہے۔

کیا جبرائیل علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کے لئے مقرر  
ہوا اور جبرائیل علیہ السلام نے اسے لے کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت پر اہل بیت  
کرتا ہے۔

۸ جزوی قضیت سے قضیت عامہ یا قضیت کلیہ کوئی اثر نہیں پڑا کرتا۔  
دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ ملانے کا واقعہ تھے۔ عمر یہ شاعر کو اس محبت کی وجہ سے بھی  
قضیت حاصل نہیں ہو سکتی۔

۹ اگر جبرائیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے تو ”رب  
السموات والارض“ ”ما لک فیہ من حق“ ”لک یعصمک من الناس“ ”اللہ کی  
حفاظت جبرائیل کی محافظت سے بہرہ جہاں نصیب ہے۔

آیت نمبر ۲ ”و حیھا صر الذباب والاحرہ ومن المقربین“ (آل عمران ۵۰)  
حضرت مریمؑ کو وادہت عیسیٰ کی بشارت دیتے ہوئے کہا کہ دونوں کا دونوں جہاں میں شرافت اور



۳ "کونه من السجودین رفع الی السماء، وصحبة الملائكة"

(تشفیع ج ۱ ص ۱۰۰-۱۰۱ تحت آیت وحیناً ہی الدنیا)

س یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ کی شان میں تباہت ڈال کر انرا منکح کرنے میں پھر وہ دیکھ لو دنیا انہیں کچھ سمجھنے لگا۔

ج۔ ٹکان ٹھونچ کر نے اور چھوٹے اثرات دیکھنے سے وجاہت میں فرق نہیں آتا۔ ہمیشہ ہوا ہوا رہی، ایک لوگوں کو برا کہتے آتے ہیں۔ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں تکلیف اور ایسے دینے والے کلمات زبان سے نکالے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں "فیراه الله صاعقاً لواءاً وکان عبدالله وحیداً" حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہمیت کو یہودیوں کے فتنوں سے بچانے اور پرکھنے کے لیے فرمایا ہے۔ البتہ اگر یہودی صحابہ پر چڑھانے یا مارنے پینے کے ساتھ ان کی اہمیت اور عزت کم کرنے تو وجہ بہت اور عزت دینی باقی نہ رہتی۔ اس نے انہیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صریح کی تکالیف برداشت کرنے کا قائل ہونا ضرور تو جن کے اس آیت کے بھی خلاف ہے۔

آیت نمبر ۳ "وبکلمہ السام فی الہند وکھلا" (آل عمران: ۴۸) فرماتے ہیں اور دیکھو ہم میں کوئی اس سے ظاہر نہ ہے۔

فقت الکھل علی اللعۃ ما اضع قونہ وکل شیاہ" (تفسیر کسر ج ۵ ص ۵۰۵) "الکھل من الخصال من زاد علی تلخیص سنۃ الی اربعین قبل من ثلث وثلثین الی الخسین" (معجم الصحیح ج ۱ ص ۵۰۰) "وفیه ایضاً الکھل من اقصیٰ شیاہ" (ج ۱ ص ۵۰۰) بل فقت میں اس کو کہتے ہیں جس کی جوانی پوری اور قوت مجتمع ہو۔ وہیں سے چالیس یا پچاس سے بچوں کی عمر ملتی ہے۔

استدلال: پچھلے صفحہ ۱۷ میں بات کرنا فراقی غایت عجیب و غریب تخیل کی خواہش یا جوانی میں کلام کرنا، چھوٹا لطف و محبت میں ہے۔ یہ ایک آدمی دیکھنے کے زمانے سے بڑھاپے تک بائیں کرتے رہتا ہے۔ اس نے کمیت کے زمانہ میں کلام کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آسمان سے کائنات ہونے کے وقت آپ کی اہمیت ہوئی۔ یعنی جو عمر سعود آسمانی کے وقت تھی وہی نزول کی حالت میں رہ گئی۔ امتداد زمانے نے وجود آسمان پر رہنے سے عمر میں چند اہم تعلیمات ہوگا۔ صوم و عز و ان آسمانی اور عمر کا تقیسات سے محفوظ بنانے کی اہمیت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورہ بقرہ میں قیامت کے دن ظہور اہمیت کے زمانہ موت کی تحفہ کو بھی ذکر کیا ہے۔ اس میں غلط کو

عشاء نبوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تو پھر اس انحراف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہ رہے گی۔ سو وہ مائدہ میں انہی انشاءات کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص تھے۔ لہذا اس لفظ کی زیادتی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف زبردست اشارہ ہے۔

شہادتیں

۱ "ان المراد بقوله وكهلاً ان يكون كهلاً بعد ان ينزل من السماء في آخر الزمان ويكلم الناس ويقتل الدجال فال الحصن بين الفضل وهي هذا الآية نص في انه عليه الصلوة والسلام سينزل الى الارض"

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۰)

۲ "وهي هذه نص على انه سينزل من السماء الى الارض ويقتل الدجال"

۳ "انه شايأ رفع والمراد كهلاً بعد نزوله"

(اموالسجود ج ۲ ص ۷۷)

۴ "وبه استدلال على انه سينزل فانه رفع قبل ان يتكهل"

(مضاوی ج ۱ ص ۲۵۰)

۵ "اگر ہم متمدنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور صعود دونوں حاکمیت میں ثابت نہیں ہوتی۔"

۶ "ومن نعمة منكم في الخلق" کی رو سے ہر بڑی عمر کا آدمی بڑھتا ہوا چاہئے۔ لہذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوں گے۔ ضرور بڑھتے اور نئے بھی ہوں گے۔ اس لئے نبوت سے بعد نزول مراد لینا صحیح نہیں۔"

۷ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبل از رفع دنیا میں ٹھہرنے کی مدت تینتیس سال ہے۔ "يقول ان عمر عيسى عليه السلام الى ان رفع كان ثلاثا وثلاثين سنة وسنة اشهر"

"فانه رفع وله ثلاث ثلاثون سنة هي الصحيح وقد ورد ذلك في حديث في صفة اهل الجنة انهم عسى صورة آدم وميلاد عيسى ثلاث وثلاثين

سنة وام ما حكه ابن عساكر مخصم انه رفع وله مائة وخمسون سنة فشاذا  
غريب بعدہ

”خروج انطرباسی بسند حدیث عن ابی قال قال رسول اللہ ﷺ  
بعد من اهل الحقة عسی طول آدم سنین ذرا خا مزارع النک وعلی حسن  
یوسف وعلی میلاد عیسیٰ سنة وثلثین سنة“

”قال ابن عباس ارسل الله عیسیٰ وهو ابن ثنیین سنة فمکث فی  
رسلته ثلاثین شهرا ثم رفعه الله انه“

”خروج ابن سعد وحمد فی الرهد والحاکم عن سعید ابن السبی  
قال رفعه عیسیٰ ابن ثلاث وثلاتین سنة“

(دومینورج ۱۰۰ ص ۹۰)  
استدراک کی روایت صحیح نہیں۔ جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے کہ اس روایت میں لغوی  
میں لکھا ہے

”اور یہ حدیث درست اس کے یہ معنی میں کہ صومریوں نے پچیسے اور تین سو سال بعد  
دو سو سال کے بعد کوئی عمرانیہ سویشیں میں کی ہوگی۔ چونکہ آسمان میں تعمیر نہیں۔ اس لئے وہاں کے  
زمانہ آسمانی ہوں گے۔“

”اور فعلیٰ نہیں۔ بلکہ اس کے معنی میں ہوتا ہے۔ چنانچہ ”الغسل اللہ  
بالعیسیٰ من یومئذ قلت“ میں ”الغسل“ کا لغوی معنی ہوتا ہے۔ یعنی غسل  
وہاں ”الغسل“ کے معنی میں ہے۔“

”مفسرین نے کہا کہ اس کا ترجمہ ہو چکا ہے کہ اس کا ترجمہ ہو چکا ہے کہ اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ بلکہ  
کہولت کی حالت میں رہیں۔ یعنی جس طرح کہ حقیت میں غلو میں مد سے تک رہنے کے یہ وجود ہمیشہ  
کہولت کی حالت میں رہیں گے۔ جیسا کہ طبرانی، راوی شیخ کی روایت سے ظاہر ہے۔ اسی طرح  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی باوجود حقیقتہً خدا کی کہولت میں رہیں گے۔ اور انہی جوڑے میں  
میں نے۔“

”انسان کی عمر طارونی حصہ دو ہے جس میں اس کی قوتیں بے کار ہو اور اعضاء  
ہو اب وک۔ ان۔ ایک سو چوبیس برس والے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ بالکل بے کار ہو جائے کرے  
اور کئی مہرل کا نہ رہے۔ حضرت نوح اور حضرت آدم علیہم السلام بڑا بڑا عمر میں عمر پانے کے  
بوجود اپنا کام اچھی طرح کرتے رہے۔“

اس زمانہ میں بھی خشکی (جس کے اظہار کا تھوچا نا ہیروڈ میں لکھا ہے کہ: "پہلے  
سے شامک چوان گاؤں میں درود پچھن سال کا آدمی رہتا ہے اور باوجود اس کہ وہ عمر ہونے کے  
نہایت پست ارقواتا ہے اور بغیر ٹیک کے دفنی پڑ سکتا ہے۔" (اصول دین ۲۱۲ میں ۱۹۵۲ء)  
۵۔ تغیرات "سب آدمی کی اپنی تہذیب سے ہوا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں  
میں سوئے حرالت کرنے کی وجہ سے وہ ایک چیز ٹھنڈی یا گرم رہتی ہے اور چوٹیں ٹھنڈی خراب  
نکسہ ہوتی۔ چونکہ زمانہ پر کوئی ایک ہے اس لئے وہاں جو چیز بھی ہے وہ ہر قسم کے تغیرات سے  
مخلو ہے۔"

مطابق: "اگر قطعی ثابت نہ ہو جو زمانہ اور ملک رہنے کے کبھی روز نہیں ہوں  
کے جیسے کہ حدیث سے ثابت ہے تو کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بارہ سو تک رہے کی  
وجہ سے روز سے تسلیم کرتے ہائیں اور ایسا زمانہ کے مقابلہ میں قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا  
جاسکتا ہے۔"

۲۔ اور اگر قطعی آپ نے خیال میں روز سے بوجہ نہیں ہے تو اس کا ثبوت  
قرآن اور حدیث سے پیش کریں اور ضرورت پیش نہ کر سکتے ہیں "پہلے اسلامی تعلیم کا  
منہ والے اور محرف نہ سمجھ پائے۔"

آیت نمبر ۴ "وَمَكْرُومَكْرَاللّٰهِ وَاللّٰهُ حَبِيبُ الْمُكَرِمِينَ" (نیل عمر ۱۰۷)  
یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی خفیہ توجہ میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلہ  
میں تدبیر کی۔ اللہ تعالیٰ مدح کے لائق ہوں میں بہتر ہے۔

الحق: ۱۔ "المکر مافتنۃ قریب" (ما تھی الارواح: حصہ ۱ ص ۱۵۶)  
۲۔ "المکر حیلہ برفیہ یا الا حرقی الشر وعودن اللہ تدبیر  
حتى وعدہ اسدراحہ بطول الصحۃ وسطاھر المعصۃ"

(مجمع البحار: الاوارح: ص ۱۰۶)  
۳۔ "قال الرازی فیہ عبارة عن التدبیر المکدر الکامل ثم  
احتس فی العرف بالتدبیر فی ابصال النیرالی العیور والذات فی حق اللہ غیر  
مجمع"

۳۔ "والمکر من حبث، انه فی الاصل حبثہ بجلب بها غیرہ"



اسلام کو لان کی قوم سے بچانے کا بیان ہے۔ اسی طرح یہاں بھی یہودیوں کے مکر و فریب کے مقابلہ میں مکر اللہ! کے معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کے لئے چاہئیں۔

س۔ ”یہودیوں کی یہ کوشش تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ صلیب کے ہڑک کر دیں۔ اس لئے سوئی ریٹا یہودیوں کا مکر تھا۔ سوئی سے زندہ تارانا اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہوگی۔

ج۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سوئی دیا جانا تسلیم کریں جائے تو یہودیوں کا اپنی تدبیر میں کامیاب ہونا ضرور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ ان کو پلڑا، رہنما، پیغمبر اور مددگار مل کرنا یہودیوں کے لئے بڑی کامیابی ہے۔ پھر سوئی پر چڑھاؤ اور یہودیوں کا اپنے خیال میں ان کو بالکل قتل کر دینا حتیٰ کہ نصاریٰ پر بھی ان کا حقیقی غور پر مرنے پر مشہد نہ دروہے۔ ملی دروہ کی کامیابی ہے۔ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جس کی خدا تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عقیدے بھی سبب کر لی ہے۔

آیت نمبر ۵۔ ”اِنَّ قَوْلَ اللّٰهِ بِاَعْيُنِنَا اَنۡتَۤی مَتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیْهِ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الذِّیۡنِ کُفِّرُوۡا وَخَافِیۡلِ الذِّیۡنِ اَتَمَعُوۡکَ مَوۡقِیۡ الذِّیۡنِ کُفِّرُوۡا اِلَیۡ یَّوۡمِ النِّفَیۡمَةِ“ (آل عمران ۵۵) جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں تجھے سینے سے لگاؤں اور اپنی طرف اٹھائے دلا ہوں اور تجھے کن روں سے پاک رکھنے والا اور تیرے جسمین کو تیرے رنکار کرنے والاوں پر قیامت تک قلب دینے والا ہوں۔ پھر

اغت نسومی ابکے حقیقی معنی لینے اور غلط کرنے کے ہیں اور جب نسوفی استیفاء کے معنی دیتا ہے تو اس وقت اس کے معنی پورا پورائے کے ہو جاتے ہیں اور کھنڈی ان دونوں معنوں کے علاوہ مارنے، سلانے، سختی اور شمار کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ مگر یہ سب اس کے مجازی معنی ہیں حقیقی نہیں ہیں۔

استیفاء و اقام وزنی کہتے ہیں کہ ”اِنَّ التَّوَفَّیۡ هُوَ الْقَبْضُ یَقَالُ وَفَانی فُلَانٌ دَرَاهِمِیْ وَاَوْفَانی وَتَوَفَّیْتُهَا مَهْ کَمَا یَقَالُ سَلَمَ فُلَانٌ دَرَاهِمِیْ اَلِیْ وَتَسَلَّمْتُهَا مَهْ وَقَدْ یُکُوۡنُ اِیۡضًا تَوَفَّیۡ بِمَعْنٰی اَسْتَوَفَّی“ (تفسیر کبیر ۸ ص ۷۲) جلالین کے مابین میں ہے کہ ”التَّوَفَّیۡ هُوَ الْقَبْضُ یَقَالُ وَفَانی فُلَانٌ دَرَاهِمِیْ وَ اَوْفَانی وَتَوَفَّیْتُهَا مَهْ عِیَارُ الْقَبْضِ یُکُوۡنُ بِالْمَوۡتِ وَالاَصۡغَادِ“

لہذا جس جگہ بھی توفی کے معنی قبض اور استیفاء (اخذ الشئ و اقباض) کے علاوہ ہوں گے یا غنڈ اور گنتی وغیرہ کے آئیں گے وہ سب مجازی معنی ہوں گے۔ کیونکہ توفی کا اطلاق ان معنوں میں بھلائے معنی استیفاء کے ہے۔ یعنی توفی اصل میں ان معنوں کے لئے وضع نہیں کیا گیا۔



بلکہ معنی استیفاء کی منیت سے ان معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

استیفاء کے معنی تخت میں "أخذ النسيئی وافیاً" اور پورا پورا لینے کے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل تصریحات سے ظاہر ہے:

۱ "استوفاه وتوفاه استكملة" (اساس البلاغہ)

۲ "توفیت المال واستوفیة اذا خذته كله"

(لسان العرب ج ۱ ص ۳۰۹)

۳ "توفاه هو مته واستوفاه لم يدع منه شیئاً"

(لسان العرب ج ۱ ص ۳۰۵)

۴ "توفیته واستوفیته بمعنی (المصباح المنیر للخلیوسی)

غرض نیند اور موت وغیرہ میں توفی کا استعمال حقیقی نہیں ہے بلکہ باعتبار معنی استیفاء کے توفی کا اطلاق ان معنوں میں تہذیبی طور پر کیا گیا ہے۔

۱ "ومن المحارز ادركته الوفاة ای الموت والمنية وتوفی

فلان اذا مات توفاه الله عز وجل اذا قبض نفسه ومعنی انصحاح روحه" (ناج العروس، شرح غاموس ج ۲ ص ۲۰۰) بخموت پر توفی کا اطلاق کیا ہے۔

۲ "ما توفی الدائم استیفاء وقت عطفه وتعميره الى ان نام"

(لسان العرب ج ۱ ص ۳۰۰) چونکہ توفی اطلاق اس لئے ہوتا ہے کہ نیند میں تمیز کرنے کے وقت کہ استیفاء ہوتا ہے۔

۳ "ومن المحارز توفی فلان وتوفاه الله وادركته الموت"

(اساس البلاغہ) چونکہ فلان نے وفات پائی یا اللہ تعالیٰ نے اس کو وفات دی اور موت نے اس کو پایا۔ یہ توفی کے مجازی معنی ہیں۔

۴ "توفی الموت استیفاء، مدت اللتی وفیت له وعدد ایامه

وشہوره واعوامه فی الدنیا" (لسان العرب ج ۱ ص ۳۰۹) چونکہ موت پر توفی کا اطلاق اس لئے ہے کہ اس میں مدت وفات سے اس کی زندگی کے تمام اوقات کا استیفاء ہوتا ہے۔

۵ "توفیت عدد القوم اذا عددتهم کلهم" ("یضاح") میں نے قوم

کی گنتی پوری کی۔ جب ان کو پورا گن لے۔

وأنشد أبو عبیدہ لمنظور الوبییری۔

ان سبب الا درواہد لوامن اہامہ  
ولا توفیہم قریب فی العود

(سورہ یوسف ص ۱۵۳)

”التوفی اخذ النفس واعمال الموت موع منہ“ (اصطلاح: ص ۷۵۳)  
اگر راجح الحسب ہے تو قیامت کے لئے ایسے شی کو پورا پورا لیجئے گئے ہیں اور موت اس کی ایک قسم ہے۔  
جیسا کہ اس میں بھی احتیاط سے لکھنے پائے جاتے ہیں۔

ماوراء الزین قرآن مجید سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے اصلی واقعے بعض گنہگاروں کے لئے موت ہے۔ چنانچہ غیر ہر میں استعمال مجازی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”الذین یسوفون الانفس حیث موتھا والقی بہ نعمت من عندہا ینسک لنی قضی علیہا الموت ویرسل الاحدی الی اجل مسمی“ (سورہ مر ۶۱) ”والتہ یخڑیتہ ہے نفس کو وقت موت کے اور جس کی موت نہیں ملے گی اس کو پھڑکاتے ہیں ختم میں۔ اس روح کو جس پر موت کا فیصلہ کر دیا ہو پھڑکے اور اس کی موت و وقت کے لئے پھڑکے دیتا ہے۔“

اس قیامت سے صاف ظاہر ہے کہ قیامت کی قسمیں ہیں

۱۔ قبض ارواح مع الاموات اور موت ہے۔

۲۔ قبض ارواح مع الارواح وہ زندہ ہے۔ یعنی قیامت کے لئے بطور قدر مشرک دونوں میں پائے جاتے ہیں اور یہی صورت میں سامنے ہے۔ قیامت قیامت کے لئے قبض کرنے کے لئے اور دیگر خصوصیات کا لحاظ نہ کیا جائے۔ جس طرح مسمراتی برائیات افراد خصوصاً ہونے کی وجہ سے قصہ سیرت فریٹ سے فانی ہوتی ہیں اور ان میں سے مہم ہوتی ہے۔ یہ دو دیگر قیامتوں کا مقابلہ نہیں ہوتا۔ اس طرح یہاں بھی قیامت کے اصلی قبض کرنے کے لئے جائیں گے۔ قیامت اور موت وغیرہ وہی قصہ سیرت بلکہ کچھ بھی جائیں گی۔ یہ ہم سوال اور مدت کے واقعات کا واقعی سرچ جانتے ہیں کہ جس لفظی طبع سے لکھی اور عام کے لئے اور اس میں تصور۔ نام کے مقابلہ تصور میں اس لفظ کا استعمال مجازی طور پر ہوگا۔ اس لئے قبض اور استیلاء کے۔ دو جس وقت میں بھی لفظ قیامت کا استعمال ہوگا۔ وہ اس کے لئے مجازی ہوں گے۔ حقیقی نہیں ہونگے اور لفظ کا استعمال مجازی مجازی میں بھی کسی قریب کے صحیح نہیں۔ اس لئے کسی مصنوع کے لئے مجازی متعین کرنے کے لئے قریب کی احتیاط ہوگی۔ جب تک کوئی قریب سے حقیقی کے مراد لینے سے مانع نہ ہوگا حقیقت کو چھوڑ کر مجازی طرح نہ چار نہیں ہو سکتا۔

ہے۔ اس میں غیبی باتوں کے متعلق تفسیری تہا زنی دونوں بیان کرتے جاتے ہیں۔ اس سے کئی موت پر کتاب سے قوی کے معنی موت نہ کہ کچھ کر یا کیا کرنا کہ قوی اس معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

اگر مان لیا جائے کہ موت اور زندہ وغیرہ استیلہ اور قبض کی صریح قوی سے معنی موضوعات میں اور یہ الفاظ ان معانی میں مشترک انفس سے تو چہر بھی کئی خاص معنی میں لفظ مشترک کا استعمال بغیر قرینہ بحثیں ہو سکتا۔ اس کے اسب متوفیک! میں لفظ قوی کے معنی متعین کرنے کے لئے قرینہ استدلال درست ہے۔

انی متوفیک! کی تحقیق

چونکہ وہ حدیث صحیحہ متواترہ اور اس حدیث امت قرآن مجید کی بعض صریح آیتوں سے حضرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودہ زندگی، ارفاق آسمانی اور مژدہ فی ثواب ہے۔ اس سے قوی کے معانی مستعمل میں سے وہی معنی مراد لئے جائیں گے جس سے قرآن شریف و احادیث شریفہ کا انکسار ہوتا ہے۔ اس سے قوی کی نسبت اس سے مراد ہے کہ یہ صیغہ عزائمات جو قوی قرآنی اور احادیث سے ملتی ہیں جو اس معنی سے ہے۔

”وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ قَدِ ابْتَلَيْتَ الْمَلَائِكَةَ بِالْمَاءِ فَمَا جَاءَكَ بِهِنَّ مِنْ أَجْزَلٍ وَأَبْطَلَتَ ابْنُ مَرْيَمَ وَأَتَىكَ الْمَعَادِیْ فَمَا جَاءَكَ بِهِنَّ مِنْ أَجْزَلٍ“

(مفسر مکرر: ۱۰۰)

یہی وجہ ہے کہ مفسرین نے اس آیت کے جو معنی بھی لئے ہیں وہ اس معنی سے تیسرے مخالف ہیں جس کی جن لوگوں نے متوفیک کے معنی متعین لکھے۔ اس میں وہی تفسیرات ملے گئے ہیں اور ان وقوع نزول کے بعد ماننے ہیں جو اس اور رفع موت ان کو بار بار مذکور ہوئے اور پھر آیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

”وَالْمَا احْتِاجُ الْمَفْسُورِ اَوْ تَاوِيلُ الْوَقْتِ بَعْدُ كَرْتَانِ الصَّحِيحِ اِنْ لَلَّهَ تَعَالٰی رَفَعَهُ اِلَى السَّمَاءِ مِنْ غَيْرِ وَفَاتِ اَعَارِجَهُ كَقَبْرِ مَنْ اَتَمَّ سِرِّهِ وَاخْتَارَهُ اَسْرَ حَوْبِرِ الطُّبْرِی وَوَجَّهَ ذَلِكَ اِلَيْهِ فَدَمِغَ فِي الْاِحْصَارِ عَنِ الْاَمْرِ بِمَا كَانَ لَوَلَّهِ وَقَتْلُ الْاَحْضَالِ اَفْغِيحَ الْمَیْلَاجَ (ص ۹۰)“ مفسرین نے قوی معنی موت کی (مذکورہ بالا) دلیل میں لکھا ہے کہ حسب راہ الیہ سے اللہ قوی نے حضرت محمدی کو زندہ آسمان پر اٹھایا ہے۔ بعیر کہ اکثر مفسرین نے اس راہ کو ترجیح دی ہے اور ان کو

جبری نے اس کو اختیار کیا ہے اور ایسا ہی نزول آسمانی نقل و حال کے متعلق صحیح روایتیں موجود ہیں۔ ۵

اس عبارت کا یہی مطلب جو پہلے ذکر کیا گیا احمد یہ پاکستان بک (اسٹمٹ) کے جو اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ مفسرین نے جو روایات بحوالہ کی نص کی تاویس کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حدیث میں آپ کے لئے نزول کا غلط دیکھا اور ان کے نقل و نقل کا بیان پڑھا۔ حالانکہ نزول سے آسمان سے اترنا اور نقل و حال کے ذکر سے جیسے زندہ رہنا ثابت نہیں ہوتا۔ احمد یہ پاکستان بک کا موقف یہ پائیکل غلط ہے۔

مردہ اس سبب سے اس عبارت کو ثابت کر دینے تو آیت ہزار روپیہ بطور انعام کے دیا جائے گا۔ ورنہ چلو بھر پانی میں ڈوب مریں۔

اذکر الحافظ ابن حجر فی التلخیص العظیم من کتابہ الطلاق ج ۳ ص ۶۶۲) "واما رفع عیسیٰ فانفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع صدقہ حبلاً وانما اختلقوا اهل مات قبل ان یرفع او نام فرعی" "تسببت فی علیہ السلام کے زندہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ کی حالت میں اٹھایا ہے یا قہر اذرقع، اس کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا ہے۔

حضرت ابن عباس اور ابن جریر اور امام مالک نے متوفیک کی ایک توجیر میچک کے ساتھ کی ہے۔ لیکن ابن عباس، ساجی، تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں اور امام مالک اور ابن جریر نقل و رفع موت و ادر ہوئے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل ہیں۔ عمر مرزا کا وہ پانی اور اس کے متبعین حسب عادت نقل میں خیانت کرتے ہوئے تفسیر مصیدک کی نسبت ان حضرات کی طرف کر دیتے ہیں اور ان کے عقیدہ و حیات بعد المات اور جواز تقدیم و تاخیر کو ذکر تک نہیں کرتے۔ غرض علمائے امت میں سے ایک شخص بھی حیات مسیح علیہ السلام کا منکر نہیں ہے۔ ابن تفسیرین نے اس آیت کی جتنی توجیریں بھی کی ہیں وہ سب اجماعی عقیدہ کی موافقت ہی میں ہیں۔ ثنائت میں ایک بھی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

متوفیک کے معنی تفسیر سے

۱. "اے مستوفی! جلتک و مؤخرک الی اجلک السننی عاصماً لک

من قتلکم او قاتلکم ۲. من الارض من توفیت مالی ۳. ... او متوفیک ناٹما

اذ روى انه رفع وهو نائم وقيل ۱۔ مسميتك هي وقتك بعد النزول من السماء ورافعت لان ۲۔ او مسميتك من الشهوات العائقة عن الخروج الى عالم الملكوت وقيل امته الله تعالى صبح ساعات ثم رفعه الى السماء واليه صعد انحصارى قال الفرطى او الصبح ابن لله تعالى رفعه من عذر وغاد ولانوم كما قال الحسن وابن رشد وهو جدير انطبرى وهو الصبح عن ابن عباس ۳۔

(تفسير ابو السعود ج ۲ ص ۲۳) واللفظ له بضم واو وياض ۱۰۱۔  
علامہ ابوالسعود نے لفظ مسمیٰ کی باعتبار اوقات کے پانچ تو جیسے کی ہیں۔ ہر ایک توجیہ میں اجتماعی عقیدہ کی رعایت رکھی ہے۔

۱۔ میں حیوی زندگی کے یا مرنے کو چاہ کرے ۱۱۔ اور تجھ کو یہودیوں کے گھر سے بھا کر آ کر تمہارے گھر رکھتے ۱۲۔ یوں۔ ۱۳۔ تجھ کو زمین سے زندہ اٹھانے ۱۴۔ یوں۔ ۱۵۔ تجھے خیر کی حالت میں لے چلے ۱۶۔ یوں۔ ۱۷۔ تجھے اس وقت مکان پر زندہ اٹھائے ۱۸۔ اور اسی لئے بعد مارنے والا یوں۔ ۱۹۔ تیرے گھر کے پینے کی خوشبو خوش مزہ کر کے تجھے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ رکھنے والا یوں۔ ۲۰۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سات آسمان تک مارنے رکھ دیا اور پھر زندہ کر کے آسمانوں پر اٹھایا۔ یہ نصاریٰ کا مذہب ہے۔ ملازم قرطبی نے بتایا کہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ و بیدار کی حالت میں اٹھایا ہے۔ خیر و برکت ان پر ۲۱۔ راہیں کی۔ اس سے بھرتی اور امن و امان کا بھی یہی مذہب ہے اور اسی کو سن کر یہ بھرتی ہے تنقید کیا ہے اور ان جہات سے بھی صحیح روایت ہے۔

تقریباً یہی مطلب منہ در منہ میں مہارتوں کا ہے

”اسی مسمیٰ مسمیٰ عنک عجب انونک ملا اتر کھد حتی بغفلوک مل انا رافعت الی سماءى ومقرک بدلائکتى واصونک عن ان بتمکنوا من قتلت وهذا نزول حسن (والدانی) مدفوک اے مسمیتک وهو مرقى عن ابن عباس ومحمد بن اسحاق قالوا والمقصود ان لا یصل اعداؤه من الیہود ائی قتلہ ثم انه بعد ذلک اکرمہ من رفعہ الی السماء ثم احتفوا علی ثلاثۃ اوجہ (احدها) فان ذهب توفی ثلاث ساعات ثم رفع (ثانیہ) قال محمد بن اسحاق توفی سبع ساعات ثم احاد اثم ورفعه (ثالثہا) قال الربیع بن انس انه تعالى نوحاه حين رفعه الى السماء“ (تفسير كبير ج ۸ ص ۷۶)

”ان التوفیٰ هو القبض یقال وفاتنی فلان دراهمی و اوفاتی  
و شوفتها منه کما یقال سلم فلان دراهمی الی ونسلمتها معه وقد یکون ایضاً  
توفی بمعنی استوفی و علی کلا الاحتمالین کان اخر اوجه من الارض  
واصفاده الی السماء توفیک“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۶)

”والمعنی انی رافعت الی ومطهرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد  
امز الی ایاک فی الدنیا ومثله عن التقدیم والتاخیر کثیر فی القرآن“

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۳)

”اخرج امحقاق ابن عساکر عن طریق جوهر عن الضحاک عن ابن  
عباس فی قوله اسی متوفیک ورافعت الی یعنی رافعت ثم متوفیک فی آخر  
الزمان“ (درمشور ج ۲ ص ۳۰)

والذنی المراد بالتوفی الخواء ومنه قوله معلی ”لک یتوفی الانفس  
حین موتها والتي لم تمت فی منامها“ فجعل النوم وفاة وکان عیسی قدنام  
فرفعه الی السموات ثم یلحقه خوف“ (تفسیر حازن ج ۱ ص ۵۵)

”ای مستوفی اُحلتک ومعناه اسی عاصمتک من ان یقتلک الکفار  
ومؤحک الی حل کنیه لک ومستند حنف ابعک لاقتل بایدبهم ورافعت الی  
سمائی ومقر ملائکتی وقیل معیتک فی وقتک بعد النزول من السماء قال شیخ  
الاسلام ابن حجر فاحتلف فی موت قبل رفعه فقیل علی طاهر الاية او مات  
قبل رفعه ثم یموت ثانیاً بعد النزول وقیل المعنى متوفیک فی الارض فعلى  
هذا لا یموت الا فی آخر الزمان بعد نزوله وقال متوفی نفسك بالنوم اذا روی  
انه رفع ثانیاً (کمالین)“

تلافت میں سے صاحب مجمع البحار نے بھی اسی قسم کی توجہیں بیان کی ہیں۔

”متوفیک ورافعت علی التقدیم والتاخیر وقد یکون الوعاة قبضاً  
لیس بموت او متوفیک مستوف کونک فی الارض“ (مجمع البحار ج ۵ ص ۶۹)  
مفسرین نے استیفاء اور بھی امامت (امارت) امام (ملا) ان پاروں معنی کے لحاظ  
سے توفی کی تفسیر کی ہے۔ لیکن کسی جگہ بھی اجمالی عقیدہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ پہلی توجہ  
اولیٰ عمر سے لے کر آخر وقت تک کو جادوی ہے۔ یعنی اس صورت میں قبل از مود اور بعد رفع

دستی اور زوال آجاتی۔ دوسرے تک تمام عمر کے ایام و شہور کے اشتیاق اور ان کو دشمنوں سے بچانے کا وعدہ ہوگا اور دوسری توجہ میں دشمنوں سے بچاتے ہوئے آسمان پر اٹھنے کا وعدہ ہے جو ایسا سرخ سے زوال کے وقت تھک پور ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لفظ قویٰ خدا اس معنی کے ہوا کرتا ہے کہ اس کے لئے کافی تھا۔ مگر چونکہ بعض استعمالات میں اس کے معنی مارنے کے بھی آجاتے ہیں۔ اس لئے اس کے بعد فعل کا ذکر کرنا پڑیگا۔ تاکہ قویٰ سے موت کے معنی نہ سمجھوتے ہو سکیں۔ نامزدی فرماتے ہیں کہ

”سما علم الله ان من الناس من يحظر بباله ان ياذي رغبه الله هو روحه لاحسنه وكر هذا الكلام ليدل على انه عليه الصلوة والسلام رغب بغيره به اسم السماء بروحه وحسنه بغيره...“ اس آیت پر علامت کرتے ہوئے حضرت سید علیہ السلام کا فرق جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوا ہے۔ نفس روح کے ساتھ نہیں ہوا۔ غنائت و فطرت کے بعد افعال بیان کیا گیا ہے۔

چونکہ قویٰ کے معنی امات (مار) کرنے اسلامی تفسیر میں ت کے خلاف تھے۔ اس لئے منوعیت کے معنی معتدل کرتے ہوئے دو تفسیریں کی گئیں ہیں

۱۔ صیغہ سرخاص میں زمانہ استقبال کا خلا کرتے ہوئے یہ معنی لئے ہیں کہ نزول من السماء کے بعد تجھے اپنے وقت پر صیغہ دوں گا۔ اس صورت میں تقدیم کا غیر قویٰ لازم آئے گی۔ جس میں وامر از می کی تفسیر کے موافق کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ اول زمانہ حالی کے واسطے میں تو پھر اس کے یہ معنی ہیں کہ تجھے اس وقت مارنے والا اور پھر زندہ کر کے تو ان پر اٹھائے گا۔ ہوں۔ موجود و ناممکن اربعہ سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔ کسی کے خیال میں یہ تو جیسا کہ خدا میں پا چکی۔ مگر مسلمانوں میں جن حضرات نے منسوب علیہ السلام کے معنی ہیں۔ یہ وہاں تو جیسا کہ صحیح ہے، ہوتی اور نقد یہ دعا حق و جائز کہہ دیاں فرماتے ہیں ان حضرات کی طرف صیغہ کی اہستہ کرتے ہوئے ان تو یہ سبوں اور نظر انداز کر دینا تمکس اور صومے کی کے طرہ و اجتہاد و چرک خیانت اور بے ایمانی ہے۔

۳۔ توفیق کے معنی تو جھک کرنے صحیح نہیں ہیں۔ اور نہ نفع کی قید زائد اور بے فائدہ ہوئی۔

۴۔ قبض بھی نفس روح کا اور بھی راجح اور جسم و نور کا ہوتا ہے۔ مگر روح کا ذکر نہ کیا جاتا تو قویٰ سے نفس قبض روح کا وہم ہوتا ہے جو مقصود کے خلاف تھا۔ اس کے علاوہ اگر

توفی کے معنی پورا پورا رہنے کے بھی لئے یہ کہیں تو پھر بھی تصریح لیا علم ضمن اور رفع ایسا مگر کے لئے رفع کا ذکر کرنا ضروری تھا۔

”قلنا قوله انى متوفيك يدل على حصول التوفى وهو جنس نجته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصفاء الى السماء قلما قال بعد ورافعك الى كان هذا تعيناً للنوع ونم يكن تكرار“ (تفسير کبیر ج ۸ ص ۷۲)

س توفی کے معنی ملامت کے قبض یا استیفاء وغیرہ لئے صحیح نہیں ہیں۔  
 کہہ تو قرآن میں توفی کے معنی اکثر جہ مارنے کے آئے ہیں۔ خدا و انبیاء جس جہ توفی کا کامل اہل ہوا اور مقبول ذی روح ہو وہاں موت کے سوا دوسرے معنی نہیں آئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اس کے خلاف ہمت کرنے پر پورا ایک بڑا رد و پیہ انجام دیا ہے۔

ث قرآن میں توفی کا استعمال موت کے معنی میں کثیر نہیں۔ دوسرے معنوں میں بھی کثرت سے آیا ہے۔ حیوانات کے خوف۔ نہ چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں

۱ ”حنى يتوفاهن الموت“ (النساء: ۱۰) اے یقیناً

۲ ”حنى اذا جاء، حدكم الموت تومته رسلنا“ (احزاب: ۶۱)

اے احدثہ!

۳ ”حنى يتوفاكم ملك الموت الذى وكال مكم“ (اسحده: ۱۱)

۴ اے حدکم لو قبض روحکم! کجی اختیار میں ہے۔

۵ ”يتوفاكم بالليل“ (الاعدم: ۱۰) اے منیمکم!

۶ ”يتوفاكم ملك الموت يستوفى عددكم“

(مجمع المدحرج ۵ ص ۱۹)

۷ ”الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت فى

(زمر: ۴۳)

منامها“

اس آیت میں توفی کا استعمال دو مختلف معنوں میں آیا گیا ہے۔ جو عموم مشترک ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ اس لئے بطور عموم مجاز یا تہ مشترک کے ایسے معنی لینے پڑیں گے جو دونوں میں پاسے جائیں اور وہ قبض ہے۔

۱ چنانچہ علامہ ابوالمستوفیٰ ”هو الذى يحلى عليكم وملائكته“

(احزاب: ۶۳) کے تحت لکھتے ہیں کہ ”فان استعمال اللفظ الواحد فى معنيين“



متغاشرین معذلاً مساع لہ بل علیٰ ان یزاد بها معنی مجلزی عام یکون  
 کلاً المحدثین فرداً حقیقیالہ" (ابن سعید ج ۷ ص ۱۰۶) اس کے علاوہ لفظ مشترک کا کسی  
 معنی میں کثیر استعمال ہونا اس کے قلیل استعمال سے کو باطل نہیں کرتا۔

قرآن میں کثرت سے صلوة کا لفظ نماز کے لئے آتا ہے۔ لیکن آیت: "ان اللہ  
 وملائکتہ یصلون علی النبی" (احزاب: ۵۶) میں نماز کے معنی لئے کسی طرح صحیح نہیں  
 ہیں اور قرآن مجاز میں کثرت استعمال کوئی قرینہ ہے۔ اگر ہے تو: دیکھا کہیں اور سورہ پورا نعام  
 حاصل کریں۔ پھر اس قاعدہ کا ثبوت کسی نحو یا لغت کی کتاب سے پیش کرنا چاہئے۔ پنجاب کے  
 ایک کاؤس میں بیٹھ کر عربی لغت میں قیاس چلانا کیونکر جائز ہو گیا؟ خصوصاً جس کو اردو بھی لکھنا نہ  
 آئے وہ کوئی عربی قاعدہ کیا خاک بنا سکتا ہے؟

۳ توفی کا فاعل ہمد اور مفعول ذی روح ہو اور توفی کے معنی مارنے کے نہ  
 ہوں، قرآن ہی میں موجود ہے۔ پھر جانے کی ضرورت نہیں:

"یوہو الذی یتوفاکم باللیل" (احزاب: ۶۰) "آی ینیبکم"

(مجمع البحر ج ۵ ص ۹۹)

۲ "اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تحت فی  
 نعامہا" (زمر: ۵۰) کیا مرزائی و یا ت انہی دعوہ کو پورا کر سکتے۔

۳ حضرت مسیحی کی وفات قبل الفراق کو تسلیم کر کے ان کے دو بار و زائد ہونے کو  
 تجویز کرنا مندرجہ ذیل آیات اور احادیث کے اسے ممنوع اور ناجائز ہے:

۱ "وحرّم علی قربة اهلکناها انهم لا یرجعون (الانبیاء)"  
 ۲ "الذ یرواکم اهلکم قبہم انهم لا یرجعون (بیس)"  
 ۳ "فلا یستطیعون توصیة ولا الی اهلهم یرجعون (بیس)"  
 ۴ "حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب الی یرجعون - لعلی اعمل  
 صالحاً فیما ترکت کلاً - انہا کلمة ہو فآلہا - ومن وراثہم برزخ الی یوم یبعثون"  
 (المومنون: ۱۰۰)

۵ "فیمسک التی قصد علیہا الموت ویرسلہ الاخری (زمر)"

۶ "وقال الذین اتبعوا لوان لنا کرة فنتبرأ منهم کما تبرأ منا"

(نقرہ)

۷۔ ”ثم انكم بعد ذلك لمينون - ثم انكم يوم الغيامة تبعثون“

(المؤمنون)

۸۔ ”ولو ترى اذ وقفوا على النار فقالوا بلبثنا نرد ولا نكذب

بآيات ربنا ونكفون من المؤمنين - انعام“ (۴۷) (ہم یہ پکارت ہیں۔)

حدیث میں ہے کہ: ”قل يا عبادي من علي احطك قال يارب تحييني فاقتل فيك ثانيه قال الرب تبارك وتعالى انه سبق مني انهم لا يرجعون“

(رواه الترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۷۹)

”قلنا روع الله سبحانه لما فقال استغفرو الصالحين (رواه مسلم،

مشکوٰۃ ص ۴۶)“ (انہیں یہ پکارت ہیں۔)

مفسر علیہ السلام کا مرد کو زندہ نہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے کسی بھی نے مردہ نہ زندہ نہیں کیا۔ در نہ آپ ضرور کرتے۔

بعض لوگوں کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آنا آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے صراحتاً ثابت ہے جس میں کسی جسم کی تادیل نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ مگر چونکہ موت سلسلہ حیات کے متعلق جو سنے کا کام ہے اس لئے یہ انقطاع بھی حیات کے مقرر کردہ مدت کے ختم ہونے پر ہوتا ہے اور کبھی اس سے پہلے۔ اول صورت میں مردہ کا دوبارہ دنیا کی طرف لوٹ کر تاقیر ممکن ہے۔

اس کی یہ وجہ نہیں ہوتی کہ عند لقائے اس کے زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا یا قانون تدریس کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناممکن ہے۔ جیسا کہ مرزائی سمجھے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کی حیات کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اب دنیا کے آپ وراثہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہا۔ غرض جن آیات اور حدیثوں میں دنیا کی طرف واپس ہونے کی نفی آئی ہے۔ ان سے یہی صراحت ہے اور جن میں زندہ ہونے کے واقعات صراحتاً موجود ہیں۔ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو مرزائیہ بغور اظہار و بھڑکائی اور مصلحت خود اندیشی کی وجہ سے موت دی گئی اور پھر کچھ عرصہ بعد زندہ کی گئے بقیہ مقرر ہو کر مرنے کے واسطے دوبارہ زندہ کر دیا۔

چنانچہ قیادۃً ”ثم بعثناكم من بعد موتكم“ (مقرہ: ۵۶) کی تفسیر میں لکھتے ہیں

کہ ”الحیاء يستوفوا بقية آجالهم وارزاقهم ولوماتوا بحالهم ثم يبعثوا الى يوم النفيامہ“ (معالم التنزیل ج ۱ ص ۲۸)

انقرہ و شتران میں ہے کہ میں بھی اپنی جریر طہرانی و دانی اپنی حاکمہ ریح میں افس اور دیگر  
مفسرین سے یہی سنا ہوا ہے: "وَنَقُلُ عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ تَعَالَى قَطَعَ أَحَادِيثَهُمْ  
بِهَذَا لَا مَرْتَبَةَ لَهُ أَحَادِيثَهُمْ كَمَا أَحْبَبَ الَّذِي مَرَّ عَلَى غُرْبَةٍ وَهِيَ خَالِيَةٌ عَنِ عُرُوشِهِ  
وَاحِدًا لَهَا فِيهِمْ ثُمَّ نَهَمَ دَعَا مَحْرُجًا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهَمَّ الْوَفَّ حَذَرَ الْمَوْتِ"

(تفسیر کبرج ص ۳۷۷)

بہارِ اہل کی، شمسِ مؤمنین۔ زندگی کی مدت قسم ہونے کا نام، اہل بیات ہے جس  
کے بعد دنیا میں زندہ ہو کر آئے نہیں نہیں۔ دوسری اہل موت یعنی مرنے کا وقت ہونا، مگر کی مدت  
قسم ہونے سے پہلے واقع ہو۔ اس صورت میں وہ کسی چارے کا گھر کی ہے۔ محمدؐ کے بیات میں  
کوئی یا بھی تو عرض نہ رہا۔

آیت دا حصاً اِحْلِهِمْ لَا يَسْتَدْرِيُونَ مَعَاذَ وَلَا يَسْتَفْقِدُونَ  
سے معلوم ہوتا ہے کہ موت وقت سے پہلے نہیں آتی۔ پھر درمیان میں نقطہ حیات کے نکالنے۔  
یعنی آیت مذکورہ میں مفسر بیات کے درمیان واقع ہونے والی موت کی نفی  
نہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی کو موت اپنے وقت سے مقدم یا موخر نہیں ہو سکتی۔ علاوہ  
ازیں اور اس وقت کے اس مقام پر یہ توضیح کی ہے۔ ایسے واقعات میں ان لوگوں کے لئے وہ وقت  
مرتا رہے اور وہی آخر بیٹا مقدم ہو چکا تھا جو اپنے اپنے وقت پر چارہ ہوتا۔ یعنی ایسے نہیں ہوا کہ کسی طرح  
میں سے نقطہ کر کے درمیان میں موت اور زندگی۔ بلکہ ایک موت اور زندگی کے لئے ایک  
اللہ وقت مقرر تھا۔ یہاں چھوٹی کوئی بھی نہ تھی کہ موت ہوتے تھے۔ "وَهَذَا ضَعِيفٌ  
لَّأَنَّهُ نَعَانِي مَا آمَنَهُمْ مَالِصَاعِفَةٌ لَا وَفَّ كُتُبٍ وَأَحْسَرُ بِذَلِكَ فَصَارَ ذَلِكَ الْوَقْتُ  
أَجَلًا لَهُمْ الْأَوَّلُ تَمَّ الْوَقْتُ الْآخِرُ أَجَلًا لِحَبِائِهِمْ" (تفسیر کبرج ص ۳۷۸)  
غرض امت محمدیہ میں سے ہر مرد و عورت کو کوئی شخص بھی تکلیف نہیں ہوا۔

جو بیات تقطیع ہے

آرہ یہ جو اب کافی ہے لیکن مزید تحقیق کے لئے تفصیل عرض ہے کہ  
"حرام سے محقق خیر مقدم ہے اور انجمن۔ مرد و عورت دونوں کا اہل ہر وقت ہوتا ہے لہذا آیت کی  
تفسیر ہر طرح ہوئی "عند حوہم حرام ہی مستمع" (تفسیر کبرج ص ۳۷۸)  
آیت و حرام علی مرتبہ امینہ ما سہ لا مخرجوں: (ص ۳۷۸)

پھر آیت مقررین ابھی کے، میں، ازل ہوئی ہے۔ اس لئے آخرت کی طرف نہ



کی نفی نہیں ہے جو غنیہ مطلب ہو سکے۔ (ب) عظم جنس کے لئے ہے اور جنس میں احاطہ افراد کا نہیں ہوتا۔ جیسے "خلقکم من نراب" میں غنیہ مطلب سب ہیں اور نفی سے پیدا کھل آہم کو نیا ہے۔

۹۸۔ دونوں حدیثوں کا حاصل محض اتنا ہے کہ مالکین نے زندہ کرنے کی آرزو کی عمروہ پوری نہ کی تھی۔ اس سے احیاء ہستی کا کہاں ہونا؟ بات نہیں ہونا۔ حدیث میں ہے کہ مومن نعماء جنت کو دیکھ کر اپنے اہل و عیال کو فخر دینے کے لئے واپسی کی درخواست کرتا ہوا کہتا ہے کہ "یقول یارب اقم الساعة یارب اقم الساعة لارجع الی اہلی و مالی" (مشکوۃ کتاب الجنائز ص ۱۰۲) باب ما یعمل عند من حصرہ العوب۔ اس میں قیامت قائم ہونے کی آرزو کی نفی ہے جو پوری نہیں ہوئی۔ مگر تہ پوری نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیامت بھی واقع نہ ہوا کرے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا دعا کی درخواست قبول نہ کرنے اور موتی کے عدم وقوع پر استدلال آسان و سادہ ہے۔ مرزا قادیانی نے اسی دعوے کے ثبوت میں ایک یہ آیت بھی پیش کی ہے: "لا یدفون فیہا الموت الا احوۃ الاولیٰ" (انحاح: ۵۰)

مرزا قادیانی نے موت اولیٰ کے معنی ایک دفعہ مرنا رکھے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہاں اولیٰ سے دنیا کا مرنا مراد ہے۔ خواہ ایک دفعہ ہو یا دو دفعہ۔ اس سے ایک دفعہ موت مراد لینا صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے الفاظ "ای القی فی الدنیا بعد حیاتیہا فیہا قال بعضهم الا یعنی بعد۔"

۱۔ ابو بکرؓ نے نبی کریم ﷺ کے جنازہ پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ لم نعمت موتین! آپ ﷺ دو دفعہ نہیں آئیں گے۔

۲۔ اس میں عام طور پر دو دفعہ مرنے کی نفی کرتی مفسرین نہیں ہے۔ بلکہ نفی خاص مراد ہے۔ یعنی نبی کریم ﷺ کو دو دفعہ موت نہ آنے کی۔ اس پر اذکرینہ ہیں۔ بعض صحابہ کرام کا یہ خیال تھا کہ حضور ﷺ کا جو عرصہ کے بعد زندہ ہو کر دنیا میں تشریف لائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے آپ ﷺ کے متعلق اس خیال کی ذمہ لیم نعمت موتین! سے تردید کی تھی۔ عام طور پر احیاء ہستی کا انکار نہیں کیا۔

۳۔ اذکرینہ کی طرف واپسی شرط ناجائز ہوتی تو صحابہ کرام بھی اس نکتے کے مرتکب نہ ہوتے اور نہ حضرت ابو بکرؓ کو خصوصیت کے ساتھ نفی کرنے کی ضرورت تھی۔ بلکہ عام حالت سے آپ ﷺ کے دو مرتبہ مرنے پر استدلال کرنا کافی تھا۔

اس مقام میں مرزا قادیانی نے چند آیتیں اور بھی ذکر کی ہیں جن سے سوائے کاغذ سیاہ

کرنے اور حسب وقت چالوں پر دمب جمانے کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مجملہ ان مئے عین  
آفتیں ہیں:

(۱) "وَمَهْمُ بَخْرٍ حَبِيبٍ مِنَ الْخَلَاءِ (الغفرہ: ۶۷)"

(۲) "وَمَهْمُ بَخْرٍ حَبِيبٍ مِثْلُهَا (مائتہ: ۳۷)"

(۳) "أَوَلَا تَكُ اصْطَبْتَ الْخَلْفَةَ هُمُ غَيْبُهَا خَالِدُونَ (الغفرہ: ۶۹)"

جو چیزیں ان آیتوں سے سمجھ میں آ رہی ہیں وہ یہ ہیں کہ جتنی جنت میں اور کافروں میں  
میں داخل ہونے کے بعد ہمیشہ ہی میں رہے گا۔ اس سے ہمیں بھی انکار نہیں۔ کیونکہ جنت یاد دہش  
میں داخل ہونا حسب کتاب کے بعد ہوگا۔ اس وقت نہ دنیا ہے کئی دنیا کی طرف واپسی۔  
احیاء موتی کا ثبوت قرآن وحدیث سے

"أَنْ قُلْتُمْ بِأَمْسٍ لَدَىٰ مَوْسَىٰ لَوْ سَمِعْتُمْ لَكَ حُتَّىٰ نَرَىٰ اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ

الْحَصْفَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ" (قصہ: ۶۵) "پھر مومنین نے کہا کہ اگر آپ کوئی سبب ہم سے کہہ سکیں تو ہمیں اس سے نہ کچھ

لگے۔ مگر یہ ایمان نہ لائیں کہ (اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ہی پر جہانوں نے اپنی ایاقت اور اہمیت

سے زیادہ سوال کرنے میں کی تھی یہ سزا دی) اس تمہارا۔ سو دیکھتے ہی دیکھتے بجلی نے آ کر تم کو

پکڑ لیا۔ پھر ہم نے تم کو مروجہ ہونے کے بعد زندہ کر دیا۔ تاکہ تم بھرا شکر یہ یاد کرو۔ یہ

ان جہانوں فرماتے ہیں کہ اچانک ایسے آپ پیدا ہوئی جس نے ان کو جلا کر ماست

کر دیا (تیسرے باب ص ۸۶) میں ہے کہ "نَهَانُوا وَقَعْتَ مِنَ السَّمَاءِ فَأَخْرَجْتُكَ"

حضرت موتی علیہ السلام نے یہ لکھ کر اللہ تعالیٰ کے آگے دانا اور اس ضرب فرمایا کہ فی

ثُمَّ رَأَىٰ فَنَادَىٰ رَبَّكَ أَنْ سَلِّبْ أَعْلَىٰ كَتَمِهِمْ مِنْ قَبْلِ وَابِئِ ائْتَلِكُنَا مِنْ فَعْلِ السَّهْلِ

عسا! اللہ انہ کو آٹھ تھپے بنا کر حق کی حق باتوں میں سے پختہ کئے اور ان کو جلا کر پکڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات پر ان کو دوبارہ زندہ کر دیا۔

کہ "ثُمَّ مَقَامَاتِ قُرْآنِ کریم میں جو دوسری موتی کے متعلق ہیں جن میں یہ مذکور

ہے کہ قاضی قوسیا قاضی مارنے کے بعد زندہ کیا گیا۔ ان سے امامیہ کے معنی حقیقی مارنا اور موت دینا

مرا نہیں۔ بلکہ ممانہ اور بے ہوش کر دیا ہے۔ لہذا جب حقیقی مار کر زندہ کرنا خواہے تو ان

قد رت ہے تو زندہ کرنے سے ڈکاؤ وغیرہ کیوں مراد نہ لیا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ "موت" کیونکر یہ "موت" کہ "انہ کنا ہوا"

فعل السبقها، منا (امراء ۱۰۵۰) اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ ہے ہوشی اور نیند تک محدود نہیں رہا تھا۔ اور نہ کبھی اس کو بلا موت سے تعبیر نہ کرتے۔

دوسرے لعلکم تشکروں سے شکر گزار کی کام طلب کرتا رہا ہے نہ ضرور کوئی مافوق الاعادت بات پیش کی ہے اور مردہ کا زندہ کرنا مراد ہے نہ ہے ہوشی اور نیند وغیرہ سے بچانا یا ہوشیار کرنا۔

اسی عبارت سے آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”احییناکم بعد حرقکم لکی تشکروا احیائی (تفسیر عباس ص ۷)“ ﴿ختم نہیں چھنے کہ بعد ہم نے زندہ کر دیا تاکہ تم ہمادے زندہ کرنے پر شکر کرو۔﴾

دیکھتے ہیں کہ اس سے (اور مشورہ میں) اس میں منقول ہے کہ ”فماتوا بعد الموت يستوخوا آجالهم“ ﴿جو ان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا تاکہ وہ اپنی زندگی کا بقیہ حصہ پورا کریں۔﴾

۲ ”فقلنا اضر بوه ببعضها كذا لك يحيى الله الموتى ويرىكم آياتنا العظمى“ ﴿چاہم نے کیا کہ آج کی ہوگی کائنات کے بعض حصہ کو متحول سے مٹ کر دے۔ ایسے ہی زندہ کرتا ہے اندر مردوں کو اور دکھاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں۔﴾  
تفسیر خازن میں ہے کہ جب مقتول کو ذبح کی ہوئی گائے کے کسی عضو سے مٹ گیا تو وہ زندہ ہو گیا اور اسے نکلنے والوں کا نام بتا کر مر گیا۔

قرآن مراد اس جگہ ”ان قتلتم نفعاً هادراً ثم فيها (فقیرہ: ۷۱)“ ﴿کہا اور میں کو زندہ کرنے کے بعد دیا۔ موت پر استدلال کرنا پھر اس واقعہ کو اپنی قدرت کی نشانی بتانے سے سب باتیں ایسی ہی ہو گئیں ہیں کہ جن سے مردہ کا زندہ ہونا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہاں نیند سے بچانا غصت اور بے ہوشی کا دور کرنا مراد ہوتا تو اس سے احیاء موتی پر استدلال کرنا اور سب سے تھ اور اس کو قدرت الہی کا نمونہ بنانا صحیح ہوتا۔ ان عبارتوں سے آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ۔

” (كذلك) كما احيا الله عاميل (يحيى الله الموتى) للبعث (ويرىكم آياتنا) احباب (لعلكم تتفون) لکی تصدقوا بالبعث بعد الموت (نسوير المفيلس ص ۱)“ ﴿ختم یعنی جس طرح اللہ نے اس واقعہ میں عامیل نامی شخص کو مرنے کے زندہ کر دیا۔ اسی طرح قیامت کے روز مردوں کو زندہ کر دے گا۔﴾

۳ عزیر علیہ السلام نے بیت المقدس کو منہدم اور گرا ہوا دیکھ کر کہا تھا ”انسی





فرمایا: ”اچھا بچہ، جانور سے کہہ دو کہ ان کو کھانے کے ٹکڑے کرلو۔ پھر پکارو۔ وہ تمہارا بچہ پاس آؤں گے۔ آئیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردانہ دھڑکتا ہوا دل بچے کی آنکھوں سے دیکھنے کی درخواست کرنا اور خدا تعالیٰ کا اس کے جواب میں چاروں طرفوں کے لیے نیکو بہ نسبت کرنا بغیر ایمانیاتی کی صورت دکھانے کے کوئی اور صورت ہو سکتی تھی۔ درنہ جواب سوال سے مطابقت نہیں رہے گا۔

مرزا قادیانی تو اس واقعہ کے ظہور ہونے کی وجہ سے تیار رہا نہ کہ پھر ”جس ایہ بھی یا اکل ممکن اور بہ نسبت کہ خدا تعالیٰ کسی حیوان یا انسان پر نہ کوئی نیکو بہ نسبت میں کرے۔ کھانے کے ٹکڑے کرے۔ یہ جانے اتنی موت سے بچاؤ۔ اور اس کی روح کا پاشا شدہ جسم سے وہی قصہ رکھے جو نیکو کی حالت میں ہوتا ہے۔ پھر اس کے جسم کو درست کرے۔ اس کو نیکو کی حالت سے بچاؤ۔ یہ کہہ کر وہ ہر ایک بات پر تیار ہے۔“ (زاد میں ۱۹۳۳ء، ج ۳، ص ۱۲۴، ۱۲۵)

مرزا قادیانی کی جہت دھڑکی بھی قابلِ وار ہے کہ جانوروں کے کھانے کے ٹکڑے ہو جانے کے باوجود ہوا میں رہتے ہیں۔

ملک الموت و خدا ہے کہ جس جوں ملے کے کھوں

سر سجدو ہے مین کہ میری بات رہے

جب ہے کہ ایہ ہوتی تو خلاف قانون قدرت ہونے کی وجہ سے تعذر اور قائل تردید ہوا درنہ کسی کا کھانا اور کھانے کے ٹکڑے ہو جانے اور ہوا میں قانون قدرت کے خلاف ہونے کے متعلق اور درست مان لیا جائے۔

خدا کہ نہ ہر جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کہ مسن کرشمہ ساز کرے

اصل میں ایہ ہوتی کے قائل ہونے سے مجبور ہیں۔ صحابی باقہ سے نقلی ہے۔ ان کا انکار نہ کر لیا کیا کریں۔

”ونحی المونی مادی (۱۹۳۳ء)“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو حیا کا مجروح نہ کیا۔

آخرین حصہ سے یہاں کرنے کا ٹکڑا دیا گیا تھا تو ایہ ہی مجروح ہر شخص کو حاصل ہے اور اگر قلوب کا زندہ ہونا یعنی ان کو بہایت پر لادینہ مراد ہے تو یہ اللہ کا فعل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی ان کی نیکو بہ نسبت کر دے تھی۔ ”امک لانجہ دی من حبست ویکن اللہ یهدی

میں منشاء (انحصار) ہے۔ اس پر شجر ہے۔ پھر ہم بہت سخت راویوں پر ایک ہی کرتے آئے ہیں۔ یہ بھی ان کا مخصوص تجربہ کیا ہوا۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں، بین النہرینیت کو فروغ ہی حاصل نہیں ہوا۔

۷. "هَذَا رَسُولُ اللَّهِ تَحْتَ وَلَوْ دِدْتُ لَمْ أَقْتُلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أَحْبَبِي ثُمَّ أَقْتُلْ ثُمَّ أَحْبَبِي ثُمَّ أَقْتُلْ ثُمَّ أَحْبَبِي ثُمَّ أَقْتُلْ (کما رواه البخاری ج ۱ ص ۱۰) بنی الحبلہ سے الابدان (۱۰۰) نس السہلہ (ص ۶۶) "اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ میں دو بار زندہ ہوں اور میرے خدا کے راستے میں قتل کیا جاؤں۔ پھر آئندہ دنیا کی طرف واپس لوٹاں۔" حقیقت میں یہ کہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ "وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي رَحْمَتِنَا وَلَنُكَفِّرَنَّهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَفْضَلٍ مِّنْ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ" (سورہ النور: ۲۴)۔

۸. "وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدٌ مِّنْهُ لَوَانِ رَجُلًا قَتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قَتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قَتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَيْهِ دِينُ مَا دَحَلَ الْحَقُّ حَتَّى يَقْضَى دِينُهُ" (شرح مسند احمد ج ۱ ص ۵۰) حدیث صحیحہ (۱۰۳) باب القصد علی الدین (مسند احمد ج ۱ ص ۵۰) مشکوٰۃ ص ۱۵۵) باب القولاس (بالا نظر) اس میں بھی ایسا سوئی کا حوالہ دیا گیا ہے۔

۹. "ترتیب کے معنی قرآن میں بعد از اس مارنے کے ملنے کا نہیں تو آیت کی ترتیب جاتی رہے گی اور نظر قرآنی تو اس کی منزلہ ترجیح سے بدلنا ناممکن و تحریف کے حدیث و استدلال، بعاد، اللہ کی رو سے بھی نہایت ہے۔ علاوہ ازیں تقدیم و تاخیر کی صورت میں و قعات کے لحاظ سے متوفیک کو آیت کے آخر میں لانا چاہئے گا جو کہ آیت کے آخر میں ایسی رسوم القدماء کی قید ہے۔ اس لئے موت و قیامت کے جدا ہونے کی اور وہ بھی بالحق ہے۔

۱۰. "وَمَا مَظْلُومٌ بِشَيْءٍ" کے معنی یہ ہے۔ ترتیب کے واسطے نہیں ہے۔ دیکھو آیت جو میں بدایہ النہج، کافی، شرح ج ۱، رضی شریعہ ۱۵۳۳ھ، قواعد شریعہ المعروفہ، بڑی نزول، مفصل الفیہ ابن، کتب، اثنی عشر شریعہ، مفیہ، محمد، مہد، الکبریٰ، یا، کوفی، وغیرہ اور کتب، اصول میں وصول الشاش، حسامی، نور، انوار، کا شاف، الزہری، اصول، بڑی، شرح، جمع، النہج، مع، اثنی عشر، میں مختصر، المعانی، مطبوع، النہج، الزہری، الزہری، وغیرہ۔

جب وارز مطلق جمع کے لئے ہے اور ترتیب و قیامت میں آیت تو دقات کا وضع یا نزول سے پہلے واقع ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر یہ توئی بات یاد رکھ کر کے مقدم ہے۔ لیکن مقدم ذکر کی



۳ "نموت وسجیہ وما خسر بمعوشین (مرہ نور: ۳۷)" اس آیت میں موت کو موت سے پہلے ذکر کیا ہے۔ باوجود یہ کہ واقعہ و نفس الامر میں اس کے خلاف ہے۔

۴ "یؤمنون بما ازل الیک وما انزل من فطک (الفرقہ: ۱)" اس آیت میں قرآن کو پہلے اور دوسری سہائی کتابوں کو بعد میں ذکر کیا ہے۔ لیکن واقعہ میں قرآن تمام صحف آسمانی سے مؤخر ہے۔

۵ "کذلک یوحی الیک والی الذین من فطک (شوری: ۱۰)" اس میں آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہونے کا بیان ہے، انھیں پر وحی نازل ہونے سے مقدم ذکر کیا ہے۔ مگر باعتبار ظہور اور تحقیق کے وہ سب سے مؤخر ہے۔

۶ "واوحینا اسی ابراہیم واسماعیل واسحق و یعقوب والاساط و عیسی و ایوب و یونس و ہارون و سلیمان و آتینا داود زبور والحد: ۱۰۶" اس آیت میں حضرت عیسیٰ کو ایوب، یونس، ہارون، سلیمان، داود و علیہما السلام سے پہلے ذکر کیا ہے۔ باوجودیکہ ان کا ظہور ان سب سے مؤخر ہوا ہے۔

۷ "اسی طرح آج بقرہ کے قصہ میں شروع قصہ کو بعد میں اور آخر کو اول میں ذکر کیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ اس تقدیم و تاخیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نظم قرآنی میں ہر واقعہ پہلے آدیتا ہے اس کو مؤخر ہونا چاہئے اور کلام میں الفاظ کی ترتیب کما یختصی اور مز سب نہیں ہے۔ بلکہ اس تقدیم و تاخیر سے یہ مراد ہے کہ جس طرح ذکر میں بعض الفاظ بعض سے مقدم اور مؤخر ہیں اور کلام میں ان کا اس ترتیب کے ساتھ آنا ہم بااعت کی رو سے سمجھنا ضروری ہے۔ اس طرح ان کا واقعہ اور نفس الامر میں بالترتیب ظاہر ہونا لازمی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ترتیب ذکر کی ضرورت کی ترتیب وقوع اور خارجی کو مستتر نہیں۔ لہذا یہ امر مسلم ہے کہ لفظ منسوخ فیک کا ذکر میں مقدم ہونا بعض وجوہ اختیار اور چند فوائد کی وجہ سے ضروری ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس طرح دو ذکر میں مقدم ہے اسی طرح اس کا تبارک اور نفس الامر میں واقعہ اور ظاہر ہونا بھی سب سے پہلے اور مقدم ہو اور نہ بھی جائز ہے کہ جن چیزوں میں ترتیب وقوعی نہ ہو ان میں ترتیب ذکر کی بھی ہوتی نہ رکھی جائے۔ اس لئے ترتیب وقوعی نہ ہونے کی وجہ سے قرآن مجید کی ترتیب ذکر کی کو بدل دینا قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اسی آیت میں اگرچہ وقوعی کا قیاس اور ظہور دلائل خارجہ کی وجہ سے بعد میں مانا گیا ہے۔ لیکن لفظ منسوخ فیک کو مطہرک من لذین کفروا کے بعد کہنے اور نظم قرآنی کو بدل دینے کا کوئی بھی شخص قائل نہیں ہے۔





قالوا اخرا اسماء اقصى برادنا

ثم القفول فمد حبسا حراما

چونکہ پہنچائے سجدہ فرامان تھیں۔ اس سے اس کو پہلے بیان کر دیا اور فرامان کی طرف متوجہ کر دیا۔ اس پر پڑھنے بعد میں ذکر کیا۔

۲ چونکہ یہ کلمہ سجدہ میں پڑھنے کے وقت ہمیں بیان کیا گیا ہے اور یہودی ان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس لئے سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ قادیان مناسب تھا کہ یہودی تمہارا قتل پر کبھی قادر نہ ہوں گے اور میں ہی تمہاری زندگی میں ایام پورے کر کے تم پر موت وارہ کران گا۔

۳ علاوہ توفی کے تمام سورہ فور اور زمانہ قریب میں ہونے والے تھے اور موت ایک مدت کے بعد واقع ہونے والی تھی۔ لہذا اگر توفی کو مقدم بیان نہ کرتے اور مطہری کے بعد رکھ دیتے تو یہ صحیح ہو جاتا کہ موت کسی رفع اور تفسیر کی طرح آسمان پر موصول واقع ہوئی اور یہ خلاف مقصود تھا۔ اس لئے توفی کو مقدم رکھا گیا۔

۴ سورہ آل عمران بعد توفی کے وقت دعائی اصطلاح کرنے کے لئے اتاری گئی۔ نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو میرے خدا کا بیٹا خیال کرتے تھے۔ چونکہ ان کے مقابلہ میں وقایہ کا ذکر کرنا ضرورت باقی امور سے زیادہ اہم تھا اس لئے اس کو پہلے بیان کیا گیا ہے۔

۵ "ففى البحر المحبط وعدة الاخير الاربعة نرتقيها فى غايته الفصاحة بناء على ما حبلوه تعالى لعيسى انه متوجه غلبس للماكرين به تسلط عليه ولا توصل اليه ثم يشرد فانها برفعه اليه سناؤه وسكناه مع ملائكة وعبادته غلبها وطول عمره فى عبادة ربه ثم نالها برفعه الى سماه بتطهيره من الكفار بعد ذلك جميع زمانه حين رفعه وحين يدرله فى آخر الدنيا غلبها بشارة عظيمة له انه مطهر من الكفار اولاً وآخراً ولما كان الفوفى والرغيع كل منهما خاص زمان مدنى منهما ولما كان التطهير عاماً يشعش سائر الازمان اخر عنهما ولما يشرد بهذه الشائر الفلات وهي اوصاف له فى نفسا مشرود بريرة اتباعه فوق كل كافر لتقرر بذلك عينه وبسر قبله ولما كان هذا لوصف من اعتلا، تابعيه على الكفار من اوصاف تابعيه تأخر عن الاوصاف.





بات اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ ان کو آیتوں کے ہاتھ سے بالکل چھپا لیتے اور اس وقت موت وارد نہ کرنے کی خوشخبری سنائی جاتی ہو۔ چنانچہ تمہیں برہمائی میں ہے۔

”ان قال اللہ یا عبسی اعلما بما بعکدہ بذلا عداء و تحلیصہ عن مکر رعبہ“ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے دشمنوں کے ساتھ تہذیب کرنے اور ان کو حق تعالیٰ کے کمرے چھوڑنے کے متعلق خبر دینے کے واسطے یہ کلام کیا ہے۔

رفع کی بحث

۲۔ اور اقربین رفع کا ہے جو توفیٰ کے بعد ذکر کیا گیا۔ چنانچہ توفیٰ کا استعمال ملوہ اور نہ معافی کے موت کے لئے بھی ہوتا ہے جو خلاف مقصود ہے۔ اس لئے افعک بزدل یا تمک یا تاکہ یہ استعمال باقی نہ رہے اور توفیٰ کے معنی زندہ رہنا یا پھر اپنے سے متمتع ہو جانا میں۔

”ولما علم اللہ ان عن الناس من یحطرو ببثالہ ان الذی رفعہ الیہ ہو روحہ لا جسدہ بکرہ ہذا الکلام لیسر علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع بتعامہ الی السماء بروحہ وجسدہ ویدل علی صحۃ ہذا لناویل قولہ تعالیٰ وھایضرونک من شئ“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۹۷)

اسی تفسیر کی یہ وجہ ہے۔ انشت میں رفع کے معنی اٹھنا اور نیچے سے اوپر لے جانے کے ہیں۔ چنانچہ

- (۱) صراح میں ہے کہ رفع برداشتن وهو خلاف اوصع!
- (۲) رفعہ رفع برداشتہ آن و خلاف وضعہ (منہجی الاربع ص ۱۳)
- (۳) الرفع ضد الوضع مسہ حدیث اللہ تعالیٰ المہد ارفعہ (اباح العروہ ج ۱ ص ۱۰۸) (۴) رفعہ رفع خلاف خفصہ (مضمون ہو کہ رفع نقص و وضع کا ضد ہے اور وضع کے معنی صراح میں ”نہادان بہ جائے“ لکھے ہیں۔ ایسے ہی نقص کے معنی پرست اور نیچے اترنے کے ہیں۔) مسہ حافصہ رافعہ (تحتی یرمی دار قنومہ رابح سوٹ جت رمر و۔ مید ارد قنومہ رادر آتس)

اس لئے رفع کے معنی بالا بردار و بدن یا اتر جانے پر مشتمل ہوتے۔ لیکن اٹھانا بھی اٹھنا کہ ہوتا ہے اور کبھی اعراض اور معافی کا اس لئے رفع کا استعمال بھی دونوں طرح آیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے

۱۔ ”رفع راسہ الی السماء“ (منکوۃ ص ۸۵)

”ارفع الى رسول الله تكبيرة الخصى“

(مسکوٰۃ کتاب الجنائز ص ۱۵)

”ارفعه الى يده اي رفع الى غايۃ طول يده اليسرأه“

الناس فيضطرون وقيل اي رفع الماء منتهياً الى اقصى مدينه ليراه الناس“

(مجمع البحار ج ۲ ص ۳۵۷)

”وهي الحديث لا ترفعن رؤوسكن حتى ليستوي الرجال“

(مجمع انراشد ج ۳ ص ۲۵۶)

”وارفع اذراك الى مصف الساق“

(مشکوٰۃ ص ۱۶۹)

یہ سب فقہ حنفی کی مثالیں ہیں۔

”یرفع الحديث الى عثمان اي يرفع حديث الغامس“

(مجمع البحار ج ۲ ص ۳۵۶)

وكلامهم اليه“

”يرفع اليه عمل اللين قبل عمل المهار“

(مساء ج ۱ ص ۹۹ باب رفع رءوفه مرفوعه اخرى)

”والعمل الصلح برفعه“

(وطر ۱)

”من توضع له رقعته الله“

(کفر العمل ج ۲ ص ۱۱۳ حديث مصر ۵۷۳۶)

”قال النبي تكبيرة للعبدس رفعك الله ياعم“

(کنز العمال ج ۲ ص ۹۱۲ حديث مصر ۳۷۳۱)

ان تمام سننوں میں نقل کلام، عرض محل، اور اس کی قیویت اور رفع ورجوت وغیرہ اعراض وحقانی کے لئے فقرہ رفع کا استعمال ہوا ہے۔ مگر جب رفع کا مشغول کوئی جسم، دو طرفی جسمانی اور انتقال مکانی یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا فقرہ رفع کے حقیقی اور وضعی معنی ہیں اور دوسرے معنوں میں اس کا استعمال مجازی طور پر ہوتا ہے۔

”هنا خير مما به“ ”السرعة في احكام حقيقته في الحركة“ و لا انتقال وفي المعاني على مايقضيه المقام ”لرفع“ حقیقی معنی جسم میں حرکت اور انتقال کے ساتھ ہیں اور معانی میں اس کی حقیقی مراد انتظام کا مقام ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں رفع کا مفعول نجس کی خیر ہے جو یعنی خیر السواس کی طرف راجع

ہوری ہے۔ ظاہر ہے کہ جیسی جسم مع المروج کا نہ ہے۔ تبار روح یا فقط جسم کو جیسی نہیں کہتے۔ علاوہ  
 ازیں جب معنویات اور معطهرات میں ضمیر سے مجسم جیسی مراد ہے تو افعلک میں بھی وہی مخاطب  
 ہوں گے۔ محض جیسی کی روح مراد نہیں ہو سکتی۔

چونکہ اجسام میں رفع کے حقیقی معنی نقل و حرکت اور ایک جہد سے دوسری جگہ اٹھ لینے  
 کے ہیں۔ رفع منزہ اور رفع فعل وغیرہ دوسرے معانی مجازی ہیں اور حقیقت جب تک محض روح نہ ہو  
 بلا قرینہ مجازی معنی مراد لینے نہ تر نہیں۔ اس لئے یہاں رفع سے رفع جسمانی ہی مراد ہوگا۔ رفع  
 درجہات وغیرہ نہیں ہو سکتے۔

البتہ اگر کوئی قرینہ مجاز کا موجود ہو اور حقیقی معنی مراد لینے محض روح ہو جائیں تو پھر اس کا  
 استعمال معنی مجازی میں صحیح ہوگا مبالغہ کا استعمال معنی حقیقی میں ہوگا حقیقی اور مجازی معنوں میں تفرق  
 ہونے کی وجہ سے ذہن معنی موضوع لہ مزدوم سے مجازی معنی لازم کی طرف منتقل ہو جائے اور اسی  
 طرح حقیقی اور مجازی دونوں معنوں کا ارادہ کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لہذا کسی صورت میں  
 تہا معنی مجازی مراد نہ ہوں گے۔ بلکہ معنی حقیقی بھی اس کے ساتھ ملحوظ رہیں گے اور اتنی کا نام کنایہ  
 ہے۔ چنانچہ بعد اسد سوائی کہتا ہے کہ:

”فبين انهما اللفظ مستعمل في المعنى الحقيقي لينتقل منه الى  
 المجازي وعلى هذا تكون داخله في الحقيقة لان ارادة المعنى الموضوع له  
 باستعمال اللفظ فيه في الحقيقة اعم من ان تكون وحدها كلفي الصريح  
 اومع ارادة المعنى المجازي كلفي الكناية (عقيدة الاسلام ص ۷۸)“

”وقال ايضاً فحلم من هذا ان المعنى الحقيقي يجوز ارادته  
 للانتقال منه للمراد في كل من الكناية والمحاز ويمتنع فيها ارادة المعنى  
 الحقيقي بحيث يكون هو المعنى المقصود واما ارادته مع لازمه على ان  
 المرص المقصود بالذات هو اللازم فهذه اجائر في الكناية دون ائجار وقال  
 في عروس الاغراج فاذا قلت زيد كثير الرماد فالمراد كرمه ولا يمنع من ذلك ان  
 تريد فائدة كثرة الرماد حقيقة لتكون اردت بالا فائدة اللازم والملوود معاً“

(عقيدة الاسلام ص ۷۸)

”نذكر البعقوبي ظاهراً عبارة السخاكي في بعض المواضع على ان

ارادة للارم اجل وارادة المعجم الحقيقى منفع اولاد الارم

(عنفدة الاسلام ص ۳۸)

”قال ابن الاثير في المل السائر وادى يردى في ذلك ان الكناية اذا وردت تجدد بها جديدا حقيقا زجارا وحار حلهما على الحائنين معا الاثرى ان السمس في قوله تعالى اولا مستم النساء بجوار حلهما على الحقيقة والتجار وكل معها صحيح به المعجم ولا يحل“ (عنفدة الاسلام ص ۳۸)

”في مباحث الاسرار (السرائر) ان الكناية عارضة عن ان تذكر لفظة ويعمد بعضهم على ناسا وهو المنصور“ (عنفدة الاسلام ص ۳۹)

”فى السطول المكاتب لخط اربضه لارم معناه مع جوار اربضه مع اى راد ذاك المعبر مع لارمه كلفظ طويل المجدد والمعاده لارم معناه اعس طويل الغنم مع حوا ان يراد حقيقة طول الاتحاد ايضا فظهر انه تحالف العمار من جهة اراده المعنى الحقيقى مع ارادة لارمه لارادة طول السجد مع رادة طول الغنم بدلا من العمار فانه لا يصح فيه ان يراد المعنى الحقيقى“

فرش کنایہ میں لفظ استعمال اور چاہئے اصلی معنی ہی میں ہوتا ہے۔ لیکن معنی متعلق اور تہائی دونوں کا استعمال ہوتا ہے۔ کنایہ کی طرح صرف معنی تہائی ہی میں نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقی بھی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہاں دفع سے ابھر کنایہ دفع ورجا سے کا اور اوکھا بھی تو پھر بھی دفع (دفعی) کا مراد لینا نہیں ہوتا اور دفع ورجا سے کی وہی صورت ملتی ہے جس کی جو دفع دسائی کے خلاف نہ ہو۔ مراد یہ ہے کہ معنی تہائی لفظ کا مبادل نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی دکان خارجی سے ثابت ہوتے ہیں۔ ان کے معنی ان کی پرست کرتے کے لئے کنایہ کی طرح قرینہ کی احتیاج ہے۔

”قال لحرر جانی فی دلائل الاعمار المکی عنہ لا یعم من اللفظ بل من غمره الاثرى ان کسیرا الرما۔ م یعم مہ الکرم من اللفظ بل لاه کلام جاء عنہم فی المدح ولا یعم للمدح بکثرة الرما“ (عنفدة الاسلام ص ۳۹)

”قال انزمحشرى ان الکناية ان تذكر الشئ بمعرف لفظه الموضوع له خال ابن السبکی لاحک فی احتیاج الکناية للقرينة الا ان تشهر الکلمة فی الکناية فمنفسى عن القرينة كما الحقائق العربیة ولكنہا لیست قرينة

تصرف الاستعمال اذی غیر الموضوع کما تصرف المحار بل تصرف قصد الافادة“ (عقیدۃ الاسلام ص ۲۹)

چونکہ یہاں رفع جسمانی اور صعود آسمانی رفع درجات کو مستلزم ہے۔ اس لئے اگر رافعك سے اظہار کئے۔ رفع درجات کا ارادہ کر لیا جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ لیکن حقیقی معنی کو چھوڑ کر محض مجازی معنی مراد لینے میں مجاز کا کوئی قرینہ نہ ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہیں۔ بلکہ اس جگہ ایسے قرینے پائے جاتے ہیں جن سے حقیقی مجازی کا ارادہ کرنا باغفلت ناجائز معلوم ہو رہا ہے۔ منجملہ ان قرینوں کے چند قرینے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

۱۔ حسب منوفین اور مطہرک کی ضمیر سے بخیاں مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرزا اور ان کو پیرو یوں کے ناپاک اثرات سے بری کرنا مراد ہے تو رافعك میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اٹھا لیا جائے گا۔ رفع رتبہ یا رفع درجات مراد لینے سے بلاوجہ انتشار ضائر لازم آئے گا جو ناجائز ہے۔

۲۔ اگر رفع درجات سے دو رفعت اور بلندی مرتبہ کی مراد ہے جو مقبول بارگاہ الہی اور نبی ہونے کی وجہ سے حاصل ہے تو ایسی رفعت ان کو سلام علیہ یوم ولدتہ اور ایدتک بروح القدس! وغیرہ کی وجہ سے پہلے ہی حاصل ہے۔ وعدہ کی جگہ حاصل شدہ چیز کا وعدہ کرنا بے کل تحصیل حاصل ہے۔ پھر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہیں۔ ایسی رفعت اور بزرگی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بھی حاصل ہے۔ خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب بنانا اور ان سے اس امر کا وعدہ کرنا بتا رہا ہے کہ اس رفع سے کسی خاص قسم کا رفع مراد ہے اور اگر شرف نبوت سے زیادہ رفع درجات عطا کرنے کا وعدہ کرنا مراد ہے تو وہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ آیت: ”ورفع بعضهم درجات وآتینا عیسیٰ بن مریم البیّنات (البقرہ: ۲۵۳)“ میں آتینا کا عطف رفع درجات پر کیا گیا ہے اور عطف مخالفت کو چاہتا ہے۔ اس لئے جو کچھ عیسیٰ کو دیا گیا وہ رفع درجات کے علاوہ ہے۔

۳۔ اگر رفع درجات موت کی صورت میں کئے گئے ہیں اور تو فی سے بھی مرنا مراد ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے تو بلا فائدہ ٹکروں کا لازم آئے گا اور ایت فائدہ سے خالی ہو جائے گی۔ کیونکہ ہر صالح اور نیک بخت کی موت ایسی ہی ہو گئی ہے۔ اس کا بصورت وعدہ بیان کرنا فضول اور اباہنے بات ہے۔

۴۔ یہ آیتیں باتفاق ملو، نقل و نہ تخریج کے سامنے ان کے عقائد کی اصلاح

کے لئے پڑھی نہیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ موی دیکھنے والے کے بعد زندہ رہے گا۔ ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ سورج آسمانی کا عقیدہ و غراف واقع اور غلط تھا تو جیسا عقیدہ و ملبسہ، تکیہ پختی اور ایضاً کی صاف غلطوں میں تردید کی گئی تھی وہاں اس عقیدہ کی اصلاح بھی مکمل غلطوں میں ہوئی چاہئے تھی۔ یہم الفظ بیان کر کے ان کو اور مسرتوں کو گمراہی میں بھی شاملا کرتا۔

۵ اَلرَّقُوقِ وَرَفَعِ وَدُنُوں ۵ مفاد موت ہے تو اس کا تعلق مکر کے ساتھ صحیح نہیں رہتا اور نہ یہودیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخلصی ظاہر ہوتی ہے۔ باوجود یہ کہ آیت ہی غرض سے بیان کی گئی ہے۔

۶ حسب قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی اور نواب مبعوث رسول ہو سکتا کی خبر دی گئی اور ان کو دنیا اور آخرت دونوں بعد و جہد بتایا گیا ہے اور درج القدس سے ان کی تائید کی گئی تو پھر ملعونیت کے تردید کرنے کی کیا ضرورت رہتی اور افرقش ہو گا موی دیکھنا ملعونیت ہے تو بہت سے بچے نبی یہودیوں کے باقیوں سے قتل کئے گئے ہیں۔ ان کے ملعون ہونے کی تردید بھی قرآن میں ہوئی چاہئے تھی اور حضرت موی علیہ السلام پر ایمان لانے والے سر حرسوں دیکھنے والے کی جہد سے ایذا دہانہ ملعون ہونے چاہئیں۔

۷ یہ وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تھائی میں ہوئے جن کا یہودیوں کو مطلق علم نہیں ہوا۔ لہذا اگر یہ وعدے یہودیوں کے خیالی کی تردید کرنے کے لئے تھے تو ان کو اس کا طعن ہونے کی جہد سے تردید سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مقبولیت کی اطلاع دینی مقصود تھی تو ان کو بچے مقبول ہونے کا پہلے ہی علم تھا۔ اس سے متذکرہ بھی سید سو ہے۔

۸ جب اجماع امت سے یہ ثابت ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو ہدایات اجماع، دفع سے دفع جسمانی ہی مراد ہوگا۔ کوئی اور معنی نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ عام مفسرین نے دفع سے دفع جسمانی ہی مراد لیا ہے۔ چنانچہ تفسیر رحمہانی میں علامہ مولیٰ علی مرتضیٰ نے لکھا ہے کہ: "وَأَفْعَلَ أَلْسِي أَلْسِي سَمْسَانِي وَمَقَرَّمَا فُكْتَنِي"

اور مارتی فرماتے ہیں کہ: "وَأَفْعَلَ أَلْسِي مَعَانَاهُ أَنَّهُ يَرْفَعُ إِلَى مَكَانٍ لَا يَمْلِكُ الْحُكْمُ عَلَيْهِ فِيهِ عِوَالَهُ لَآنَ لَسِي الْأَرْضِ قَدِيتُولِي الْخَلْقِ أَنْوَاعِ الْأَحْكَامِ"

فانما اسماءات فلاحا کم هناك فی الحقیقة وفي الطاهر الا الله

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۶۴)

”واضعك ومطهرک من الذین کفروا ای مرفعی ایاک الی السعد“ (امن

کبیر ج ۲ ص ۵۰) ”جو مجھ کو تم سے تھامیر کے حوالہ سے نکالے اور ہی حضرت امین عباسؑ سے منقول ہے۔“

”عن ابن عباس ان الله رفعه بجسده وانه حیى الا ان وسیر حم الی

الدنیا فیکون ملکاً ثم یموت کما یعون العباس (ملفوظات اس سعد ج ۱ ص ۱۰۰)“

س (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۵۸) ”میں ہے کہ“ ”ورافعک الی ای رافع عینک

الی وهو کقولہ نعالی الیہ یسعد الکلم الطیب والمراد من هذه الایة انه نعالی

بشره بقبول طاعته واعماله“ ”اور ج ۲ ص ۲۵۳ میں ہے کہ“ ”واعلم ان هذه الایة

تدل علی ان رفعه می قولہ ورافعک الی هو الرفعہ بالدرجۃ والعنقبۃ

لابالمرکان والجهنۃ“ ”یعنی اس آیت سے جو کہ علیہ السلام کا رفع ثابت ہوتا ہے اس سے

درجہ کی ترقی اور عزت کا رفع مراد ہے۔ رفع مکانی (جیسا کہ غیر احمدی مانتے ہیں) اور بہت

درازا نہیں۔ (اسمہ پاکت پم)

ج آرامہ رازئی نے اس غلطی کی توجیہ میں قبولیت عمل اور رفع درجہ کی

میتے بیان کئے ہیں تو رفع جسمانی کی توجیہ بھی تو ذکر کی ہے۔ ایک توجیہ کے بیان کرنے سے

دوسرے مٹنے کی تردید یا نفی لازم نہیں آتی۔ پھر یہ حوالہ مرزا قادیانی کے حق میں اس وقت مفید

ہو سکتا ہے جبکہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ امام کی رائے میں حضرت مسیح علیہ السلام مردہ ہیں اور ان

کے نزدیک توفیق کے معنی مرنے کے ہیں اور دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہیں یا توفیق مرتبہ اور

درجہ کی بلندی بغیر موت کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے رفع درجہ موت کے معنی اخذ کرنے

ضروری ہیں۔ مگر یہ دونوں باتیں خلاف واقع اور غلط ہیں۔ چنانچہ کہ وہ زندہ بھی ہوئی اور رفع

درجہ اور قبولیت عمل بھی ان کو حاصل ہو۔ اس سے موجودہ وقت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی

سوخت ثابت نہیں ہوتی۔

امام رازئی بھی رفع درجہ کے معانی حیات ہی کا لکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی

خراب پذیر یہ موت درجہ کی رفعت اور بلندی نہیں مانتے۔

چونکہ ایسے معنی مجازی مقصود اصلی یعنی تخلیص اور دشمنوں سے نجات دلانے اور زندہ

انھانے کے معنی میں ہیں۔ اس لئے اُسے بھگت بھی کہہ لے جائیں تو ہندو اُپنیشد میں ہے اور کرامت کے ساتھ عقل پروردگار میں سب سے زیادہ آیت، قدرت، باریت، پروردگار کی ہے بہت اور مکان پر نہیں کرتی۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس قدر زیادہ سے زیادہ قدرت، باریت، پروردگار کی ہے۔ رفیع مراد ہوئی۔ رفیع مراد نہیں ہونا۔ اس عبارت کو یہ کیوں نہ کہیں ہے کہ جو چاہے رفیع اسمانی کے معنی پر چلے آئے ہیں وہ غلط ہے۔ اس آیت میں خدا سے رفیع وہ ہے جس کی بزرگتر اور رفیع مراد نہیں ہے۔

تفسیر جامع البیون ص ۵۲ میں ہے کہ "رافعت الی الی محل کرامتی یعنی اپنی عزت کے مقدس کی طرف رفیع (اوس) باریت میں: غل کر دیا گیا۔ یفرمودہ: "یا ایہنا النفس المعصنة، ارجعی الی ربک راضیة موصیة" (التفسیر: ۱۰۰۲۷)

(تفسیر درون بیون ص ۳۳) میں ہے "رافعت الی الی محل کرامتی و مفرعلا شکتی و جعل ذلک رافعاً فیہ للتعظیم مثله قولہ انی۔ اہب انی ربی و اہب اہب ابی اہب علیہ السلام من اعراف لی القدم" "فی اللہ تعالیٰ کا اپنی طرف منسوب کرنا صرف تعظیم کے لئے ہے۔ چہ کہ اس قول میں ہے ماذعب اعلا لک حضرت ابراہیم علیہ السلام اعراف۔ اعراف کی طرف گئے تھے۔

۲۔ ان دونوں عبارتوں کے لغوی کرنے سے مراد اپنی بزرگت کا یہ مطلب ہے کہ عقل کرامت۔ اعراف۔ اعراف کا دیکھو اور چہ۔ شک یا آسمان مراد نہیں ہے۔ عمران کا یہ خیال مراد غلط اور غلط ہے۔ وہ اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رفیع کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ جس سے خدا کے واسطے مکانت بھی جاتی تھی۔

چونکہ خدا کے لئے کوئی جہت و مکان مقرر نہیں ہے۔ جس کی طرف کسی شئی کا رفیع جسمانی ممکن ہو۔ اس سے مفسرین نے اس شے کا ازالہ کرنے کے لئے الی الی محل کرامتی اور مفرعلا شکتی مراد کیا ہے۔ دنیا جاتی ہے کہ فرشتوں کے رہنے کی جگہ آسمان ہے۔ اس لئے کہ اس سے بھی وہی مراد ہے۔

۳۔ ایک شے اور تھ۔ وہ ہے کہ رفیع الی اللہ سے رفیع الی محل کرامت ذلک مراد ہے۔ بقول اعلیٰ الی محس کرامتی یا شرفہ باریت کیوں نہیں کہا۔ رفیع الی محس کرامتی کی نسبت اللہ نے اپنی طرف سے لے لی ہے۔ اس شے کا مفسرین نے یہ جواب دیا ہے کہ رفیع کی نسبت اپنی طرف اللہ



تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عظمت اور بزرگی ظاہر کرنے کے لئے کی ہے۔ جس طرح مسجد کو خانہ خدا یا کعبہ کو بیت اللہ اور مکہ کے رہنے والوں کو حیران اللہ شرافت اور تعظیم کی غرض سے کہتے ہیں یا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام کی طرف سفر کرنے کو انسی ذاہب الی رہی کہہ کر اپنا رجوع الی اللہ ہونا ظاہر کیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی شرافت اور تعظیم شان کے لئے رفیع کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کر دی ہے۔ اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جس طرح انسی ذاہب الی رہی سے شام کی طرف جانا مراد ہے۔ اسی طرح افعک الی سے جنت کی طرف لے جانا مراد ہے۔ معلوم نہیں کہ جنت کی طرف لے جانے کی خصوصیت کہاں سے نکادی۔ کیا کسی کو ملے جانا جنت کے علاوہ دوسری جگہ نہیں ہو سکتا جو یہاں ایقہا النفس! کا تائید آجیٹ کرنا فائدہ مند ہو سکے۔ پھر انسی ذاہب الی رہی کی تفسیر سے یہ معنی کیوں نہیں لئے جاتے کہ جس طرح ذاہب الی رہی سے ملک شام مراد ہے اسی طرح افعک الی سے رفیع الی السماء مراد ہے۔ جہنہ خدا کی طرف جانا اور اس کی طرف اٹھنا دونوں جگہ مراد نہیں۔ علاوہ ازیں جب مرزا یوں کے نزدیک فی الحال جنت کا وجود ہی نہیں ہے تو اس کی طرف رجوع کرنے کے کیا معنی ہیں؟ امام رازمی اس تفسیر کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”وقد دللنا فی المواضع الكثیره من هذا الكتاب بالدلائل القاطعة علی انه یمتنع كونه تعالیٰ فی المكان فوجب حمل اللفظ علی التاویل . وهو من وجوه الأول ان المراد الی محل كرامتی وجعل ذالك رفعا الیه لتعظیم والتعظیم ومثله قوله تعالیٰ انی ذاهب الی رہی وانما ذهاب ابراهیم علیہ السلام من العراق الی الشام وقد یقول السلطان ارفعوا هذا الامر الی القاضي وقد یمسح الحاج زوار الله ویمسح السجاورون حیران الله والمراد من كل ذالك التفعیم والتعظیم فكذا ههنا“ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲)

اس مرزا قادیانی نے افعک الی کا ترجمہ عزت کے ساتھ اٹھانے والا کر کے عزت کی موت مراوی ہے اور ازالہ اوہام میں روح کا رفع کرنا لکھا ہے۔ کیا اس کا ثبوت کسی کتاب سے ملتا ہے۔

ج ہرگز نہیں۔ عزت کے ساتھ اٹھانے سے موت مراد یعنی برفع کے معنی روح کرنے لغت کی کسی کتاب سے ثابت نہیں اور نہ عربی زبان کے محاورہ میں اٹھانے کے معنی موت کے آئے ہیں اردو کا محاورہ مرنے پر چسپاں کرنا سخت جہالت اور دیدہ و لیری ہے۔ قرآن

شریف میں بھی اس کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔ یہ ٹھکر مرزا قادیانی کی سن گھڑت اور ان کا تصرف فی الفاظ ہے۔ اس کے علاوہ رفع ہسرنی اور اوزار میں منہ نہ پھنسیں ہے۔ انہوں نے زندگی کی حالت میں جمع کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ رمع اسویہ علی العرش میں ہے۔ یعنی ہفت یوسف مایہ اسلام ہے (۶۰۰ کے ساتھ) اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔

تو فی رفع بنی اسرائیل مرزا دینے کا دوسرا قرینہ ”مظہرات من الذہب کفروا“ ہے۔ وہ اس لئے ”تفسیر کے معنی لغت میں پاک کرنے کے ہیں۔ چونکہ کفار نبی ہاں کی ہجرت سے بعد نجات قرار دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ آیت ”انما العشرکون نجس“ (نورہ ۲۸) سے ظاہر ہے۔ اس لئے ان سے نجات دینے اور چھڑا لینے کا تفسیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لہذا تفسیر کا لفظ تحذیر میں اور انبیا کے لئے بطور استعارہ استعمال کرنا اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم اطہر تک کفاروں کا ناپاک ہاتھ نہ پہنچنے تسلیم کریں اور ان کا کتب عام سالوں پر مرفوع ہونا مان لیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض منہر میں تفسیر کو دشمنوں سے تحذیر اور انہی کا وعدہ قرار دیتے ہوئے اس سے رفع ہسرنی کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ”و مظہرات من الذہب کفروا ہی مرغی ایثک الی المساء“

(ابن کثیر ج ۲ ص ۲۰)

”عن ابن عباس ان رجلاً من اليهود سبوه وامه فدعا علیہم  
سحبہ فردد وحذرہ فاجمعہم الیہود علی فتلہ فاضرہ اللہ منہ یرفع الی  
السماء ویطہرہ من صحبۃ الیہود اخرجہ المصانی وغیرہ“ (اسراج العنبر)  
”وانسا رفعل لانی مظہرک من جوار الذہب کفرو الثلا یصل الیک  
من آتارہم“ (تفسیر رحمانی)

خود تفسیر سے ”مفسرین کے نزدیک دشمنوں سے ان کو بچانا اور ان کے ناپاک ہاتھ  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک تک نہ پہنچنے دینا ہی مراد ہے۔ اسی وجہ سے سورہ المائدہ میں  
احسانت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ”اذ کففت بنی اسرائیل عنک“ کو ذکر فرمایا ہے۔ اگر  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا اور ان کے سر پہ کانٹوں کا تاج رکھا اور ہاتھ پاؤں میں  
تھیں ٹھوکر اور پھل میں تیر مارا۔ قلع ہو گیا جیسا کہ مرزا علیہ غلبہ کہتا ہے تو اس ذات اور رسوائی  
کے باوجود اس کو کبھی تفسیر اور کتب سے کبھی تعبیر نہ کیا جائے اور نہ موعظ امتنان میں اس کا ذکر کرنا  
مناسب ہوگا۔





معلوم ہوا کہ عطف مفرد میں جس قسم کی ستون اور معطوف علیہ سے نئی کی جائے گی اسی کا تابع اور معطوف کے لئے ثابت کرنا ضروری ہے اور عطف جملہ میں اگرچہ معطوف علیہ کا متعلق ہونا لازمی نہیں ہے۔ لیکن تفسیر میں ایک ہی قسم پر نئی اور آیات کا واقع ہونا ضروری ہے۔ اور کبھی لکن پر واؤ داخل کر دیا جاتا ہے۔ شائع نسخے کے خیال میں ویساؤ عطف کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ اعتراض کیا جاتا ہے

”قال عبد الحکیم فی السکطہ (لعل وجهہ ان الواؤ والعاطفة للجمع وليس مفصود والستکلم لجام زید ولكن عمرو لم یجی افادۃ ان الحکیمین المتعاضیین متحققان فی نفس الامر فان التعفید لذلك جاء زید ولم یجی عمرو بل مفرد رفع التوہد الناسی من الکلام السابق وهو لا تمام الاوّل فیکون للاعتراض“

اور بعض تجویزوں نے واؤ کو عطف مفرد میں زائد لازم اور غیر لازم کہا ہے اور بعض کے نزدیک واؤ عطف مفرد علی المفرد یا عطف جملہ علی الجمہ کے لئے اور کئی محض استدراک کا فائدہ دیتا ہے۔ لیکن عطف جملہ میں جملہ معطوف کا صدر معطوف ہے اور معطوف علیہ میں مذکور:

”اختلف فی نحو ما قام زید لکن عمرو علی اربعة اقوال احدها لیؤنس ان لکن غیر عاطفة والواؤ عاطفة مفرداً علی المفرد والنانی لابن مالک ان لکن غیر العاطفة والواؤ عاطفة جملة حذف بعضها علی جملة صرح بجمعها قال فالتقدير فی نحو ما قام زید ولكن عمرو ولكن قام عمرو والثالث لابن عصفور ان لکن عاطفة والواؤ زائدة لازمه والرابع لابن کبار ان لکن عاطفة والواؤ زائدة غیر لازمه“ (عاشیہ جمال)

یہ اختلاف واؤ کے ساتھ لکن کے عاطفہ اور غیر عاطفہ ہونے کے متعلق اس وقت ہے جبکہ لکن مفرد پر داخل ہو اور مفرد جملہ پر آئے جائے تو پھر لکن عاطفہ ہی ہوگا۔ البتہ ایہ وغیرہ نہیں ہوگا۔ ان لکن الداخل علی الجملة عاطفة وهو محذر الزمخشری فلا یحسن الوقف علی ما قبلہ (عکلم عبد الغفور)

استدلال

اب نہ شبہ ناشی مجہول کے معنی تفسیر دیا گیا اور شبہ اور ہمیشگی بتایا گیا کریں تو لکن عطف مفرد کے لئے اور حکام سابق سے اس وہم کو دور کرنے کے واسطے ہو گا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ

السلام مقتول یا مصوب نہیں ہوئے تو یہود و نصاریٰ ان کے سولی پر مرنے اور بذریعہ صلیب قتل ہونے پر کیوں شفق ہیں۔

یونکہ عطف مفرد میں جس ضم کی مقبوضہ یعنی معطوف علیہ میں نفی کی جائے گی اس کا اثبات نفع اور معطوف میں ضروری ہے۔ اس لئے شبہ لہم کا عطف و ماقفلوہ و ماصلبوہ کی ضمیر مفعول پر ہوگا۔ چکر عطف مفرد علی المفرد بن سے اور جو حکم مستبرح یعنی ضمیر غائب سے ملتی کیا گیا ہے۔ وہی شبہ کی ضمیر کے واسطے ثابت کیا جائے گا۔ مگر شبہ فعل ہے اور فعل کا عطف ضمیر پر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نقطہ امن نکال کر شبہ اس کا صلہ بنا دیا جائے گا اور وہی ضمیر غائب پر معطوف بھی ہوگا۔ اس صورت میں عبارت کی تقدیر اس طرح ہوگی۔ و ماقتلوہ و ماصلبوہ ولكن قتلوه و صلبوه من شبه لہم!

چنانچہ تفسیر رحمانی میں اس کی یہی تقدیر نکالی ہے۔ ولكن قتلوه و صلبوه من القی علیہ شدہ یعنی حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ ان کو سولی دی گئی۔ بلکہ ان کی ایک شبہ کو سولی دے کر مارا گیا۔

(مدارک ص ۲۰۳ در کتاب ص ۲۹۷) میں ہے۔ ولكن شبه لہم من قتلوه! اس صورت میں عطف بھی صحیح ہو گیا اور یہ واضح ہو رہا ہے۔

اگرچہ میں کامرین یا شبہ کی ضمیر مقتول کی طرف راجع ہونے والے نظروں میں موجود نہیں ہے۔ لیکن جب لکن سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور سولی دیئے جانے کی نفی کی گئی تو پھر بعد و لکن ضروری ہوا کہ سولی پر مرنا حضرت عیسیٰ کے علاوہ غیر کے لئے ضرور ثابت ہو۔ ورنہ لکن کا انا صحیح نہیں رہے گا۔ اس لئے مقتول اگرچہ نقطہ موجود نہیں ہے۔ لیکن تقدیر ضرور پایا جاتا ہے۔

”ان یسند الی ضمیر المقتول لان قوله و ماقتلوہ يدل علی انه وقع القتل بحی غیرہ فصار ذالک الغیر مذکور بهذا الطريق فحسب اسناد شبه الیہ“

دوسرے ”انا قتلنا“ میں یہودیوں نے قتل کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے تو ضرور وہاں کوئی ایسا آدمی ہوگا جس پر قتل کا وارہ ہوا ہے۔ اور وہی مقتول ہے۔

”والی ضمیر المقتول ندالة انا قتلنا علی ان شہ عفتولاً“

(ادوالسود ج ۲ ص ۶۵۱ والبصاوی ج ۱ ص ۲۱۵)

لہذا قتل ہو کر یا سونے دیا جاتا غیر کے واسطے ہونا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ت قتل ہوئے اور  
سودنی دیئے گئے۔ بلکہ عزت کے ساتھ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ یہ وہ مقصد دا

اثر شیعہ کو تشبیہ معنی اشتہار دے لیں اور اس کے معنی مشتہر یا پوشیدہ کیا گیا کریں تو پھر شیعہ  
کی اسناد و رجحان جتنی ہم کی طرف ہوگی۔ جس طرح خلیل الہی یا ذہب۔ میں لیا اور پناہ سب فاضل  
ہیں اور ان کے معنی واقع علیہ ان خیال یا قلع علیہ الذباب ہیں۔ ایسے ہی شیعہ کے معنی واقع لہم اہم  
والا اشتہار کے ہوں گے، اور فاضل معقود جملہ ملی ائمہ کے سنے ہوگا۔ چونکہ لہم کی ضمیر سونی دینے والے  
یہودی ورجین کو بعد میں خبر دی گئی اور وہ سونی دیئے جانے کے وقت قتل گاہ میں موجود نہ تھے۔  
دونوں مراد سے جانتے ہیں۔ اس لئے یہی صورت میں دو معنی مرادوں کے جو ملازمین تھے سنے  
بیان کرتے ہیں۔ ”و سمعہ من بقول بل اشنبہ عی الدین صلیوہ و هذا قول اکثر  
لناس ذالسنوار الصحیح ج ۱ ص ۲۰۲“ اور یہی مطلب ہے ابوالسعود اور بیضاوی کی اس  
مبارت کا۔ کماہ فیل و لکن وقع لہم التشبیہ بین عیسیٰ علیہ السلام  
والہ مقتول، لفظ لکن کی رعایت کرتے ہوئے اس کی وقعت یہ ہوئی کہ تفسیر جامع الہدیان میں  
نکرن گئی ہے ”ای نکر وقع لہم التشبیہ بین عیسیٰ والمقتول ففعلوا شایبا من  
نصارہ خسوہ عیسیٰ“

اور اگر لہم کی ضمیر سے وہ مراد ہیں جن لوگوں کی خبر دی گئی تو پھر شیعہ کے یہ معنی  
ہیں ”ای شیعہ للناس الذین اخمرہم اوبك نصحہ (احواء السنیح  
ج ۱ ص ۳۱۰)“ یعنی سونی کسی اور شخص کو، اور لوگوں میں حضرت عیسیٰ کا قتل کرنا ظاہر مشہور کر دیا  
جس سے سنے والوں کو حقیقت حال کی خبر نہ ہو سکی۔ میں تفسیر فرماتے ہیں کہ ”سمس الناس من  
یفعلون انہد علموا ان المصلوب عیرہ وتعدوا الکذب ہی بہم صلیوہ و۔۔۔ بہ  
صلیہ علی من اخبر وسم“ (العواب الصحیح ج ۱ ص ۱۳۳) وہاں قول اس الحرم دکرہ  
من اللہ والصلو

لہذا نہایت سنے یہ معنی کے چاہیئے کہ ”شیعہ علی الناس بخصب عیسیٰ  
وقد صلیوہ عیرہ“ یا یہ مطلب ہے کہ قتل ہوئی بھی نہیں کیا گیا۔ لیکن لوگوں میں قتل سے  
اشفاق ظاہر اور بھائی شہادت کی گئی۔ اس لئے سراسمین پر امر قتل پوشیدہ اور مشتہر ہے گا۔ حقیقت حال  
سے پوری واقفیت نہ ہو سکی۔ یہ معنی ابوالسعود اور بیضاوی نے فی الامریعین واقع لہم التشبیہ فی  
مر القتل سے ثابت کئے ہیں۔ یہ تو یہاں ان لوگوں کے خیال میں ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ مصلوب یہ

مقتول کوئی شخص نہیں ہوا۔ یہودیوں نے محض اپنی خفت اور شرمندگی دور کرنے کے لئے لوگوں میں غلط اور جھوٹی بات مشہور کر دی تھی۔ اس وقت عبارت کی ترجمانی اس طرح ہوگی: "لکن قتلوا وصلبوا عیسیٰ الفرضی الذی ار جف بقتله کذما فی ذم الناس وهو غیر عیسیٰ بن مریم الذی نفی عنه الصلب فصح العطف لتفادیه المسند الیه"

ان تینوں سورتوں سے یہ بات مختلف طور پر اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرنے سے قبل نہیں کیا گیا۔ بلکہ قتل ہونے والا کوئی دوسرا شخص تھا جو نبی اجلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا یا کسی شخص کو قتل نہیں کیا گیا۔ لوگوں میں اس کے متعلق جھوٹی اور غلط بات مشہور کر دی گئی تھی۔

فائدہ: جب تشبیہ کے مسئلے اشتباہ کے ہوتے ہیں تو اکثر اس کا مسئلہ علی آ یا کرتا ہے۔ مگر یہاں شبہ ظہیم کی جگہ شبہ لہیم کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اشتباہ پہلے مقدم ہو چکا تھا اور دائرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسنے کے لئے کیا گیا۔ دیگر امور کثیرہ کی طرح اتفاق نہیں تھا۔

(ذکر فی مفیدۃ ۱۴ اسلام میں ۲۱ طبع دومند)

۱۱۔ بات پر اہانت کرنے کے لئے کہ قتل عیسیٰ کی جھوٹی خبر لوگوں کو دھوکہ دینے کے واسطے لکری گئی تھی۔ (هذا مستفاد من المال والنحل)

س۔ شبہ کی ظہیر کا مرجع حضرت عیسیٰ کی طرف ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ افعلوں میں مذکور ہے اور ان کے سولی دیئے جانے کا واقعہ یہود و نصاریٰ میں متواتر اور شفق طبع بھی ہے۔ اس لئے آیت کے معنی بیان کرتے ہوئے یہ سمجھنا چاہئے کہ جب قتل اور منہب کی حضرت عیسیٰ سے نفی کی گئی تو یہ شبہ ہوا کہ اگر وہ مقتول نہیں ہوئے تو یہود و نصاریٰ میں یہ بات کیوں مشہور ہوئی۔ لکن اسے اس و ہم کو دور کرنے کے لئے کہا کہ حضرت عیسیٰ مشابہ یا مقتول یا مشابہ یا قتل یعنی ابوہ صویہ جا دیئے گئے تھے۔ جس سے یہود و نصاریٰ کو دھوکا لگ گیا اور وہ ان کو مصلوب یا مقتول سمجھنے لگے۔ ورنہ وہ آخر وقت تک زندہ رہے اور ستی برس بعد اپنی طبعی موت مرے۔

ج۔ شبہ کی ظہیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لگائی گئی وجہ سے درست نہیں ہے۔

۱۔ پہلے معنوم ہو چکا ہے کہ لکن عطف مفرد اور عطف جملہ میں نفی اور اثبات کے درمیان واقع ہوتا ہے اور اس طرح کہ جس حکم کی متبوع یعنی معنوم غلبہ میں نفی ہوتی ہے اسی کا معنوم میں اثبات ہوا کرتا ہے اور عطف جملہ میں اگرچہ ہر جملہ مجائزہ خود مستقل ہوتا ہے۔ لکن





۳ حرف نون میں شبہ و ابہم کو دور کرنے کے لئے آتا ہے۔ جو دو شبہ ہندسہ مابین سے مستدالید اور فعل کے متعلق میں پیدا ہوتا ہے۔ نفس فعل و بناء میں نہیں ہوتا۔ بناء جانی نکلتے ہیں کہ: "و معنی الاستدراك وقع تو هم بتولد من الكلام المتقدم فذا قلعت حاء من زيد فكأنه توهم ان عمرا ايضا جآك كما بينهما من الالفة فرفعت دالك لروهم بقولك لكن عمرا لم يجي (امروہ جامی)"

لہذا پہلے ہندسہ کے نفس فعل میں شبہ پیدا کر کے سب کی نفی کرنا، لگائی کی وضع کے خلاف ہے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ کا قتل ثابت کرنا یہودیوں کا مقصد اصلی تھا۔ اس لئے "اما قتلنا العسیع عیسی بن مریم رسول اللہ" میں نفس کا غمبی کرتے ہوئے عیسائی میں اسلام کو لقب دیم اور عیسائی کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے۔ "تعلق فعل" نے سمجھنے میں کسی صحت خفا باقی نہ رہ جائے۔ اگر نفس قتل ثابت کرنا نہ مقصود ہو تو تعلق میں میں اور جنسیں کی حرف زیادہ توجہ نہ ہوتی تو بجائے متعلق کے تاویلات ذکر کرتے "تعلق" کی تائید یہ ان کی ہوتی۔ لیکن وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس دعوے کی وضاحت و مبالغہ و مبالغہ سے توجہ کرتے ہوئے تعلق نفس اور صلب کی نفی نہیں کی۔ بلکہ متعلق فعل کی زبان کا اصل انھوں نے توجہ نہ کی ہے۔ "نفس فعل" کی نفی کرنی مقصود ہوتی تو نفس اور سب کے متعلق کے ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ نام کی نفی سے خاص کی نفی پر استدلال کرنا کافی تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیائی کی توجہ اصل فعل کی نفی کرنے کی وجہ سے غلط اور ناقص قسم ہے۔

۴ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نفس کے حدود ہر قسم کی ذمت اور تکلیف پہنچائی گئی تھی۔ تاہم اہل اور اہانت کے ساتھ وہ منصب پر فائز ہوا تھا اور وہ مویا بنا کر نیچے اتار دیا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں تو ازہم تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسے عیسیٰ قتل پر لعنت کرنے کے ان افعال شیعہ اور حرکات قریہ پر یہودیوں کی مذمت کرتا اور محض انا قتلنا کے کہنے پر عنت کا اظہار نہ کرتا۔ ایسی اہم بات و توجہ نہ صرف عیسیٰ قتل پر لعنت کا سبب قرار دینا اس امر کی کبھی ہوئی شہادت ہے۔ "نفس و صلب" وہ ان کے اسباب اور ذریعے ہیں سے کوئی بات بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش نہیں آئی۔

۵ اللہ تعالیٰ نے (سورۃ المائدہ ۱۱۰) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر احادیث کا بیان کرتے ہوئے "اذکعبت بنی اسرائیل عنک" کو بھی ذکر کیا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ

یہودیوں کے ہاتھوں سے حبیب الرحمن یا احمد یا غسانے گئے تھے تو جی اہل کین سے پوچھ لیتے کہ وہاں کس کے متعلق میں آن کرنا۔ (سید محمد علی شہید)

۷۔ اگر مرزا قادیانی کے بارے میں یہودی مذہب سے کسی کے پڑھنے والے نے پوچھا ہے تو اس نے چارہ کراپے نیال میں اس بات کو یہ کہہ کر جواب دیا ہے کہ تو قرآن "مکروا و مکروا" واللہ خیر للمکرمین ان عذر اس دور ان کے اندک اپنی آبرور یہودیوں کے مقابلہ میں بفرمان "مَنْ يَتَّبِعْ رِبِّيَ يَرْجُ الْكَرَامَ" اللہ پاک عسی کا صلی "مکروا" یہ خیر للمکرمین کے ساتھ دور سے ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی کئی آیت کو جو ان کے بارے میں مذکور ہیں اس کا نام ہے۔

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو یہ گرام میں سے کسی شخص سے اس بات کی یہ تقریر نہیں کرتے۔ یہ زمانہ کربلا کی لڑائی سے تقریباً ۱۰۰ سال پہلے کا ہے۔ اس سے پہلے کی یہ تقریر سے مراد ہے۔

۹۔ قرآن یہودیوں کی بات پر مبنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زندہ نہیں چھوڑا۔ یہ تصدیق کی ایک بات ہے کہ ان کی نہیں ہے۔ لیکن وہ ان کے مقتول ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور ان کو اپنے پیٹے جانے کے قائل ہیں۔ مسلمان اور نصاریٰ کی قدر یہ باتوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہودی مذہب سے کسی علیہ السلام کو بچنے سے نہ ہوا۔ دینے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ البتہ ان کی جدائیداد نہیں۔ جو ان کی کتب میں لکھی گئی ہے۔ (تیسرا پریشاں ہے)

فرض جو فرقہ حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھنے کا قائل ہے، ان کے قائل ہونے اور صلیب پر چڑھنے کا بھی قائل ہے۔ وہ ان کے حضرت عیسیٰ کے تختہ صلیب کا کھڑا ہے۔ وہ یہودیوں کے ہاتھوں میں ان کے بچنے سے بھی مکر ہے۔ ان قائلانہ باتوں میں اس بات کا کوئی شخص بھی قائل نہیں کہ صلیب پر چڑھنے والا حاسب کے۔ لیکن اس پر مبنی ہے۔ البتہ ان کی جو کہتے تھے کہ عیسیٰ نے اپنے پیٹے جانے سے اپنی طرف سے اپنی کھڑکیا قرآن اور حدیث عربی میں قیام کو پورا کرتے ہیں۔ اب یہ باتیں وہ ان کی انشراح قلم کے راجح بنت ہوئے۔ جب آپ کے بارگاہ صلیب سے ہونے کے وقت وہاں موجود تھے ان پر تو صلیب کا مرنے کا تہیہ نہیں کیا۔ اور مرزا قادیانی کے بعد وہاں کے ایک گاؤں میں ان کا سانس چتر ہوا تھا۔ ان کے ان سے کوئی پوچھے کہ جب آپ کے نزدیک یہودیوں نے ان کا



نصارائی سے ماخوذ ہے بالکل لفظ ہے۔ علامہ سیوطی نے درمنثور میں نسائی اور ابن کثیر وابن مردودہ نے ابن عباسؓ سے اور (ابن جریر ج ۶ ص ۱۵) نے ابی ذکب سے عبد بن حمید اور ابن منذر نے شہر بن حوشب سے ابن سن اہل الکتاب کے تحت میں اس اثر کو نقل کیا ہے۔ (درمنثور ج ۲ ص ۲۴۱) حافظ ابن کثیر اور جلال الدین سیوطی نے ابن عباسؓ کے اثر کی تصحیح اور توثیق بھی کی ہے

”نفسی الدر المختور مخرج عبد بن حمید والنسائی وابن ابی حاتم وابن مردودہ عن ابن عباسؓ قال لما اراد الله ان يرفع عيسى الى السماء خرج الى اصحابه ورفيع عيسى من روضة في البيت الى السماء (درمنثور ج ۲ ص ۲۳۸) والنسائی تفسير مفرد رواه حمزة عنه قال ابن كثير بعد ذكر املاء ابن ابی حاتم وهذا المسند صحيح ابو ابن عباسؓ ورواه النسائی عن ابی كريب عن ابی معاوية بنحوه ابن كثير ج ۲ ص ۳۹۸“

اگرچہ حافظ ابن کثیر اور علامہ سیوطی جیسے ثقات کی توثیق و تصحیح کے بعد اس اثر کے وقف و رفع میں بحث کرنی فضول ہے۔ کیونکہ صحابی کا وہ قول جس کی تردید کسی امت یا محدث سے نہ ہوتی ہو ماننا ضروری ہے۔ جیسا کہ ابن ماجہ بن نے شنی نے لکھا ہے کہ ”ابن فصول الصحابی حجة يجب تفليده عندنا اذ لم يخطئه شئ اخر من السنة (در المختار ج ۱ ص ۵۷۱)“ مگر اصول حدیث کے قاعدہ سے یہ اثر حکم میں حدیث مرفوع کے ہے۔ کیونکہ صحابی کا وہ قول جس میں قریس اور اجتہاد کو دخل نہ ہو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مقدمہ تعمیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ ابن عباسؓ نے کئی مرتبہ قرآن مجید اہل سے آخر تک حضور نبی کریم ﷺ کو سنایا اور مضامین کے متعلق استفسار کیا ہے۔ اس لئے ابن عباسؓ نے اس جگہ جو کچھ فرمایا ہے وہ یقیناً رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی فرمایا ہے۔ اس کو نصاریٰ کی تعلیم سے ماخوذ بتانا دروغ بانی اور سراسر ناانصافی ہے۔ نصاریٰ کا عام خیال اور مشہور عقیدہ تو ان کے مصلوب ہو جانے اور مرنے کے بعد دو پارہ زندہ ہو کر آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اگر ابن عباسؓ کو سراسر انبیائے علی یعنی جوئی تو یہ دو پارہ نصاریٰ کی مشہور بات لیتے۔ جیسا کہ مرزا ابیوں نے موجودہ انجیل اور بعد اور اسرائیلی روایات پر اہتمام کرتے ہوئے احادیث میں کوتاہ کیا ہے اور مصلوب کا عقیدہ اسلام میں جاری کرنا چاہا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کے قتل و صلب کیا نفی اس تو جیسہ پر موقوف نہیں ہے۔ دیگر توجیہات سے بھی یہ غرض حاصل ہو رہی ہے۔ اگر القاء شبہ کا ثبوت بیٹھی نہ ہو تب بھی مرزا قادیانی کے بیان کردہ غلط معنی لینے جائز نہیں ہیں۔

۱۔ حضرت عیسیٰ السلام کے مصلوب ہونے کا واقعہ بہت مشہور ہے اور جو چیز تو اس سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے پر ہرگز نہیں۔

۲۔ مصلوب ہونے کے وقت یہودیوں کی بہت قہقہوں، ہنسن، چہ زبانی مہم جوئی، نصاریٰ یا عوامیوں میں سے ایسا آدمی بھی ان وقت حضرت عیسیٰ کے پیچھے ہٹ کر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس خیر کی شہادت اور تواتر کی انتہا قلیل افراد پہنچتی ہو وہ مستحکم نہیں بن سکتی:

”ان الحاضرين في ذلك الوقت كانوا قليلين ودحول المشبهة على الجميع القليل جائز والتواتر اذا انتهت في آخر الامر الى الجمع القليل لم يكن مفيد للعلم“ (مفسر کسر ج ۵ ص ۲۹ تحت آیت اسی متوجہ)

۳۔ ”ان الاما حبل السی سائیدی اعلیٰ الکفای فیہا ذکر صلب المسیح وعندها انها ماخوذة عن الاربعة مرفس ولو قالوا بخلافی لم یکن فی الاربعة من شهد صلب المسیح ولا من الحوار بینہم ولا فی اتباعہ من شهد الصلب واما الذین شهدوا الصلص طائفة من اليهود“

(الحوالہ: النصیر ج ۱ ص ۱۳۰)

۴۔ اگر تواتر بھی ہے۔ وہ وقت صلیب میں سے حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے میں کوئی تواتر نہیں ہے۔ یہی بات بھی کہ یہ روایت کے شروہ میں فرق فی ذہن دیر تسمین اور کیا کرپٹن حضرت عیسیٰ السلام کے مصلوب ہونے کے ٹکڑے تھے۔ (دیکھیں ص ۱۳۰) تفسیر وزن تفسیر میں ہے کہ نمرائیت شیخ مہر پر رفع آسانی سے زمین سو برس تک رہی۔ بعد میں بھڑکی۔

۵۔ یہودیوں کو حضرت عیسیٰ کے متعلق خود اشتباہ واقع ہوئی تھی۔ جس شخص کو انہوں نے سونے دی تھی۔ اس کو کوئی طور پر جی نہیں سمجھتے تھے۔ قرآن مجید میں ہے کہ ”ان الذین اختلفوا فیہ لعیٰ منک منہ“ ماہم بہ من علم الانبیاء الطیر (النساء ۷۷)۔

تواتر میں ہوا یقین ہو چکا ہے اس کے یہاں یہودی خود متروک ہیں ”فما اذا جمع هذا الشروط الاربعة ای عدد کثیر احالۃ العادة تو اطلہم وثوا فقہم علی الکذب ورد ذلک عن منک من الاختفاء الی الانقضاء وکان عسندنا انتہا ہم الحسر والنضاض الی ذلک ان صاحبہ خسرہ اعادۃ العلم لسامعہ فہذا هو المقواتر (شرح الحقہ)“

س ... آیت میں قتل اور صلب دونوں کی نفی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ج اگرچہ صلب بھی قتل کرنے کی ایک صورت ہے، اور قتل کی نفی سے صلب کی نفی ہو جاتی ہے۔ لیکن عرف میں قتل اسی پر بولا جاتا ہے جو سونے کے بغیر ہو۔ اس لئے اگر ایک کو ذبح کرکے چاٹا تو دوسرے کی نفی ہو جاتی اور مقصد حاصل نہ ہوتا۔

۲ ماقتلوه یہود کے دھوکے قتل کی تردید ہے اور مصلوبہ میں نصاریٰ کا

بد ہے۔

س ... یہودی پہلے قتل کرتے اور پھر سولی پر لٹکا یا کرتے تھے۔ قرآن مزید میں ان دونوں باتوں کی تردید کر دی۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پکڑنے میں بالکل ناکامیاب رہے۔

آیت نمبر ۷: ”وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ (س۔ ۱۰۷)“

تحقیق معنی بل

لفظ بل لغت میں اعراض اور انصراف کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جس کے معنی نہ چھانست ہیں (صریح) مفرد اور جملہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ مفرد میں کبھی صرف اشرباب کے لئے اور کبھی اشرباب کے ساتھ ترقی کے واسطے آتا ہے ”وَأَمَّا لِلتَّرْقِي فَلَا يَنَافِي الْحُرُوفِ انْعَاطُفَةٌ فَإِنَّهُ إِذَا قِيلَ مَرَّ بِتَرْبِيعٍ لَا يَبْدَأُ بِتَرْبِيعٍ إِلَّا مِيرَ بَلِ السُّطْنِ فَلَهَا لِلتَّرْقِي“

(حاشیہ بدر نزع علی شریع الجالی ص ۱۰۷)

اور جملہ پر داخل ہو کر خبا اشرباب کے واسطے بھی نہیں آتا۔ بلکہ اشرباب کے ساتھ ابطال یا انتقال یا تاکید کے معنی دیتا ہے۔ یعنی جملہ کی کو رد کرنے یا ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف منتقل ہونے یا ماقبل کی مابعد سے تاکید اور موافقت بیان کرنے کے واسطے آتا ہے۔ علامہ عبد الحکیم فرماتے ہیں:

”وَأَمَّا عَطْفُ الْجُمْلَةِ عَلَى الْجُمْلَةِ فَلَا ضَرَابَ أَمَّا بِضَالِ نَحْوِ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادًا مُّكْرَمُونَ وَأَمَّا بِتَقَالٍ مِنْ غَرَضٍ أَيْ آخِرِ نَحْوِ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَهِيَ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ حَرْفُ ابْتِدَاءٍ لَا عَاطِفَةٌ عَلَى الصَّحِيحِ كَذَاهِي الْمَعْنَى فَتُذَالِمُ يَتَعَرَّضُ لَهُ الشَّارِحُ وَيَجُوزُ أَنْ يُوَافِقَ مَا بَعْدَ مَا لَمْ يَقْبَلْهَا أَنْبَاءًا وَنَفِيًّا قَالَ اللَّهُ أَنْكُمْ لَمُنَافِقُونَ الرِّجَالُ شَهْوَةٌ مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ وَقَوْلُهُ تَعَالَى

ثم يقولون 'عثرناه بل هو الحق من ربك' (تكملة ص ۱۰۸)  
 "بل يكون في الجملة بلا مطال والانتقال"

(محرم الحرام علیہ مسئلہ الثبوت)

"بل هو حقیقہ فی الاعراض وهو متفوع ندرۃ يكون لحمل الاول  
 مسکونا او قدور الابطال الاول منفسه او مرصه" (بحر العلوم علی السک)  
 "قالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عباد مكرهون" سب لہ کے  
 واقعہ یہودیہ کے لئے ذکر کرنے سے دعویٰ والدیت کی جو یہودیہ کے سائلان اور اہل کے مائل ذکر ہے  
 ترا یہ ہوئی۔ گو یہ اہل کا تعلق متبادل کے ساتھ ہے تو اس لئے ساتھ۔ کیونکہ تو یہ واقعہ ہو چکی ہے۔  
 اس لئے اس کو باطل نہیں کر سکتے۔ البتہ قرآن کو انتقادیہ میں تو یہ فرق ہی مانتے ہو گئے۔

"قال العلامة النصاب قوله نحو وقلوب أحدث الرحمن ولدا سبحانه  
 الخ۔ غرض میں نحو ذلك لئلا يصرا ب الإبطال بناء على ان المصرب المقول  
 مالم يمد اما اذا كان المصرب عنه لقول فلا يصرا ب. انتدافان اذا لا حصار بسند ور  
 دالت منهم ثابت لا متعلق اليه الابطال"

"معلوم ہوا کہ اہل بطلان میں جینے جملہ سچے کا بطل کرنا نہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ کبھی جس  
 غرض سے وہ جہد بیان کیا جاتا ہے اس غرض کی تردید کرتی تصور ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ بحر العلوم  
 سے اوپر نقل کیا گیا ہے۔ یہاں بھی دعویٰ والدیت کرنے کی وجہ سے اس قسم کی حمایت کی گئی ہے  
 اور پھر اسی کی بناء پر یہ قرآن ماننے لگی ہے۔ اسی طرح "افلہ یسکونوا پر و نہا مل کانوا  
 لا یحجرون نشورا (مذکور)۔" اس عبارت کے دیکھنے کی تردید ہے۔ عدم ردیہ کی جو ہمیشہ  
 جملہ کا مفاد ہے۔ ردیہ نہیں ہے۔ عیناً تو مافعلوہ بفیما بل رفعہ اللہ البہ" میں بھی اس  
 سے دعویٰ قس کا ابطال ہے جو مافعلوہ کہنے کا سبب ہے۔ عدم قس کی گئی نہیں ہے۔ نہ چاہے بل انتحال  
 پیچھے کی طرح جملہ کوئی تو یہ بطل کر۔ نے کے واسطے نہیں ہوتا۔ مگر اس کے مائل اور مابعد کی غرض نہ ہو  
 بدنی ہوئی ہوئی ہے۔ اس لئے اہل و اہل صورتوں میں متغیرین کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ بل  
 ابطال میں تعدد معنوی اور انتقادی میں لجام غرض تعدد اور اختلاف ہوا کرتا ہے۔ البتہ جس وقت میں  
 کا بعد مائل کے سواقیں ہو تو پھر حلقہ میں اختلاف نہیں ہوتا۔

(تاریخ المدنی شرح کامون ج ۳ ص ۶۸ میں سرور وغیرہ سے منقول ہے کہ جملہ میں اس  
 استدلال کے ساتھ اصرار ہے۔ لئے آتا ہے۔ ایسی ہی جیسا کہ ہماری ہے۔ "قل النصاب وقد



عد فی المفسد من الامور التي اشتهرت بين العربيين والصواب خلافها  
فولهم بل حرمه. اضراب قال وصوابه حرف استدراك واضراب فانها بعد  
النفي والسلب بمنزلة نكح سواء

چونکہ اس مافتلوہ میں نفی کے بعد آیا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا تحقیق کی رو سے بھی وہ  
لکن کی طرح متغیرین کے درمیان واقع ہونا چاہئے۔  
استدلال

اگر اس آیت میں جملہ پر داخل ہوئے کی جہ سے ابطالیہ ہے تو اس ابطالیہ میں مابعد اس  
سے جملہ ماقبل کی اس کی غرض کی تردید کی جاتی ہے اور اس طرح سے متغیرین کے درمیان  
واقع ہوا کرتا ہے مگر یہاں اس سے پہلے عدم قتل مذکور ہے جس کا باقی رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے  
رفع سے عدم قتل کی تردید نہیں ہوگی۔ بلکہ قتل صحیح کے دعویٰ کا ابطالیہ ہوگا جو مافتلوہ کی غرض اور اس  
کے بیان کرنے کا سبب ہے: ”بل دفعه انقه اليه رد وانكار لقتله وانبات لرفعه“

(بیضاوی ج ۱ ص ۶۶۶ و اموال السعودی ج ۲ ص ۷۵۰)

لیکن اثبات رفع سے قتل کی تردید اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ رفع سے رفع جسمانی مراد  
نہیں۔ کیونکہ رفع روحانی، رفع درجات اور قتل میں کوئی منافات نہیں ہے۔ چنانچہ شہید میں دونوں جمع  
ہیں۔ اس لئے آیت میں رفع سے رفع جسمانی ہی مراد لینا چاہئے۔ تاکہ اس ابطالیہ کا لانا صحیح  
ہو سکے۔ اور رفع اور قتل کا باہمی مقابلہ درست ہو۔ اگر اس کا تعین نفی اور عدم قتل کے ساتھ کیا جائے تو  
اس اتفاق کے واسطے ہوگا۔ لیکن پھر بھی ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف انتقال کرنا رفع  
جسمانی ہی کی صورت میں لیکن ہو سکتا ہے۔ رفع روحانی وغیرہ سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مافتلوہ  
کی غرض قتل کی تردید اور دفع سے رفع روحانی کا اثبات مقصود ہے اور یہ دونوں ایک ایک دو غرضیں  
ہیں۔ مگر رفع درجات کی صورت میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مبراۃ الی کے نزدیک مافتلوہ  
سے قتل عدت کی نفی اور عمومیت کا اثبات مقصود ہے اور یہی رفع الذالیہ کی غرض ہے۔ اس لئے رفع  
سے رفع روحانی وغیرہ مراد لے کر اس انتقال کا صحیح نہیں ہوگا۔

۲ چونکہ محض طلب کے اعتقاد کے خلاف کسی حکم کا یقین کرنا قعر قلب کہلاتا ہے  
اور مافتلوہ یقیناً نہیں لیکن یہودیوں کے اعتقاد کے خلاف قتل صحیح کی تردید کی گئی ہے۔ اس لئے  
مافتلوہ قعر قلب ہے۔ لیکن قعر قلب میں اعتقاد و غلطی کے خلاف حکم بیان کرنے کے باوجود  
مکاسب کے عقیدہ کی مراد غلطی کرنی ضروری ہے۔ مثلاً جو شخص خلاف واقع زیہ کے بیٹے کا یقین

رکھتا ہے اور اس کے قائم ہونے کا قائل نہیں ہے۔ اس کے خیال کی تردید کرنے کے لئے زید قائم  
 الاقدار کہا جائے گا۔ اگرچہ صرف زید قائم کہنے سے بھی اعتداف و طلب کی ضد نافی ہو جاتی ہے۔ مگر  
 الاقدار کبریا کی مراد لینی کرتی تعویذ علم کے لئے لازمی ہے۔ اسی طرح مقتضوہ سے  
 یہودیوں کے عقیدہ کی تردید کر کے مزید تعویذ کے واسطے رفع کو ذکر کرنا ضروری ہے۔ درحقیقت  
 رفع جسمانی مراد لینا اور یہی سنا فاعل کی نئی مراد لازمی ہے۔

۳ چونکہ علیٰ ضرب مع الاستدراك کا فائدہ دیتا ہے۔ اس لئے قتل کی نفی  
 کرنے سے جو پوشیدہ یا ہونی چاہیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ا قتل نہیں گئے تھے تو الاقدار صلیب کے  
 بعد تھیں دفن کیا گیا اور لپٹ ہو گئے ہیں۔ وہم کوئل سے دو کرتے ہوئے بتا دیا کہ وہ آسمان کی  
 طرف اٹھ لئے گئے۔ اس لئے اس واقعہ کے بعد ان کے متعلق دنیا کی خبریں منقطع ہو گئیں۔ رفع  
 اور جنت یا دفع روحانی لینے سے یہ فرض حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ستاویں سال تک زندہ رہنے کے  
 بعد وہ ہم ساریں کو دوزخ کرنے کے واسطے یہ کہنا کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
 متعلق جو وہ خبر اس کے منقطع ہوئی تھی کہ دوستانہ دوس زندہ رہ کر اپنی طبعی موت مر گئے تھے کسی  
 طرح درست نہیں ہو سکتا۔

۴ احادیث متواترہ اور قسامت کا مختلف فیصلہ اہل عقل کے نزدیک اس  
 بات کا درست قرین ہے کہ رفع سے رفع جسمانی مراد ہے۔ محض رفع دوزخ یا دفع روحانی مراد  
 نہیں۔

۵ وما قتلوه کی تفسیر: ہذا حقائق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف دفع ہے۔  
 اس لئے کہ قتل و مٹھول نہ گئی۔ وہی چیز رفع کا بھی معنی ہوتی۔ ورنہ باوجود ان کا انیس  
 کوئی قتل نہ ہوا۔ یہاں ان کے ابطال یا انتساب دوسرے دوسرے سے دفع ہے۔ ظاہر ہے قتل  
 جسمانی ان پر واقع ہوتا ہے۔ اس لئے رفع بھی مع انوار کے لئے ہونا "رفع عیسیٰ الی  
 السماء ثابت بنہ الآیۃ" (تفسیر کبیر: ۱ ص ۱۰۰)

۶ مقتضوہ قتل لغت کی تردید ہے جو غلط تفسیر و طلب کے لئے  
 لازمی ہے اور رفع کی عزت کی موت کہ ثابت ہے جو اپنے مضمون کی منافی ہے۔ اس لئے علی  
 بظاہر کا لانا صحیح ہے۔ ما وہ ان میں اٹھنے کی غرض طعوت کی نفی کرنا ہوا تو پھر بھی بل کا لانا تاکید  
 اور اطمینان و اذیت کے لئے درست ہے۔

ج ماقطلوہ سے قتل لعنت کی نفی کرنا اور رفع سے رفع روحانی اور عزت کی صورت مراد لینا کئی جہ سے قسط ہے:

۱ صبحی موت مطلقاً نہ تو ریت میں لعنت کا سبب ہے اور نہ قرآن اور حدیث میں۔ جہاں بھی ہے مجرم کا جرم لعنت کا سبب ہے۔ تو ریت کی ۲۲ اور ۲۳ دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ صلیب پر مرنے والا وہی شخص مومن ہے جو کسی گناہ اور جرم کے پواؤں میں صلیب پر مارا گیا ہو۔ ہر مصلوب لعنت کا مستحق نہیں ہے۔ تو ریت میں ہے کہ انکس نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ مارا جائے اور تو اسے درخت میں لٹکا دے۔ تو اس کی لاش رات بھر لٹکی نہ رہے بلکہ اسی دن اسے نہ دے۔ کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔ اس کے چہرے کہ تیری زمین جس کا وارث تیرا خداوند خدا تجھ کو کرتا ہے ناپاک نہ کی جا سکے۔“ (توریت آیت ۲۳، ۲۴، استثنا باب ۲۱)

تیسویں آیت میں وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے کے فقرہ میں وہ کا اشارہ اسی مجرم کی طرف ہے جو اس سے پہلے بائیسویں آیت میں مذکور ہے۔ اگرچہ مصلوب کی ملعونیت ثابت کرنی مقصود ہوتی تو یہ فقرہ اس طرح ہوتا کہ جو شخص پھانسی دیا جاتا ہے وہ خدا کا ملعون ہے۔ اس کے علاوہ وہ جو موصوس ہے اور پھانسی دیا جاتا ہے اس کا صلہ ہے۔ چونکہ موصول پر عزم رکھنے سے پہلے صلہ کا جانا ضروری ہے۔ اس لئے موصوب ہونے کے متعلق وہی علم ہوگا جو بائیسویں آیت سے حاصل ہو رہا ہے۔ بائیسویں آیت میں مجرم کا اپنے گناہ کی سزا میں مصلوب ہونا مذکور ہے۔ اس لئے یہاں بھی وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے اس سے مجرم ہی مراد ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساروں کو فرعون نے سولی دے کر مارا۔ مگر وہ سب کے سب مقبول بارگاہ الہی تھے۔ ایک بھی ملعون نہ تھا۔ سورہ طہ میں ہے کہ ”ولا صلیبناک فی جنوع الفخض (طہ: ۷۱)“ ”فرعون نے اپنا ارادہ پورا کیا اور ان سب کو مار دیا۔“

”قال ابن عباس کانوا فی اول الفجار سحرة وفی آخرها تہذہ۔ (تفسیر کبیر ج ۲۶ ص ۸۸)۔ مآب آیت ۱۷۱ لقصیرکم الذین علیکم اسعروا طہ: ۸۱)“ اسی طرح صحیحین میں حضرت صیبؓ کا جو ایک بلیل القدر صحابی ہیں سولی پر مارا یا نہ مذکور ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فی الواقع غیر مجرم تھے۔ اس لئے ان کا سولی دیا جانا لعنت کا سبب نہیں ہو سکتا۔

۲ رفع قتل کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ متوال ہونا لعنت کا سبب نہیں

ہے۔ ورنہ تہد اور اور وہ انبیاء علیہم السلام جو یہودیوں کے ہاتھوں قتل کئے گئے عیاذاً باللہ! اس سزا کے مستحق ہوں۔

۳۔۔۔ اگر یہودیوں کی نظر میں لعنت ثابت کرنا ہوتا تو بجائے انسا قتلنا کے انسا صلیبا کہتے اور مافتلوہ کی جگہ ماصلیوہ ذکر کیا جاتا۔ جس سے یہودیوں کے خیال کی پوری پوری تردید ہو جاتی یا عاھوا بملعون ہل رفعہ کہہ کر ساق لفظوں میں یہودیوں کا رد کیا جاتا۔ لہذا یہودیوں کا قتل مسیح پر زور دینے اور اللہ تعالیٰ کا ان کی تردید میں قتل مسیح ہی کی تردید کرنے سے ظاہر ہے کہ یہودیوں نے نہ کبھی لعنتی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نہ اس کے رد میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔

۴۔۔۔ اگر مافتلوہ کا قتل لعنت کی نفی کے لئے خاص کر لیس تو قتل کی ایک قسم قتل رخصت باقی رہ جائے گی جو مافتلوہ کی نفی میں داخل نہ ہوگی۔ اس وقت یہ سمجھتے ہوں گے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لعنتی موت تو نہیں مارا مگر عزت کی موت ضرور مارا ہے۔ اس صورت میں انسا قتلنا کی تردید نہ ہوگی۔ بلکہ تاکید ہوگی۔

۵۔۔۔ پھر رفعہ سے موت طبعی مراد لے کر رفع اعزازی کا ارادہ کرتا اور اس کو لعنت کی ضد قرار دیتا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہر طبعی موت رفع درجہ کو سترم ہو۔ بہت سے کافراہی طبعی موت مرے ہیں۔ مگر درجہ کسی کا بھی بلند نہیں ہوتا۔ لہذا رفع کے معنی اعزازی موت کرنا غلط ہے۔

۶۔۔۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رسول ہونا اور دنیا اور آخرت میں ذی وجاہت ہونا مسلم ہے تو معجزی تردید کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

۷۔۔۔ اور جبکہ یہود و نصاریٰ کے خیال میں ان کی صلیبی موت یحییٰ ہے تو ان کو مشابہ بالمستول ثابت کر کے لعنت کی نفی کرنی بالکل غیر مفید چیز ہے۔ اس تردید کا فائدہ تو اس وقت ہوگا جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جبری کی طرح صلیب اپنا کام نہ کرتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحیح سالم اوپر سے اترتے۔ بلکہ ان کا مشابہ بالمستول ہونا یہودیوں کی تصدیق کرے گا اور قرآن کا دعویٰ ان کے مقابلہ میں بے دلیل ہوگا۔ اگر یہودیوں کے مقابلہ میں طبعی موت کا ذکر کرنا مد نظر ہوتا تو بجائے رفعہ اللہ کے امانہ اللہ کہنا زیادہ مناسب ہوتا۔

۸۔۔۔ اگر رفع سے رفع روح یا رخصت مراد ہو تو قبل موت نہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوانائی بالکل ناجائز ہو جائے گی۔ باوجودیکہ اس ضمیر کا حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی طرف مہم تباہ خلاق چلا رہے۔ زائد نژاد اداقی یا غیر اولی کہہ سکتے ہیں۔ مگر قفس جو ان میں کوئی کد نہیں ہو سکتا۔

۱۰ رفع درجات موت کے ساتھ ہی نہیں ہے۔ بغیر موت وادو ہونے سے بھی درجات بلند ہو سکتے ہیں۔ اس لئے چارے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوں اور رفع درجات اور عدم قتل دونوں باتیں ان پر صادق آئیں گی۔ لہذا رفع درجات اور فعل موت میں تاخیر نہ ہوتے ہوں گے۔ رفع کا ترجمہ عزت کی موت کرنا یا غر نہ خط ہے۔

۱۱ اہل رفقہ اندایہ میں فعل ماضی کا ان اس بات پر وامت کر رہا ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کی سعی کی جا رہی تھی۔ اس وقت رفع ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تو ساری برس کے بعد ظہور پذیر ہوا۔ اس کوئی کے برابر اور ساتھ ذکر کرنا مزید تر نہیں۔ اگر مٹی درجہ مراد میں تو کمال اللہ عریب حکماء نے اپنی ذات اور قدرت کا اظہار کرنا ہے وقت ہوا کہ کہ خدا ان کے درجات بلند کرنا مقصود ہے۔ تعجب اور حیرت کی جگہ نہیں ہے جس کو دور کرنے کے لئے قدرت کا اظہار کرنا ضروری ہے۔

۱۲ "وَالسَّوَادُ مِنَ الْعَرِيفَةِ كَمَالُ الْفُورَةِ وَمِنْ الْحِكْمَةِ كَمَالُ الْعَمِ قَسْبِهِ دَهْدًا عَلَى أَنْ رَفَعَ عَيْسَى مِنَ الدِّبَاتِ إِلَى السَّمَوَاتِ وَأَنْ كَانَ كَالصَّغِيرِ عَلَى الْمَشْرِ لَكِنَّهُ لَا تَعْدُ بِالْقَسْبَةِ إِلَى غَدَاةٍ وَأَجَى حَكْمَتِي أَسْبَغَ كَعْبَرِجَ ص ۱۰۳" اس فقرہ انجیل میں من بعد امتیل کی نوین فصل میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے جائیں گے۔

۱۳ سطور اوائل میں جو پہلو کھنڈے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ان کے قتل کرنے کی سعی کی جائے گی۔ شرم و ہتھالٹے جائیں گے اور آں واقع ہوگا۔ اس کا ترجمہ قتل کئے جائیں گے کہ تاخر ٹیپ ہے۔ بحر قتل کا ثبوت و مزاجہ دہائی کے لئے بھی یہ مفید ہے۔

۱۴ "كُلُّ رَفَعَ إِلَيْهِ بِحَسْبِ رَفَعِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَرَفَعَهُ مِنْ حَيْثُ التَّشْرِفُ" (معارف و احوال روحانیہ نصابہ ابن نبیرہ ص ۱۰۴)

۱۵ راقب صغیر نے بطور کتاب رفع آسمانی اور رفع درجہ دونوں کا ذکر کیا ہے۔ محض رفعت مرتبہ مراد نہیں لی۔ یہی وجہ ہے کہ رفع آسمانی اور رفع تشریف کو الگ الگ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ترجمہ یہ کے ساتھ بیان نہیں کیا۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رفع آسمانی بجز معراج کے تھا جس میں رفع درجہ بھی پایا جاتا ہے۔

۲۔ اُتر رُفَع سے محض رُفَع مرتبہ ہی مراد ہو۔ جب بھی سوت ثابت نہیں ہوتی اور بل کا ذکر کرنا صحیح نہیں رہتا۔

۳۔ رُفَع اِلٰی السَّمَاء رُفَع درجات کو مستزیم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کافر کے حق میں فرماتا ہے "فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبِ الْمَعَادِ" انسان کے لئے آسمان پر جانے کو جائز سمجھتا کافروں کا عقیدہ ہے۔ بخلاف تعالیٰ "اَوْ ذُرِّيَّتِي هِيَ الْمَعَادُ (یسر اسراءیل: ۶۳)"

۴۔ رُفَع اِلٰی السَّمَاء ہر جگہ رُفَع مستزیم کو نہیں چاہتا اور نہ ہم نے بھی یہ دعویٰ کیا ہے۔ البتہ بعض سورتوں میں رُفَع درجہ رُفَع مَعَالٰی اور صعود آسمانی سے جدا نہیں ہے۔ لہذا جن آیتوں میں رُفَع اِلٰی السَّمَاء رُفَع وہجہ کو مستزیم نہیں وہ کفار اور مجرموں کا ذکر ہے۔ انہوں میں رُفَع مَعَالٰی رُفَع وہجہ کو مستزیم ہے۔ چنانچہ بلا سند درجہ کے انتہیوں کے مقامات عام منتہیوں کے مقابلہ میں اونچے اور بلند ہوں گے۔ قرآن شریف میں ہے کہ

"لَا تَلَا تَكْ يَجْزُونَ الْعُرْفَةَ مَعَا صِرُوا" (فرقان: ۴۰) "اعلى مواضع الجنة" (یسنی) اسی طرح رُفَع آسمانی کافروں کا عقیدہ بتاتا: انکل لفظ ہے۔ دراصل کفار نے نبوت کی سچی پر اپنے خیال میں۔ سہل انتہی سے بعض انتہات کا مطالبہ کیا تھا۔ جن میں سے ایک نشان یہ بھی تھا کہ پہلے انتہی سے انتہات ایسا مناسب لگے کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اس قسم کے بے بنیاد انتہات کی مذمت کی ہے۔ رُفَع آسمانی کے جو درجہ عدم جواز کی تردید نہیں کی۔ اگر کافروں کا ذکر کر رہی نہ ہو جو نہی دلیل ہے تو انہوں نے یہ بھی کیا تھا کہ "وقسألوا مآل هذا الرسول باكل الطعام ومشى في الأسواق" لولا انزل اليه ملك فيكون معه نذيرا۔ او يلقى اليه كنز او تكور له جنة باكل منها (فرقان: ۷۰) "لہذا رسول انتہی کے لئے کھانا، پینا، فرشتوں کا آپ سے ملنے کے پاس آنا اور مال دولت اور باغات کا ہونا ناجائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ کفاروں نے نبوت کا معیار اپنے خیال میں یہی تجویز کیا تھا۔ جس کی تردید خدا تعالیٰ نے تکلیف صر موالک الامثال مضمونا (فرقان: ۷۰) "حق سے کی۔ مگر اس سے جنہ دس کے ملنے کا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا۔

۵۔ اسی طرح "هل كذب الا بشر او رسولا" (یسر اسراءیل: ۶۳) "میں انبیاء و رسل السلام کے اختیار کی نفی ہے۔ یعنی وہ کسی انتہائی کے لانے میں خود مختار نہیں ہیں۔ نہ یہ کہ قدرت الہی کے ماتحت رُفَع آسمانی کا ممکن ہے۔ بلکہ وہ انہیں رُفَع آسمانی کا جواز کافروں تک کے لئے ثابت ہے۔ "ولم نعتنا عليهم باباً من السماء فظلوا فيه يعرجون" لقالوا انما مسكوت

انصارنا بل نحن قوم مسحورون (حجرات: ۱۰۱)

۱۔ جسبہ بندہ کے لئے رفع کا فاعل اسماعیل ہو تو اس جگہ رفع درجہات مراد آتا ہے۔ خصوصاً جسبہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

۲۔ یہ قاعدہ غلط اور منکرات ہے۔ اس جگہ قرآن اور حدیث سے چند مثالیں دی جاتی ہیں۔ جن میں رفع کا معمولی استعمال نہایت اور پھر رفع معانی مراد ہے۔

۱۔ ”ورفع ابویہ علی العرش (یوسف: ۱۰۰)“

۲۔ ”فرفع الی رسول اللہ لصبی (مشکوٰۃ: ص ۱۰۰)“

۳۔ ”رفعت الیہ امراۃ السبا“ اس آیت کا یہ فائدہ بیان کرتے ہیں

کہ ”المراد الرفع الی موضع لا یجوز فیہ حکم عمر اللہ تعالیٰ“

(تفسیر کنز الدرج: ص ۱۰۰)

۴۔ شخص سے کچھ بخشا۔ اچھا۔ اچھی قسم مراد ہوتی ہے۔ مثلاً: زید نیک ہے یا روح نیک ہے یعنی جسم۔ اسی طرح ماقتلہ میں اسم اور فاعل میں روح مراد ہے۔

۵۔ آسروؤں جھلون میں خمیر سے نیک سی چیز نہ لی تھی تو بل کا نام صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ ماقتلہ میں جسم مع الروح مراد ہے۔ یہی فاعل بھی ہوگا۔

۶۔ افعال حیدہ میں معمول سے جسم مع الروح اور غیر حیدہ میں روح بالذات اور جسم بالاطیع مراد ہوتا ہے۔ چونکہ آیت میں المعنا حیدہ ہی مذکور ہیں۔ اس لئے دونوں جگہ جسم حلقہ الروح ہی مراد ہے۔

۷۔ روح اور جسم کے اطلاق سے تعلق ہونے پر زید کی روح کو زید کی نفس کہنا چاہتا ہے۔ فقط زید نہیں بولا جاتا۔ اس لئے رائے کی ضمیر سے روح جسکی لینا چاہئے نہیں۔

۸۔ ”ولا تخذوا العین یغفل فی سبیل اللہ اموات (البقرہ: ۱۵۱)“

میں احیاء کا ہتھکڑیاں نہ لے۔ اس کا مراد یہ ہے کہ مومن سے نہ اسم اور نہ اسم سے غیر جسم مراد ہے۔

۹۔ آیت میں ”ولا تخذوا“ کے لئے جس کا ”مطلوبہ“ علیہ اموات ہے۔ لہذا جو اموات کا حوالہ ہے وہی احیاء کا بھی ہے اور وہ ”ہم“ ہے جس سے دونوں مراد ہیں۔

۱۰۔ صنف فقرہ میں تثنیہ واجباً تا حکم ایک ہونا چاہئے۔ مسند انبیاء کا ایک ہونا

ضروری نہیں۔ نحو: ما فی زید بن عمرو یعنی چار تثنیہ عربیہ آیت میں ضم کی مراد مختلف ہو تو کوئی حرج نہیں۔ پھر میں رائے کو اس پر قیاس کرتا ہوں نہیں۔ کیونکہ ہاں بل جملہ پر داخل ہے۔

س۔ رفع الی السماء سے اٹھ چکی تھیں ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جیسی قیوم مانا جاتا ہے۔ نیز ان کی عمر جوئے سے رسول اللہ ﷺ پر قضیات ثابت ہوئی ہے۔

ج۔ یہ جہاں خیالی ہے۔ اگر آسمان پر بٹے سے حضرت ثابت ہوئی ہے تو فرقے عیادہ یا نندہ بالاولیٰ ثبات اللہ ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے شیطان بھی آسمان پر رہتا تھا، جیسی امین اللہ ہو۔ (معاذ اللہ)

دوسرے شیطان اور فرشتوں سے زیادہ حضرت عثمان غنی علیہ السلام کی عمر نہیں ہے۔ اس قاعدہ کے موافق وہ بھی جیسی قیوم ہونے پر نہیں اور زمین، آسمان، چاند، سورج تو بہرہ وادی جیسی قیوم ہوں گے؟ لا حول ولی تو قاعدہ یا نندہ یا پھر عمر کے لیے اور دراز ہونے سے فضیلت کیونکر ثابت ہو سکتی؟ عمر بزرگی عقل است نہ ہنر۔ شیطان کی عمر مرزا قادیانی سے بہت زیادہ ہے تو کیا مرزائی جماعت اس کو مرزا قادیانی سے افضل کہنے کے واسطے تیار ہے؟ ایف جہاں کی اگرچہ نے شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں حضرت عیسیٰ کی فضیلت پر یہ شعر چڑھا:

کے گلست کہ میں ز معطلی اتنی است

کہ او بزم زمیں و آسمان با وجہ سلامت

شاہ صاحب نے فی الہدییہ یہ شعر جواب میں ارشاد فرمایا شعر

بکشتش کہ نہ این حجت قوی باشد

جواب بر سر آب و گہر سے ریاست

س۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بیٹھ کر اپنے پیچھے کے بازار باسالی سے کس طرح زندہ ہیں۔ اگر کھانا کھاتے ہیں تو قف کے حایت کہاں کرتے ہیں۔ پھر اس قدر عمر ہو جانے کے بعد ان کا دنیا میں آنا کسب کار ہے۔ جبریا کہ آیت ومن نعمره ننکسه فی الخلق سے ظاہر ہے۔

ج۔ جس طرح ہے وہ پہلے بادشاہ روزہ رکھنے پر بھی عربی ﷺ کو قہر نہیں ہوتے تھے اور جب صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو پتھر پھینکا تو آپ نے اپنے متواتر روزہ رکھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کو دس سے روکے ہوئے آپکم مثلہ ایسی ایت بطعمی دیی ویسقیی (مشکوٰۃ کتاب الصوم ص ۱۶۶، بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۶ تا ۱۰۱۷) کہ مزیروالادب



اور شاد فرما کر اپنے لئے روحانی اور عشق الہی کی غذا ملنے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اسی طرح جائز ہے کہ  
یعنی علیہ السلام کو بھی روحانی غذا ملتی ہو۔

۲۔ رفع آسمانی کے بعد یعنی علیہ السلام کی حالت فرشتوں جیسی ہے۔ جس  
طرح سبحان اللہ و بحمدہ فرشتوں کی غذا ہے۔ اسی طرح ذکر و الہی حضرت یعنی علیہ السلام کی غذا ہے۔  
امام رازقی فرماتے ہیں کہ: "فعیسی لسا رفع الی السماء صار حالہ کحال الملاذکہ  
فی زوال الشهوة والغضب والاخلاق الذميمة"

(تفسیر کبیر ج ۸، ص ۲۶۰، صحت آیت انی متوفیک)

۳۔ جب جنت اور اس کی نعمتیں اس وقت بھی موجود ہیں اور آدم علیہ السلام  
بھی نعماء جنت سے فائدہ اٹھا چکے ہیں تو کیا تعجب ہے کہ یعنی علیہ السلام کے واسطے بھی جنت کی  
نعمتیں مہیا کر دی جاتی ہوں۔ پھر چونکہ جنت کے ہر طبقہ سے فضلتیں نہیں ہوتا سب کا سب جزو  
بدن بن جاتا ہے۔ اس لئے فقہائے حاجت کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر کسی طبقہ کے نزدیک جنت کا  
اس وقت کوئی وجود نہیں اور آدم علیہ السلام کا قیام بھی جنت میں نہیں ہوا تو ایسا آدمی مسلمان ہی  
نہیں۔ اس سے ان مسائل میں غفلت کرنا ہی فضول ہے۔ اسی طرح اگر اس کے خیال میں جنت  
کے کھانوں سے دنیا کی طرح فضل بنتا ہے تو جو جگہ آدم علیہ السلام یا دستوں کے لئے ہے وہی یعنی  
علیہ السلام کے لئے بھی ہوگی۔

۴۔ چونکہ آسمان محل تغیر نہیں ہے۔ وہاں جو چیز بھی ہے وہ ایک ہی حالت پر  
ہے اور اس جگہ نہ حجاب و غیرہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ حدیث میں جو ان جہنمی کا یہ قول نقل کیا گیا ہے  
خلقات لا یبید۔ اس لئے یعنی علیہ السلام ہر عمر میں ہر عمر میں جس میں مرفوع ہوئے تھے۔  
اور جب آسمان پر کسی قسم کا تغیر واقع ہی نہیں ہوتا تو ظاہر ہے یعنی علیہ السلام جس غذا کے ساتھ  
مرفوع ہوئے تھے وہی باقی رہے گی اور تحلیل نہ ہونے کی وجہ سے بدلے میں مانتقل کی ضرورت محسوس نہ  
ہوگی۔ درحقیقت اس قسم کے شبہات انہی قوتوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں جو قدرت الہی کے  
منکر اور اسلامی تعلیم کے مخالف ہیں۔ نعوذ باللہ من الحاد الملحدين و خرافاتهم

۵۔ کسی بشر کا آسمان پر جانا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ نیا اور پرانا فلسفہ  
بالافتاق اس کو محال سمجھتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا معراج بھی جسمانی نہیں تھا۔ چنانچہ (حاشیہ ازالہ  
منہ عنہ) میں ہے کہ: "میر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت  
ناعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف (مرزا کا پانی) خود صاحب تجربہ ہے۔"



قرآن کے انکار کرنے کی وجہ سے کیوں اس کو خارج از اسلام نہ کہا جائے؟۔

۲ جب خدا کا ہر فعل کسی نہ کسی وجہ کا محتاج ہو تو وہ مادہ اور صورت کا محتاج ہونے کی وجہ سے خدا کس طرح رہا اور اس میں اور کون سا گھر میں جو کہ آپ وکل کا محتاج ہے کیا فرق ہے۔

۳ پھر اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ خدا کے مقرر کردہ نظام کو کوئی دوسرا نہیں بدل سکتا۔ یہ مضرب نہیں ہے کہ وہ خود بھی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید میں ہے: ”لَا مَبْدَئَ لِكُلِّ شَيْءٍ“ یعنی دوسرا کوئی نہیں بدل سکتا۔ پھر اس سے یہ ارازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ بھی نہیں بدل سکتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ: (۱) ”وَلَوْ شَاءَ لَآخِذُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً (مائدہ: ۱۷)“ (۲) ”وَلَوْ شَاءَ لَهْدَاكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ (النحل: ۶۹)“ (۳) ”وَلَوْ يَؤْخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَوْا بَرَكَاتٍ (النحل: ۶۱)“ ان آیتوں میں موجود نظام سے ہر لے کی طاقت رکھنے کا اظہار فرمایا گیا ہے۔

۴ آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ عام نہیں ہے۔ بلکہ عذاب کے متعلق یہ فرمایا گیا کہ جو قومیں مرسلین کی تکذیب کرتی رہی ہیں ان پر ہمیشہ عذاب الہی آتا رہا ہے۔ اب بھی اگر اہل مکہ نے ہمارے رسول کی تکذیب کی تو حسب دستور ان پر بھی عذاب نازل کر دیا جائے گا۔

۵ آسمانوں پر جانا بلحاظ انسانی طاقت کے مستبعد ہوتا ہے۔ لیکن خدائی قوت کے اعتبار سے بعید نہیں ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ وہ اپنی طاقت سے آسمان پر نہیں گئے۔ پھر اسحاق کس بات کا ہے؟۔ مظاہرہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بیوہ و معبود آسمانی نہیں بلکہ واقعہ ہے تو وہ جیسی علیہ السلام کو آسمان پر کیوں نہیں لے جاسکتے اور کافروں کی طرح فرشتوں کے نزول سے انکار ہے تو پھر خدائی طاقت کے سامنے یہ بات کیو حقیق ہے۔ وہ بغیر جبرائیل علیہ السلام کے بھی ان کو لے جاسکتا ہے۔

جب تینت بائیس آدمی کی قوت عیب سے باوجود مسافت بعید کے لئے واحد و موجد موجود ہو سکتا ہے تو آج ہوائی جہاز ہزاروں من وزن لے کر انسانی عقل کے زور سے طبقہ زمہریہ سے اوپر جاسکتا ہے تو رب العزت کا مہی علیہ السلام کو اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر لے جانا کیوں ناجائز اور خلاف عقل ہے۔



۳ "فمن عاشقة لما امرى بالسرى تبتت اتي المسجد الاتقى  
اصبح يحدث العباس بذلك فرتداس عن كانوا آثموا وصدقوه واسموا  
بذلك الى ابي بكر فقالوا لعل من غي صاحبك مرغم له اسرى به الليلة الى  
بيت المقدس وجد، غير ان يصبح غاب او قال كذلك فانوا نعم قال لش قبل  
ذلك لقد صدق قالو فنصدقه ان وجب الليلة الى بيت المقدس وجاء قبل ان  
يصبح قبل ان يبعث من لاصدقه بعلموا بعد من ذلك، اصدقه بخبر انسا، عن  
غدره اوروحة فله ذلك سمي ابو بكر الصدوق"

(بالله الدوام منصرف احاطه به من ۲۰۰ طبع لاھور)

از معراج ابن حضرت کے خیال میں مکاشفہ یا مہدی صورت میں، جوئی تودہ یہ کہتے  
کہ روح اٹھائی گئی اور جسم رہیں موجود رہا، بلکہ روں اور جسم دونوں موجود رہے تو وہ خواہ  
مکاشفہ کے قائل ہو جائے اور نہ حضرت عیسیٰ معراج کے متعلق وہی کہہ کا انکار اور تجویز نہیں  
فرماتیں۔ کیونکہ خوب اور مکاشفہ ایسی ہی نہیں ہیں جن کا انکار کیا جائے۔ علاوہ ازیں جب  
حضرت مائتہ کے ماننے یہ بات نمایاں گئی کہ وہ انصاف علیہ کے معراج کی شب بعد تعالیٰ کو پہنچی  
"تمھوں سے دیکھا تو اس کی تردید میں یہ تو بہت پیش کی "مہدی بذرک الابصار ولا تدرکہ  
الابصار" (نعم: ۱۰۳) "چونکہ انکوں کو پہنچا، انکوں میں ان نہیں ہوتیں۔ یہ اور یہ نہ فرمایا۔  
یہ تو تیند و کشمبلی نہ تھی۔ اس میں، بہت سے بزرگ یا اثر ہے۔

معلوم ہو کہ روحانی معراج تین۔ تین کی صورت میں نہیں تھی۔ بلکہ محض روں کے  
صبر، آتائی اور روحانی معراج کہتے ہیں۔ یہی وہ ہے جو وہ قاضی پتہ دی کے نگاہ ہے کہ  
"واختلف اصحاباً نہ فی ليقطة او فی السد مع احسن انہ کان فی المنام  
واشتر الا قذول بصلاته والنبي ان کان فی المنام غير البصة وهي البصة  
بعدها" (من السعور ج ۲ ص ۱۰۵)

روحانی کا مقابلہ روحانی سے یہ ہے اور روحانی بالتحقیق پیدائی میں ہے تو اس کا قسم  
روحانی بھی پیدائی ہی میں ہوگا۔ بیضاوی نے اس کو باطنی ہی صاف فرمایا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں  
کہ "اختلف فی انہ کان فی المنام او فی ليقطة بروحه او بجسده والا کثر  
على انہ اسرى بحسده"

(بیضاوی ج ۱ ص ۱۷)

بہذا مرزا قادیانی کا معراج کو از قبول مکاشفات بزرگ حضرت عیسیٰ کہ حضرت معاد

کے قول سے استدلال کرنا باطل غلط ہے۔ اہمیت میں سے ایک فرد بھی معراج کثیفی کا قائل نہیں ہے۔ کثیف میں رونا اور ہمدردیوں بحالت بیداری یعنی مجذوبہ رہتے ہیں۔ صرف ظہانی تو بات نہیں ہے اور بد اکثر ہے ہیں۔ جہاں کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ ”لحي مع الله وقت لا يسمع فيه منك مقرب ولا نبی مرسل“

مکاشفہ سے یہی ہے کہ مراد ان کی ایک تحریر سے استفادہ کرتے ہیں ”وہو ورواں الحبيب الجسماني عو روح محمد ﷺ حتى يظهر عن روحه من العكاشفات والمشافات“ (تفسیر تفسیر ج ۱۰ ص ۱۲۸)

اس عبارت میں ہر قسم کی تجاہل کے دور سوچنے کو مٹا شغلات کا سبب قرار دیا ہے۔ لہذا معراج کثیفی کے ثبوت میں نہ کوئی شرعی دلیل موجود ہے اور نہ صرف میں سے کسی کا قائل اس کی تائید کرتا ہے۔

۱۔ معراج کی روایتوں میں بھی قسمیں مختلفہ ہیں۔ ایک روایت میں ہیں انہوں نے اہل بیت اور ان کے مراد نام نہایت ہے۔ شریک کی روایت میں معراج کا ترجمہ ہے۔ بیان کرنے کے بعد ثمر استیظمت آیا ہے۔ ۲۔ جس مکان سے امراء کی ابتدا ہوئی اس سے متصل کسی روایت میں بیعت، مہمانی اور کتب بیت رسول ﷺ اور ایک میں حرم مکہ و قرآن مجید میں مسجد حرام نہ کر ہے۔ ۳۔ کہیں ہے کہ معراج بعثت کے بعد ہوئی۔ کسی روایت میں بعثت سے پہلے۔ کہیں نجد میں اور کہیں بیداری کی حالت میں بیان کی گئی ہے۔ ۴۔ معراج کی شب انبیاء علیہم السلام ہمارا دل آوازوں پر قہر، انہوں میں ایک جیسے نہیں آئے۔ اس قسم کے تعارض اور اختلافات کی وجہ سے معراج کی روایتیں قابل اعتبار نہیں ہیں۔

۵۔ ایک کہ: ”ایات و انوار میں تحقیق و ترتیب ممکن نہ ہوگی تعارض یہ اختلاف کی وجہ سے روایت نہ تادم نہیں ہوگی۔ اسی صورت میں پہلے تحقیق اور پھر ترتیب سے وجود تلاش کرنے چاہئیں۔ ۶۔ یہ دونوں صاف بے فائدہ ممکن نہ ہوں تو پھر روایات پر عمل نہیں ہوگا۔ مگر موجود روایات میں تحقیق ممکن ہے۔ ۷۔ متعدد۔

۸۔ یہ بات کا یہ مطلب ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد سے امت نمود ملانے کو اب میں تھے۔ مگر نیکو کا خدایہ بھی طریق نہیں ہوا تھا اور بعد میں یہ ارتداد کئے۔ یہ سب ہم زانی کے گھر سے چلے۔ نیکو کا اثر وقتی تھا۔ حرم میں پہنچ کر ہو گیا ہو گئے۔







نہادہ ہے۔ معمران کے جسمانی یا روحانی ہونے کا اختلاف الٰہی شریعہ پر مبنی ہے۔ فطرتی خیال کی حد تک نہیں ہے۔ جو کتب معمران روحی یا انسانی کے ذیل میں دن کا استدلال اس آیت سے ہے ”وَمِنْ عِبَادِ الرَّحْمٰنِ اُولٰٓئِیْهِ لِرِیَاسٰتِ الْاَوَّلٰی اَمْرِ اِسْرَآئِیْلَ (۱)“ کیونکہ روئے کا لفظ غیبی یا غائب کیا جاتا ہے اور آخر مسلمانوں کے نزدیک معمران جسمانی ضرور واقع ہوئی ہے۔ ”عَلٰی الْبَصَیْطِ وَالْاَکْثَرِ عَلٰی اَنَّهُ اَسْرٰی بِجَسَدِهِ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ خَرَجَ مَعِ اِلٰی السَّعَوَاتِ حَتّٰی اِلٰی سَدْرَةِ الْمُنْهٰی (بصاوی ص ۱۰۷)“ اور وہ اس خیال کی تائید میں اعلیٰ کے واقعات سے استدلال کرتے ہیں (۱) ”سَحَابٌ اَمْدٰی اَسْرٰی بَعْدَهُ لِبَلَاٍّ مِّنَ الْمَسْجِدِ اَحْرَامِ اِلٰی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی (سیر اسد اللیل ص ۱۰)“ میں سراء کا ذکر کرتے ہوئے آیت کو لفظ بحران سے شروع کیا ہے جو غیب کے معنی کا دہرایا ہے۔ خواب میں سیر کرنا کل تعجب نہیں ہے۔ (۲) ”نقطہ سراء بیداری میں رات کو یہ کہاتے پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ روحی یا انسانی سیر پر نہیں ہوا جاتا۔ (۳)“ عید روز اور جمعہ دنوں پر ہوا جاتا ہے۔ قرآن میں جس جگہ بھی آیا ہے جگہ پر ہی سراء آیا ہے۔ شہادت یا جمعہ روز نہیں ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس رات معمران ہوئی اس کی صحیح و قرینش نے اس واقعہ کو سن کر اگلا ہی اور بیت المقدس کے متعلق آپ ﷺ سے حواالت کئے اور سحر کے دوسرے حالات بھی پوچھے اور انھیں ضعیف الاہل و سلفان مرتد ہو گئے۔ اگر معمران جسمانی نہ ہوتی تو ایک مرتد خواب کے بارے میں اس قدر فتنہ اور سوالات بھی پر پائے نہ کرتے اور نہ آپ ﷺ کو جواب دینے کی ضرورت محسوس ہوتی اور نہ لوگ مرتد ہوتے۔ جیسا کہ ان موافقات سے ظاہر ہے:

”روى عن ابن عباس قال خرج (رسول الله) حلس اليه ابو جهل فاحمره حتى احمر لسانه فقال ابو جهل يا معشر كعب بن لؤي بن غالب هاء هاء لهدفن مصفق ووضع يده على رأسه تعجباً وانكاراً وارنداس من كان امن به وسعي رجال الي ابي بكر عقال ان كان هال ذالك لقد صدق قالوا صدقه علي ذاك قال اني اصدقه علي احد من ذالك فسمي الصديق وكان غيبه عن يعرف بيت المقدس فاستنعتوه المسجد له بيت المقدس فطفق بسطرا اليه وبعثه لهم فقالوا اما النعت فقد اصابه فقالوا

اخبیرنا عن غیرنا فاضمر اعم بعد وفعالها و احوالها و قال تقدم يوم کدام  
صلوع الشمس بعد مہا جمل اوراق فخرجوا الیشتدون ذالک انیوم نحو الثنیة  
عقال قتل منهم هذه واللہ الشمس قد اشرقت فقال آخر هذه واللہ العیر قد  
اقلبت یقدسہا حمل اوری کما قال محمد ص

(البرقورج: ص ۵۵۰ والفظہ: ص ۱۷۳)

عس ابن ہریرہ قال رسول اللہ لئن لقت رائی فمیت فی الحجر  
وقرین فمیت فی عن سرای فسانتی عن اشعاء من میت فی بیت المقدس لم اشیہا  
فکرمیت کرہ ماکرمت مثل قط خرعه ائله لی نظر الیہ ما یسألونی عن شئی  
الانباہم

عس حاتمہ مدح رسول اللہ بقہ کہ لکاد، ذنی قرین فمیت ابی  
الحجر فجلی لہ لی بیت المقدس فصفت حبرہم عن آیاتہ وانا انظر الیہ  
فمدح: ص ۱۶۰ بخاری: ص ۱۸۰ والفظہ: ص ۱۷۳ حدیث الاسراء: ص ۱۷۳  
کی کہ لکاد کہ سہ بیت المقدس کے متعلق جو سوالات کے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ تم کہو۔ قرآن تعالیٰ  
نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ جس سے میں قریش کے ہر ایک سوال کا صحیح جواب  
دیتا جاؤ۔

شیخ محمد بن ابی العریضہ فتوحات میں لکھتے ہیں کہ: ولو کان الاسراء  
سروحه ونکون رويا، رها کما یزی الماتم فی مومہ ما انکرہ احد ولا نازعہ  
احد وانا انکر واسبہ کوئہ اعتمد ان الاسراء کن محسمہ فی ہذہ المواطن  
کتبہ: ص ۱۷۳ ج ۱ ص ۱۷۳ اور ما حعن الرویا، التی: ص ۱۷۳ معمرانہ: ص ۱۷۳  
نوفی پر متدبیر، کئی وجہ سے صحیح نہیں

آیت میں فتح کا لفظ ہے اور فتح یا اترا یا جواب کی وجہ سے نہیں ہو سکتا۔  
رویا کا لفظ جس طرح خواب کے لئے آتا ہے آنکھوں سے دیکھتے پر بھی ہوا  
چاہے۔ جیسا کہ اس شعر میں ہے

فکر لرویا، وھش قوادہ  
نظر نفساً کما قل لومہا



و اما اللہین صلوا معہ فی بیت المقدس تحس علی الخاراج الخمشہ و یحتمل  
الا حسانہ بحسبہن لہ احصرت احصاءہم فی بیت المقدس لعلاقانہ علیہ السلام  
رفعوا علی السماء لشدات

جو لوگ معراج روحانی کے تشریف میں۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی روح بھی  
حیرانیا کی طرح انہم میں ایک میں کہ ہوئی تھی۔ یہ اللہ الباقی کے اس عبارت کا بھی ایک  
مطلب ہے "اذہ یزکری فی مروج حلیع بہن الدسوت والسمال"

میں "تیار ہونا" فلسفہ کا حلقہ اس بات کو بیان کرتا ہے کہ کوئی انسان  
اپنے اس ناکہ جسم کے ساتھ مروجہ برکت بھی پہنچ سکے۔ (ابن عربی ص ۱۲۳) جو کہ  
میرزا یحییٰ و علیہ السلام ہے۔ اس لئے روح آسمانی میں ہوتا ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے متعلقہ میں بعضی خیالات و پیش کردار اور  
اس وقت کے روایت کا کام ہے۔ جو شخص تصور علیہ السلام کو نہ اس صدوق اور نبی تسلیم کرے وہ  
اس قسم کے استبدادات سے روکا جائیگا نظر میں وقت نہیں رہتا۔ اس لئے یہ امر صدیق کے قریش سے  
اس سوال کے جواب میں تصدیق سے ثابت فرمایا تھا "امی اصطفیٰ علی اجمعین ذالک"

ایمانی آج ایک مسلمان کو دینا چاہیے تھا۔ کراہتیں مرزا کا بیان اور اس کے ہم خیال ایک طرف  
مسلمان کی کاغذی کرتے بات ہیں اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کو غلطی خیالات  
کی جہت سے رکتے ہوئے شکر شام ہے۔ چرکھ یہ ہے کہ استبدادات مادہ کا سرمایہ استبداد  
رکھا ہوا ہے۔ روح آسمانی کو انہمازیانہ عبادت چاہیے تھی۔ عربیہ عالم بھی نہیں کہہ سکتے۔  
نورانی نے عربیہ مسلم میں کہا ہے کہ روح آسمانی کے استحکام پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی موجود نہیں ہے۔  
مرزا کی جہت سے یہ دوسری ایک انسان کی روحانی مقامات نہیں سمجھتے ہیں اور یہی ہی خرقہ و التیام کو ناجائز  
قرار دیتے ہیں۔ یہ وجود نیماں میں ایک ہی روح آسمانی کے سے مان نہیں ہے۔ یہ دوسرے اس  
روحانی ثبوت میں مدد دینا چاہیے۔ اولاً یہ خود ہیں

۱۔ زمزم پر ہوا کے سر و طوق کا نام ہے۔ جہاں بخارات متعادلہ کا صعود و ختم  
ہو جاتا ہے۔ ہوا غماض اور بعد میں سے ایک پٹا غماض ہے۔ یعنی غماض کی بولی اور صورت سے مرکب  
ہے۔ صاحب فلسفی نے لکھا ہے کہ بساط میں کیفیت صورت کے تابع ہوتی ہے اور مرکب میں  
محتویں اسکی جہ سے بساط میں کیفیت کے باطل ہونے سے اس کی صورت نوعیہ کا ابطال لازم نہیں

آتا۔ مگر مرکب میں فکر کیفیت، مغل ہوئی تو صورت نوعیدہ مرکب کی بھی نہیں رہ سکتی۔

(ماخوذ: "مفہم الغلوپ")

اس کے آخر آگ کی حرارت اور ہوا کی عارضی سردی جاتی رہے اور ان کی صورت نوعیدہ بحالہ باقی رہے نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہوا کی کیفیت صورت نوعیدہ سے جدا ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں صورت عامیہ کے قائم رہنے کے باوجود بھی اس کی حرارت جاتی رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی زمیری کی سردی اور گرہ ناری کی حرارت باقی نہ رہی ہو تو کوئی استحالہ نہیں ہے۔

۲۔ جو بیکار ہوئی آگ میں اور شمع کی لو میں تیزی سے ہاتھ نکالتے ہیں ان پر حرارت کا مظہر نہیں ہوتا تو برائے بھی چیز رفتار کی موجودگی میں کہ جس کا مستحیا نظر پر قدم اٹھتا تھا تو مہر پر یا کرہ نہ رکا کیا اثر ہو سکتا ہے۔

۳۔ تھانہ کا مزاج گرم اور نکلی کا سرد ہے۔ انی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنی اعا میں یہ الفاظ فرمایا کرتے کہ: "اللہم اغسل خطابی بالحاء والثلج والبرد او کما قال (مسکوٰۃ ص ۷۷) من صابغہ بعد التکبیر" ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تپتی و پریزگار کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ ﷺ کی ٹیکوں کی سردی نہ ہو پرنایاب رہی جس شخص کا ہاتھ برف زدہ ہو اس کو پر تھک آگ میں رکھنے سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

۴۔ طبقہ زمیری یہ تک پہنچتا تو بجائے خود رہا۔ اس زمانہ کی مسند ان قوموں تو فلک قریب پہنچنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

۵۔ خرق و انتہام کے استماع کے ذہنی ہی کمزور ہیں۔ جو شخص خرق و التیام کے امتناع کا قائل ہے۔ وہ قیامت کا بھی ضرور منکر ہے۔ لیکن باری ہمہ جاکر ہے کہ آسمان کے مسامتہ اس قدر وسیع ہوں کہ اس میں سے ایسا نشان آسانی سے نکلتے۔ ایسے بڑے جسم کے لئے انرا اتنا وسیع سامہ ہو نہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جب صحیح حدیث میں آسمان کے لئے دروازہ کا ثبوت موجود ہے۔ (مسکوٰۃ باب امران) تو فلسفی خیالی کو تسلیم کرنا اور حدیث کو نہ ماننا کہاں تک جائز ہے۔ کیا مسلمان اسی کا نام ہے؟

مطالبہ (۱)۔ سلف صالحین میں سے ایک شخص کا قول ایسا پیش کرو جس نے فلسفی خیالات کی وجہ سے دفع آسمانی یا معراج ہسانی سے انکار کیا ہو۔ (۲) سلف میں سے کوئی شخص معراج کشفی کا قائل ہو۔ (۳) مگر ایک ہی رات میں مکہ سے بیت المقدس جا کر وہیں

آدم تو نون تہ سے کے موافق ہے تو آسمان پر ہوا کیوں اس کے خلاف ہے ورنہ یہ واقعہ بھی  
کشف چھوٹے ہو بلکہ کے چھڑنے کی یہ ہے تھی۔

آیت نمبر ۸ ”وَأَن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِقُلُوبِهِمْ - ثُمَّ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ سَهْدًا“  
(المائدہ: ۸۰)

فصل نون تا یہ اس میں۔ تھی اہل کتاب اور یہ وہی تائید کے لئے آتا ہے اور اشتہال کا  
قائد ہوتا ہے اور جس فعل میں طلب کے معنی نہیں پڑتے ہات۔ جیسا کہ مضارع ہے اس میں نون  
تا یہ ہو اور تائید کے لئے آتا۔ تین اس تائید کے ساتھ ہمیشہ اشتہال کے لئے آتا ہے۔ ماضی یا  
ماضی پر بھی آتا ہے۔

”أَمَّا انْصَارِفَ عَلَى كَأَن حَالًا لَمْ يَكُنْ يَدُ وَأَن كَانَ مَسْتَقْبَلًا كَمَا يَهْد  
وَحَوْلًا يَشِيءُ نَحْوًا اِلَّا لَا يَكُنْ اصْبَاعُكُمْ“  
(معنی ج: ۲ ص: ۲۶)

”وَأَعْلَىٰ أَن لَا يَصِلَ فِي بَرِّ الْتَاكِيدِ بِنَ تَلْحَقُ مَخْرُوعِ مَسْتَقْبَلِ  
عَبْ يَعْنِي لَطْلِبَ كَأَن مَرُوعِ وَيَالِي وَالْاِسْتِغْنَاءُ وَالتَّمْسِي وَالْعَرَضُ مَحْوِاصِرِ  
رَسَدِ أَوْ لَا تَصْرِصَ وَهَلْ يَحْمَرُّ بِنَ وَلِبَتَكَ تَصْرِصَ مَقْلَعِ وَمَحْفَعِ وَاصْطَصَ  
بَسْمِغِ مَعْنِي الطَّبِ لَازِمِ وَصَعِ الْتَاكِيدِ وَالتَّكْيِدِ أَمَّا يَلْبِقُ بِمِطْلَبِ حَنِي  
يَحْدُ وَيَدْحَلُ مَعْنِي مَوْجِدُ أَن الْمَطَرُ وَلَا يَلْبِقُ بِالْخَبَرِ الْمَحْضِ لَازِمِ قَدْ  
وَجِدَ وَحَصَّ عَلَا مَنَاسِبِهِ الْتَاكِيدِ وَاصْطَصَ مَالِ الْمَسْتَقْبَلِ لَازِمِ الطَّلِبِ أَمَّا يَتَعَلَّقُ  
بِعَالِيهِ مَحْصَنِ بَعْدِ يَحْصَلُ وَهُوَ الْكَمَّةُ قَبْلَ بَحْلَافِ الْحَالِ وَالْمَاثِرِ  
اِسْتِصْوَالُهُمَا كَالْمَسْتَقْبَلِ الَّذِي هُوَ جَرِ مَحْصَنٍ لَا تَلْحَقُ نَوْنُ الْتَاكِيدِ بِأَحْرِهِ لَا  
مَعْدَانِ يَدْحَلُ عَلَى أَوَّلِ الْفِعْلِ مَا يَدُلُّ عَلَى الْتَاكِيدِ كَلَامُ الْقَسَدِ وَأَن لَدِ يَكُنْ فِيهِ  
عَدِي لَطْلِبِ لَازِمِ الْعَاسِبِ أَن التَّكْلِفُ يَقْسُدُ عَلَى مَطْلُوبِهِ اِسْبِيغِ رَاوَدَ عَلَى  
اِسْتِصْوَالِهِ (حَرْزُ الْتَاكِيدِ) لَسْتَقْبَلِ طَلَبِ أَوْ حَرِغِ يَدِ يَتَاكِيدُ بِاللَّامِ  
مَحْوِاصِرِ (مَنْ مَتَبِ)

”نَوْنُ الْتَاكِيدِ يَزُكُّ مَسْتَقْبَلًا عِبْ مَعْنِي الطَّلِبِ (إِلَى أَن قَالَ)  
وَأَمَّا فِي الْمَسْتَقْبَلِ اَلَّذِي هُوَ خَيْرٌ مَحْصَنٍ فَلَا يَدْحَلُ اَلْاَبْعَدُ اَن سَحَلُ عَلَى أَوَّلِ  
اَلْعَمَلِ مَا يَدُلُّ عَلَى الْتَاكِيدِ اَيْضًا كَلَامُ الْقَسَدِ مَحْوَاثِ لَاصْرِصَ (رَضِي ص: ۲۰۰)“

غرض مفسرین کے مابین کئی باتوں کا تئید ہمیشہ اشتہال کے لئے آج ہے۔ مگر جس  
 جہد و سعی و سربلانی کے ذریعے واقعہ اوقات میں اس کو مستعمل ہونا ہے۔ بعد شروع ہو گا جس  
 پر اہم وجہ ہے۔ مثلاً "وَمَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ إِلَىٰ أَهْلِي وَغُورٍ يُؤْتِيهِ مَلَكُ اللَّهِ  
 حَيَاةً طَيِّبَةً" (نمل ۸۰) "اور جو شخص اپنے صالحہ اعمال سے اپنے اہل و عیال کو  
 معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک طیبہ عطا فرمائے گا۔" یہ آیت ان کے لئے ہے جو  
 واقعی اپنے اہل و عیال کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ بعد اشتہال کی ابتداء ہوگی۔

"فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ" (زلزالہ ۲۷) "اور جو شخص ایک ذرہ کا  
 نیک عمل کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔" (نمل ۸۰) "اور جو شخص اپنے صالحہ اعمال سے  
 اپنے اہل و عیال کو معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک طیبہ عطا فرمائے گا۔" یہ آیت  
 ان کے لئے ہے جو واقعی اپنے اہل و عیال کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ بعد اشتہال کی  
 ابتداء ہوگی۔

استدلال "وَمَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ إِلَىٰ أَهْلِي وَغُورٍ يُؤْتِيهِ مَلَكُ اللَّهِ  
 حَيَاةً طَيِّبَةً" (نمل ۸۰) "اور جو شخص اپنے صالحہ اعمال سے اپنے اہل و عیال کو  
 معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک طیبہ عطا فرمائے گا۔" یہ آیت ان کے لئے ہے جو  
 واقعی اپنے اہل و عیال کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ بعد اشتہال کی ابتداء ہوگی۔

استدلال "وَمَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ إِلَىٰ أَهْلِي وَغُورٍ يُؤْتِيهِ مَلَكُ اللَّهِ  
 حَيَاةً طَيِّبَةً" (نمل ۸۰) "اور جو شخص اپنے صالحہ اعمال سے اپنے اہل و عیال کو  
 معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک طیبہ عطا فرمائے گا۔" یہ آیت ان کے لئے ہے جو  
 واقعی اپنے اہل و عیال کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ بعد اشتہال کی ابتداء ہوگی۔

استدلال "وَمَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ إِلَىٰ أَهْلِي وَغُورٍ يُؤْتِيهِ مَلَكُ اللَّهِ  
 حَيَاةً طَيِّبَةً" (نمل ۸۰) "اور جو شخص اپنے صالحہ اعمال سے اپنے اہل و عیال کو  
 معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک طیبہ عطا فرمائے گا۔" یہ آیت ان کے لئے ہے جو  
 واقعی اپنے اہل و عیال کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ بعد اشتہال کی ابتداء ہوگی۔

استعمال پر آتے کہتے ہیں۔ اس پر مثلاً نہ کوہ و نہ مضار مع موانعاً اثر رکھتے ہیں۔ لیکن یہ مانع  
خاصی یا حائل کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔ یہ جہذا اثر اور شتہائی سے کہتے ہیں۔ لیکن ”الغیثہ یفہم  
فہ حبیبہ لہ المیراث“ اور ”المدخلانہم“ کی جڑ میں۔ انہم معمولی شخصین معنی شرط کے  
بوالہذا چاہدوا۔ وعن عمل من یبصرہ والدبر آسموئس ہے۔

”اذا انحصر السبب معنی الشرط معنی الانحصر لغائی الحیر  
وہاذا الاسم السبب معنی السبب و طرف (کتابہ) ”لو لا علی نتیجہ یا اثر ہے۔ فعل  
کتب معنی قی کا فوج بھی اصل سے اور جزا شرط ہے مقدم نہیں ہوتی۔ اس لئے ان تمام فعلوں  
کا نہ نہ شرط کے بعد ہوگا اور انہی کی نسبت سے ان کا زمانہ مستقبل سمجھا جائے گا اور انہی اثر اور  
نہایت سے مقدم نہیں ہوگا اور ان کو قیوں زمانہ کے ان تمام اوزار میں سے ان فعلی شے پر موقوف ہے  
جس کو جزا کا شے سے اور ان کو اصل کے مقدم ہوئے زمانہ سے ہو اور ان کو اصل الشرط  
وحد السبب و حد فی خلاف ہے۔

ماہوار یہ ان میں جو چیز بھی اعتبار سے فعلی شے کی ہی وجہ سے ہے  
اس میں عربی کلام۔ حلب الارباب طالعی میں طالعی کے معنی ہوتے ہیں اور اس میں کمال  
تو علم کی وجہ سے ہے جو شرط پر یا فعل پر اس کے وہ اور اثر و تاثر کا نتیجہ ہے اس میں صرف بیان  
شرط کے و تحت جزا کا لفظ ہو رہا ہے۔ مگر لیکن میں اپنے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کسی فعل پر مرتب یا  
اسی شرط کی جزا نہیں ہے۔ اس لئے اس کو مشعرہ کوہ و پر قیوں کی جڑ قیوں سے اخذاتی ہے۔  
اس میں ہم نے مانا کہ قیوں کا کبریا کا اعتبار کے لئے آتا ہے۔ لیکن اس میں نہ اصل  
پر آتے کہتے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ ان میں میں حال اور استقبال دونوں میں ہو۔

یہ ہم ابتدائی قیوں کا یہ کہ سبب کے ساتھ بھی منع نہیں ہوگا۔ قیوں کا یہ کہ  
ماہوار یہ کہیدہ آتا ہے جو زمانہ مستقبل پر اس وقت کہیدہ ہے۔ چنانچہ پہلے معنی ہے اصل ہو چکا ہے کہ  
میراث میں ہیشتا استقبال کا زمانہ ہے۔ یہ ہیں۔ دونوں قیوں کو زمانہ کے واسطے بھی نہیں۔  
ماہوار یہ کہیدہ ہے۔ اس میں کہیں کہیں ان کا اصل عارضاً استنباط مطلوبہ للام مع  
کون التاکید الیٰ ان قال (اور ان کا اصل عارضاً حالت بکون باللام میں  
حیر العون“ (نکد ص: ۳۰)

اس میں ہم یہ کہیدہ ہے۔ اس میں کہیں کہیں (نکد ص: ۳۰)  
”مطوباً والنطوب لا بکون ماصیاً ولا حالاً ولا حیراً استغیلاً لہذا البیؤمن“



جملہ قسمیہ اور موکدہ نون تا کید ہونے کی وجہ سے وٹ کیے ہوئے خبر یہ تہ ہو اور ان کے لیے پیشین گوئی نہیں ہوتی۔ اس لئے آیت کو آخری زمانہ میں ایمان لانے پر چسپاں کرنا صحیح نہیں۔ نیز کاٹنی بیضاوی اور کثاف وغیرہ نے بھی اس کو جملہ قسمیہ لکھا ہے۔

ج۔ نون تا کید کا تہا ہمیشہ امر نبی وغیرہ انشاءات میں آتا ہے۔ فعل مستقبل پر آگیا بھی داخل نہیں ہوتا۔ جب آتا ہے نام تا کید کے ساتھ آتا ہے۔ جیسا کہ شیخ زادہ ج شیعہ بیضاوی اور منشی شریع کافہ سے پہلے ثابت ہو چکا۔ ج۔ ہذا عبد الحکیم کی اس عبارت کا یہی مطلب ہے کہ جب نون تا کید کھل طلب کے واسطے آتا ہے اور طلب انشاءات میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے وہ امر نبی مستثنیہ وغیرہ سے ساتھ مخصوص ہے۔ مستقبل میں نہیں آتا۔ مگر حسب نون تا کید کے ساتھ لاہر تا کید بھی مل جائے تو مضارع پر داخل ہوتا ہے اور وہ جملہ موکدہ خبر یہ ہی ہوتا ہے۔ انشاء یہ نہیں ہوتا۔ بلکہ کھل خبر یہ نہیں ہوتی۔ بلکہ طلب کے معنی بھی فی الجملہ اس میں موجود آکر تے ہیں۔

(کشاف شیعہ زادہ و تکملہ ص ۳۶۰ مہنام)

چنانچہ خود علامہ نے ج شیعہ بیضاوی میں یونین کے ماتحت بیضاوی کے قول جملہ قسمیہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”انھا جملة خبرية موکدة مانقسمية الانشائية فیصح وقوعها صفة بلا تاویل بالخبرية (حاشیہ بمضاری معلوم ہوا کہ یونین جملہ خبریہ ہے انشاء نہیں ہے۔ بیضاوی یا کثاف کے جملہ قسمیہ کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یونین فعل قسم یا جملہ انشاء یہ ہے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ یہاں فعل قسم و تقدیر کا ہے اور یونین اس کا جواب ہے۔ شہاب علی ج شیعہ بیضاوی میں اس کی یہ تقدیر لکھی ہے: ”والشفایر وما احد من اهل الكتاب الا والله لیؤمنن به“ لیکن یہ جو جملہ قسمیہ ہائے یونین نواس میں بھی خبریہ ہی لکھا ہے

”احدها انه صفة ليعتدأ محذوف والقسم مع جواب خبر ولا يراد به ان القسم انشاء لان المقصود بالخبر جوابه وهو خبر موکد یا قسم“ (شہاب ج ۲ ص ۱۹۹)

شتر تین میں ہے۔ ”الرابعة جواب القسم وهو يحاب بالطلب ويسمى استعطاف وبحسن مايلد والخذ هو القسم المعتدوف“

د۔ دہ ان میں اگر یونین کو اصل اور قسم کو اس کی قید بنا کر جملہ خبر یہ نہ لیں تو موصوف مقدمہ کی جملہ قسمیہ صفت نہیں بن سکتے گا اور جملہ کی ترکیب صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ صفت جملہ خبر یہ ہوتا

ہے انشاء نہیں ہوتا۔ لہذا اسی قسم کے جواب میں ”تبت رسول“ جواب کے واسطے نہ ہوا۔ ما  
 جامی کہتے ہیں کہ ”وینقضي ابي حنبل الفقه الذي اعتبر لسؤال سالام (الہ ن  
 قال) واما قسم السؤال فلا يخلو الا انه فيه معنى الطلب نحو بالله اخبرني  
 وبالله هل فقام زيد“ (شرح الحدیث)

غرض جواب قسم کے لئے ضروری نہیں ہے کہ انشاء کی ہو اور نہ اسی وجہ سے بھی  
 بعد اسید اور بھی، یعنی اور مستقبل وغیرہ قسم کا جواب ہو کرتے ہیں۔ جس طرح فقہ شافعیہ کے  
 اطراف کا شرط ہونا لازمی نہیں ہے بھی جملہ بھی ہو کرتے ہیں۔ وہی طرح جملہ قسمیں میں جواب قسم کا  
 انشاء کیونکر ضروری نہیں ہے۔ اس لئے یونین بالاقبال ضروریہ ہے۔ انشاء نہیں ہے۔

۱۔ سو مسند قبل موتہ میں قبل موتہ کی ضمیر عامہ قسمین سے قرآنی  
 کی طرف اشارہ کی جائے گی ہے۔ قبل موتہم اور لیونس قسم نون کی قرأت اس معنی کی ہوئی ہے۔  
 جب تک اس احتمال کی نفی اور کسی کے لئے مزید کا اصرار نہ کیا جائے گا اس وقت تک اس  
 آیت سے حیات تک پر استدلال کرنا جائز نہیں۔

۲۔ چونکہ لیونس زمانہ آمد کے ساتھ خاص ہے۔ اس لئے زمانہ استہلال کی  
 رعایت کرتے ہوئے قبل موتہ کی ضمیر میں دونوں احتمال کھل سکتے ہیں۔

۱۔ ضمیر کا مراد اھم تقدیر ہو لیونس کا موصوف ہے۔ یعنی کتابی۔

۲۔ یہی مراد قبل موتہ کی ضمیر بھی یعنی علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔

۳۔ چنانچہ آیت ۱۔ حیات تک پر استدلال کرنا دوسری توجیہ کی صورت میں ہے۔ لیکن اس دلیل  
 کی حالت پہلی توجیہ کی نفی پر موقوف نہیں ہے۔ جب ایک عبادت کی رو سے تو جیہیں ہو سکتی ہیں تو  
 ایک توجیہ کی وجہ سے دوسری توجیہ کی نفی کوئی یا اس کے مفاد کو تسلیم نہ کرنا جب تک اس کا ملاحظہ ہوتا  
 ثابت نہ کریں صحیح نہیں ہے۔ نہ کہ ازراہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت سے حیات تک پر استدلال  
 کرنا معتاد اور ہر حالت میں جائز نہیں ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پہلی توجیہ کی وجہ سے  
 دوسرے صحیح معنی سے استدلال کرنا غلط و غیر مفید ہے۔

۴۔ اگرچہ دوسری توجیہ میں کوئی ایسا احتمال پیدا ہو چکا ہے جس کی موجودگی میں وہ  
 توجیہ کرنی صحیح نہ رہتی تو پھر اس سے استدلال ہوا جائے۔ احتمال بطل الاستدلال کے قاعدہ سے  
 درست نہ رہتا۔ لیکن جب ہر ایک توجیہ اپنی جگہ پر درست اور یقینی ہے اور ایک دوسرے پر موقوف  
 نہیں اور ان میں کوئی احتمال خلاف کچھ بھی نہیں نکلا تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک توجیہ سے دوسری کی



السلام پر مطلقاً یقین رکھنا مراد نہیں۔ ورنہ یہ ایک کتاب پہلے ہی سے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کوئی نہ کوئی غلط فہمی نہ پختہ ہے۔ کتاب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں صحیح عقیدہ اور اصلی ایمان وہی ہے جو مسلمانوں کا ہے۔ یعنی وہ خدا کے بند ہیں۔ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور نہ خود انہوں نے اپنے لئے گئے اور قیامت کے قریب زمین پر اتریں گے۔

ایسا ایمان یہ کتابی کو اس نے قرآن کے وقت ملائکہ اعداد کی بتائی کہ اس کی وجہ سے حاصل ہوگا۔ قرآن کا لغز و لغزہ۔ قرآن کے وقت کا اقرار یا ایمان صحیح نہیں ہے۔ اس لئے وہ غیر منصف ہے۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہؓ نے صحیح فرمایا ہے کہ "ان النصر اسی اذا حرجت روح صرمتہ الملائکہ من قبلہ ودرود وقالوا ای حبیب الیہ المسیح الذی زعمت انہ اللہ وای اللہ اوان اللہ ثلاثہ عبد اللہ وروحہ وکلنتہ غیو من حیث لا یصلحہ ایمانہ وان البہودی ادا! حرجت بنفسہ صرمتہ الملائکہ من قبلہ ودرود وقالوا الی حبیب الیہ المسیح الذی زعمت انک قبلہ عبد اللہ وروحہ عبوس۔ یہ حسن لا یصلحہ الا ایمان فاذا کان عند ذلک عسی آتسہ بہ احبنا ہم کما آتسہ بہ عونا ہم" (درستوبج، ص ۲۱۱)

ملائکہ اللہ کا بل کتاب کو مرنے کے وقت حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق عام عقیدہ پر متنبہ کرنا عقیدہ کی اصلاح کرنے کی نیت سے نہیں ہے۔ بلکہ بھڑکنے اور غلطی پر مطلق کرنے کی نیت میں شہر اور قصبوں میں پھرنے کی غرض سے ہے اور اس قسم کی تنبیہ ہم کا فرائض کو بھی ان کے مرنے کے وقت کی جاتی ہے۔ سو آج کل میں ہے کہ "الذین قتلوا مہد الملائکہ طالعہم انفسہم قالوا اللہ ما کننا نعمل بن سوء۔ بلی ان اللہ علیم بما کنتم تعملون" (سورہ الاحزاب ۱۰) کا فرائض کو یہ تنبیہ ان کے موت ہی کے وقت کی جائے گی۔ چنانچہ جلیلین میں قالوا اللہ ان کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "انذاروا واستنصروا عند الموت" معلوم ہوا کہ اس طرح شریکین کو فخر و عزت کے وقت تنبیہ کی جاتی ہے۔ ایسے ہی ان کتاب کو ان کے غلط عقیدہ پر متنبہ اور آگاہ کیا جاتا ہے۔ جس سے ان کو اپنے عقیدہ کی غلطی اور مسلمانوں کے ایمان کی محنت کا یقین ہو جاتا ہے۔

سزا مرقبل صوفیہ کی تعمیر کتابی کی طرف راجع کی گئی تو یہ ممکن ہے کہ ایمان صحیح مراد ہونے کی وجہ سے حیات مسیح کا مسلمانوں کی طرف ماننا ضروری ہوگا اور حیات مسیح پر ثابت ہے۔ صحیح استدلال نہ ہو سکتا ہے اور اثر اثر کی محنت اور ایمان صحیح مراد۔ چنانچہ سے "کار کیا کیا تو آیت ک



تو امر فرما دیا کہ وہ عذاب ہو گا لازمی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ نبوت کا امر اور عذاب نہ ملنے کے وقت چھتہ آدمی شیر میں آجائے۔ دوسرے ایک سال تک وہاں ماضی رہیں۔ نہ کوئی مرتبہ اور نہ عذاب کے لئے باہر نہ ملے اور نہ کوئی بچہ پیدا ہو۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرتے سے پہلے کسی نہ کسی وقت میں کفایتِ علم کی ضرورت پائی جائے گی اور اس وقت جتنے میں کتاب ہوں گے وہ ضرور اعلان لائیں گے اور یہی حدیث میں آئی ہے۔ ”وہی امہ علیہ السلام بنزل من السماء ہی آخر الزمان فلا یبقی احد من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ حتی تکون الجنة واحدة یعنی ملۃ الاسلام (دوہ سر حریر ہر اہل ایمان مسد صعیب مکرہ اور سدا اساری ج ۶ ص ۹۹۰) اور بخشور ج ۱ ص ۲۶۱ بڑی بہ البر العاشر“

لغرض جیسے ”ان اخذ الفہ میضاق الذی اوتو الکتاب (آل عمران ۷۰)“  
 لَمَا آتَيْنَاكَ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ فَذُحَّا، كَمْ رَسُولٍ مَصْدَقٍ لِمَا مَعَكُمْ لَقَوْمُنْ بِهِ  
 وَلِغَنَصُونَهُ (آل عمران ۵۱)“ میں اہل کتاب سے مراد وہی اہل کتاب ہیں جو رسول ﷺ کے زمانے میں تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل انصاریہ کی نبوت تک جو اہل کتاب گزر چکے وہ مر چکے ہیں اور ان کا اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اس وقت تک زندہ رہنا ضروری سمجھا گیا۔ ایسے ہی یہاں بھی اہل کتاب سے مراد وہی کتابی مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں موجود ہوں گے اور ہر ایک کتابی کفایت کے معنی تک کرنے کے لئے اس وقت تک زندہ رہنا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے اور اس شیعہ کی وجہ سے کلیتہً کی نفی کرتے ہوئے اس مفہوم کے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ (دیکھو یہ پاکت تک)  
 ۵ آیت میں ایمان لانے کا حکم اہل کتاب کی جنس کے لئے بیان کیا گیا ہے اور جنس کا اطلاق قلیل اور کثیر دونوں پر ہو سکتا ہے۔ اس لئے اہل کتاب سے ان کے تمام افراد مراد نہیں ہیں۔ بلکہ وہ بعض افراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوں گے۔ جن پر حکم کرنے کی صورت میں تمام افراد کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں ایسی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ مثلاً:

”وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَلَئْتُ لُحُوفَ أَخْرَجَ حِينًا (مرید: ۶)“  
 یہ متولدہ افراد کا ہے۔ مگر آیت میں مطلقاً انسان کا بتایا ہے۔ اس لئے لامحالہ یہی کہنا پڑے گا کہ حکم آیت میں جنس کے لئے ہے۔ جس میں تمام افراد کا احاطہ ضروری نہیں ہوتا۔ چنانچہ امام رازنی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ”ان هذه المسألة لما كانت موجودة فيما هو من

جنسہم صح اسنادھا الی جمیعہد کما یقال بنو فلان ۛ خلقوا فلانا وانما القاتل رجل منهم" (تفسیر کسر ج ۲ ص ۲۶۰)

۲۔ "خلقکم من تراب" اس میں سب کی بیواؤں میں سے بتائی ہے۔ باوجودیکہ مٹی سے صرف حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے۔ مگر ایک مٹی بننے کی وجہ سے نسبت سب کی طرف کر دی گئی۔

۳۔ "لا ملشہر حہنہم من الحنة واناس احمہبن (ہود ۱۰۹)" اس میں ان معین نہ کو ہے جو استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ مگر تمام جن اور انسانوں کا اور دنیا میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے احوال و معین کے استغراقی معنی چھوڑ کر بعض معنی چھوڑتے ہیں اور اس طرح بعض کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ دوسری قیامت میں ہے "ان انا اسحہنہم کثیر اناس الجس والانس (الاعراف ۱۷۹)" مٹی مراد پہلی قیامت کی ہے۔ مگر اس کو بصورت جس بیان کر دیا گیا ہے۔

۴۔ آیت میں حکم اذ اجنبیہ کے لئے نہیں ہے۔ جن کا بقی رہنا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زمانہ تک مرنے والے ہیں اس کا پورا پورا اذی سمجھنا چاہئے۔ بلکہ مکمل کتاب بننے کے وقت یہ حکم ہے۔ اس صورت میں اس قسم کے لئے کسی مدت میں سے ایک وقت میں پابندی بھی کافی ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ ایک وقت عشر کے تمام جاندار مرنے لگے۔ اجتماع کے وقت جو شجر میں رہے۔ اس میں ان کا تعلق ہونا ضروری ہو گا۔ اجتماع سے نہایت سب کا رہنا اذی نہیں ہے۔ ان خدائے ربانی کتاب و سنت میں میرا سامنے کی لذت کے وقت میں ملے ان سب کے ایمان لانے سے ضروری لذت کا بت ہو جائے گی۔ اس طرح "القیسا بیہما العداوة والعداۃ الی یوم القیامۃ" (سورۃ النور ۲۵) "وہا عل الذین اتبعوک یوق انہم یظہروا الی یوم القیامۃ" (سورۃ النور ۲۵) میں عداوت یا کسی نوعیت اور ملکیت اور تفریق اور بات بننے کی صورت کے لئے ہے۔ کسی نئے شرع اور نئے قیامت تک تمام افراد کا موجود رہنا ضروری نہیں ہے۔ ای طرح یہاں بھی ہے۔ اور دھوکا دہی کے کچھ نہیں ہے۔

۵۔ جب القیسا بیہما العداۃ الی یوم القیامۃ کے بعد دینی کے درمیان قیامت تک عداوت ہونے کی وجہ سے الذین اتبعوک میں قرہمین کے مکررین پر غالب رہنے کی خبر دی گئی۔ یہ آخر زمانہ سب کا مسلمان ہو کر متحد ہونا کیونکر ہو سکتا ہے۔

۶۔ الی یوم القیامۃ کی قیامت کے نزدیک ہونا مراد ہے۔ عہد قیامت

کا ان مراد نہیں۔ حدیث میں ہے کہ "الحجۃ مباحۃ الی یوم القیامۃ" یا وجود یکہ جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی وہ سب کافر ہوں گے۔ چونکہ سنہ کی حدیث میں ہے کہ "قُتِلَ رَسُولُ اللَّهِ تَشْكِتًا لَانْقِوَامِ الْمَسَاحَةِ إِلَّا عَلَى سِرَارِ الْخَلْقِ (رواہ مسلمہ و مسکوہ ص ۲۵۰)" پھر جہاد نہ (الاکون ہوگا۔ اس لئے کہ یہ اہمیت سے احوال الی قرب یوم القیامۃ مراد لینا پڑے گا۔ چونکہ نزول جیسی علیہ مذکور قیامت کی بڑی دشواریوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اس لئے اس وقت تک عداوت یا غلبہ نہ کرے گی اسی یوم القیامۃ کہنا درست ہے۔

۲ عداوت ان لوگوں کے درمیان بیان کی گئی ہے جو یوریت اور نصرانیت کے مروجہ تصوف میں اور جب یہودی اور نصرانی ہی نہ ہیں گے تو یہ عداوت کیسی۔ اسی طرح غیبی میں سے ہے۔ روز قیامت سے کچھ پہلے یسوع بھی نہ رہیں گے۔ اسی سے غیب کا سوال بھی ہائی نہ رہے گا۔

۳ قبل موتہ کی ضمیر آہ میں غیبا اسلام کی طرف لوٹائی جائے تب بھی حکمت عظمیٰ ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سے یہودی حضرت عیسیٰ سے جنگ کرتے ہوئے بہت کفر و مرے جا چکے تھے۔

۴ قیامت میں نفسِ مومنہ ہے۔ عند نزول نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پیشتر تمام اہل کتاب ضرور ایمان لائے آئیں گے۔

۵ مل تکلف کا آپ عیسیٰ مت ہو جائے "یت" ولو شملنا لانینا کل نفس ہداهما ولكن حق القول مني لا ملئن جہنم من الجنة والناس اجمعين (النساء: ۱۰۵) "اور ولو شملہ ربك لجعل الناس امة واحدة ولايزالون مختلفين الا من رحم ربك (ہود: ۶۱-۶۲) کے خلاف ہے۔

۶ وہاں آیتوں کا یہ مقدار ہے کہ علم و کثرت میں جن اور نہ توں کے ایک گروہ کا روزی ہونا ممکن ہے۔ اس لئے شرع دین سے ملے کر آخر تک سب کے سب صفحہ ان نہیں ہوں گے۔ بلکہ جہنم میں داخل ہونے کے لئے کفاروں کی جماعتیں بھی ہوں گی۔ جس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا بھی کافروں سے خالی نہ ہوگی۔ ابتداء سے دنیا میں سب دین حق کے تابع اور مسلمان تھے۔ اختلاف بعد میں ہوا ہے۔ قرآن میں ہے کہ "وَمَلِكُانَ النَّاسِ الْاِلَٰهَ وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا" (ہود: ۶۱)

اس لئے یہ نہ رہے کہ آخر میں بھی ابتداء کی طرح سارے مسلمان ہوں۔ لہذا اگر



ابتداءً دنیا میں ایک مذہب پر ہونا آیت کے خلاف نہیں ہے تو آخر میں کیوں ہے۔ چنانچہ جروا  
 ۲ دوسری آیت میں لایزالون مختلفین سے مرعومین کا استثناء کیا ہے۔  
 جس کے یہ معنی ہیں کہ غیر مرعومین میں اختلاف ہوگا مرعومین میں نہیں ہوگا۔ چونکہ حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام کے زمانے میں سب مرعومین ہی تھے اور غیر مرعومین سے ایک بھی نہیں رہے گا۔  
 اس لئے اختلاف بھی نہیں رہا سکتا۔ کیونکہ اختلاف غیر مرعومین کے ساتھ تھا۔ جب وہ تھے نہ رہے تو  
 اختلاف بھی نہ رہا۔ جیسا کہ: "لا یزال بنیائہم الذی بنوا ربیۃ فی قلوبہم الا ان  
 تطفطع قلوبہم" (التوبہ: ۱۰۱) "میں ان کی زندگی تک ٹک کو بیان کیا ہے۔ جب وہ نہ ہیں  
 گئے تو ٹک بھی نہ ہے گا۔"

۳ جب سب مسلمان ہی ہو جائیں گے تو "ثم یوم القیامۃ یکون  
 علیہم شہید" کی رو سے اس کے خلاف گواہی دینے کا یہ مطلب ہے۔

۴ آیت میں علیٰ ضرر کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ شہادۃ کا صلہ ہے۔ جیسا کہ  
 امر: آیت میں ہے کہ "فتکونوا شہداً علی الناس" ویکون الرسول علیکم  
 شہیداً (البقرہ: ۱۴۳) "یہاں شہادت سے محالیت کی گواہی مروا نہیں ہے۔ جس طرح ہم ان  
 اپنی امت کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قبل از ول  
 اور بعد از ول کے تمام حالات کی شہادت دیں گے۔ قرآن مجید میں ہے کہ "فکیف اذا جئنا  
 من کل امۃ بشہید وحشنا بنک علی هؤلاء شہیدا (النساء: ۴۱)"  
 ۵ تمام اہل کتاب کا مسلمان ہو جانا فلا یؤمنون الا قلیلاً کے خلاف  
 ہے۔

۶ ایمان دو قسم کا ہے۔ ایمان اعتقادی۔ ایمان ذاتی۔ جملہ ضروریات دین کا  
 اقرار اور تمام ان چیزوں کو جن پر ایمان لانا ضروری ہے تسلیم کرنا ایمان اعتقادی ہے اور دوسرے  
 میں سے کسی چیز کی تہم حق کرنا ایمان ذاتی ہے۔ رسولوں پر ایمان لانے کا یہی مطلب ہے کہ ان کو  
 خدا کا برگزیدہ بندہ اور پیغمبر تسلیم کرے اور ان کی ذات کے متعلق صحیح اعتقاد رکھے۔ مگر نبی عربی ﷺ  
 پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ رسالت کا قائل ہونے کے بعد آپ ﷺ کے بتائے ہوئے  
 احکام کو ماننے اور ان کے قطعی فیصلوں کو تسلیم کرے۔ لہذا آپ ﷺ کے اور احکام کے متعلق ایمان  
 اعتقادی اور میرا خیال علیہم السلام کے حق میں ایمان ذاتی مراد ہوا کرتا ہے۔  
 چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کا اقرار کرنا بھی دیگر انبیاء کی طرح ایمان

اعتقادی کا جڑ نہیں ہے۔ بلکہ ان کی ذات کے متعلق محض صحیح عقیدہ درکھنا کافی ہے۔ اس لئے جو شخص بہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کے متعلق ایمان لانے کی خبر دی گئی ہے۔ مگر ایسے ایمان سے ایمان اعتقادی حاصل نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے تمام اہل کتاب کے مسلمان ہونے پر اس آیت سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ثبوت میں حدیث پیش کی جاتی ہے، "فلا یؤمنون الا غلبلا" جس میں اس کتاب سے ایمان اعتقادی اور رسول خدا ﷺ پر ایمان لانے کی نقلی حیثیت کی گئی ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایمان رکھنے یا صحیح امتداد کا ثبوت کرنے کی گئی نہیں ہوتی۔ دونوں جملوں میں کھول کر لکھا ہے۔ اس لئے ان میں کوئی تضاد محض نہیں ہو سکتا۔

س۔ اس آیت سے پچیسے یعنی آیتیں ہیں ان میں اہل کتاب کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ پھر اس میں ان کے ایمان لانے کی مدح کیونکر ہو سکتی ہے۔

ج۔ آیات کے درمیان باہمی ارتباط سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہوا ہے۔ اگر معمولی غور کیا جائے تو ایسا ظاہر ہوا کرنا کہ جیسے تو یہ بھی پیدا ہوتا۔

نقلی قتل اور رفع آسمانی کے ثبوت کے بعد اس آیت سے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب سے یہ خبر دی گئی کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے تو صحابہ سوال پیدا ہو کر رفع آسمانی سے بعد کیا ہو گا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد ہوا کہ وہ آخری زمانہ میں زمین پر تریں گے اور اس زمانہ کے اہل کتاب جو آج تک ان کے معاملہ میں متروک ہیں ان کی خیانت کا ثبوت کریں گے اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو جائے گا۔

تفسیر رحمانی میں اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ جو لوگ آج دن کے قتل پر فخر کر رہے ہیں نزدیک کے بعد ان کو اپنی مٹی معلوم ہو کر ذلیل ہونا پڑے گا "ثم اشد الی من کون قاتلاً یقتله سینذل من قس موته"

یعنی وہ ذلیل ہو گا جس کی طرف تفسیر راہ جمع کرنے کی صورت میں یہ ربط بیان کیا ہے "وہذا کلو عبید لهم واستعربهم علی معاذۃ الایمان بہ قبل ان یضطروا الیہ ولم ینفعہم ایمانہم"

س۔ کیا آیت کے مندرجہ ذیل معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ "تم اہل کتاب بائعہ صلیب سے لے کر قیامت تک حضرت عیسیٰ کے قتل کے متعلق اپنے ترو اور عینک میں یقین اور ایمان رکھتے ہیں اور وہ یقیناً نہیں کر سکتے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو مقتول یا عذاب کیا۔" اہل کتاب کا ہر فرد حضرت عیسیٰ کے مصلوب و مقتول ہونے پر اپنے مرنے سے پہلے ایمان لانے کا

درا ۲۱ ہے۔ ۳۔ کوئی اصل کتاب جس سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان کو نور ہوا ہے جو ہم نے اس کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے یہاں ذکر کرتے ہوئے۔ نقل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لائے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔" (۱۶۷۷ء میں ۲۷۷ء میں ان کا شمار ۱۶۹۰ء)

ن۔ سرزنی، محاممت کے اس آیت کے صحیح معنی چھوڑ کر قہر عد عربیہ اور اس سوال کو دراصل ریٹ صیغہ کے خلاف مختلف تفسیریں کی ہیں اور چھوٹے سے بڑے ایک کوئی بھی اس تفسیر میں ایک دوسرے کے ساتھ متعلق نہیں ہے۔ انکی جھوٹ نہ بھی قرآن میں نہیں ہوتا۔ جتنے آیت بھی تحریر تھے وہ سب کے سب غلط اور کئی جگہ سے باطل ہیں

۱۔ مفسرین مکرر دہرایا کہ یہ دونوں آیتیں تمام صحیح روایت سے بے اثر قرآن وحدیث میں زمانہ مستقبل کے لئے آیت ہے۔ یعنی یہ حال کے واسطے بھی نہیں آویں۔ مگر ماضی محاممت کے جتنے معنی بیان کئے ہیں ان سب میں ماضی کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ جو عمومی قواعد کی راہ سے بالکل غلط ہے۔ اس لئے اس قسم کے آیت کے قرآن مجید کی تفسیر کرنے والے کی جگہ سے منع نہیں۔

مقابلہ قرآن وحدیث یہ محاورات عربیہ سے کوئی ایسی مثال پیش کر کے غلط معنی حاصل کریں جس میں یحییٰ طوط پر اس طرح کا مفسر مکرر ماضی و حال پر دو استعارہ ہو اور اس میں شرط وغیرہ پر مرتب ہونے کی وجہ سے اتم اور استغنیائی نہ پایا جاتا ہو۔

۲۔ دو اپنے شک اور تردد پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ عبارت بھی ایسی ہی مبہم ہے جیسے کوئی کہے۔ "وہ شخص اپنے شک یا تردد اور تھیں نکل اور یقین پر نا امان اور یقین رکھتا ہے۔ ایسا ظنون محاورات مرہبہ کے برخلاف ہونے کے باوجود بعد تنبیہ اور التعلیل بھی ہے۔ علامہ انور سے سب آیت "ان الذین اختلفوا علیہ لفی شک منہ"۔ فالجہد بہ عن علم الانساع الطل (۱۶۷۷ء)۔

میں ان کا توں حق کے متعلق تھی اور شکلی بہ نا ظاہر یہ حق تو اس کے ذکر کرنے کے لئے کوئی ضرورت نہیں اور۔۔۔ یہ نام ذکر کری کرنا تھا تو حق کے ساتھ میں نکل پر یقین رکھتے، اب بھی یہ دیا تھا۔ توں کی یحییٰ بیان کرنے کے بعد میں کو چھوڑ کر کرنے سے انکار نہ تھا۔

۳۔ سب تو ان اور امام تائید سرزنی قبول میں مطلوب پر داخل ہوتا ہے تو ایمن چکے یہ معنی ہونے کہ ایمان یہو باطن اور مطلوب غم امتی ہے علامہ وغیرہ مفید ہونے کے باوجود مبہم ہے۔

۴۔ **ماقتلوه یقیناً میں یقیناً** کا معنی اگر مخفی ہے تو یہ معنی ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ بلکہ ان کو مقتول کے معنی یا غیر جیٹی ہونے میں ایسی شک ہے۔ اس صورت میں یہ بعد از انبیاء الطاری کی تائید ہوگا اور حبس کی قید میں خارج ہو پانے کی "ماقتلوه" مذہب میں اہم ہو بل ہم شاکیوں میں "وہ اگر قتل نہیں ہو" مقتول کی قید ہے تو پھر یہ معنی ہیں کہ قتل کرنا ان کے نزدیک یقینی ہے۔ عمر اکبر کو دھوکہ دینے کی غرض سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل نذر مشہور کر دیا۔ "قل الحمد لله من المعتزلة نقله الرازي" اور اگر اخبار عالم سے تعلق ہے اور بعض قسم سے کوئی تعلق نہیں تو پھر یہ معنی ہیں کہ عدم قتل کی خبر اللہ کی طرف سے یقینی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے "ان النقیس فی الایۃ وان کان من احبار الله لکنه عو فعلهم وانه منصوب بنوع انخافض ای ظن فهو قید لاحبار الحكم الا لحکم نفسه"

(دیکھ: نبی الحاحد فی شرح المغفل)

۵۔ **اب آیت کے یہ معنی ہیں کہ اہل کتاب کو اپنے شک پر یقین ہے اور یہی خمیر ہے** ان میں شک اور پتلا حق مراد ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب مالہم یہ میں علم سے مطلق ان کی قیاس کر کے ماقتلوه سے اس کی تائید بیان کر دی گئی تھی تو لیونیس وہ سے کسی شے کے متعلق یقین اور ایمان بہت کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خمیر مساحدہ کو بھی شک کی طرف راجع کرنے سے کوئی تائید نہیں ہے اور اگر قتل پر یقین ان مراد ہے تو قرآن کی آیت ان الذین احلینا ان یتحدوا ان یتحدوا ان وہاں سے میں تردید ہے مگر پڑے گی اور اگر عدول ان کے یہ یقینی تھا دیکھ کہ جہاں پہنچا ہے اس صورت میں قتل پر ایمان رکھنے کی خبر دینے سے کذب ہو گا قتل لازم آئے گا اور نیز جب انما قتلنا سے ان کے زعمانی یقین کو ظاہر کر کے خدا تعالیٰ نے ماقتلوه یقیناً سے تردید کر دی تھی تو پھر ان کے ہم باقیوں کے دعویٰ کو دہرانے کی کیا ضرورت تھی۔

۶۔ **پھر لیونیس میں اہل زبان کے خلاف دینی اور حال کے معنی سے کر بھی ان** من اهل الكتاب! کی کلیت مطلقہ منافی نہیں آتی۔ کیونکہ ان کتاب کا وہ گرد و جوہی علیہ اسلام سے چھوڑ کر رکھ دیا ہے اس میں داخل نہیں ہے۔

۷۔ **محمد علی اور ہوری اور بعض نادانی کہتے ہیں کہ فریقین کی تباہی میں اور ان کی** روایات اس امر کی مؤید ہیں کہ آپ کو قتل عیسیٰ کا شرع سے یقین چلا آ رہا ہے۔ اس لئے کہ یہ نہ





ہے اور ایسے موقع پر استعمال کیا سے جہاں ہاتھ بچاؤ کیا اور دشمنوں کا ہاتھ ان کے قریب تک نہیں پہنچنے دیا۔ بعید بینہ بھی بچانے کی ایک ہی صورت ہوئی اور ان کو یہودیوں کے ہاتھوں میں جانے سے پہلے آسمان پر اٹھایا۔ اسی لئے ٹیکٹ نہیں کہا جو کہ قاری کے بعد غلامی کا مستثنیٰ ہے

”وَمَا لِيَ عِيسَىٰ مَهْذَ الْأَسَاتِ الْبَيْنَاتِ فَصَدَّ الْيَهُودَ بِقَتْلِهِ فَخُلْصَهُ  
لَئِنَّ مِنْهُمْ وُفُوهُ إِلَى السَّاءِ“ (فتح المبانی ج ۲)

”اَلِی وَاذْکُرْ سَعْتِی عَلَیْکَ فِیْ کُنِی اِیْہَادَ عَنْکَ حِمْنِ حُثْمِہ  
بِالْبِرْہَامِیْسِ رَا حُجْجِ الْخَاطِعَةِ عَلٰی مِیوْنِکَ وَرَسَالَتِکَ مِنْ اَللّٰہِ الْیَہُودَ فَکَذِبُوْکَ  
وَاتَّهَمُوْکَ مَا نَکَ سَاحِرٌ وَسَعُوْا فِی قَتْلِکَ وَصَلَّیْکَ فَنَحِیْتَکَ مِنْہُمْ وَرَفَعْتَکَ اِلٰی  
وَطَهَّرْتَکَ مِنْ دَمِہُمْ وَکَفَّیْتَکَ شَرَّہُمْ“ (امان مکتبہ ج ۳ ص ۲۰۱)

”روى انه عليه الصلوة والسلام لما اظهر هذه المعجزات العجيبة  
نصد اليهود قتله فخلصه الله معبد حيث رفعه الى السماء“

(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۶۶) والفظ لا ومثله فی المار ج ۱ ص ۳۲۰

ج ۱ ص ۲۶۶: ”آیت توحیدی ہو تا تو وہ بھی اس جد ضرور ذکر کیا جاتا۔  
ج ۲ ص ۲۶۶: ”جب اس آیت میں رفع آسمانی کی طرف اشارہ ہے تو لفظ رفع کا ذکر کرنا  
ضروری نہیں۔ علاوہ ازیں رامت مکانی رفع ورجہ کو مستعمل نہیں ہے۔ دوسرے آیتوں سے پہچاننا  
اصلی احسان ہے اور جس تہجدت کی تھی وہ اس کا نتیجہ ہے۔ اصل احسان کے ذکر کرنے کے بعد  
فرق کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔“

آیت شجرہ: ”وَإِنَّهُ لَعَلِّمٌ لِّلْأَسْعَةِ فَلَا تَعْتَرِیْہَا وَاتَّبِعُوْنَ ہَذَا  
صِرَاطَ مُسْتَقِیْمٍ (رحمہ)“ (تحقیقی معنی علیہ اعلیٰ قیامت کے آنے کا علم ہیں۔ لہذا  
قیامت کے آنے میں شک نہ کرو، دوسری بیرونی کردہ یہی یہود ادا رہے۔ ہم سے مراد مایعہ  
بہ یا ما یخص بہ العلم ہے۔ قال ابو السعود وتسمیة علما لِحصولہ بہ“

(ج ۸ ص ۵۰)

## اشدلال

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی وجہ سے قیامت کے قریب ہونے کا علم اس صورت میں  
حاصل ہو سکتا ہے جبکہ آخری زمانہ میں ان کا نزول مان لیا جائے اور جس طرح حدیث میں آیا ہے  
ہو جب اس کے قیامت کی دس بڑی نشانوں میں سے اس کو بھی ایک نشان تسلیم کریں۔

س... کی ضمیر قرآن کی طرف بھی راجع کی جاتی ہے۔ لہذا نزول عیسیٰ پر اس آیت سے استدلال کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔

ج... اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے مروج میں مختلف احتمالات نکل سکتے ہیں اور ہر ایک احتمال اپنی جگہ پر صحیح نکلی ہے۔ لیکن اس سے مطلقاً اور ہر حالت میں نزول مسیح پر استدلال نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس خاص صورت میں جبرائیل کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اٹھائی جائے۔ نزول مسیح پر استدلال کیا گیا ہے۔ جب تک اس احتمال کا منطوق ثابت نہ کیا جائے گا اس وقت تک اس توجیہ سے نزول عیسیٰ پر استدلال کرنا منع نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہتے ہیں کہ آیت سے ہر ایک توجیہ پر استدلال نہیں ہو سکتا لیکن یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ آیت سے کسی توجیہ پر بھی نزول مسیح کو ثابت کرنا صحیح نہیں ہے۔ پھر یہ توجیہ تو توجیہوں میں سے ایک توجیہ ہے۔

”قال ابن كثير انه لعلم للساعة نخدم تفسير ابن اسحاق ان المراد من ذلك ما حدث به عيسى عليه السلام من احياء الموتى وادراء الاكمه والامراض وغير ذلك من الاسقام وفي هذا نظر وابتعد منه ما حكاه قتاده بن الحسن البصري وسعيد بن جبیر ان الضعيف في انه عائد على القرآن بل الصحيح انه عائد على عيسى عليه السلام فان السياق في ذكره ثم الغرار بذلك نزوله قبل يوم القيامة قال الله تبارك وتعالى وان من اهل الكتاب ائ قبل موت عيسى عليه السلام انه يوم القيامة يكون عليهم شهيدا ويؤيد هذا المعنى القرآنة الاخرى وانه لعلم للساعة اي اماره ودليل على ونوع الساعة“ (ابن كثير ج ۷ ص ۲۱۷)

”اي خروج عيسى ابن مريم قبل يوم القيامة هكذا روي عن ابي هريره عن ابن عباس وابي العالىہ راي مالك وعكرمة وحسن وقتاده وصحاك“ (ابن كثير ج ۷ ص ۲۱۷)

”اخرج الهرياسي سعيد بن منصور ومسنود ومحمد بن حميد وابن ابي حاتم والطبراني من طرق عن ابن عباس في قوله انه لعلم للساعة قال خروج عيسى قبل يوم القيامة“ (مرمثور ج ۶ ص ۲۰)

اور ہر ایک توجیہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک توجیہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔



اصنافی (۲۵ ص ۸۷) میں ہے: "(وانه) اے عیسیٰ علیہ السلام لا تلعزانی"

علاوہ ازیں جب آیت میں ام ہو۔ ان ہو۔ جعلناہ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس ضمیر کو بھی ان کی طرف نونا نوالی نہ ہو اور آیت کا سیاق و سباق بھی ای کا تقاضا ہے۔ لہذا افضل اور درجے تو جید کو مر جوت اور غیر اولیٰ افعال کی وجہ سے ترک کرنا صحیح نہیں۔ اس لئے نزول کا استدلال بالکل درست ہے۔

۲ اس آیت میں دوسری قرأت میں اور لام کے زبر کے ساتھ آئی ہے:

"القرآن الاخری وان علم للساعة ای امارۃ وذللیل عنی وقوع الساعة (ابن

کثیر ج ۷ ص ۲۱۷)۔ "قرئی لعلم ای علامۃ (ابو السعود ج ۸ ص ۵۲ بیضاوی

ج ۲ ص ۲۹۵)۔" اور دو قرأتیں مجزئہ آیتوں کے ہیں۔ لہذا ہو جب اس قرأت کے نزول کا حکم پر

اس آیت سے استدلال کرتے وقت ملاحظہ فرمائیے۔ دیکھو اور جلسہ میں زبر نور نہی کی دو قرأتیں آئی

جہاں زبر سے خوف کی صورت میں مسح اور زبر سے بغیر خوف کے پاؤں کا دھونڈا ہوا ثابت کیا گیا ہے۔

۳ قیامت کا علم ہوا خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

"البعہ یزد علم الساعة"۔ "عندہ علم الساعة" پھر یہی کو قیامت کے جاننے کا ذریعہ

کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

۴ قیامت کے واقع ہونے کا خاص اور متعین وقت اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کو

حاصل نہیں۔ البتہ اس کی قدامت کی نشانیاں اور قریب ہونے کی حاشیں رسول خدا ﷺ کو معلوم تھیں۔

ایسی نشانوں میں دس بڑی نشانیاں رسول خدا ﷺ نے امت کی آگاہی کیلئے بیان فرمائی ہیں۔

جن میں سے ایک بڑی نشانی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے "قائ انھا لن تقوم حتیٰ تروا

قبلھا عشر آيات فنذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربھا

ونزول عیسیٰ بن مریم" (مشکوٰۃ ص ۱۷۶ باب العلامات بین ین الساعۃ ونذکر الدجال)

اس ضمیر کی علامتیں قیامت کے خاص دن کو نہیں بتاتیں۔ البتہ وقت کے قریب ہونے پر

یقیناً دلالت کرتی ہیں

"نزول من اشراط الساعة یعلم بہ دنوھا" (بیضاوی ج ۱ ص ۲۹۲)

"قد المراد بذلك نزوله قبل یوم القیامة" (ابن کثیر ج ۷ ص ۲۷۶)

البعہ یزد علم الساعة وغیر میں قیامت کا متعین دن مراد ہے۔ اس کا علم خدا تعالیٰ

کے سوا کسی کو نہیں ہے اور یہی علیہ السلام کے نزول سے قیامت کے قریب ہونے کا علم ہوتا ہے۔

ولا تعارض بينهما اسی واسطے برد نظم الساعة میں انصال پر دلالت کرنے کے لئے حرف جر یعنی لام کو حذف کر دیا اور انہ لعلم للساعة میں بعد اور دو کی پر دلالت کرنے کے لئے حذف نہ کیا۔

س ... جو واقعہ ہوا، سال بعد ہوئے والا ہے۔ اس کی اتنی مدت پہلے خبر دینے کی کیا ضرورت تھی۔

ج ... چونکہ ایمان بالغیب ہوتا ہے۔ اس لئے وقت سے پہلے ہی ذکر کرنا چاہئے۔ بجز یہ اعتراض تو انبیاء علیہم السلام اور قرآن عزیز پر بھی وارد ہوتا ہے۔ جنہوں نے قیامت کی آمد جنت و دوزخ اور حشر و فشر کی بہت مدت پہلے خبر دی ہے۔ ہر ایک نبی اپنی امت کو حال کے فتنہ سے ڈراتا رہا۔ اس پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ نیز رسول خدا ﷺ بھی اس طعدانہ اعتراض سے نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ انہوں نے قیامت کے بڑے بڑے نشانات بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک عیسیٰ علیہ السلام کی آمد بھی ہے۔

س نزول عیسیٰ بحمدہ و انصرہ کی اس وقت قائل تسلیم ہے۔ جبکہ ان کا تصور جسمانی مان لیا جائے اور وہ زیر بحث ہے۔

ج ... اول تو رفع جسمانی قومی اور مختم دلائل سے پہلے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ جب آیت مذکورہ میں کوئی قرینہ نزول بحمدہ و انصرہ کے مراد لینے سے مانع نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس سے انکار کیا جائے اور انشاء اللہ عنقریب ہر روزی نزول کی تردید کی جائے گی جس کے بعد جہیز نزول سے انکار کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

آیت نمبر ۱۳ "وَلَقَدْ أَوْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَعَدَرِيَّةً" ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے اہل و عیال بھی تجویز کئے۔

استدلال

بر غرض جانتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اولو العزم رسولوں میں سے ہیں اور دنیا کے مژشتہ قیام میں ان کا نکاح نہیں ہو، اور اس آیت کے فیصلہ کے بموجب بیوی بچے ضرور ہونے چاہئیں۔ اس لئے آخری زمانہ میں ان کا بیحد اُکرنکاح کرنا اور بچوں کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اس آیت کے مفہوم میں وہ بھی دوسرے رسولوں کی طرح داخل ہو سکیں۔ حدیث میں ہے: "قَسَمَ سَالِ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَتَقْرُوجُ وَيُولَدُ"

(مسکوٰۃ ص ۲۸۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)



وہ حدیثیں جن میں رفع الی السماء کی تصریح ہے

۱۔ (امی الدہ المستور ج ۴ ص ۴۰۶) اخرج عبد بن حمید والنسائی وابن ابی حاتم وابن مردويه عن ابن عباس قال لما اراد الله ان يرفع عيسى عليه السلام الی السماء خرج الی اصحابه (الی ان قال) ورفیع عیسی من روزنة فی البیت الی السماء

۲۔ "عن ابن عباس ما جمعت الیہود علی قتله فحبرہ لہ بانہ یرفعہ الی السماء ویطہرہ من صحبة الیہود" (رواہ سنن النسائی ج ۶ ص ۱۸۹ حدیث ۱۱۵۶۶) وابن ابی حاتم وابن مردويه ذکرہ فی السراج المبرور "ظاہراً من کثیر من اہل حدیث میں ابن ابی حاتم کی سند صحیح کہا ہے۔

۳۔ "قال ابن کثیر بعد ما ذکر استناد ابن ابی حاتم وهذا اسناد صحیح الی ابن عباس ورواہ النسائی عن ابن کثیر بن جابر وکذا رواہ غیر واحد من السلف" (ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۸)

۴۔ "عن ابن عباس قال لقی اللہ عزوجل علیہ سبعة عیسی علیہ السلام ورفیع الی السماء"

۵۔ "وعنه ایضاً فرفعہ جبرئیل من تلك الروضة الی السماء"

(ذکرہ ابو السعود ج ۲ ص ۱۶ تحت آیت منکرو ومکرانہ)

۶۔ یہ تمام روایتیں ابن عباس سے ہیں، انصار کی تصدیق سے لی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں ہے۔

۷۔ رفع کے متعلق ابن عباس سے جو کچھ فرمایا ہے اس وقت یہود انصار کی میں سے کوئی جماعت بھی اس کی تائید نہیں تھی۔ دونوں جن عیسوی صلیب پر مارے جانے کی تائید ہیں۔ لہذا ابن عباس کی یہ روایت اہل کتاب کے عقائد پر مبنی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ ایسے حالات قریباً دریافت نہیں ہو سکتے۔ اس لئے دو اثر حدیث مرفوعہ کے قلم میں ہے۔ (۱) کچھ شرح بحۃ الفکر) غائب مان بھی سکتے ہیں کہ ابن عباس نے یہ قول رسول خدا ﷺ سے سنا ہے۔ کیونکہ ابن عباس سے کئی مرتبہ قرآن مجید ان دونوں تا آخر رسول خدا ﷺ سے کچھ مزید حاشے۔

(در بعد مقدمہ بہ کثیر)

وہ حدیثیں جن میں نزول مسیح من السماء کی قید ہے

۱۔ "روى اسحق بن بشر وعساكر عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فعند ذلك ينزل اخي عيسى بن مريم من السماء"

(کنز العمال ج ۱۹ ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۴۹۷۲۶)

۲۔ "عن امی هريرة انه قال قال رسول الله ﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وامامكم منكم"

(المبہر فی کتاب الاسماء والصفات باسناد صحیحہ ص ۱۶۴)

امیر بخاری، مسلم نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ مگر چہ اس میں من السماء کا لفظ نہیں ہے۔ مگر مراد ان کی بھی یہی ہے۔ جیسا کہ علامہ سیوطی روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "رواہ البخاری فی الصحیح عن یحییٰ بن بکیر و اخرجه مسلم ومن وجه اخر عن یونس و انما مراد نزوله من السماء بعد الرفع الیه" یعنی اس روایت کو بخاری اور مسلم نے بھی نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں من السماء کا ذکر لفظوں میں نہیں آیا۔ مگر مراد یہی ہے۔ مرزائی جماعت نے اپنی سوہنشی سے رواد اخذ کی کا یہ مطلب سمجھ لیا ہے کہ سیوطی نے یہ روایت صاحب مشکوٰۃ کی طرح صحیح بخاری سے نقل کی ہے۔ اپنی مستقل سند سے روایت نہیں کی۔ چنانچہ امیر پاکت بک والا لکھتا ہے کہ:

"رواد البخاری، بخاری میں راوی اور الفاظ سب موجود ہیں۔ مگر من السماء نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث کا حصہ نہیں۔"

ج۔ گویا اس کے متعلق سیوطی نے یہ حدیث اپنی سند سے روایت نہیں کی۔ بلکہ بخاری اور مسلم سے نقل کی ہے اور نقل میں بھی حدیث سے کام لیا۔ اپنی طرف سے من السماء کا لفظ بڑھا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر دیا اور "من کذب علی متعمدا فلیقموہ مقعده من النار (مسلم ص ۷۰) ہمیشہ وعید کی پروا نہ کی۔ نعوذ باللہ من سوء الفہم وقلة التدبیر! دراصل علامہ سیوطی کی غرض اس عبارت کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ چونکہ زیادتی ثقہ کی معتبر اور قابل استناد ہوتی ہے۔ اس لئے جن روایتوں میں من السماء کی قید نہیں آئی وہاں بھی یہی مراد ہے۔ نیز انہا راوی حمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ہے۔ بخاری، مسلم، یحییٰ بن بکیر اور یونس کی طرف نہیں لوتی۔ اسی لئے واحد غائب کا صیغہ بیان کیا ہے۔ جمع یا شنیہ کا نہیں کیا۔

س۔ درمنثور میں سیوطی نے جو روایت سیوطی کی نقل کی ہے۔ اس میں من السماء

کا لفظ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لفظ حدیث کا جز نہیں۔ چنانچہ (درمنثور ج ۳ ص ۲۳۶) پر ہے: ”واخرج احمد والنسائی ومسلم والبيهقي عن الاسماء والصفات قال قال رسول الله ﷺ كيف انتم وانزل ابن مريد فيكم وامامكم منكم“

ج علامہ جلال الدین سیوطی حدیث کا دوسرا بیان کرتا چاہتے ہیں جو ان سب میں مشترک ہے۔ چونکہ من السماء کی زیادتی میں پہنچی متقدم اور اکیلے ہیں اور بخاری، مسلم اور احمد کی طرف اس غلطی کی نسبت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس کو ذکر نہیں کیا اور باقی تمام حدیث مشترک تھی اس کو بیان کر دیا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ من السماء کی قید غلط اور بے بنیاد ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو بجائے حذف کرنے کے صرف لفظوں میں اس قید کا غیر معتبر ہونا ظاہر کر دیا جاتا۔

وہ حدیثیں جن میں عدم موت یا عدم فن اور حیات کا ذکر ہے

۱۔ ”روى ابن جرير وابن ابى حاتم عن الربيع بن الربيع ان النصارى اتوا رسول الله ﷺ فخاصموه في عيسى عليه السلام وقالوا من ابوه وقالوا على الله الكذب والبهتان فقال لهم انبيى ﷺ الستم نعمون انه لا يكون ولد الا وهو بشيبه اباه قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا حي لا يموت وان عيسى ياتى عليه الفناء قالوا بلى... الخ“ (درمنثور ج ۱ ص ۳)

جب علماء انصاری، جریر، ابن ابی حاتم سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت عیسیٰ کے بارے میں مناظرہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ کی الوہیت کی تردید کرتے ہوئے ان سے کہا کہ لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیہ الفناء فرمایا تھا۔ اگر حضرت عیسیٰ کی موت واقع ہو چکی ہو تو یقینی مستقبل کا صیغہ بھی استعمال نہ کرتے بلکہ ماضی میں ہوتے۔

۲۔ ”عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ لليهود ان عيسى لم يموت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة“ (درمنثور ج ۲ ص ۲۳۶) اور ابن کثیر عن ابن ابی حاتم عن آل عمران ان كثير ج ۲ ص ۴۰ و ذکرہ فی السلسلہ من طريق آخر موقوفہ علیہ فهو مرفوع وموقوف علیہ واخرج ابن جرير مرفوع علیہ“

۳۔ ”اخرج الحاكم في آخر حديث الملاقات مع عيسى ليلة الاسراء بعد قوله فيما عهد اليّ فذكر من خروج الدجال فاعبط واقطعه ولا

تُترککم بتامنی اتی اتی الیکم بعد قلیل واما انتم فتدرون انی اناحی" یہ حدیث مفصلاً اس طرح آتی ہے۔

۱۱) (اخرج احمد ج ۱ ص ۳۷۵ واللفظ له واما اسی شیبہ ابن مزحہ ص ۲۹۹ اس لمصدر والحاکم ج ۲ ص ۱۰۱-۱۰۲ وصححه واپس مرؤیہ والبیہقی فی البعث والسرور) عن رسول اللہ ﷺ قال لقیث لیلة اسری بی ابراهیم وموسی وعیسی علیہم السلام فتذکروا امر الساعۃ فردوا امرہم الی ابراهیم فقال لا علم لی بہا فردوا امرہم الی موسی فقتل لا علم لی بہا فردوا امرہم الی عیسی فقال اما وجبتہا فلا معلوم احد الا انہ تعالیٰ ومیما عہد الی ربی عزوجل ان المدجناء حدرج ومعی مضطربان فاذا رأی ذاب کما یدوب للرصاص قال فیہلکم اللہ ادا راہی حتی ان الحجر واشجر یقول یا مسلم ان سختی کافراً فثعلال فاقتله قال فیہلکم اللہ (فہ ذکرہ الحافظ فی التہذیب ج ۱ ص ۶۹ قبل ذکر الدجال وسکت علی تصحیح الاحکام اداہ)۔

س :- (جہاں حضرت عیسیٰؑ کو دیکھتے تو رات گئی یا نہ گئی کی طرح پچھل جائے گا تو معلوم ہوا کہ آئے والے سچ کے پاس دھاری، آرا لے نہیں ہوگا۔ بلکہ روایت اور قلم سے اپنے جہنموں کو زیر کرے گا۔

ج :- اس کا جواب (مسلم ج ۲ ص ۳۹۲ ترتیب الفتن وسراط الساعۃ) کی روایت میں موجود ہے "فیقول عیسیٰ بن مریم فامہم فاذا رآہ عدو اللہ ذاب کما یدوب السطح فی الماء فلو تفرک لانتذاب حتی یہلک ولكن یقتله اللہ بعدہ فیربہم" (مسکوٰۃ فی الملام ص ۱۶۶) فی حویہ۔

یعنی حضرت عیسیٰؑ جب اسلام کے دیکھنے کا تو پہلی اثر ہوگا کہ یہ ٹھنک یا رات گئی کی طرح پچھل جائے گا اور بالکل حقیقت پر محمول ہے۔ لیکن پچھلے... پہلے اس کو اپنے منہ سے ہلاک کر دیں گے۔ تاکہ لوگ خون آلود منہ کو دیکھ کر اطمینان حاصل کر سکیں اور مدینہ میں بھی تعصبات سے دور رہیں تاکہ ان کی آخری مراد ہے۔ قلم پارہ حافی المودعہ میں ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے۔

"وعلیہ مصصرتان وبیدہ الحربۃ وبعایقتل الدجال (رواد ابو السعود ج ۸ ص ۲۲ ریر آیت وانه لعلم للساعۃ وتفسیر کبیر ج ۷ ص ۱۶۶)۔"





ہی نہ چاہیے۔ یہودیوں نے یہ بات نہ سہی رہی جس ارگے کی قسم کی سرینری۔

۱۳ "عمر ابی ہریرہ ان النبی سیرت قال الانبیاء احوۃ الغلات  
امہا تہم شتی و ذینہم واحد و اما اولی اناس عبسی بن مریم لانہ لم یکن  
بینی و بینہ نبی و اہہ خلیفتی علی امتی و اہہ نزل عددا و یتنودہ فاعرفوہ  
رجل مریوع الی الحبرۃ و لیباض و علیہ نوبن معصران کڈن رائہ یقطرو  
ان لم یصبہ بلن فیصدی الصلیب و یقتل الخریب و یضع التجریہ و یدعوا  
الحاس الی الاسلام و ینتہ انہ فی زمانہ اعلم کلہا الا الاسلام (رواہ ابن ابی  
شیبہ ج ۸ ص ۶۶۶ حدیث ۶۶۶۰۰۰ ما بکر فی فتنہ النحل ۶۰ سنن احمد ج ۲  
ص ۱۵۰۰ ابو داؤد ج ۱ ص ۱۲۶ ص ۱۲۶ خروج النحل و ابی جریر ج ۳ ص ۶۶۰ ویرایت  
بعبسہ ابی منوفیہ و رافعل ۱۱۰ حمان ج ۹ ص ۲۸۹ ۲۹۰ ص ذکر فہیان اب عیسیٰ  
اب مریم لادنہ یقاتل الناس عمر الاسلام ۱۱

۱۴ "قال رسول اللہ ﷺ لن تہتک امة انا اولہا و عبسی آخرہا  
(صحیحہ فی الدر المنثور ج ۲ ص ۱۱۵ و فی زوائد حاشیہ احمد متعجب کثر الاعمال  
ج ۶ ص ۳۰ و ابی نعیم و المہدی اوسطہ کثر العدال ج ۱۶ ص ۱۱۰ حدیث نمبر ۳۸۷۷۷  
الحادی لعتاوی ج ۲ ص ۱۱۰ و حسنہ فی الفتح و من خصائل اصحاب النبی ﷺ قال فی  
القصیر رواہ النسائی ۱۱

۱۵ (استدرک کن ج ۳ ص ۳۹۳، ۳۹۵ حدیث نمبر ۳۲۶۹) ذکر خالہ بن سنان کی  
روایت میں ہے کہ تائب بن شاذی رسول اللہ ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان نبی ہوئے ہیں  
اس لئے کہ یکر بینی و بینہ کہہ درست نہیں۔

۱۶ (متن ج ۳ ص ۳۲۶) میں "رسلا لم یقصصہم ۱۰ النساء ۱۶۱" کے  
تحت میری کا قول نقل کر کے اس حدیث کی تصحیف کی ہے "قال اللہ ص ۳۲۶" اسی  
جیسے تافہیں الحسد کہ میں یہ روایت ذکر نہیں ہے۔

۱۷ "قال رسول اللہ ﷺ اذ بعث اللہ المسیح بن مریم عیسیٰ  
عبد المنارۃ البیضاء مشرقی دمشق فی مہر و زینب و اضعاف کفہ عی احصا  
ملکین اذا طامأ رائہ یقطرو اذا رفعہ لحدومہ منل جعلن کاللوہ فلا یعمل  
کافر یحد من ریح نفسہ الامات و نفسہ ینہی حیث ینہی طرفہ فیطلبہ

حسن یدردک باب الد فیفتله (رواہ من المسکوٰۃ ص ۲۷۳ باب العلامات ہیں یدی الصاعۃ و ذکر الدجال مسلم ج ۲ ص ۱۰۱ باب ذکر الدجال)<sup>۱۱</sup>  
 س یعنی علیہ السلام کے سانس سے کافروں کا مرنا بتا رہا ہے کہ آنے والا مسیح کافروں کو جنت اور دہل سے ہلاک کرے گا۔ خنجر یا تھوار سے تلے نہیں کرے گا۔

ج آلات حرب میں سے یہ بھی ایک آل ہو گا۔ کفار کے ہلاک کرنے کا نعمت رکھنے اسی آل پر نہیں ہے۔ بذریعہ سانس کے وہ ہی ہلاک ہوں گے جس پر بھی عنیدہ اسلام کی نظر پڑے گی اور نہ صرف اسے رحمت ساتھ وہ ان کے سانس کو محسوس بھی کریں گے۔ جیسا کہ لفظ یجد من ریح نفسه الامات اور اذراہ عدو فانیہ لذاب کما ینذوب فی الملع فی العاء یا اذراہ فی لذاب کما ینذوب الوصل من مستطاد ہوا ہے۔ کیونکہ اس میں ریح نفس کے پانے اور ان کو دیکھنے کی شرط مذکور ہے۔ لہذا جن کافروں پر حضرت مسیح کی نظر پڑے گی اور نہ وہ ان کو دیکھیں گے یا درخت اور پتھر کے پیچھے چھپ جائیں گے یا باوجود ان تمام شرائط کے پائے جو سنے کے حضرت مسیح ان کو خنجر سے ہلاک کرنا چاہیں گے ایسے تمام کافروں کو ریانہ ہو۔ دیر ہو ہی سے قتل کئے جائیں گے۔ وہاں جنت اور دہل کوئی کام نہ دے گی۔ پھر ایک آدمی کافراں کے اتنے بڑے لشکر کو تنہا سانس کے اثر سے ہلاک نہیں کر سکتا۔ ان کا مقابلہ کئے لئے آلات حرب کی لازمی طور پر ضرورت پڑے گی۔ لہذا حدیث کے کسی لفظ سے حرب و ضرب کے آثار کی نفی کر کے اس سے جنت اور دہل کو ثابت کرنا کسی طرح صحیح نہیں۔

۱۲ "عن عبد اللہ بن عمرؓ و قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فتروج ویولد ویمکت خمساً وربعین سنة ثم یموت مسیحی شعیہ فی قبری فقوم اما یعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین اسی بکرو عمر (رواہ الحوزی فی کتاب الوعاہ ص ۸۳۲ باب فی حشر عیسیٰ بن مریم ج ۱ ج ۱۸۰ باب منزل عیسیٰ علیہ السلام)"

۱۳ "أخرج البخاری فی تاریخ والطبرانی عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ و صحابہ غیکون قبرہ رابعاً (برسٹورج ص ۱۶۹ مجمع الرواہ ج ۱ ص ۱۰۴ أخرجه الترمذی عنہ ج ۲ ص ۲۰۲)

باب فضل النبی ﷺ مشکوٰۃ ص ۱۰۵ ۱۰۶ فی فضل حبیب المرسلین ؑ قال مکتوب۔ عن القوراث صفہ محمد وعیسیٰ ابن مریم ید فی معہ ۴۴

۱۔ ... یعنی کی یہ روایت قبیل یدغن فی الارض القدس کہ وہ بیت المقدس میں دفن کئے جائیں گے اس حدیث کی معارض ہے۔

۲۔ ... دفن مہلی میں۔ عیت زمانی تو مراد ہوتی نہیں سکتی۔ عیت مکانی کا ارادہ کرنا بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ قبر شریف میں آپ کے ساتھ دفن ہونا غیر معقول امر ہے۔

۳۔ ... اگر قبر سے تاویل بعید مقبرہ مراد لیں وہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ ترمذی میں ابو بکر سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ نبی کی روح اسی جگہ دفن کی جاتی ہے جہاں وہ دفن ہوتا ہے نہ کہ جس اور یہاں یہ بات ممکن نہیں ہے۔

ج۔ ... یعنی کی روایت بتقابلہ بخاری کے ضعیف ہے۔ اسی لئے اس کو علامہ بخاری نے تحریض کے سینے قبل سے بیان کیا ہے۔ تعارض اس وقت مضر ہوتا ہے جب دونوں روایتیں ایک روایت کی ہوں قوت اور ضعف کی صورت میں قوی کو ضعیف پر ترجیح ہوا کرتی ہے۔ تعارض کی وجہ سے ساقط نہیں ہوا کرتی۔

۲۔ فی قبری یا مہلی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جیسے قبر شریف میں حضور ﷺ کے پہلو پہ پہلو دفن ہوں گے۔ بلکہ اس کے قریب جگہ میں دفن ہونا مراد ہے۔ (فسی قبری) اے اس مقبرتی و عبر عنہا بالقبر لغرب قبرہ بقیہ فکلنہما فی قبراً واحد (مرقاۃ ج ۱۰ ص ۲۲۲) قال ابو مودود قد بقی فی البیت موضع قبر (مرفلہ ج ۱۱ ص ۶۷ نو مذی ج ۲ ص ۲۰۶ باب ما جاء فی فضل النبی) علاوہ ازیں ایک روایت میں موضع قبراً یا ہے۔ "عن عائشۃ قلت یا رسول اللہ انی اری انی عیش بعدک فتاذن لے ان ادفن الی جنبک فقال وانی لک بذلک الموضع ما فیہ الاموضع قبیری وقبر ابی بکرو عمرو وعیسیٰ امن مریم (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۲۰ حدیث نمبر ۳۹۷۲۸ مختصر ابن عسکرم ج ۲۰ ص ۱۰۴) "قرآن میں ہے "ولا تقم علی قبرہ (نوبہ: ۸۱)" اس میں علی قبرہ کے معنی جیسے قبر پر کھڑا ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نزدیک کھڑا ہونا مراد ہے۔ اسی طرح کلیاتین قبوری میں موضعاً قبرہ من قدری کا ارادہ کیا گیا ہے۔ لہذا فی قبری میں بھی فی مکان قریب من قبری مراد ہے۔

(ب) قبر سے بطور استعارہ مقبرہ مراد ہے اور وجہ استعارہ کی پہلی معلوم ہو چکی ہے۔

۳۔ (ترمذی ج ۹۹: باب الجنائز) کی حدیث اس طرح ہے: "عن عائشة قالت لما قبض رسول الله ﷺ اختلفوا في دفنه فقال أبو بكر سمعت من رسول الله ﷺ شيئاً ما نسبته قال ما قبض الله نبياً الا في الموضع الذي يحسب ان يدفن فيه فدفنوه في موضع فداشه" یعنی خدا کا تعجب جس موضع میں دفن ہوا پسند کرتا ہے وہیں اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس دفن ہونے کی ہر مسلمان توقع ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بدرجہ اولیٰ اس کی خواہش ہوگی۔ اس لئے جب ان کے انتقال کا وقت قریب ہو گا۔ وہ قبر شریف پر حاضر ہوں گے اور حضور کو سلام کریں گے۔ جیسا کہ: "لبانین قبری حتی یسلم علی ولادین علیہ (مسند ذک حکم ج ۲ ص ۶۰) ما ہبوط عیسیٰ علیہ السلام" کے الفاظ ہیں اور کا بعد مقبرہ کے موافق وہیں انتقال ہو گا اور حضور ﷺ کے پہلو میں قریب ہی دفن کر دیئے جائیں گے اور بہت ممکن ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی درخواست پر مقام سجدہ سے نکال کر پتھر پھینکنے کے فاصلہ کے موافق بیت المقدس سے قریب کر دیا تھا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آرزو پر ان کو قبر مبارک کے نزدیک کر دیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی اپنی حقیقت پر معمول ہے اور اس میں کسی شہرکی تردید کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

۱۸۔ "(اخرج ابن حبان في صحيحه ج ۹ ص ۶۸۶ باب ذكر قدر مكث الدجال في الارض عند خروجه من وفاقه) عن ابي هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول يسئل الله عيسى بن مريم غيؤمهم فاذا رفع راسه من الركعة قال سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال واظهر المؤمنين"

۱۹۔ "عن جابر سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تنزال طائفة من امسي يقتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيامة قال فيقول عيسى بن مريم فيقول اميرهم تعالي صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة"

(رواه مسلم ج ۱ ص ۸۷ باب رسول عيسى بن مريم حاكما بشريعة نبينا)

۲۰۔ "عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ والاذی نفسی

میدہ لیوسکن ان ینزل منکم ابن مریم حکماً عدلاً عنکمر الصلیب ویقتل  
الخنزیر ویضع الحریۃ ویفصم المال حتی لا یقبلہ احد حتی یموت المسجد  
الواحد حیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول انوہریرۃ فاقروا ما سنتم وان من  
اہل الکتاب (مجاوی ج ۱ ص ۴۰) باب نزول عیسیٰ بن مریم۔ مسلم ج ۱ ص ۵۷ نور  
عیسیٰ بن مریم حکماً بشریۃ نبیاً مکیماً

۲۱ "عن اسی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی انزل  
ابن مریم حکماً عادلاً فلیقتل الخنزیر ویعضن الحریۃ"  
(رواہ مسلم ج ۱ ص ۵۰) باب نزول عیسیٰ بن مریم حکماً بشریۃ نبیاً مکیماً  
نزول کا معنی

۱ نزول سے مراد آسمان سے قربا یا نازل ہونا نہیں ہے۔ یہاں اس لفظ  
کے دوسری معنی ہیں جو مندرجہ ذیل مثالوں سے ظاہر ہیں  
۱۔ "انزلنا لکم من الانعام (برہان) ۲۔ "انزلنا نحمداً  
(احمد: ۲۰) ۳۔ "انزلنا الیک لساناً (اعراف: ۱۶۰)"

۴ "نزل العیسیٰ من السماء تحت منجۃ ذکر العیسیٰ ج ۲  
ص ۴۲ حدیث نمبر ۱۲۲۸۲) "اس قسم کی اور بہت سی مثالیں قرآن مجید و حدیث میں درآئیں  
پائی جاتی ہیں۔ اس لئے حدیث میں نزول کلمے سے غلطی اور بروائی نزول مراد ہے۔ غلطی اور پر و ترا  
مراؤ نہیں۔

۵ نزول کے کئی ایک معنی سے اس لئے انکار کرنا چاہئے کہ اس کا استعمال  
دوسرے معنوں میں قلت یا کثرت کے ساتھ ہوتا ہے جہاں اور ثابت ہوتا ہے۔ مجاز یا مشابہہ کے  
قرآن کریم میں سے کوئی قرینہ قلت یا کثرت و مشمولہ کا نہیں ہے۔ لفظ زکوٰۃ قرآن ۱۱ مرتبہ  
میں کثرت سے صدقہ فرغہ کے لئے آیا ہے۔ قرآن کا استعمال طہارۃ، عز، برکت، صافیت  
و غیرہ بھی ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے: "خبر اسہ زکوٰۃ ای اسلاًماً و فیل صلاًحاً  
(ورحہ) ای رحمة لوالدہ (مسجد و البحار ج ۲ ص ۱۳۱) مرنکی منکم مظهر

دلکہ ارکبی ای اعلیٰ و عظمیٰ مرنکہ مصع بحر الانوار ج ۱ ص ۱۶۱) ایسی طرح نزول مختلف  
معنوں کے لئے استعمال کیا گیا۔ قرآن وحدیث اور کئی روایات میں اس پر سے کچھ اتارنے کے  
معنوں میں بھی کثرت سے آیا ہے

- (۲) ”اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر: ۱) (۲)“ ۔ ونزل به الروح الامين (الشعر: ۱۰۲) (۳) ”بالحق انزلناه و بالحق نزل (الاسراء: ۱۰۶) (۴)“ ۔ لَمَّا سَزَلَتْ بَنُو لَهْيَظَةَ اِى نَزَلَتْ مِنْ الْحَصْنِ عَلَى حَكْمِ سَعْدٍ (صنع السد: ۱۰ ص ۸) (۵) ”يَكْنُصُكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ (سفارات: ۶)“ نزل الملائكة والروح (القدر: ۱)“

در اصل جب ایک لفظ مختلف معنوں کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے تو اس لفظ سے ایک خاص معنی کا ارادہ کرنے کے لئے ہمیشہ کسی نہ کسی قرینہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ خواہ وہ قرینہ اس عبارت میں موجود ہو یا کوئی خارجی قرینہ دیا جاتا ہو۔ جب تک تعین اور تخصیص کا کوئی قرینہ موجود نہ ہوگا۔ مشترک کو کسی خاص معنی کے لئے متعین کر دینا یا حقیقت کو چھوڑ کر ہمارے طرف چنا کر نہ جاننا نہیں ہے۔ حدیث نزول سے نزول حقیقی مراد لینے کے متعدد طریقے موجود ہیں:

(۱) قرآن مجید کی آیات میں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اب تک نزول بیان ہوتا ہے۔

(۲) احادیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم کی وہ حقیقی بیان کیا ہیں جو ان کے واسطے کسی غیر میں نہیں پائی جاتیں۔ ان سے حقیقی نزول کے معنی مستفاد ہوتے ہیں۔

(۳) بغیر نکاح کرنے کے دنیا سے چلے جانا اور باوجود یہ کہ ہر ایک رسول کے ہوتے پہلے اس آیت کی رو سے شریفی ہیں ”وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رَسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اُرُوجًا وَذُرِيَّةً“ (الرعد: ۳۸)

(۴) اپنے نژاد میں خراج نہ کرنا اور باوجود یہ کہ بیت المقدی زیارت کرنی بھی نبی عربی مہدی کے ارشاد کرامی کے بموجب ضروری ہے۔

(۵) قرآن کی کسی آیت اور حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے بروز کی یا نبی نزول کی طرف اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔

(۶) ظہری نزول۔ سے کیا ہے سے صریحاً قصص میں باوجود دلیل شرعی کے اپنی رائے سے تاویل کرنی! لازم آتی ہے جو تحریف ہے اور اس طرح دین کی ہر ایک بات کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

(۷) صحیح حدیث میں رفیع الی السماء اور نزول من السماء عدم صوت اور رجوع الی الدنیا کی قید صراحتہ موجود ہے۔

(۸) (مسند ابن ماجہ ۳/۳۹۰، حدیث ۳۲۱۸) کی صحیح حدیث میں بجائے لیسنزلیں

کے لیہمطلن ابن مریم حکما عدلا مذکور نے اور بیوی و پرستے نیچے فرستے پر یوں جاتا ہے  
'ہبط عموطاً فرود آمد اور سند (منہی لا ج ۱ ص ۳۶۶) "مطلوم ہوا کہ نزل  
کے معنی اس جگہ فرود آمدن ہی کے ہیں۔

مطلیت اور بروریت کہ مطلقاً نبوت قرآن میں موجود ہے۔ اور معنی علیہ  
اسلام کے باوجود جس بھی روزیت کو تسلیم کر لیں گے تو کیا حرج ہے۔ مثلاً: "انحس قدر ما  
بینکم الصوت وما نحن بمسوقین" علی ان سدل امالکم ونشکم دبعما  
لا تعمون (واقعہ ۱۰۰:۱۰) "صوب اللہ مثلا الذین آمنوا امر، ذفرعون،  
اد قال رب اس لی عندک بیناً فی الحصة ونحنی من فرعون و عملہ ونحنی  
من افرد الطالمین" و مریم ابن عمران النبی احصیت مر حها (تحدید ۱۰)  
بر آیت میں ہے: "من کو فرعون کی محبت اور مریم کی شہل کہا ہے۔ جب مریم کا کوئی  
شہل ہو سکتا ہے، تو ابن مریم کا کیوں نہیں ہو سکتا۔

(۹) وہ آیتیں جن میں نبی عربی ﷺ کے زمانے کے یہودیوں کو ان افعال کی  
وجہ سے کاٹب دیا ہے جو ان کے آباء اجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کئے  
تھے۔ ان کا مخضب بنام اس صورت میں صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ ان میں اور ان کے آباء میں مرغلہ اور  
بروریت کا فقرہ لکھا گیا ہے۔

(۱۰) علماء دمشق کا قیام، بنی اسرائیل میں اس حدیث میں امت کے علماء کو انبیاء بنی  
اسرائیل کا شہل کہا ہے۔

(۱۱) فتوحات میں شیخ اکبر اور میرصوفیہ روز کے قائل ہیں۔  
بنی صوفیاء کی اصطلاح میں بروز کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی قوی یا کامل روح  
دوسرے آدمی کے بدن میں تصرف کرے اور اس کو اپنے افعال کا آئینہ کار یا اپنی صفات کا مظہر بنا  
لے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ناقص درجہ کی روح کامل کی روح سے استفادہ کرے جس  
طرح بعض بنت کا اثر بن انسان میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح بروز میں ایک روح دوسرے میں  
متصرف ہوتی ہے۔ شیخ محمد اکرم صاحب دہلی نے "افتاب" (۱۰ ص ۵۱) میں لکھا ہے "سرود آں و افسا  
سد کہ روح حلیت کمل در بدن کاملی تصرف نماید و فاعل افعال او شود" یہ

یہی شیخ محمد اکرم ہیں جن کی نسبت مرزا قادیانی نے (ایضاً ص ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳) پر یہ لکھ ہے ”شیخ محمد اکرم ہمدانی کا زکا کر صوفیہ مت فریق دو“  
حضرت محمد الف ثانی فرماتے ہیں

”وہ ضرور تعلق نفس بہ بدن دیگر اور مراد حصول مجست بلکہ مقصود اریں تعلق حصول کمال است مراد بدن را چنانچہ صلی بغیر انسانی تعلق پیدا کدو در شخص از بروز نماد و عنایت مستقیم الاحوال سعادت کسور و بروز لب نہم کشاید (سکونت اہم رہا ص ۲ ص ۱۵۰ مثنوی نمبر ۶۰)“ پھر اس خیال کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”سرد حقیر قول منتقل روح از قول مناسیح عہ ساقط تراست زیرا کہ بعد از حصول کمال نقل بدن ثانی سرائے چہ الیہ و پارہ مطہر تاج ہیں کہ آفسوس ہزار عسوس ایس قسم بطاعروں خون رانہ عہ تہیحی گرفتہ اند و مقتضای اہل اسلام گنستہ“ (مثنوی نمبر ۶۰ ص ۱۵۰ مثنوی نمبر ۵۸) حافظ کے اس شعر میں بھی بروز کے اس معنی کی طرف اشارہ ہے۔ شعر:

فیض راج اقدس اویاز ہا فرید

دیہاں سر جامہ آنچہ منجم شیر

اکرم مرزا قادیانی کے خیال میں : ذات کی معنی ہیں توایب بروز ہمارے لئے مضر نہیں اور نہ اس سے کسی ملیہ سلام کی افات ثابت ہوئی ہے۔ اور اس کی وجہ سے ملاحظہ پاسد و ست کا دعویٰ ہو سکتا ہے۔ شیخ اکبر فتوحات میں حضرت معنی کی روح سے فیض حاصل کرنے کے کمال ہیں۔ مگر مناسبات کے دعویٰ و تہنیں ہیں بلکہ ان کو زندہ انسان پر تسلیم کرنے اور عہد دوہ آنے کے معتقد ہیں۔ جیسا کہ ہم انشاء اللہ اجماع کی بحث میں بیان کریں گے۔ قال الشيخ فی الفتوحات ”وہو (عبسی) السجد الاول وجعلنا علی بدوہ ولہ جنا عبا یة عظیمة لا یغفل عنا ساعۃ“

جس صوفیاء نے حضرت معنی علیہ السلام کی روحانی توجہ ہوتی ہے وہ عیسوی المشرک کہلاتے ہیں۔ مگر اس حالت کو روزی نہیں کہتے۔ شیخ نے فتوحات میں اس قسم کے بعض صوفیہ کا تذکرہ کیا ہے اور شیخ نے ساتھ ہی (فتوحات ج ۱ ص ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶) میں یہ بھی لکھ دیا کہ ذریت



ہیں یہ مسلمان ہی جیسی نے جو ابھی نسبتاً نو مسلم ہیں ان میں زلمہ دہم چڑھتا ہے۔ غصہ ان میں یہ مسلمان کو حضرت  
میں لکے آسمان سے اتارنے کی نوبت کی جاتی تھی۔

پھر زلمہ دہم سے انتہاء شدہ رہی مگر اس کے کرشمے ہی یہ۔ سازم کے متعلق نزول بار جو عہد روز کی  
معنی اس کے ہی ہے۔ اس کے معنی نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے پیرو میں بہت زلزلے آتے ہوئے فرمایا تھا: "ان  
عینی لم یصلوا زلزلہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ" مفسر اس کتبہ ج ۲ ص ۹۰ و ۹۱  
آیت بمعنی یہ منسلک مفسر اس ۹۰ و ۹۱ ج ۲ ص ۹۰ و ۹۱ آیت (ہذا) "اگر اس میں  
رجوع سے نہ ہو تو ان کے لئے زلزلہ آئے گا۔" اسی مراد یہ کہ قوم بہت ہی قیہ مرزا کو مفسر نے غیر مفید  
ہونے کے علاوہ اس کے جانور اور انسان و مفسر یہ جانے کی۔ کیونکہ مقتضی اس کے بعض کو بچانے  
وہی زلزلہ کی یا موت کے کسی ایک پہنچنے کی نہیں ہے۔ وراثت و ملائکہ اللہ کے در حالی  
تحریرات تحریر ہی میں ہوتے ہیں۔ انسانی زمانے سے اثرات مرزا کے بعد بھی ظاہر ہوتے رہتے  
ہیں۔ حسب روحانی تحریف انہوں نے انہوں میں ہوتا ہے تو لہذا موت کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں  
رہتی۔ بلکہ نہ ہوتی کی تفسیر کے بعد روحانی روز سے موت کرنے سے مرزا کا صحیح علیہ السلام کی  
موت پر استدلال کرنا بھی درست نہیں رہتا۔

۲۔ جس طرح ان مفسرین میں سے ان میں سے ہونے کی وجہ سے مرزا  
تاریخی کے اس کے یہ معنی کے ہیں کہ اس کے واسطے سے اس کے مفسرین ہی میں سے ایک فرد ہو گا اسرائیلی  
کے لئے ہو گا۔ اسی ۵۔ راجع الیکم میں یہ جو مفسر ہونے کی وجہ سے یہ معنی ہونے چاہئیں  
کہ اس کے ہونے والے اس کے ہونے کی مذہب کا ایک ہی ہو گا۔ جس کے لئے شاہ ہونے کی وجہ سے یہ معنی  
کے لئے ہو گا۔ اس کے واسطے سے اس کے ہونے ہو گا۔ وہ ہو گا۔ ہری

۳۔ حسب رجوع سے یہ روحانی زلزلہ مرزا کے قتل یوم القیامۃ کی  
تبدیل کوئی نہ ہو گا۔ بلکہ یہ ہے۔ یہ ہو گا۔ انتہاء شدہ روحانی ہر وقت ہو گا ہے۔

۴۔ حسب روحانی انتہاء شدہ کو یہ مفسرین نے اس کے لئے روحانی ہر وقت  
کے پیچہ ہوں گے اور اسی کے لئے ان لوگوں کے لئے اور کتب سے لپکنے کے واسطے آپ سے  
حضرت میں کا حلیہ اور ان کی حالت کے بعد ہر کتب کی ہر فرد و ہر فرد کو یہ کہ آپ سے ہر فرد ہر فرد  
کو کسی جگہ بیان نہیں فرمایا اور انہوں نے اس کے لئے ہر فرد سے لپکنے کے لئے ہر فرد ہر فرد  
ہر فرد کے لئے آگاہ نہیں کیا۔ خصوصاً یہ ہیں کہ ان کے لئے ہر فرد سے لپکنے کے لئے ہر فرد ہر فرد







میرنگ ایک ایسی نئی میری پیشگویاں بہت سی دینیوں کے قائم مقام ہے۔ رہنچاں جڑ کا دھندل سواہم  
اب تک پانچ جڑ لکھ چکے ہیں۔ پانچ اور بچوں میں صرف نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے یہ دھندل بھی پورا  
ہو گیا۔ ”لے اب ہندو اس طرح سوچو ہیں اور یہ سہائیوں کی جو مراٹھی اہل ہیں روز بروز ترقی ہو  
رہی ہے۔ پانچویں مراٹھی ۱۱۱ شہار چلمر نے ۲ دسمبر ۱۹۱۳ء میں سمجھا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں پنجاب کے  
نیمائیوں کی مراد ۲۵۵ لاکھ تھی اور ۱۹۱۱ء میں ۳۹۰ لاکھ ۸۶۲۳۰۰۰ لاکھ تھی۔ یعنی دس سال میں ۲۵۳۹۹  
بڑھ گئے۔

۴ مرزا قادیانی اپنے ائمہ اور حرم نبوی کی زیارت سے محروم ہے۔

۵ مرزا قادیانی نے دعویٰ مسیحیت کے بعد محمدی جنگ کو سمجھا نے کے لئے  
مختلف تدبیریں کیں۔ مگر کامیابی کی حسرت دل میں کے ہوئے چل پے۔ دوسرا کوئی نکاح بھی  
نہیں کیا۔

۶ مرزا قادیانی پنجاب کے ایک گاؤں میں پڑا۔ ہوئے ہیں۔

۷ ان میں سے کوئی ذات بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔

۹ مرزا قادیانی ایک اور بے ہودہ ۱۲ بیٹیں کر کے قرآن وحدیث کی تحریف  
تردیہ کر رہے ہیں اور اپنی عقل کو تقیافت پر ترجیح دے کر اسلام میں تہمیدیں پیدا کرنے سے دریغ  
نہیں کرتے۔

۱۰ مرزا قادیانی دعویٰ مسیحیت کے بعد پورے چالیس سال بھی زندہ نہ رہے  
اور چالیس سال کا الہام ہونے کے باوجود پہلے ہی چل پے نوران روایات میں سے کوئی روایت  
بھی ان پر صادق نہ آئی۔ شک عشرۃ کاملہ!

خصوصیات زمانہ مسیحیہ اسلام

۱ امن کا زمانہ ہوگا۔ غیر نبوی ایب گھات پائی نہیں گئے۔ بچے ساپروں کے  
ساتھ گھلیں گے۔ مردوان کو کوئی ضرر نہ پہنچے گی۔ (روم ص ۲ ص ۶۹۰ اور ذوالحجہ ۱۲۸۰)  
۲ آپس میں قوسوں کی دشمنی اور بغض و عداوت چائی رہے گی۔

(مسلمین میں ۹۰۰ بے نزول مبنی بن بریلہ بخلو ص ۸۸۰ بے نزول مبنی بن علیہ السلام)  
۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئندہ مال اور دولت تقسیم کریں گے جس سے ہر  
ایک اثناء امداد ہو جائے گا کہ کوئی بے وقوف کا قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔

(مسلمین میں ۹۰۰ بے بیضا بن علی بن مسعود ص ۸۸۰ بے نزول مبنی بن علیہ السلام)

۴..... حضرت مسیح علیہ السلام کا ہر ہونے کے بعد ایک ایسی قوم نکلے گی جس کے مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہ ہوگی۔ اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کو یہ ہدایت ہوگی کہ ان سے بچنے کے لئے کوہ طور پر مسلمانوں کو لے کر چلے جائیں۔

(مسفرج ص ۴۱، باب ذکر الہ جاہل)

۵..... زمینی برکتیں اور بارشیں اس قدر ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت مل کر کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سایہ میں بیٹھنے کی۔ (مسفرج ص ۴۲، باب ذکر الہ جاہل)

خصوصیات زمانہ مرزا

۱..... جو رواستیداد کا زمانہ ہے ہر جماعت حکومت کی تختیوں سے نکلے آ کر ملک خلاصی میں لگی ہوئی ہے۔ درندوں اور ہر پلے چانوروں کی نقصان رسانی اسی طرح موجود ہے۔

۲..... ہندوستان کے تمام باشندوں خصوصاً مسلمانوں میں دشمنی اور عداوت کی آگ بھڑک رہی ہے اور مرزائی مشن کے ذریعے بغض و حسد اور اختلافات میں اور زیادتی ہو رہی ہے۔

۳..... مسلمان سخت افلاس میں مبتلا ہیں۔ اگر ایک زکوٰۃ دینا چاہتا ہے تو سینکڑوں فقیر اس کے دروازہ پر جمع ہو جاتے ہیں اور مرزا قادیانی تبلیغی چندوں اور کتابوں کی فروختی سے کافی روپیہ جمع کر لیتے ہیں اور اگر کوئی چند دینے سے انکار کرتا ہے تو اس کا نام ہرجوں کی فہرست سے نکال دیا جاتا ہے۔

۴..... دعویٰ مسیحیت کے بعد کوئی نئی قوم ہندوستان میں ایسی نہیں آئی جس کا مقابلہ کرنا انسانی طاقت سے باہر اور مرزا قادیانی کوہ طور پر گئے ہوں۔

۵..... یہاں دن رات زلزلے خط ساریاں اور طاعون وغیرہ بیماروں کا تسلط ہے۔

اس جن فرق اور طہری فتوات کے باوجود مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کے بروز اس معنی سے بھی نہیں ہو سکتے۔ لہذا بروزیت اور ظلیہ کا دعویٰ انوار بے ہودہ ہے اور جن آیات سے بروزیت اور ظلیہ کے ثبوت پر استدلال کیا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں۔

اگر ہدایت میں غلطی یا کافہ تشبیہ کے آنے سے بروزیت ثابت ہو جایا کرتی ہے تو مندرجہ ذیل مثالوں میں بھی مماثلت اور مساوات ہونی چاہئے۔ باوجود کہ وہاں ظلیہ کا دعویٰ ہدایت عقل کے خلاف ہے۔

۱. ”قل انما انا بشر مثلكم يوحى الی (كهف: ۱۱۰)“ اس میں کفاروں کو مخاطب کر کے مشکل کم کیا ہے۔ کیا اس سے کفار مکہ اور رسول اللہ ﷺ میں حیرانہ آہستہ مماثلت اور مشابہت ثابت ہوئی ہے۔

۲. ”قل وانتم ان كان من عند غير الله وكفرتم به وشهد شاهد من بني اسرائيل على مثله فامس واستكبرتم (احقاف: ۱۰)“ اس میں مثلہ سے مراد تورات ہے۔ ”مثل القرآن وهو ما في التوراة من المعاني (بيضاوی ج ۲ ص ۷-۳)“ مکتورہ بات کو قرآن کی مثل سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنا اور قرآن جیسا سمجھنا جائز نہیں ہے۔

۳. ”والله المثل الاعلى (النحل: ۶۰)“ دوسری آیت میں ”لیس كمثلہ شی (شوری: ۱۱)“ ہے تو کیا دونوں آیتوں میں تعارض ہے؟ اور اس سے خدا کا کوئی مثل ثابت ہو گیا۔ برگز نہیں۔ بلکہ پہلی آیت میں مثل سے محبت مراد ہے۔ ”الصفة العليا وهو انه لا اله الا هو (جلالین)“ دوسری میں مماثل کی گئی ہے۔

۴. ”ضرب الله مثلا رجلين احدهما ابكم لا يقدر على شیء وهو كل على سواه اينصبا بوجهه لايات بخير هل يستوي هو ومن يامر بالعدل وهو على صراط مستقيم (نحل: ۷۶)“ جلالین ص ۲۲۳ میں ہے۔ دوسری مثال اللہ کی مور پکلی بتوں کی ہے تو کیا اللہ کو بر عمل عادل کی مثل کہنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ خدا کی مانند اور اس کا ہمتا بن گیا۔

۵. ”اولئك كذا لانعام بل هم اضل (اعراف: ۱۷۶)“ جس طرح انعام کی مثل کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ نوع انسانی سے نکل کر بالکل چوپائے بن گئے۔ اس طرح علماء احمی کا جبار بنی اسرائیل کی یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں انبیاء کی جینہ سفیریں پائی جانے کی وجہ سے وہ نیک بن گئے ہیں۔ پھر اول تو بروزیت قابل اعتبار نہیں۔ دوسرے علماء امت میں سے کیا پر آج تک کوئی عیسٰی کا لفظ اطلاق نہیں کیا گیا۔ جن آجوں سے بروزیت پر استدلال کیا ہے۔ ان سے مماثلت فی الخلق مراد ہے۔ مشابہت تامہ اور مساوات کئی مراد میں اور جب تک یہ بات ثابت نہ کی جائے۔ ایک کا دوسرے پر جینہ اطلاق کرنا جائز نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ان آیتوں کے جو مراد ہے اس کو روایت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

”علی ان نبذیل امثالک (واقعه: ۶۱)“ میں امثال جمع مثل بالکسر کے ہے یا

مشکل بفتحین کی پہلی صورت میں بمعنی اشباہکم اور دوسری میں صفاتکم ہے۔ تبدیل اشیاء سے دنیا اور آخرت میں اشکال کے مختلف کرنے کی طرف اشارہ ہے یا دنیا ہی میں بعض کافروں کی صورتیں قزوۃ اور خنازیر میں تبدیل کرنی مراد ہیں۔ جیسا کہ حسن بصری فرماتے ہیں اور یا تبدیل اشخاص مراد ہے اور ان کو مشارکہ نوئی کی وجہ سے اشیاء کہا گیا ہے۔ ان تینوں صورتوں میں نہ استغناء رودی ہے اور نہ مماثلت تامہ موجود ہے۔ پھر بروذیت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے اور تبدیل صفات میں لڑکین جوانی یا چاچا مراد ہے جس کو بروذیت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے:

”والمعنى على ان تبدل منكم اشباہكم فنخلق بدلكم او تبدل صفاتكم (بيضاوی ج ۲ ص ۳۵۶)۔“

”قال الحسن اى نجعلكم قردة وخنازير وقيل الحسن ونشلكم فى البعث على غير صوركم فى الدنيا (تفسير ابی السعود ج ۸ ص ۱۹۷)۔“

”ضرب الله مثلاً للذين آمنوا امراء فرعون (نحویہ: ۱۶) میں ہر سو من کو آسید اور حریم کی شکل نہیں کہا گیا۔ بلکہ ان مسلمانوں کی حالت کو جو کافروں کے درمیان رہتے ہیں امراء فرعون کی حالت سے تشبیہ دیکر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جس طرح امراء فرعون کو فرعون سے تعلق ہونے کے باوجود غلو درجہ اور ثواب اخروی میں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا۔ اسی طرح ایسے مؤمنوں کے درجہ اور ثواب میں کافروں میں رہنے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کو بروذیت سے کوئی تعلق یا لگاؤ نہیں ہے۔

”شبه حالهم فى ان وصالة الكافرين لا تنفعهم بحال آسية ومنزلها عند الله مع انها كانت اعدى اعداء الله (بيضاوی ج ۲ ص ۳۸۶)۔“

مریم کا ذکر پاک دامن بے گمان اور بے شوہر عورتوں کی تسلی کے لئے کیا ہے۔ کیونکہ ان کو پاک دامن ہی کی وجہ سے اس زمانہ کی عورتوں پر فضیلت بخشی گئی تھی۔ ”عطف و مریم بنت عمران على امراء فرعون تسلياً للارامل“ (بيضاوی ج ۲ ص ۳۸۶)

علامہ ابو السعود نے اس قسم کی مثال کے لئے اس سے پہلے آیت میں یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے: ”ضرب المثل فى امثال هذه المواقع عبارة عن ايراد حالة غريبة ليعرف بها حالة اخرى مشاكلة لها فى القرائن“

(تفسير ابی السعود ج ۸ ص ۲۶۶)

نئی اسرائیل کے ایذا و جد اور کے افعال ابناء کی طرف نسبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ:

”خلفكم من تراب (الروم: ۲۰)“ میں تمام نئی آدم کو نئی سے بنا ظاہر کیا گیا ہے یا وجوہ





نمبر ۲۸۸۰۸ المسجد الاوسط ج ۳ ص ۳۷۷ حدیث نمبر ۱۵۸۰) من ابی ہریرۃ  
مرعوعاً یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ بن مریم اماناً مہدیاً حکماً  
عدلاً (احمد ج ۲ ص ۱۰۱) "تیز حدیث میں خلفاء راشدین کو بھی مہدی بن کہا گیا ہے۔ (ابن  
ساحہ ص ۵ باب اتباع سنیۃ الخلفاء راشدین المہدیین ترمذی ج ۲ ص ۹۶ باب الاخذ  
بفلسۃ واجتناب البدعۃ)

۳۔۔۔ پھر حدیث میں لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم ہے۔ لا عیسیٰ  
الامہدی نہیں ہے۔ یعنی اگر نفی ہوتی تو مہدی کی ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کا ہینہ نازل ہونے پر حال  
میں ثابت ہے۔ زیادہ سے زیادہ حدیث کا وجہ ہے یہ نتیجہ ہیں کہ مہدی کی صفت بھی عیسیٰ ہی میں  
ہوگی۔ لیکن اس روایت کے یہ معنی نہیں کر سکتے کہ مہدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بروزی طور پر  
ظہور ہوگا۔

۴۔۔۔ حدیث میں مسیح علیہ السلام کے دو منجے مذکور ہیں۔ معلوم ہو کہ ایک علیہ  
عیسیٰ علیہ السلام کا نور دوسرا ان کے بروز کا ہے۔

۵۔۔۔ حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علیہ تین قسم کا آیا ہے:

۱۔۔۔ "فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر"

(بخاری ج ۱ ص ۱۸۹ باب قول اللہ وانکرفی الکتاب مریم)

۲۔۔۔ "ان رجل دم کا حسن ماہری من آدم الرجال تضرب

لعتہ بین منکبہ رجل الشعر" (بخاری ج ۱ ص ۱۸۹)

۳۔۔۔ "رجل مروج الی الممرۃ ولبیاض (احمد ج ۲ ص ۱۰۶ و

اسی ابی شیبہ ج ۸ ص ۶۶۰ باب ما ذکر فی مئۃ الدجال و ابی حیان ج ۹ ص ۲۹۰ باب

ذکر البیان بان الامام ہذہ الامۃ عنہ نزول عیسیٰ بن مریم)"

اس قاعدہ سے جو منجے کہ بجائے دو مسیح کے تین مسیح ہوں۔ دوسرے حضرت مریم علیہ  
السلام کے علیہ کے شخص دو قسم کے الفاظ ہیں

۱۔۔۔ "کانہ من رجال شنؤۃ" (بخاری ج ۱ ص ۱۸۹)

۲۔۔۔ "کانہ من رجال الزط" (ص ۱۸۹)

بعض روایات میں ہے۔ "اما موسیٰ فجعد وروی انہ رجل الشعر (مجمع

بحر الانوار ج ۱ ص ۲۶۰) "موسیٰ کے لئے موسیٰ بھی وہی ہونے چاہئیں۔ رسول خدا ﷺ کے علیہ

میں بھی الفاظ مختلف آئے ہیں۔ لہذا وہ بھی متوجہ رہے۔ درحقیقت ان روایات کو اختلاف پر محمول کرنا اور ان میں تضاد سمجھنا ہی غلط ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا اصل علیہ یعنی ہے جو احمد کی روایت میں آیا ہے۔ چونکہ حرث اور سفید کی آپ کے علیہ شریف میں غالب تھی۔ اس لئے کہیں آنحضرت ﷺ نے امر فرما دیا اور کبھی حرث اور سفید کی طرف مائل ارشاد فرماتے ہوئے گندری رنگوں میں خلا ہوا رنگ کہہ دیا۔ نیز ایک ہی ہے تعبیریں مختلف ہیں۔ نیز حضرت یحییٰ علیہ السلام میاں قد اور گھسے ہوئے بدن کے تھے۔ اس لئے ایک جگہ "مربوع مود میاںہ (منہی الادب ج ۲ ص ۸۹)" مذکور ہے اور ایک روایت میں جمعہ مخصوص اور گھٹا ہوا بدن آیا ہے "الجمعہ فی صفات الرجال یکون من حاد و زما فالمدح ان یکون شدید الاسر و الخلق (مجمع البحر ج ۱ ص ۳۵۹)" لہذا جمعہ سے بالوں کی جمود مراد نہیں ہے۔ بلکہ جمعہ البدن مراد ہے اور اس کو رجل الشعر سے متافہم نہیں۔ "اما موسیٰ فجعد اراد جعودة الجسم وهو اجتماعه واکتسازه لا ضد سبوة الشعر لانه او وی انه رجل الشعر وکدافی وصف عیسیٰ" (مجمع البحر ج ۱ ص ۳۶۰)

اس مسلم کی روایت امامکم منکم سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا مسک آپ کی امت کا ایک آدمی ہوگا۔ اسرائیلی نہ ہوگا۔ کیونکہ "کیف اذا نزل ابن مریم فیکم اما مکم منکم" میں عطف تفسیری ہے۔

ج۔ اس جملہ میں واقعہ حالیہ ہے اور عطف تفسیری نہیں ہے۔ کیف جو استفہام کا فائدہ دیتا ہے۔ واقعہ حالیہ ہی کی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے۔ عطف تفسیری میں درست نہیں ہو سکتا اور اگر واقعہ تفسیری کے لئے مان لیا جائے تو پھر امامت سے امامت کبریٰ اور حکومت مراد ہے۔ یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود شریعت محمدیہ کے پیرو اور اس کے موافق فیملہ کرنے والے ہوں گے "ذکر سیموطس فی رسالتہ الاعلام لمحمد عیسیٰ علیہ السلام ان عیسیٰ حین ینزل قرب القیامة یحکم بشریعة نبیہا ۱۱"

(الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۵۰)

یہ امر محسوس ہے۔ لیکن امامت عنقریب مراد لے کر عطف تفسیری کی صورت میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ علاوہ ان زید و دوسری روایات میں امامکم منکم اور امامکم منکم سے جس کے معنی امامکم رجل منکم ہوئے اور وہ مبدی علیہ السلام ہیں۔ پایہ معنی ہیں کہ امامت کے میں کے تم

کو جیسی مایہ اندام تعمیر نے جس سے آپ فرد میں گر۔ یعنی شریعت محمدیہ کے موافق گزار واکر میں  
مندان میں امام و جتہی کا اہم ہونا نام نہاد آقا۔

ان نزول کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں "فانزلوا ان ينظم  
وان من همل الكتاب ليؤمنن به قبل موته" احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۸۱ ہے۔ یہ ابوہریرہ کا بیان  
نزل ہے۔

جہاں یہ جملہ یہاں آیت کی تفسیر میں اگرچہ موقوف آیا ہے۔ لیکن (اور منظور  
میں ۳۰۰) میں یہی مراد ہے کہ روایت سے موقوف نہ ہوئی ہے۔ بلکہ ای کے ساتھ ہر کے باب میں ان  
تفسیر سے کیا ہے۔ ان حدیث میں ابوہریرہ کلمہ مرفوع

نزل امام احمد نے (مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۱) نقل الکلی من ابی ہریرۃ اس روایت کو اس  
مرتبہ جو ہے کہ ہے "وقال ابوہریرۃ قال من اهل الكتاب الا يؤمن من قبل  
موته ويؤد القبر به يكون عليهم سجداء" فرعم حبطلہ ان امامہریرۃ قال  
لیؤمن من قبل موت عبده۔ فلا انزلی هذا الکلمہ حدیث الامیر علیہ السلام وشیء فافہ  
ابوہریرہ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۰۰) "یعنی ظالم کو موت کی تحمید جو جیسی کی طرف لہائی  
کئی ہے۔ اس کے مرفوع یہ موقوف ہونے میں تردد ہے۔ آیت کے مرفوع ہونے میں کوئی شک  
نہیں۔ واللہ اعلم"

ان نزول کی حدیث میں بڑا اختلاف ہے۔ کئی روایت میں ہے کہ حضرت  
جیسی یہ امام زمانہ پر حاضر ہیں اذ ایک روایت میں ہے کہ وہ امام مہدی کے اقتدار کریں گے۔  
نکلیں ہے کہ نزول کے بعد ۷۰ سال ہیں گئے اور کسی جگہ ہے کہ ان کے خلیفے کی مدت ۳۰ اور ۳۵  
سال ہوئی۔ ان اختلافات کے بعد یہ روایتیں قابل احتیاط نہیں ہیں۔

جہاں اختلاف روایات کو اس قدر مضطرب اور بالغ اعتماداں ہوتا ہے۔ جہاں  
روایتوں میں تصحیح یا ترجیح نہ ہو سکے اور نہ ہی نزول میں تطبیق نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے۔ امامت  
کے متعلق اختلاف روایات کی یہ وجہ ہے کہ جب جیسی عید انما امامت میں سے انہیں گئے اس وقت  
جیسی کی تہذیبی قومیت ہوئی اور امام مہدی سے پہلے سے انہیں گئے۔ امام مہدی کی حضرت  
جیسی علیہ السلام کو دیکھ کر ان کو امامت کے لئے آئے یہ دعاء پڑھیں گے۔ لیکن وہ اس وقت کی  
امامت سے انکار کرتے ہوئے تکبراً "انما هذه الامة المستوحج ص ۲۰۰" سبب نزول  
عبس بن مریم" کہہ کر امام مہدی کی نفی کر لیں گے۔ اس کے بعد ۷۰ سال کے اوقات میں

امامت کبریٰ نے ساتھ ساتھ وہ امت صلیبی تھے نہ مانت بھی انجیل میں ہے۔ اس لئے بعض حدیثوں میں نزول کی حالت کو ذکر کرنا اور کسی روایت میں نزول کے بعد کے واقعات بیان کر دئے گئے۔ اگرچہ بظاہر یہی انصاف میں تو درمیان معصوم ہوتا ہے۔ مگر واقعہ انفس الامر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

چنانچہ مودۃ القادری شرح بخاری میں یہ روایت تھیں تفصیل کے ساتھ نعم بن حبیہ سے اس طرح مروی ہے "يُحْصِرُ الْمُدْحِلُ الْمُؤْمِنِينَ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَتَصْبِيهُ جُوعٌ مُشَدِّدٌ حَتَّىٰ يَأْكُلُوا أَوْسَارَ خُسْبَتِهِمْ غَيْبِهَا عَنْكَ ذَٰلِكَ أَدَّ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانِينَ يَوْمًا عَسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَافَةُ أَنْ يَرْوِيَ تَخْلَامَ الصُّوْفَةِ فَيَرْجِعَ إِذَا هُمُ الْمُسْلِمِينَ بِغُفْلٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَقْدِيمَ عَلَيْكَ الصَّلَاةَ فَيُصَلِّيَ بِهِ دَلَّكَ الرَّحْلَ فَذَلِكَ الصَّلَاةُ تَمَّ بِكَوْنِ عَيْسَى الْأَمَامَ بَعْدَهُ"

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صبح کی نماز کو امام مہدی کے پیچھے (یا کمرے) اور ۳۳ سال ۷۷ ہجری میں مکہ میں جانا سے (۱۱۷۰ھ) ۱۱۷۱ھ تک کے لئے یہ روایت ہے۔ ۱۱۷۱ھ میں مکہ میں جانا سے (۱۱۷۰ھ) ۱۱۷۱ھ تک کے لئے یہ روایت ہے۔ ۱۱۷۱ھ میں مکہ میں جانا سے (۱۱۷۰ھ) ۱۱۷۱ھ تک کے لئے یہ روایت ہے۔

اسی طرح جن روایتوں میں ظہیر نے کئی مدت سات سال آتی ہے۔ اس سے جنگ کا وقت اور حقیقی امن کی مدت مراد ہے اور باقی مدت جنگ ختم ہونے کے بعد کی ہے۔ یا یہ کہا جائے کہ آج آسمانی سے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۳۳ سال کی تھی اور ۷ سال نزول کے بعد قیام فرمائیں گے۔ اس لئے کل مدت زمین پر ظہیر نے کئی چالیس برس ہوئے۔ ۳۳ سال کی روایت اس وجہ سے نہیں ہے جو کوئی اور روایتوں کا عقیدہ کرے۔ اس لئے اس کو اس روایت پر ترجیح دینی جائے گی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اذیت کے بعد ۷ سال اس کے نائب کے ہوں گے اور پھر دنیا میں کفر و انحراف عام ہو جائے گا۔ اس زمانہ کو بھی حجاز، عسائی علیہ السلام کا نائب ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

اس امر میں غرض یہ ہے کہ جو روایتیں مذکور ہیں وہ اس سے زیادہ درست ہیں کہ منسوخ نہ ہوتے گا۔ اس لئے یہ سمجھیں کہ آج کے دن (۱۱۷۱ھ) میں ہاں کھل چکا ہے۔ اس لئے کسی پر ترجیح بھی قائم نہ ہوگا۔ چنانچہ یہ روایت میں بضع الجزیہ کے بجائے بضع الحرب آیا ہے۔

یہ شخص وہم ہے جو یہ نہیں سمجھتا کہ یہ روایت جزیہ کا تھا یا اسی

شریعت کا حکم ہے۔ یعنی علیہ السلام کو اس حکم کے وضع کرنے میں کوئی دخل نہیں۔ نبی عربی ﷺ نے اس حکم کو اس وقت کے لئے رکھا تھا۔ البتہ اجراء اس کا بھی علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوا جس طرح آپ ﷺ نے خیبر فتح کرنے کے بعد وہاں کے یہودیوں سے کہا تھا اضعفکم ما وضعکم اللہ میں تمہیں خیبر میں رکھا ہوں جب تک خدا تعالیٰ تمہیں رکھنا چاہے۔ ساتھ ہی ”اخرجوا اليهود والنصارى من جزيرة العرب“ (کسر احمال ج ۲ ص ۸۲ حدیث نمبر ۱۰۰۹ ومثلہ مشکوٰۃ ص ۲۵۵) کے تحت یہ بھی فرمادیا کہ خیبر کے رہنے والے یہودی ایک دن خیبر سے نکالے جائیں گے۔ چنانچہ جب اس وصیت پور چٹکونی کو حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں پورا کرنا چاہا تو یہودیوں نے کہا کہ: یا القاسمؓ نے نہیں رکھا تھا اور اسے عمرؓ نے نکالنا ہے تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ چنگ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں رہنے کی اجازت دی تھی۔ مگر تمہارے نکالے جانے کے متعلق بھی فرمایا تھا۔ چنی جلا وطنی یہ بے حکم سے نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ ہی کا ارشاد تھا۔ البتہ اس کا اجرا عمرؓ کے ہاتھ ہوا۔

وضع الحزب یا وضع اعراب کے یہ معنی سمجھ کر وہاں کے یہودیوں کو یہ بتا دیا کہ یہودیوں کے غلط ہیں۔ بلکہ یہودیوں کے ہاتھ نہیں تھے جب قادیان پانچواں یہودیہ اور نصرت منادی جانے لگی اور سوائے اسلام کے جو نہ رہے گا تو اس وقت کسی سے بڑے کی ضرورت ہے گی اور نہ کوئی کافر زی رہے گا جس پر مزید قہر کیا جائے گا۔ چنانچہ مدینہ میں وضع جزیرہ کے بعد یہ اضافہ موجود ہیں جس سے وضع جزیرہ کی مراد چھٹن طرح کی وضع ہو رہی ہے ”بضع الحزبة ويدعو الغاصب الى الاسلام ويهلك الله من رمانه اللعل كلها الا الاسلام“ (رواہ احمد ج ۲ ص ۲۰۶)۔

حیات مسیح علیہ السلام کا شہوت اجتماع امت سے

حرام صحابہ، تابعین، آئمہ مجتہدین، صوفیاء، محدثین، مفسرین، فقہاء کا اس پر اجتماع اور اتفاق ہے کہ مسیح علیہ السلام اس وقت جسم عسکری کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخر زمان میں بحمدہ الشریف زمین پر اتریں گے اور جہاں کو حق کرنے کے بعد اپنی طبعی موت مر جائیں گے۔ امت میں سے ایک فرد بھی دیکھا نہیں ہے جس نے اس بارے میں اختلاف کیا ہو۔ البتہ رفع کیا کیفیت میں اختلاف ہے کہ یہودی یا عیسائی کی حالت میں مرفوع ہوئے یا پہلے مردہ بنا کر اٹھایا اور پھر آسمان پر ان کو زندہ کر دیا گیا۔ اہم ہمارے یہ کہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کی وضع کے وقت موت کے قتل ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کو آسمانوں پر دوبارہ زندہ کر دیا گیا اور وہ اس وقت تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہاں کو حق کرنے کے لئے قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ مرزا

کہ دینی نے علماء اسلام میں سے جس شخص کی طرف موت کے عقیدہ کی نسبت کی ہے اس میں یا تو کلامِ حیات کی اور ان شخص کے مذہب و پورا نقش نہیں کیا یا سوہنچ اور قلتِ مذہب کی وجہ سے غلط سمجھ گئے اور باوجود حیات کا عقیدہ ہونے کے موت کے عقیدہ کی ان کی طرف نسبت کر دی۔

۱ "سُزُولُ عِيسَى وَقَتْلُهُ الدَّجَالِ حَقٌّ وَصَحِيحٌ عِنْدَ أَهْلِ السَّنَةِ لِأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ فِي ذَلِكَ وَلَيْسَ فِي الْعَقْلِ وَلَا فِي الشَّرْعِ مَا يَبْطُلُهُ فَوْحُ ابْتِلَاءِهِ (شعوبی شرح مسئلہ ج ۲ ص ۹۰۳) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نزول اور ان کا وہاں کوٹ کر قتل کرنا امرِ ثابت کے نزدیک احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ عقلاً یا نظراً کوئی شے اس کے خلاف نہیں آئی۔

۲ "أَبُو بَكْرٍ عَمَّا وَوَرَدَتْ بِهِ أَحَادِيثُ وَأَعْقَدَ الْأَجْمَاعُ" حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں ظہور فرمائیں گے اور شریعت محمدی کے تابع ہوں گے اور دینی پر تمام امت کا اتباع ہے۔

۳ "أَجْعَلْتُ الْإِمَّةَ عَلِيٍّ وَنَ عِيسَى حَيًّا فِي السَّمَاءِ سَيِّدًا لِي الْأَرْضِ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ الَّذِي صَعَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ" (المہر الاعلاء من البحر)

۴ "أَضْمَعَ الْإِمَّةَ عَلِيٍّ مَا تَضَمَّنَهُ أَحَادِيثُ الْعَتَوَاتِ مِنْ أَنَّ عِيسَى فِي السَّمَاءِ وَأَنَّهُ يَمُوتُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ" (بحر محیط ج ۹ ص ۵۰۰ کتاب التفسیر)

۵ "الْأَجْمَاعُ عَلَى أَنَّهُ حَيٌّ فِي السَّمَاءِ" (وہب ج ۱ ص ۵۱۱) (نمبر ۵۴۳) اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام میں وقت زندہ رہا۔ ان پر موجود ہیں۔ آخری زمانہ میں ان کی زندگی اور ایسی ہی احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

۶ "قَالَ الْحَافِظُ مِنْ حَرِّ فِي التَّلْخِصِ الْحَدِيدِ ج ۳ ص ۶۶۰" (كتاب المصنف) اما رفع عیسیٰ مخالف اصحاب الاخبار و التفسیر علیٰ انہ رفع بعد نہ حیا و انما اختلفوا هل مات قبل ان يرفع او نام فرغ قال فی (الفتح ج ۶ ص ۲۶۲) من باب ذکر ادبیس) لان عیسیٰ ایضاً قد رفع وهو حی علی الصحیح "تمام مضمین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ و آسمان پر اٹھائے گئے۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ زندہ ہر نوع ہوئے یا رفع کے وقت مردہ تھے اور پھر زندہ

کر دیئے گئے یا نیند کی حالت میں دفع کیا گیا۔ کچھ بات نہیں ہے کہ زندہ بیداری کی حالت میں اٹھائے گئے۔

۴ ”قد اجتمعت الامة على نزوله ولم يحالفه احد من اهل السريعة سوى الفلاسفة الملاحدة ممن لا يعتد بخلافه وليس بمنزل بشرية مستقلة عند الرسول ولا كانت النبوة قائمة به (عقيدہ السعديہ) ”بدین فلسفیوں کے علاوہ کسی نے حضرت عیسیٰ کے جہیز نزول سے انکار نہیں کیا۔

۵ ”وانه لا خلاف انه ينزل في اخر الزمان (فتوحات ج ۲ ص ۲ سنہ ۷۳) ”معنی یہ کہ اترتا یحییٰ اور دیگر علماء امت میں سے جن مشہور علماء اور صوفیاء نے حضرت عیسیٰ کے رفع آسمانی اور نزول جسمانی کا اقرار کیا ہے۔ ان کے اسامہ گرامی یہ ہیں:

ابوبکر عمر، علی، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، سعد بن ابی وقاص، ابو ہریرہ، عبداللہ بن سلام، ربیع، انس، ابوسوی، حاطب بن ابی بلتعہ، ابی بن کعب، جابر، ثوبان، عائشہ، قیس، داری، رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ائمہ اور بعد ائین میرین، حسن، حسری، قتادہ، مجاہد، ابی العالیہ، عکرمہ، شاک، بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، یحییٰ، حمادی، احمد، ابو نعیم، ابن ابی حاتم، عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، ابن مرداس، سیوطی، مسند، بزار، دھمی، ابن مبر، عسقلانی، قسطلانی، یحییٰ، محمد، ابن اسحاق، صاحب مشکوٰۃ، کنز، اہمالی، شوکانی، ابن قیم، علامہ ابن تیمیہ، علاء الدین، قاری، عبدالحق، محدث، دہلوی، شاہ ولی اللہ، شیخ اکبر، شیخ عبدالوہاب، شعرانی، امام ربانی، مجدد الف ثانی، شیخ محمد اکرم، صابری، صاحب انقباس، الانوار وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم!

اور تفاسیر قد اولہ میں سے تفسیرات کثیرہ دارک تفسیر کبیر، ابوالسعود، روح المعانی، معالم، خازن، کشاف، بحر محیط، فتح البیان، جمل، دجیز، جلالین، تفسیر ابن جریر، جامع البیان، بیضاوی، قوی، در مشور، سواطع، اولہام، تفسیر مظہری وغیرہا میں ان علماء اور فضلاء میں سے جن کی طرف مرزوقادریانی نے یا ان کے متعلقین نے موت کے عقیدہ کی جھوٹی نسبت کرتے ہوئے نقل میں خیانت یا ان کی عبارتوں کو قطع جامہ پہنایا ہے۔ اس جگہ ان کی وہ تحریرات پیش کی جائیں گی جن سے حضرت مسیح کے متعلق ان کا عقیدہ صاف ظہور پر ظاہر ہو رہا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کی وجہ سے صحابہؓ میں عام پریشانی رونما ہوئی تو حضرت عمرؓ بھی فرط غم سے طراہ کھینچے ہوئے یہ کہتے پھر رہے تھے: ”من قال ان محمداً قد مات فقلته بسيهي هذا انما رفع كما رفع عيسى بن مريم (العرقي بين الفرق ص ۱۲)“





ہے۔ ہر چیز میں مشابہہ کا مشابہہ نہ کے ساتھ شریک ہونا ضروری نہیں۔ زیہ کا اسد میں محض شجاعت اور بہادری میں اشتراک ہے۔ شیر کی دم میں کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات کو حیات مسیحؑ سے تشبیہ دی ہے۔ کیفیتِ رفع سے تشبیہ نہیں کی۔ چنانچہ وہ اپنے اہل و عیال کی اس مبارک سے یہ بات بالکل ظاہر ہو رہی ہے ”ووطن بعضے آنکہ این موت بیست حالتست کہ عند الوحی پیش می آید“ پھر حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا وسیعود الیناحبنا اس کی مؤید ہے۔

چونکہ عام صحابہ کا یہ خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال نہیں ہوا اور آپ مسیح علیہ السلام کی طرح زندہ ہیں اور یہ خیال کسی حد تک صحیح نہیں تھا۔ اس لئے ابو بکر صدیقؓ نے اس عام غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے قرآن کی وہ آیتیں پڑھ کر سنائیں جن میں حضور ﷺ کی موت کو صراحتاً ذکر فرمایا گیا تھا۔ صرف اسی پر اکتفا کیا اور اس عقیدہ کی دوسری جڑ یعنی حیات مسیح کی کوئی تردید اٹھایا گیا۔ انیس فرمائی جس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ صحابہ کے درمیان بالکل جمع علیہ تھا اور آیت ”ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افانما“ سے یہ سمجھ کر حضرت ابو بکرؓ نے عینی علیہ السلام کی موت پر استدلال کرنے کے لئے پیش کی ہے کئی وجہ سے غلط ہے۔

۱۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ابو بکرؓ کے خیال میں ہوتی تو اتنا کہا خضہ یہ ان کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کا رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح رفع روحانی باقوت ہوا ہے۔

۲۔ اہل بیت سے قرآن رسول مراد لے کر موت عینی پر استدلال کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ اہل بیت استغراقی مان لیا جائے اور یہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اس آیت ”اذا قلت الملائكة يا سریم ان الله اصطفى لكم نبی“ میں لام حق پر داخل ہے۔ مگر استغراق مراد نہیں ہے۔ بلکہ جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔

۳۔ حضرت ابو بکرؓ کا اس آیت کو تاویل کرنا امان مات اور ذی قیامت کی غرض سے ہے اور اس سے آنحضرتؐ کی وفات پر استدلال کرنا مقصود ہے۔ اس پوری آیت سے ان لوگوں کی تردید کرنی مطلوب ہے جو رسالت اور موت میں منافیات سمجھتے تھے۔ چونکہ سائب کلبہ کی تفسیل موجب جزئیہ ہوتی ہے۔ اس لئے بعض رسولوں کی موت سے ان کے اس عقیدہ کی کوئی







توں، شیخ اور بعد ازاں مولوں زمانہ میں عجب نے کی گئی۔ کچھ عرصہ یہاں ہی رہے اور پھر وہاں سے  
موت پڑا۔ ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

۳۔ یہاں سے مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

۴۔ مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

۵۔ مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

۶۔ مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

۷۔ مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

۸۔ مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

۹۔ مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

۱۰۔ مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔  
مولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ پھر ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔



السما، وسائر علامات يوم القيامة على ماوردت به الاخبار الصحيحة حق  
کاٹن“ (فقہ اکبر مترجم ص ۶۰ طبع ۱۹۹۰ء)

امام احمد رضا فقیہ مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن امام مالک افظ مقدس غنیٹ کی ایک  
تذیل کی بناء پر دفع کی کیفیت میں دیگر علماء سے اختلاف رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ  
السلام پر دفع آسمانی کے وقت موت واقع کی گئی دورۂ سنان پر لے جا کر ان کو زندہ کر دیا گیا اور آخر  
زمانہ میں حج کے وقت اتریں گے۔ اہل اردو دوسرے شارحین حدیث سے مسلم کی شرح میں صحیح  
سے امام مالک کا مذہب اس طرح نقل کیا ہے: ”رفع العتبة فال مالک بين الناس قيام  
يستمعون لا قام المسنوة فتغشاها غمامة فاذا عيسى قد نزل“ اس میں نزول کی  
خاص کیفیت بیان کی گئی ہے۔ اس لئے اس کو نزول پر بڑی باطنی پرکھوں کر تائید نہیں ہو سکتا۔ علامہ  
زرقانی مآلکی نے مواہب معظانی کی شرح میں اپنے مذہب کو بالکل واضح کر دیا ہے۔

”فإذا نزل سيدنا عيسى عليه السلام فاسيا يحكم بشريعة  
نبينا“ يا لاهم لاحكامها واطلاع على الروح المحمدي او بعاشاء  
الله من استنباط لها من الكتاب والسنة“ پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں: ”فهو عليه  
السلام وان كان خليفة في الامة المحمديه فهو رسول و نبي كريم على حاله  
لا كما ظن بعض الناس انه يأتي واحدا من هذه الامة بدون النبوة والرسالة  
وحمل انها لا يزولان بالموت كما تقدم فكيف يمكن هو حي نعم وهو واحد من  
هذه الامة مع بقائه على نبوة ورسالة“ (شرح مواہب ص ۵۷، ۵۸، ۵۹)

مرزا قادیانی امام مالک کی یہ تحقیق کہ دو دفع کے وقت مردہ بتادینے کے تحفے تسلیم  
کرتے ہیں۔ محمد بارہان کے زندہ ہونے اور آخر زمان میں بعید اترنے کی تحقیق کو نہیں مانتے اور  
اس طرح کی تحقیق لکھتے ہیں۔ غصب ہے کہ جس مجمع البحار ت کا مال مالک مات نقل کرتے ہیں  
وہیں اس کی مراد بھی نہیں ہوئی ہے۔ اس کو نقل نہیں کرتے اور وہ یہ ہے: ”ولعله اراد دفعه الى  
السما، او حقيقفة ويسجد اخر الزمان لتواثر خبر المروى (مجمع البحار ج ۱  
ص ۵۰۰ تحت حکم)“ اس طرح علامہ ابن حزم المالکی کی طرف جھوٹی نسبت کر دی کہ وہ  
موت عیسیٰ کے قائل ہیں۔ باوجود یہ کہ دفع و نزول مسیح میں ان کا وہی خیال ہے جو امام مالک کا ہے۔  
مگر لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے ان کی آدمی بات نقل کی جاتی ہے۔

علامہ ابن حزم مآلکی کتاب (الملل والنحل ج ۲ ص ۲۶۹ باب انکلام فيمن



بکھرو ولا بکھرو اثر حریت یعنی کی تحریر کرت ہوئے تھے ہیں "و ما من قول ان الله عزوجل هو ملائک لانسان بحسه او ان الله تعالى ينزل فی جسم من اجزاء خلقه او ان بعد محنة تربية غير عيسى ابن مريم لا يختلف انسان في تكفيره لصحة فساد احدة بكل هذا على كل احد"

مراد یہ ہے کہ "اگر ملائک ہی میں سے انسان جیسا کہ عام لوگ سمجھتے ہیں بھی حیثیت کیجیے۔ قرآن ہے۔" سطرطہ علیہ السبعین عنی المصاری عند نزول المسيح . وان نزوله من اسر ص تسعة : الحوارد الصحيح : ص ۱۶۰ "یہ وہ الصحيح کے بارے میں پہلے لڑ چکے ہیں۔

"محمد بن حنفیہ عنی جسیع النقیس فرساقہ عامة للحس والانس فی کل زمان ولوکاں موسیٰ ر عیسیٰ حبس لکاما من اتباعه وادا نزول عیسیٰ بن مریم فانتجا بحکم سریعة محبة فمن ارعی الله مع محمد بن حنفیہ کا الحصر مع موسیٰ (الی ان قاله) شهادة الحق فانه مغارق للبدن الاسلام بالکلیة فخصلا ان یکور عن خاصة اولیاء الله واما عو من لونیاء القبطین و خلفاء و نوانه و فل منعماء و کذاک رفع الروح عیسی المرتضی حق علیه حاج فی انقران (عن قصیة النوحیة) و هذا المسيح ابن مريم حتى لربعد و غدا فی حرم من الملائكة"

اس میں ہے کہ "ابراہیم بن قیس نے یہ انوار میں لکھا ہے "واحد ما مذکر عن المسيح انه رعی الی اسعد وله من ذ و تلخیص سے کہو قولی المصاری "توب کے میں نے لکھا ہے "الانسیة انما استقرت ارواحهم بهاک عقاوة بعد البدن" اور ہزاروں "میں ہے "لوکل موسیٰ عیسیٰ حبس" ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یحییٰ علیہ السلام سر پہنچے ہیں۔

یہ ان قلم کی طرف دفاتر سے مشیر کی نسبت لکھا جا رہا ہے۔ ان کا عقیدہ تو وہی ہے جو پہلے لکھی جا چکا ہے۔ مگر وہ انسانی ہے۔ یہ ثابت ہے کہ یہ "یہ امام کے بارے میں جو کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان پر اس وقت اٹھ گئے۔ ہزاروں کی ہزاروں سال کی تھی۔ یہ تساری کا قول ہے۔ مطلقاً فرط ہونا انسانی کا قول نہیں ہے۔ وہ اس کی عہدت میں مرنے کے بعد فرمایا علیہ السلام کے راجح طور پر کہ یہ کی جانتا ہے۔ اس میں یحییٰ علیہ السلام کے





ج شیخ کی کوئی تفسیر نہیں ہے۔ لوگوں نے غلط فہم لکھ کر شیخ کو بدنام کرنے کے لئے لکھا: یے تھے:

اسی لئے شیخ عبدالباقی شمرانی کو اس کی تردید کرنی پڑی۔ پھر تھریحات بالا کے بعد کسی غیر مستحضر غریب کو پیش کرنا دانت اور عقلمندی کے خلاف ہے۔

علامہ ابن جریر کا عقیدہ بھی حیات متین کے متعلق روای سے جو عام مسلمانوں کا ہے۔ جیسا کہ تفسیروں سے ثابت ہو چکا ہے۔ لیکن اپنی تفسیر میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی وفات ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس الجنازہ میں جو حدیث طیبہ کے پاس وادی عقیقہ کا ایک پہاڑ ہے۔ ایک قبر نمودار ہوئی جس کے سر پر ایک حجر پر تحریر کندہ تھی

هذا قبر رسول الله عيسى بن مريم! لیکن صحیح یہ ہے کہ اس عبارت میں یہ ہے۔ ورنہ شیخ کے بارے میں ابن جریر کا عقیدہ ایمان کے موافق ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہے۔

چنانچہ اسی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ: "انه رفعه الله مع جسمه وهو حي الى الان"

(تذوہ ابن جریر ص ۱۶۵ ج ۱)

اس عبارت میں لفظ اللہ زادہ ہے اور اس عبارت اس طرح ہے کہ هذا قبر رسول رسول عيسى ابن مريم! یعنی یہ قبر عیسیٰ ابن مریم کے قاصد کی ہے یا ایک مضامین عقیدہ ہو۔ یعنی رسول رسول اللہ عیسیٰ بن مریم یا رسول روح اللہ عیسیٰ بن مریم۔ اس عبارت کو اس طرح صحیح کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ تاریخ کی دوسری کتابوں میں وضاحت کے ساتھ لکھا گیا اس آیت کی تحریر وہ بھی ہوئی ہے جو صحیح کے بعد بتائی گئی۔

چنانچہ کتاب الوفاء کے باب سوم میں ہے کہ: "فأخرجت إليهما الحجر فقرأه"

عند أبيه ابن عبد الله بن الاسود رسول رسول الله عيسى بن مريم الى امر قري عريبه "اس کے بعد روایت ابن شہاب نقل ہے کہ: "وجد قبر علي حذاء ام خالد ارسعون ذرا عافى أربعين ذراعا مكتوب في حجر انا عبد الله من اهل جنوى رسول رسول الله عيسى بن مريم عليهما السلام امي ارسلت الي اهل هذه القرية فادركمى انتم فاصبغت لى ادفن فى حذاء ام خالد"

ابن تھریحات کے مجموعہ ہوتے ہوئے ہر ذی ہوش انسان کا فرض ہے کہ وہ کتابت کی نطیوں کی اصلاح کر لے اور حافظہ بن جریر طبری کی معرفت جو اپنی تاریخ اور تفسیر میں عیسیٰ علیہ السلام کو جسم نصری کے ساتھ زندہ و جاندار ہے وفات متین جیسے غلط عقیدہ کی نسبت نہ کرے۔ اگرچہ

صاحب کشف علامہ محمدری معزنی انجیاں ہے۔ مگر بیات کج کے عقیدہ میں ابھی ایمان امت کے سامنے ہے۔ لیکن مرزا یوں نے نقل میں خیانت کرتے ہوئے اس کی تفسیر کے حوالہ سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ صاحب کشف وقت کج کا قائل ہے اور اس کے ثبوت میں یہ کہا گیا کہ اس نے کشف میں مقوفیک کے معنی حلف اٹھانے کے ہیں۔ اور مرزا نے جرات و دلور خیانت و چھوڑ کر شرف کی باری عزت نقل کر دیتے تو ان کو یہ بات کہنے کی بہت قیادت ملتی۔ متوفیک کی تفسیر میں صاحب کشف لکھتے ہیں "اسی مقوفیک ای مسنوعی احکام و معارف الی عاصیک من ان یفتلک الکفار و مؤخرک الی احل کسبہ لک و معینک حتف انک لا قتلا مایدیہ و رافعک الی سعاسی و مفرلا فتکفی (تفسیر کشف ج ۱ ص ۳۶۶)"

ترجمہ: یا عیسیٰ اسی مقوفیک و رافعک

یعنی جو ہر تیری زندگی کی ہر لمحہ میں مقدر ہو چکی ہے وہ پوری کی جانے لگی اور یہودی کچھ کوشش نہ کر سکیں گے اور میں تجھے آسمان کی طرف اٹھائے گا ہوں۔ اس میں کئی جگہ بھی یہ نہیں سمجھا کہ میں میں تجھے مار کر روحانی طور پر مفلوج کروں گا۔ بلکہ خود اس کی نفی اور ہے عقلمند سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ ان علم کے علاوہ علامہ ان تجزئہ شدہ اور پختہ الفاظ انگریزی، شاہ ولی اللہ وغیرہ نے رفع اور نزول کے معنی کی اپنی کتابوں میں تحریر کی ہے

پناہی علیہ السلام میں مقرر ہے "قوله لنزولہ بعد ان یحی الارض اذ لیس بمخلوق من التراب ان یبعث فی غیرہا و یراہ دعا الہ لما رأی صفة محمداً تنبہ و اعلم ان یحمله منهم علیہ تعالیٰ اللہ دعاء و ابغاد حتی یترک فی آخر الزمان مجدد الامر الاسلام فیوافق خروج الدجال"

(فتح الماری ج ۶ ص ۳۵۷) پس یاد رکھ میں کذب مزید

"وہم ہمارے ہی کی شرت میں ہے۔ افعال الحافظ و علیہ انا نزل الی الارض و مصت المسند المنذورة له بعوت ثانیاً و قبل معنی مقوفیک و رافعک من الارض فعلمہ لا یسوء الا فی آخر الزمان و قال فی موضع اخر رفع عیسیٰ و هو فی علی الصحیح"

(نسخ مواہد لدب ج ۵ ص ۴۰)

شیخ الاسلام انگریزی فرماتے ہیں "و صعود الادی بیدہ الی السماء قد ثبت فی امر المسیح عیسیٰ بن مریم غاسہ صعد الی السماء و سوف یترک الی الارض"

شاهون انذرت في "تميز او صلات انسان بعني مصرى بكن آمنت  
 كه جرم ميگرفت كه حضرت عيسى عليه السلام مقتول شده احد وفي  
 الواقعه در نصه عيسى شتهائى واقع شده رفيع آسمانى را قتل گزين  
 كردند و كاسراعى كا مرغيط را زويت نمودند خدا تعالى در قرآن سريغ  
 ارائه شبه نموده كه مقتطوه و صلبوه (العنبر اكبر) الحثنه على ذلك  
 وماكد اخلا لهدا لولا ان هذاب الله راعه روف لعدوا"  
 خلاصه فى الباب

۱ "وايمنا عيسى اس ترم القيمات" ابتدا به تروج القديس  
 مقوله (ص)  
 "انه جبرئيل عليه السلام (كسرح ۴ ص ۱۰۰) وهو الذي ربا في  
 جميع الاحوال وكن يسرد معه حيث سارم كان معه حيث صعد الى  
 السموات"  
 (كسرح ۴ ص ۱۰۰)  
 "ثانيه" فلم حلى سمه وبين اليهود حين ارادوا فتنه ولم يحافظه  
 به معنى التناهد والاعانة بعدد

۲ "وحميا في انذيلوا الآخرة وس لتقريب (آل عمران ۱۰۰)  
 "هو الحارة الى دفعه الى السماء"  
 (الواقعه ۲ ص ۲۰۰)  
 "ان هذا الوصف كالتسبيه عيسى انه عيسى السلام سريغ الى  
 السموات"  
 (تفسير كسرح ۴ ص ۱۰۰)  
 "ثانيه" هل تنفى الوجاهة بعد الاعانة كد حورها المرز في

(الزله ص ۳۰۰ تا ۳۰۱)  
 ۳ "يكلم الناس في لهد وكهلا وس الصالحين"  
 (آل عمران ۴۰)

"ك ۵. في موضع الامتنان على ما في العائدة ولا يمكن غير حمل  
 كهلا عند انزول في الحديث عمر بن عباس تكلم في الهند اربعة  
 صغارة باهد يوسف ابن مشافه بنت فرعون وعيسى بن مريم و صاحب  
 جريح (الزله ص ۳۰۰) في ۳۰۰ ص ۳۰۱ "كهلا بعد نزول"

(بعضاوي ج ١ ص ١٣٩) وفي هذا نص على انه سيفزل من اسماء الى الارض  
ويقتل الدجال

(خازن ج ٢ ص ٢٥٠)  
"ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين (آل عمران: ١٥٤)"

"لانه عبارة عن التدبير للحكمه الكامل ثم احتص في العرف بالتدبير  
في ايصال البشر الى الغير وذلك في حق الله غير معتم" (كبير ج ٨ ص ٧٠)  
"مكر الله ان رفع عيسى الى السماء والسقي شبيهه على من اراد  
اعتباطه حتى قتل"

(كشاف ج ٢ ص ٣٦٦)  
"ويمكروا ويمكر الله والله خير الماكرين فيه اتارة بالجاه  
النفس ثم في كفار مكة يوم الهجرة مكروا مكروا ومكروا مكروا وعد لا يشعروا  
فيه اخبر عن انحاه ضائع عليه السلام في مقابله الكفار ان هو بعثته. قال  
المولى علي في الهجرة"

"وثبتت مقصى حبر من وطى الثرى . ومن طاف دابيت العتيق يا  
الحجر رسول الله خاف ان يمكرو به. فنجاه ذو الطول الاله من المكر"  
مقاله: "كيف ان يذكر تدبير الله في مقابله الكفار ثم تكون القلبة  
لهم لاله هل له من تطير"

٥ "اذ قال الله يا عيسى اني متوفيك ورافعتك الى ومطهرتك  
من الذين كفروا"

(آل عمران: ٥٥)  
١ "استوفاه وتوفاه استكمه"  
٢ "توفيت المال منه واستوفيته اذا اخذته كله"

(لسن العرب ج ١٥ ص ١٣٥)  
٣ "ومن المجاز ادركه الوفاة اي الموت والمنجة وتوفي  
فلان اذا مات وتوفاه الله عز وجل اذا قبض روحه"

(تاج العروس شرح فاموس ج ٣٠ ص ٣٠٠)  
"ومن المعجار توفي فلان وتوفاه الله اذ ادركه الموت لا بدل المجاز  
المشترك من مريئة والقويته ههنا للحياة دون الموت وذلك كما قيل"  
"قد ثبت الدليل انه حي وورد الخبر عن النبي ﷺ انه سيفزل

ويقتل الدجال ثم انه تعالى يثوقاه بعد ذلك“ (كبير ج ٨ ص ٧٢)

٢ “وانما احتياج المفسرون الى تأويل الودعات بما ذكر لان الجميع ان الله تعالى رفعه الى السماء من غير وقت كما راحه كثير من المفسرين واختاره ابن جرير الطبري ووجه ذلك انه قد صح في الاخبار عن النبي مزوله وقتله اندحال“ (فتح البيان ج ٢ ص ٤٥)

٣ “ذكر الحافظ ابو حجر في التلخيص الحبير من كتاب الطلاق ولما رفع عيسى فانفق اصحاب الاحبار والمفسر على انه رفع بيده حيا واسما احتفلوا هل مات قبل ان يرفع او نام فرفع من تعبد نال مالك يسعد الناس قيام يستصعبون لا قامة الصلوة فاعتادهم عامة علماء عيسى نزل لصفه لاني في شرح مسند ج ١ ص ٤٦ باب نزول عيسى من مرده طبع دار الكتب بيروت“

قال ابن حزم من قال ان بعد محمد نبينا غير عيسى عليه السلام لا يؤخذ لغير اثنان في تكفيره“ (امثال النحر ج ٢ ص ٦٥)

مثال لتوفي الذي فاعله الله ومفعوله ذوروح ثم معناه ليس يدوت“ (١) “وهو الذي يثوقكم بالليل“ (الانعام: ٦٠) “اي ينيصكم“

(جميع محار الاوار ج ٥ ص ٩٩)

(٢) “الله يثوقى الأمس حين موتها والى لم تمت في منامها“ (اربع: ٦٠)

مطالبة اين كثرت الاستعمال من قرائن المآثر:

(٣) “ثم في اي كمد اللعة وانحو قاعدنكم لمخترع هالرفع في الاحسام حقيقة في الحركة والانتقال وفي المعاني على فايقتضية المقام (مصباح منير) لا يترك الحقيقة مدون القرينة وان اريد من الموت حقيقة فالله ول ساحبا الموتى او التأخير الوقوع لارم كما فعل مالك و ابن عباس ومثله في التقديم والتأخير كثير في القران“ (كبير ج ٨ ص ٧٣)

(٤) “سافتلوه وما صلحوه ولكن تبعه لهم“ (نساء: ١٥٧)

“لكن فان كانت لعطف مفرد عن المفرد فهي نقيضة لا تكون



لا يجاب ما انعمى عن الاول فتكون لازمة لتفى الحلة عن الاول نحو ما قام  
زيد لكن عمرو اى قدم عمرو وانكملت لعطف الحلة على الحلة فهي نظيرة  
بل هي محيطها بعد النفى والابيات فيعت كنعى لا يثبت ما بعده وبعد الابيات  
لنفى ما بعده ما صحوا، هي زيد لكن عمرو لم يحى وماذا هي زيد كى عمرو قد  
حاه، هي عنى كل مستمر غير مستعملة بشيى النفى (شرح الجاني) قوله  
لا مدب اى لا ثبات ما انتهى عن الضيوع (انك عبد شكور)

لن لحن الداحله على الحسيلة عاطفة وهو مختار (الزمخشري)  
فلا يحسن الوقف عليه بل يعطف فكان مقديرة في عطف المفرد ما في تفسير  
رحمانى ولكن قنوه وعصموا من ابنى عليه شيء ولا بد من تقدير من  
ليصبح كزبه بعد لاله هل قالوا حله في المداوك والكلمات يحوزان بسط  
صبر المقتول لان قوله وما تلوه دخل على له وقع القتل على عمره فصارت ذلك  
الغير المذكور بهذا الطريق محسن اسناد سنة الله (تفسير جرج ٢٠ ص ١٠١)  
وار اخذ منه من التشبيه بمعنى الاستعداد فهو لعطف الجيلة  
وبه من يقول بل شانه على القديس ما وعد وعد قول اكثر العابر

الاجواب الصحيح ج ١ ص ٢٠٠

ولكن وقع لهم التشبيه بين عيسى عليه السلام والمقتول

المصاوى ج ١ ص ٢٠٠، والسعود ج ١ ص ١٢٠

والنقدير الواضح هكذا اى كن وقع لهم التشبيه بين عيسى  
والمقتول فقتلوا تسعين المصاوى حسبوه عيسى

وان كان صبر لهم لان اذ يره اليهود والمعنى انه لما اس الذين  
احد هم اولئك مصنبة

الاجواب ج ١ ص ٢٠٠

هذا قول اس حزم ذكره في الملل  
الاجواب ج ١ ص ٢٠٠  
والنقدير الواضح هكذا ولا كى زبه على الناس مصنبة عيسى  
وقد صمد غيره ومعناه لم يقع القتل لاحد من اشيع كذا فان تقديره ما  
قال النبض اى اوغى الادبى وقع لهم التشبيه اى الاشتباه فى امر القتل  
والنقدير الواضح هكذا لكن فقتلوا صلوا عيسى القرصى الذي ارحف بقتله

كذبا في زعم الناس وهو غير عيسى بن مريم الذي بقي معه الصلب فصاح  
العدو: انفاذ العتة اليه فعي كل تغدير ينبت ان عيسى لم يعلق بانصليب  
ومرفع عليه

عالم هل ينبت ان سببا عن الانبياء هرب من قوله محتبيا ونفى  
٥٧ سفة ساكنالم يقر من التبع حرفا

٥٨ "ن من اخذ ارفع على الصلب ولكن لم يمت مع  
توترا ليهود ولنصارى على موته طاهرا" وقد صحح امر بن عباس ان ثمر  
والسيوس

"ان قول الصحابي حجة يجب نقله عننا ان لم يمت شي  
حر من السنة"

٥٩ "كيف يرفع التذاتص في الآية ويصحح ذكر من على  
طريق الحويز جاع صميم شبه اي عيسى كذا"

٦٠ "وما قتلوه يقسم بل رفعه الله اليه (س١٠٧، ١٠٨، ١٠٩)"

"ما يدل في مخطوط الجنة على الجنة الا مراراً ثم ما يظلال نحو  
قالوا اتخذ ارحس ولما سخطه بل عدا مكرمون واما ما تنقل عن عرض  
الى اخر نحو قد افسح من تركي وذكره سد ربه فصلى بل تؤثر في الصورة  
الديباني في ذلك كفه حرم ابتداء لا عاضفة على الصحيح كذا في الغنى  
فلما لم يتعرض له الشارح ويجوز ان يوفق ما بعده لما قلنا ونفيا قال  
الله انتم لمتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قديم تحبون وقوة  
بحالي ام يقولون افترد بل هو الحق بن ريث"

"بل هو حفيضة في الاعراض وعو متبوع نارة تكون جعل الاول  
مسكوتاً وقد تكون عقراً لا بطل الاول نفسه او عرصه (بحر العلوم على  
مسلم المنوب) فعلم ان بر الا بطلانيه فديبط عرض القدم وسببه فهنا  
ابطل دعوى النفس الذي هو سند ذكره بما قلناه الخ"

"بل رفعه الله اليه زوايا كارتقائه  
نصاوة ج ١ ص ٩٠ ووالسعود ج ٣ ص ٢٥١"

"وان اخذنا من استغالية فهو يقع لا انتقال من عرض الى عرض وذلك لا يسكن الا في الرعي الحسائي او يقال ان هذه الجملة لقصر القلب فيكون فيه الرد على اعتناء المحاط صرحا كما يقول ريد قائم لا قاعد لمن يعتقد فيعوده دور الخفاء فكنالك لما بين دعوى اليهود انه قد قتلوا عيسى فرد عليه اولا بقوله ما قتلوه ثم اكده بقوله وقعه وذلك في الرعي الحسائي دور وعبره . وايضا كما ان صمد ما قتلوه راجع الى عيسى النجمه فليكن ضهير وقعه ابعاء الله والاله بقي معلق ما بعد بل ما قتلوه"

١- له سؤالي بمثال من السحور ان تذكره "ماضي بعد بل لكي يكون اظهر بعد عدد وبلغ كسيع وبعدين سنة كما عينا مثال الرعي الحسائي ان يفعونه انسان"

"ترفع الى رسول الله صلى"

١- مسكود حر . = باب النكاح عن المبعث

٢- "رعي اموية على العرش"

(يوسف ١٠٠)

٣- "وان من اهل الكتاب الا يؤمنوا به قبل موته ثم يموت"

(البصائر ١٥٩)

القيامه يكون عليه نهجا"

"ما المضارع ان كان حاله يؤكد بهما وان كان مستغلا اكد بهما"

(معجم ج ٢ ص ٢٢٢)

وحررا في السحور ان لا يكثر اصداكم"

"والسيف الذي هو حجر حص لا يخلو نور الناكب من حره"

الاسعد ان تدخل على اول الفعل مثال على الناكب كلام القسم وان لم يكن فيه معنى الخلف"

(تفسير ج ٢ عن التفسير ١)

"مثله على الرعي"

"فعوله لمؤمن الاستقبال واستقبالية تبته من وقت نزول الآية"

ان صيغة الافعال بوضوحه لازمة التكلم اذا كانت مطلقة فاذا جعلت قيودا

لمسايل على زمان كان ومضيها وعمره فالنفسه الى زمانه"

(روح المعاني من العهد)



آخر الزمان لنحو اثني عشر خيول (مجمع البحار ج ١ ص ٤٦٤) فقد تواترت الأحاديث بنزول عيسى -صلى الله عليه وسلم- في هذا القول -فتح البحار- عن ابن عباس رفع عيسى بن مريم من روضة من البساتين إلى السماء (رواه ابن كثير) وقال ابن كثير (مسند ابن أبي حاتم) مناه صحيح إلى ابن عباس رواه المسائي عن أبي كريب فهو في حكم الموثوق

(١) "عن أبي هريرة أنه قال رسول الله ﷺ كيف أنتم إذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وأما معكم منكم"

(المعنى كتاب الاسماء والصفات بسند صحيح ص ١٠٠)

(٢) "عن ابن عباس قال رسول الله ﷺ محنت ذلك يخلو

أخي عيسى من تربهم عن السماء (كنز العمال ج ١٤ ص ٢٠٩ حديث ٢٠٠٠٠)

(٣) "عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ لليهود إن عيسى لم يمت وأنه راجع إليكم قبل يوم القيامة"

(مسند ج ٢ ص ٢٠٠ وأمر كثير وأمر حور ومصنف)

(٤) "استفتح جبرائيل النبي، القنابية كما فعل في الأولى

وقال وقبل له فلما دخل أذا بعيسى عليه السلام جسده عنبه فإنه لم يمت الآن بل رفعه الله إلى هذه السماء"

(بوافيق ج ٢ ص ٢٤ المعجم الرابع والثلاثون في صحة الأسراء)

(٥) "قال رسول الله ﷺ لوفه نجران قال الستم تعلمون إن ربنا

حتى لا يموت وإن عيسى يأتي عليه النفا (من حبر) من أبي حاتم -أخرج -حاكم في آخر حديث الأسراء فاعط فافقه ولا امر كذا بياني أبي أبي إليكم بعد قليل وأما أنت فتروى إلى ما أحر (ذكره الحافظ في فتح) ومك على صحيح الحاكم (أما) من رسول الله ﷺ "لقبوا بذي بن مريم جكدا" (أما لكم ومكة)"

اجتماع

"اجتمع الأمة على أن عيسى عليه السلام الآن حي في السماء سيمزل إلى الأرض إلى آخر الحديث الذي صح عن رسول الله ﷺ في ذلك (النهر الماد عن النحر) قد اجتمعت الأمة على نزوله ولم يخالفه أحد من أهل

اندریغہ۔ سبوی الفلاسفہ الملاحدہ میں لامعنہ خلافہ ولبس یمن متفریغہ  
سنبلة عند الضرور و بکتاب الحوق فاشہ بہ (عقدہ السطارمی) اے لا  
خلاف فی اے یمن میں آخر الزمان (موجودہ ج ۳ ص ۳۰۰) اللہ و السعیر  
وہ اکثر الاحداع عہہ سبوی ج ۳ ص ۳۰۰ : السوسر من الاعضاء و السوسر القمص  
نوحہ الخدمہ میں للخصر

۱۰ فصل ابن قعدہ - شہرہ ترکدال رفع روض عیسوی لناصری حفاصہ  
حصاء و انما رآی افعی قعدہ لکرس لہ و جندہ یسبح ابن یزید حر لہ  
و عبادہ میں عبادہ عبداللہ لکرس ابن الحسن و لہ لہ احلی الا عندہ روی  
بالک سونف و دوفیہ عن ابن عسلی لہ لکرس رقعہ حصدہ و لہ حلی الار  
و سرجع الی اللہ فیکون بکتابہ کتب کتب کتب کتب

(اصطلاح السوسر ج ۳ ص ۳۰۰)

حیات متقی علیہ السلام پر مرزا قاضی کا اقرار

۱۱ قولہ شیخ رسول رسولہ باللہدی و لیس الحق لعلہہ بعض  
الکسیر کلمہ : یاتیت اسمانی مرزا سے متعلق ہے کہ وہ پانچ مرتبہ متقی کے حق میں دیکھتی ہے وہ  
اس کا کیا کہہ دے گی اور وہ مرزا سے کہے دیتی ہے کہ وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی  
اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی  
اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی

۱۲ سبوی رنگہ : جرحہ علیکدور عندہ عہدہ و دہا  
جہدہ لکھریں متعبر : یاتیت اسمانی مرزا سے متعلق ہے کہ وہ پانچ مرتبہ متقی کے حق میں دیکھتی ہے وہ  
اس کا کیا کہہ دے گی اور وہ مرزا سے کہے دیتی ہے کہ وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی  
اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی  
اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی

۱۳ سبوی رنگہ : جرحہ علیکدور عندہ عہدہ و دہا  
جہدہ لکھریں متعبر : یاتیت اسمانی مرزا سے متعلق ہے کہ وہ پانچ مرتبہ متقی کے حق میں دیکھتی ہے وہ  
اس کا کیا کہہ دے گی اور وہ مرزا سے کہے دیتی ہے کہ وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی  
اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی  
اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی اور وہ مرزا سے کہے دے گی

مطابق امر بھگت مرزا اچھا دیوانہ، اعلیٰ انداز شعول، مایہ ناز کی مسورت میں توفی سے  
معنی موت ہی کے ہوتے ہیں تو اباہی کتاب میں غفلت کے خلاف ترجمہ کیا گیا ہے۔

تاریخ اور انگریزی ادبیات اور انگریزی شاعری کی روشنی میں توفی کا  
دیوہ طبری کے ہاتھ آسان پر کیا تھا، یہاں سے دودھ کی تیرہ ایک پوٹا جس کا نام ایلین اور  
ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیحی ان سریر میں کوٹھسی اور سونے کی تختی بھی آتے ہیں۔

(تاریخ، ۱۸۷۳ء، ج ۳، صفحہ ۱۵۵)

اس تحقیق سے پہلے مرزا اچھا دیوانی کا عقیدہ مسلمانوں کی طرح حیات مسیح کا تھا  
مگر بعد میں اس عقیدہ کو چھوڑ کر وفات کے قائل ہو گئے تھے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "حضرت مسیحی  
خوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مقرر ہے۔" اور اب تک زندہ و زونہ اور پھر کسی وقت  
مردم غمخیز کی خدمت میں برآئے ہو سب ان پر یقین نہیں ہیں۔

(نمبر برہمچری احمدیہ ج ۳، صفحہ ۱۵۵، ج ۳، ص ۱۰۰)

۲ "میں قریب بارہ برس تک یوں ایک زمانہ گزار رہا ہوں کہ اس سے بے خبر اور  
خالی رہا۔ خدا نے مجھے اپنی شہادت سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور حضرت مسیح کی آمد  
جلی کے بھی عقیدہ پر ہے۔" (نمبر برہمچری احمدیہ ج ۳، ص ۱۱۳)

۳ "اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنی  
ایک جگہ دیا دینے سے ہیں۔" (نمبر برہمچری احمدیہ ج ۳، ص ۱۲۷)

۴ "مرزا قاسم دیوانی نے حیات مسیح پر قرآن اور احادیث صحیحہ سے استدلال کیا  
ہے۔ اس نے حیات مسیح کے عقیدہ کو قیامت یا جمعوت یا قرآن کریم اور حدیث نبوی و جمہور کتب  
کے برابر ہے۔"

۵ "جب براہین احمدیہ پر محمد مرزا اعلیٰ کتاب ہے۔ جیسا کہ اس عبارت سے  
ظاہر ہے کہ "خدا نے مجھے اپنی شہادت سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔" اور "المرحومین  
علم الخواص" کہہ کر توفی براہین کے مفہوم میں تفسیرات انہی میں سے ہیں۔ "تو اس سے انکار کرنا اور  
حال سے نہ مانیں۔ یہ دعویٰ یا خدا تعالیٰ اپنے انہی میں جمہور ہے، جس نے بغیر اس سے اور  
کبھی دعویٰ الہامی کرنا یا اور بارہ برس تک اس کی اصلاح نہ کی۔ بعد ۱۳۵ سال تک ہر مسلمان کو  
اسی نامہ عقیدہ میں پیمانہ دیا اور اس نے مسیح کے سنی و سنیوں سے کہا اور یاد دہانی الہامیت کا کرنا  
جمعوت اور نفس کا خراج ہے، نہ انہی میں ہے۔ یہی اندھ قادیان ہے، جس کی کالیدہ نامہ لکھن ہے اور مرزا





سے آئے ہیں اور انھیں عاصیوں کا جہنم بھی ملا۔ انھیں ان کے روح مفعول ہو تو وہاں موت ہی کے معنی ہوا کرتے ہیں۔

۳ اس کے علاوہ بخاری کی کتاب حدیث سے بھی کوئی کے معنی اس جہنم موت ہی کے معلوم ہوتے ہیں "فما نسوا ان العبد الصالح وکف عن عیبهم شهداً سادمت فیهما علیاً توفیقہ فی کسب البزق عظیمہ (بخاری ج ۲ ص ۶۶۷ کتاب التفسیر) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی کوئی اور حضرت کسی کی تعریف کو اپنے جبین بتایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات تحقیق سے سنا ہے۔ اس نے حضرت عیسیٰ کی بھی موت ان کے ساتھ ہوئی ہے۔

تخلیق آیت میں غوث نوح عیسیٰ سے وفات تک پر استدلال کرنا روایاتوں پر موقوف ہے۔

(۱) "وار قال اللہ یا عیسیٰ" میں قال: وہاں ماضی پر اشارت کرتی ہے اور استقبال کا زمانہ نہ دے اور یہ سوال اجوابہ قیامت سے پہلے عالم ہرگز میں تسلیم کے جائیں۔

(۲) "توفیقہ فی کسب البزق عظیمہ" کے معنی توفیق کے ہوں۔ قیامت ہی یا استقبال کے نہ ہوں۔ چونکہ ایسا ہونا غرض ہے اس کے توفیق ہی سے وفات تک پر استدلال کرنے کی بھی منع نہیں ہے۔ پہلی یہ ہے کہ انھوں نے اپنا زمانہ ماضی پر اشارت کرنے سے لئے وضع کیا ہے۔ لیکن کبھی زمانہ آنکھ کے لئے بھی آیا کرتا ہے۔ جیسا کہ قیامت میں لکھا ہے

"لہ بعد ان ذبی للعاصی کما تجز اد للصنفیل" (یعنی) قرآن میں ہے اد نبرہ لادین انعماء تھیر ہے کہ تیسویں کی بڑاری انھیں سے قیامت کے روز ہوگی۔

۳ "فسوف یعلمون ادا لا غلال فی اعناتہم" (سورۃ بذر اسف)

استقبال کا قرینہ ہے۔

آپ شاعر بہت ہے اد ما نکل علی الرسول عقلہ (مفصل، بحر جری)

۳ "حفا علیک ادا اضمحان المجلس" (مفصل، سیدام کا استقبال پر)

والت کرتا ہے۔

۳ "ثم جزاک اللہ مسعفاً دحوی - جفت عنن فی السموات العلوی" جنت عان نہ نہ استقبال کا قرینہ ہے۔ "ابداً" وقت میں بھی ادا استقبال کے لئے ہے اور

ماشی بخاری مستعمل کے معنی میں ہے۔ کیونکہ ”اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ائت فقلت للناس“ عطف ہے۔ ”اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اذ کر نعمتی علیک“ پر اور وہ ”یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتہ“ کا بدل ہے۔ اور دونوں کو جمع کر کے امت کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا سوال یقیناً قیامت کے روز ہے۔ اس لئے یہ واقعہ بھی قیامت ہی کے دن ہوگا۔

”هَذَا مَعْلُوفٌ عَلَى قَوْلِهِ اِذْ قَالَ اَللّٰهُ يَا عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ اِذْ كَرَّمْتَنِيْ عَلٰیكَ وَعَلٰی هٰذَا الْقَوْلِ هٰذَا الْكَلَامُ اِنَّمَا يَذْكُرُهُ بَعِیْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ“

(تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۷۶)

”اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اذ کر نعمتی“

(مدل من یوم یجمع البیضا ص ۲۱)

دوسرے اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ازاں یوم یجمع البیضا کا ذکر ہے اور اس سے یقیناً قیامت کا دن مراد ہے۔ ”هَذَا یَوْمٌ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ وَالْمُرَادُ مِنْهُ یَوْمُ الْقِیَامَةِ“ (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۷۶) ”امام بخاری بھی یہی معنی لکھتے ہیں۔ اذ قال اللہ بمعنی لقول مجبور مفسرین اور شارحین حدیث نے بھی یہی معنی لکھے ہیں۔ حافظ علی الدین ابن کثیر نے ایک حدیث نقل کی ہے جس سے اس واقعہ کا قیامت کے دن ہونا صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اکمل یوم القیامۃ دعی الامیاء، ومنہم ثم بدعی یا عیسیٰ ابن مریم فیذکرہ اللہ نعمتہ علیہ فبقر بما فیقول یعیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک الایہ ثم یقول اانت قلت للناس اتخذونی وافی الہین من دون اللہ فینکران بکون قال ذالک ابن کثیر“

اور خود مرزا نے بھی (ضمیمہ برین ۱۷۲ ص ۱۶۰ خزائن ج ۲ ص ۱۵۹) میں اس بات کا اقرار کیا ہے۔ اذ ماشی پر بھی مستعمل کے لئے آتا ہے اور مثال میں یہی آیت پیش کی ہے اور (حقیقت الوحی کے نمبر ۱۲ ص ۱۰۲) پر لکھا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا اور ایسی ہی (انصراف الحق کے ص ۳۰ خزائن ج ۲ ص ۱۵۱) پر تحریر کیا ہے کہ ”خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہے گا کہ تو نے بی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو پتا ہوگا تمہارا۔“ اور اس جگہ تو فی سے موت کے معنی اس لئے مراد لئے کہ وہ دیگر مواضع میں موت ہی کے معنی لئے گئے ہیں مثلاً ہیں۔ قبض











اس آیت میں آنحضرت ﷺ سے پہلے رسولوں کی نسبت نذر جانے کی خبر دی ہے اور اس کے وہی طریقہ بتاتے ہیں۔ موت اور قتل۔ اور تیسری صورت نذر جانے کی ہوئی تو اس کا بھی آیت میں ذکر ہوتا۔

۲ "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مطہری، ج ۱ ص ۴۸۵) "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مفسر جامع المنان ص ۱۰۰)

۳ "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مطہری، ج ۱ ص ۴۸۵) "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مفسر جامع المنان ص ۱۰۰)

۴ "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مطہری، ج ۱ ص ۴۸۵) "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مفسر جامع المنان ص ۱۰۰)

۵ "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مطہری، ج ۱ ص ۴۸۵) "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مفسر جامع المنان ص ۱۰۰)

۶ "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مطہری، ج ۱ ص ۴۸۵) "فقد خلعت من قلبہ الرسل بالعبوت او القتل فیخلوا" (مفسر جامع المنان ص ۱۰۰)









امت کو بکرسنے اپنے خطبہ میں اس آیت کو پڑھا کہ یہ ظاہر کرو یا کہ موت اور نبوت میں کوئی منافعت نہیں ہے اور وہ واقعی وفات پانگے ہیں۔ یعنی خلیفہ المسلمین کی طرح زندہ و مرفوع نہیں ہوئے۔ اس میں حضرت جویمز نے حضرت جیسی نے زندہ و مرفوع ہونے کی تردید نہیں کی۔ صرف حضورؐ یہ اصل و اسلام کی وفات نہ ہو کہتے ہوتے موت اور نبوت کی عدم منافات کو ثابت کیا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ نے انک عیب وانہم یقولون اور فانی ممان او قتل سے انتہہ لی ہے۔ قتل حلت میں فعلہ ارسال سے بھت نہیں پکڑی۔ ورنہ اسی پر جس مگرے اور فانی مات او قتل فانک عیب وانہم یقولون وغیرہ کہتے۔

اور صحابہؓ کے عقیدہ کے دوسرے حقائق سے کہ غلط ہونے کی صورت میں اشد قیاس کہ یہ ضرور تردید فرماتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حیات کتب کی تردید میں ایک لفظ بھی وراثہ نہ فرمایا۔ جو چاہیو اور حضورؐ مدینہ ام کی وفات پر کہا۔

اس لئے اس حیات کتب کے متعلق ائمہؓ کہتے ہیں۔ وفات کے لئے نہیں کہہ سکتے۔ اور محمد بن عبدالمکریم الشیرستانی نے اپنی کتاب المسار فی التعلیل میں لکھا ہے

وقال عمرو بن الخطاب من قال ان محمدا قد مات قتلته مدیہی هذا وانصاره کما رفع عیسو من یزید وقول ابو مکر من قحطه ومن کس دعیت محمداً قد من محمداً قد مات

مزید تحقیق اجناس کی بحث میں لازم رہی اور انہوں نے جسیم بن زید سے کہ خلافت معنی مسابقت ہے اور الرسولؐ پر الف لام شرفاتی آیات مجھ بھی وفات کتب پر انتہہ لی گئی نہیں۔ کیونکہ جب قرآن کی دوسری آیتوں اور حدیث کے قواعد سے یہ بات ثابت ہے کہ جیسی مدینہ ام زندہ آسمان پر موجود ہیں تو وہ اس سے مستثنیٰ سمجھے جائیں گے جس طرح

۱ "انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج (ادھر ۲) انہیں انسان کی پیدائش نطفہ سے بتائی ہے اور آسمان علیہ السلام بھی مجملہ انسانوں کے ایک انسان میں مگر دوسری آیات کی وجہ سے آسمان اور مٹی جسم و اسباب و اسباب سے مستثنیٰ اور ناممکن اور ناممکن ہے۔ تاکہ قرآن لایزال حدیث نبویؐ کی حکم رب لازم نہ آئے۔

۲ "ان الامساں لکفور (الحج ۷۷) ظاہر ہے کہ تمام انسان کافر اور غیر نہیں ہیں بلکہ مشرکین ہی ایسے ہیں۔ مگر چونکہ مکر جنس انسان پر لایا گیا ہے اس لئے یہ کہنا صحیح ہے۔

تحریر ہے۔ ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔  
 یمنیوں نے ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔  
 ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔

ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔  
 ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔

ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔  
 ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔

ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔  
 ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔

ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔  
 ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔

ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔  
 ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔

ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔  
 ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے لا محذور ہو۔



نہیں ہو سکتا۔ نہ نہ لگتی چہاروں میں اس لئے کہ وہ کوئی سمجھتی نہ تھا غلط۔ یہ آیت کا مفہوم  
 خود بخود ہوتا ہے۔ خدا کی طرف سے کہ زمین انسانوں کے لئے ہے۔ اس لئے کہ زمین ہی ہے۔ اس  
 طرح ایک۔ یہ فرض سے عقل کر سکیں وہاں ہے میں۔ چنانچہ وہ جو ایک انسان اپنے اصلی وطن کی  
 طرف رجوع کرتا ہے۔ وہی طرح زمین کے لئے ہے۔ اس لئے کہ یہ چند مدت زمین سے باہر رہا  
 رہا۔ اور پھر اس کو ایک وطن زمین ہی کی طرف رجوع کرنا ہے۔

اس آیت میں جس میں اللہ تعالیٰ ایک راہ کو بتا رہا ہے۔ یہ انزال فرمایا ہے۔ اور اس میں یہ  
 میں میں ہے۔ اور میں اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے وہی انسان کا ہے۔

اس آیت کے الفاظ کو ترجمہ کر کے اس کا مفہوم اور اس کے لئے اس کا مفہوم اور اس کے لئے اس کا  
 مفہوم ہے۔ اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں

اس آیت میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں

اس آیت میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں

اس آیت میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں  
 اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں اس لئے کہ اس میں









الاقتصاد بالكتاب والسنة) ”فرما کر ارشاد فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی آقا اور ظہیر کے بعد پہلے  
میں سے کسی نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔“

پھر مذاقات اس وقت ہوئی جبکہ مہسنی علیہ السلام نے نزول سے بعد وہی نبوت نازل ہوئی یا  
دوسرے اصحابؓ کی شریعت کو چھوڑ کر اپنی شریعت پر عمل کرتے۔ لیکن ان دونوں باتوں میں سے  
کوئی بات بھی نہ ہوگی۔ نہ ان پر وہی نبوت آنے کی اور نہ شریعت و سرانجیک پر عمل کر رہا ہے۔ بلکہ وہ  
شرع محمدی کے پیادہوں کے اور شریعت کی قیصل سے واقف ہونے کے لئے وحی نبوت کے آقا  
نہ وری نہیں ہے۔ جس نے ”علیہ آرم الاسماء کلہا“ (المزورہ ۳۰) ”آقا علیہ السلام کو  
پکارا۔“ (طحاوی، ۱/۱۸۱)۔

”وَعَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ“ (الطہ ۲) ”ہمارے ان لوگوں کی شر ورتوں کا علم  
خیر فرشتوں کے لئے اور جو تمام جنسیوں کو عربی زبان سے واقف کر دے۔“ (میں نے اس حدیث میں  
نزدہ ”قال رسول اللہ ﷺ احصوا العرصات لاسی عربی و القرآن عربی  
و کلام اهل الجنة عربی“ (المسکودہ ص ۳۳) ”ابن مضاف عربی عن البہقی“  
وہی حضرت تہی کو اس شریعت پر عمل بھی دیا کرے گا۔ مناسب الیہ اقیست و المجاہد نکلتے  
ہیں۔

”کذلک عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا نزل الی الارض لا یحکم  
بہا الا سریعۃ سجدنا محمد ﷺ یعرفہ الحق تعالیٰ بہ علی طریق التعریف  
وای کدی سید“ (ابو نعیم ج ۶ ص ۳۰۰) ”ومثلہ فی ج ۶ ص ۳۰۰“  
بند مہسنی علیہ السلام نازل سے بعد نبی ہوں گے۔ مگر خدا کا معاملہ ان کے ساتھ انزال  
وحی اور شریعت پر عدم وغیرہ سے متعلق نبیوں میں نہ ہوگا۔ جس طرح قیامت کے روز جملہ انبیاء  
علیہم السلام نبی ہوں گے مگر انھیں نبوت ان کے پرانے ہوں گی یہی حال مہسنی علیہ السلام کا دیکھا میں  
نزدہ کے بعد ہوگا۔ اس کی مزید تحقیق و تفسیر و التدریس کی بحث میں آئے گی۔ واللہ اعلم

مذکورہ پانچ

تحریکات کے حدود اور بھی بہت سی ہے جو ارشاد اہل باقیات قرآن کے دھجک میں  
مردانوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن ان کا جواب دینا نہایت پہل اور آسان کام تھا۔  
اس لئے ہم نے ان کی طرف توجہ کرنا سب نہیں سمجھا۔



تھیں۔ اس حدیث میں بھی اسی کی قید ہے۔ یہیں کہ مسجید کے چاروں طرف اپنی مہر  
خدا کی ہے۔

اس حوالہ سے سنعت المبرورہ: "مقول قبل ان تموت بنہر سنا  
لوالہی فی اساعۃ وانا علی عبد اللہ وانعم باللہ ما علی الارض من نعم  
منسوسۃ لاسی علیہ"۔ یعنی جسے یومئذ اور اسے مسلمان "ص ۱۰۰" باب  
عشر میں "اور اسے مسلمان" اور "اور اسے مسلمان" پانچ گنا ہے یہ حدیث اس کو  
شرف میں لیں۔

مری الزام ۳۔ "ازم فی السماء السبعۃ تعرض علیہ اعمال ذریعہ و  
موسف فی السماء السابعة وانا الحائۃ بحی و عسر فی السماء السابعة و  
اندریس فی السماء الرابعة" الخ۔ اس میں سورہ یوسف علی اسی سعید "اسپ  
میرا" میں قرآن مجید اور اسے مسلمان "اور اسے مسلمان" پانچ گنا ہے یہ حدیث اس کو  
شرف میں لیں۔

تیسری حدیث میں سورہ یوسف اور اسے مسلمان "اور اسے مسلمان" پانچ گنا ہے یہ حدیث اس کو  
شرف میں لیں۔

چوتھی حدیث میں سورہ یوسف اور اسے مسلمان "اور اسے مسلمان" پانچ گنا ہے یہ حدیث اس کو  
شرف میں لیں۔

پانچویں حدیث میں سورہ یوسف اور اسے مسلمان "اور اسے مسلمان" پانچ گنا ہے یہ حدیث اس کو  
شرف میں لیں۔

اس سے مزید دیکھیں۔ ان کی طرف بھی اسی قسم کی دنیا پیش کر کے وفات سے پہلے  
توسلہ کیا جائے۔ لیکن ہماری اس بحث میں علم اس کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم









شریعت میں آپ ﷺ کی شریعت نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت ہماری جاتی ہے جس کی پابندی ہمیں ہر حال میں کرنی چاہیے۔ انہوں نے ائمہ کوئی بھی ایسا کرنے کی تلقین نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے کوئی ایسا کرنے کی تلقین کی۔

فمن بعد انہ تعالیٰ جریع محمد ﷺ ترخیص الشرائع فلا بد من بعدہ منوع ولا یشرع بعدہ یروسل لہ منوع یتعبدہ فی نفسه انما یتعبد السیر من بعدہ علی بوء الخبیثۃ (ابو نعیم ح ۱ ص ۲۰۰)  
 یہ تو اس کے تمام شریعتوں کو اسے چھوڑنے کی شریعت پر مشتمل کر دینا ہے آپ ﷺ کے بعد کوئی شریعت نہیں بنائی گئی۔ اہل بیت کے لئے شریعت جاری ہے نہ کہ ان کی شریعت کسی کو دینی چاہئے۔ جس پر وہ کوئی عمل کرے۔ بلکہ آپ ﷺ کی شریعت ہی پابندی قیامت تک آئے والوں پر لازم رہے گی۔

قالی اخص من فی ہذا دون اموی "یوحی بالتشریع ولا یشرع الا الاموی ولا یتشرع الا الاموی" (صحیح مسلم) (ادنیٰ جوئی کے ساتھ)  
 خاص ہے اموی میں نہیں پائی گئی اور نہ ہی اموی کے بعد کسی نے اس کو کوئی دوسرا شریعت نہیں بنائی۔

والامام ابن حنفیۃ ابنی الذی لیس برسول ہو شخص یوحی اللہ باسمہ یتخصس ذلک شریعۃ یتعبد بہا فی نفسه من بعدہا الی غیرہ کن رسولاً نصاً (ابو نعیم ح ۱ ص ۲۰۰)  
 نبی وہ نہ تھا جس کی ہر قسم کا نام لیا جائے جس پر عمل کرنا ہی کے لئے لازم ہو اور اگر اس شخص کے ساتھ غیر کی طرف سے دعوت ہو تو رسول نہیں کہتا۔ (فتاویٰ ح ۱ ص ۲۰۰)  
 وحی نبوت کی تحقیق

معلوم ہوا کہ نبی اور رسول دونوں تشریف لائے ہیں شریعت میں نبی کی شریعت اس کی ذات کے لئے نہیں ہے اور رسول کی شریعت سے اور رسولوں دونوں کے واسطے عام ہوتی ہے۔ جس طرح امیرائے ممالک کے نائبات ہوتے ہیں ایسے ہی نبی پر اترتے ہیں۔ رسولوں کو ان کی تبلیغ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ انہیں نہیں ہوتا کہ رسول کی شریعت کی شریعت کو چھوڑ دے۔ ایسا ہی قرآن میں ملتا ہے۔ انا اوحینا لبیکم اوحیاً اسی موع والسیین من بعدہ و اوحیاً الی سر عبد و اسامعید و اسحاق و یعقوب و الاسحاق و عیسیٰ و امویہ

و یوسى وهارون وسليمان و آتينا داود زبوراً“ (سہ، ۱۰۳)  
 جو ہم نے وہی کی تیری طرف جس خزن کے۔ اتنی بکتنی ہم نے نوح اور ان کے بعد آنے  
 والے نبیوں کی طرف اور وہی کا زان کی اور انہیں اساجل، وخلق، یعقوب اور ان کی اولاد سے کی اور  
 ایوب، ہارون، سلیمان کی طرف اور ہم نے وہاں کوئے پور، منی،

اس آیت میں ان لوگ محرم رسول اور پیغمبر انبیاء علیہم السلام کا ذکر آیا ہے۔ مگر ان ہی میں سے  
 طریقہ سب کا ایک ہی جیسا بیان کیا ہے جو ان کا مکمل ذکر ہے۔ چونکہ رسول اللہ اور حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام ہی وہی ہیں امر انہی تھیں اس لئے وہ پیغمبر اسلام کی وہی  
 میں بھی امر دینی، نئی پرستی، میں امر میں تہی اور رسول و نوح پر امر ہیں۔ شریعت عامہ اور  
 خاصہ تبلیغ کا حکم یا عدم حکم کا فرق اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے

”من رجع لكم من الدين عا وصى به فوجا والذي اوحينا اليك وما  
 وصيناه ابراهيم و موسى و عيسى ان اقموا الدين ولا تتفرقوا فيه - كبر  
 على المشركين ما ندعوه“ (النورى ۱۲)

جو ہم نے تمہارے لئے دو دین جاری کیا جس کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی اور آپ  
 کی طرف وہی نبی اور ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ کو وصیت کی اور وہ یہ ہے کہ دین کو درست رکھو۔ اس میں  
 اختلاف نہ والو۔ جس دین کی طرف آپ مشرکین کو بلاتے ہیں وہ ان پر نہایت گراں ہے۔ اللہ  
 جس کو چاہتا ہے رسالت کے لئے منتخب کر لیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اللہ ان کو  
 ہدایت دیتا ہے۔ یہ

اس آیت میں ان رسولوں کا ذکر ہے جس کو نئے دین کی تبلیغ کا حکم ملا تھا اور وہ صاحب  
 کتاب تھے غرض امر انہی دونوں کی وہی میں ہوتی ہے اور ای کا نام وہی تشریف یا وہی نبوت ہے جو  
 انبیاء علیہم السلام نے سنا تھا ہے۔ ”ما بقى احد من خلق الله تعالى يا مره الله يا  
 مر يكون شرعا بعد به ادا“ (بواقف ص: ۳۰۶)

اب وہی شخص ایسا نہیں رہا جس کو اللہ کسی حکم کا امر کرے۔ ”من قال ان الله تعالى  
 امره بشئ فليس ذلك يصحح انما ذلك نلبس لان الامر من قسم الكلام -  
 وصفه وذلك باب مسدود دون الناس فاما ما بقى على الحصره الا هية امر  
 تكلفى الا وهو مشروع“ (مفوضات مکیہ باب ۱۱)

آج ایک شخص کا یہ کہنا کہ اللہ نے اسے کسی بات کا امر کیا ہے بالکل غلط اور گھٹن دھوکہ

ہے۔ کیونکہ امر کا معنی صفت ہے اور اپنے اس کا دروازہ ان کوں پر بالکل بند ہو چکا ہے۔ کوئی ایسا تکلم یا  
فیصلہ نہیں رہا جس کا تشریح محمد بنی میں نہ کر دے۔ ”فلا مسز ملك الهاء على غير النسي  
بامرو ونهي ابدأ وابداً لا ولقاءه وحى المشرات وهو الزويد، الصالحة مراها  
الوحد او تروى“  
ذو النوح، ص ۱۰۰، ۹۳۰

حق نبوت کے تازیانے نے کئی طریقے میں جو نبیوں ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ وہی  
اور محدثہ بھی ویسے نہیں پائے جاتے۔

۱۔ کاہن، یعنی بزرگ جو اہل ایمان ہی نے تمہاری تمام نیوہا کے قرآن  
میں ہے ”انزل به الروح الامين على قلبك الذنور، ص ۱۰۰، ۱۰۱“ میں نے یہ سے  
بل بروی ہذاں میں اس میں فرشتہ ”حق انسانی نظر نہیں آتا باریک“ اور اس کی برقی ہے جو تمہاری  
بہانی و وحی کی تمامت کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اسی حق میں رسول اللہ ﷺ نے پیرہانہ پر  
تغیر کے آثار، ان کے جوہات، و رہائش پھول پاتاوار، اور ہزار اجاق شمع و درخت بروی میں نہیں  
مہر کے حق انوار، ہائی اور اسے سمجھنے کی ذات بوقت سواری زمین پر بیٹھ جاتی، اور ایک قدم نہ چل  
تھی تھی۔  
(۱۔ کتبوں کا تسلسل کے لئے بخاری، مسلم، ترمذی،

مناہب (تاریخ ص ۱۲۳) یہ لکھتے ہیں۔

”قد قال رسول الله صلى الله عليه وآله: ادا جاءد لوحى و نزل به الروح  
الامين على قلبه يوحد من حده و يدعى بنوہ و برعو كمبر عو البعير حى  
يفصل عنه“

۲۔ ”ہیراٹس طبع“ اسرار میں کتبنا یا سر قدائن ماکثی شکل میں انسان مجسم  
بن کر آتے اور کہہ کر بروی رسول اللہ ﷺ کو پہنچاتے تھے۔“  
(زاد بن علی، تاریخ ص ۱۰۰، ۱۰۱)

”انہ یأتیہ لسا کما مری حورثیل علیہ السلوۃ والسلام فی صورۃ  
وحیۃ الکلمی، برفہ حقیقۃ لا مثلاً“۔ ”یعنی منجلیتہ ہیراٹس علیہ السلام کو ان کی شکل میں  
کتابتیں آتے تھے۔“

”لانکون الرسانۃ قط الابواسطۃ روح قدسی رسول برسائۃ علی  
قلبه احساناً یتمثل له رجلاً وکل وحی لایکون بهذه الفصۃ لا یسمی رسالہ  
بتریعۃ واما یسمی وحیاً او الہماً او نفثاً او القاخاً ونحو ذلک“

(کمریت، حمر ص ۱۰۰، ۱۰۱)





”المست والنبوة لاقتصاد جز من اربع وعشرون من النبوة ای  
من شمائل الانبياء الا النبوة لا يقتصر اولاً ان من جمعها يكون مبساً“

(مجمع البحار ج ۳ ص ۶۶۰ لفظ لفظاً)

جہاں تک اس مسئلہ کی بات آئے گی تو یہاں پر یہ بات ضروری ثابت ہو چکی ہے کہ شیخ نے انبیاء علیہم السلام کی حادثات اور شمائل کے بارے میں ایک تصدیق ہے۔ اور نہ تو اس کی تردید اور نہ ہی اس کی تردید ہو سکتی ہے۔

مبشرات کے بارے میں یہ بات بھی ہے کہ ان کے بارے میں اسامیہ نے مبنی وقت میں درالافتادین میں لکھی ہیں کہ ان کے بارے میں یہ معنی ہیں کہ انسانی کے دل میں کسی کام کے بارے میں ایک صحیح خیال پیدا ہوا ہو اور اس کے لیے اس کے دل میں یہ تصانیف ہے کہ وہ کتاب و سنت کی خاطر ان تصانیف کے موافق ہو اور اس کے مطابق ہو اور ان کے بعد واقعات کے متعلق اس میں نہ ہونی ہو تو یہ صحیح ہے اور درست ہے۔ لہذا جو انہماں واقعہ کے خلاف ہے جو ان کے خلاف ہے وہ صاحب الہام اس میں اس کو بھی کامیابی کرے تو وہ الہام و سید شیعانی اور کتبہ میں سمجھا جاتا ہے۔ میرا کہ مندرجہ ذیل ہوا ان کے خلاف ہے۔

”الالہام ان سلفی اللہ فی النفس امر ابعثہ علی الفعل  
او التروک وهو موع من الوحي“ (مجمع البحار ج ۳ ص ۶۶۰ لفظ لفظاً)  
”الہام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ایک ایسا خیال ڈالے جو اس کو ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے پر آمادہ کرے۔“

”اعلم ان وحی الانبياء لا یكون الا علی لسان جبرائیل  
لیفظة ومتافیة واما وحی الاولیاء فیکون علی لسان ملک الالہام وهو علی  
ضروب کما فی السبع فی باب ص ۶۸۵ فمنہ ما ینکون مستلقی بالخیال کما  
لستمات فی عالم الخیال وهو الوحی فی المنام ومنہ ما ینکون خیلآ فی  
حس عنی ذی حس ومنہ ما ینکون معنی یجدہ الموحی الیہ فی نفسه من غیر  
تعلق حس ولا خیال من نزل علیہ (یوافیت)“

یہ کہ ان کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام باری کی حالت میں بالوحی یعنی جبرائیل علیہ السلام کو کہتے ہوئے ہوتی ہے۔ لیکن وہی کی وحی الہام اس طرح نہیں ہوتی بلکہ بھی سہتے ہوئے







”عز ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ان للشيطان لغة مابين آدم والملك لغة فالملكة الشيطاني دايعان بالشر وتكذيب بالحق وامالمة للملك عايعاد بالخير وتصديق بالحق فمن وجد ذلك فليعلم انه من الله فليحمد الله ومن وجد الاخرى فلينعوذ بالله من الشيطان الرجيم ثم قرأ افسطبان معذكم انفقرو يا اركم بالحقشارواه الترمذي (مشکوٰۃ ص ۱۹ باب الوسوسة)“

”عز ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما منكم من احد الا وله وكل من فريته من الحسن و فريته من العلائكة (رواه مسلم مشکوٰۃ ص ۱۸ باب الوسوسة)“  
 نئی انسان پر فرقت اور شیطان دونوں مقرر کئے گئے۔ شیطان گناہ اور کھنڈ یہ حق کے لئے آتا ہے اور فرشتہ نیکی کی طرف بلاتا ہے اور سچائی کی تصدیق کراتا ہے۔ جس شخص کے دل میں نیکی کے خیالات پیدا ہوں تو وہ ان کی طرف سے ہیں اور گناہ اور غلط شرع کا دل کی رغبت شیطانی دوسرے ہے۔

معلوم ہوا کہ الہام کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی شیطانی اور الہام ربانی۔ خدا کی طرف سے وحی الہام سمجھا جائے گا جو شریعت محمدی کے موافق ہو۔ اسی لئے سچے الہام میں شریعت کے موافق ہونے کی شرط لگائی گئی ہے۔ یہ مرتبہ اتباع شریعت سے دین دار مسلمان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ بلکہ کشف تام کا درجہ اس سے بڑھا ہوا ہے۔ اسی لئے سوائے اہل بیت مسیح کے جو ان کو نزول کے بعد حاصل ہو گا صالحین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔

الہام دانوں کو ہو سکتا ہے اور وحی نبوت کسی کو بھی نہیں ہوتی۔ ”قد جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عبس وکلان مع وحی الہی قبل رسول اللہ ﷺ۔ انہ اذا نزل آخر الزمان لا یؤمننا الا بنی ای بشر بعدنا وسبقنا مع ان لا کشف لقام ادا قول زیادة علی الالہام الذی یکون له کما لخواص هذه الامة“

(مناقب ج ۱ ص ۵۱)

حدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے ان پر وحی نبوت نازل ہوتی تھی۔ مگر نزول من السماء کے بعد سوائے کشف تام کے اور علاد وانہام کے جو صالحین کو بھی ہوتا ہے وحی نبوت نازل نہیں ہوگی۔

نبی یا رسول کہلانے کیلئے تین باتیں ہونی ضروری ہیں

معلوم ہوا کہ انسان نبی یا رسول وہی وقت کہلایا جاسکتا ہے یا نبوت کے درجہ پر چب ہی

پہنچ سکتا ہے۔ جبکہ اس میں مندرجہ ذیل اوصاف موجود ہوں۔

۱۔ مرد و عورتوں کی تعلیم و ترقی و غیرہ احکام پر مبنی ہوں جو ان کی ذات کے ساتھ خاص ہوں اور ان کو امت میں تبلیغ کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ البتہ پہلے رسول کی شریعت کی تبلیغ اور اتباع کرنے کا حکم ہو۔ گویا وہ بعض احکام میں شریعت سابقہ کا پابند ہو اور بعض میں نہ ہو اور اس کو وہی شریعت عامہ و مظاہرہ فی مکی ہو جس کی تبلیغ کرنے کا حکم ہو۔ اس صورت میں رسول پیمبر کی حیثیت سے خود بھی عمل کرے اور دوسرے کو بھی پابندی کی تلقین فرمائے۔

۲۔ اس سے خدا تعالیٰ بلا واسطہ ہم کام ہو یا اس کے پاس بذریعہ فرشتہ کے پیغام پہنچایا گیا ہو۔

۳۔ وحی لانے والے فرشتہ کو آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سنے اور اس کا پیغام سنے۔

ملہم ہونے کی شرطیں

ای طرح ملہم ہونے کی بھی چند شرطیں ہیں۔

۱۔ نیک مرد صالح اور پابند شریعت ہو۔ تاکہ اس پر دقت شریعت اور اسرار قرآن کا دروازہ کھل جائے۔ کیونکہ گناہ اور مصیبت کی وجہ سے شیطان کا تسلط قوی اور فرشتہ کی امداد کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے جس سے وہ نہایت ربانی کے بجائے شیطان کی رسوائی کا القاء ہونے لگتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "هل ابستکم علی من نزل المصیطین نزل علی کل اہل اثم" (الشعراء: ۲۲۲، ۲۲۱)

شیخ عبد الوہاب شعروانی کبریٰ نے تحریر فرماتے ہیں: "الوہابی الکامل یجب علیہ معانقۃ العمل بان شریعة المظہورة حتی تفتح اللہ فعلی لہ فی ثنبہ عین الفہم عنہ فیلہم معامی القرآن ویكون من المحدثین" (ص ۹۲)

۲۔ ملہم کا کوئی اہم خانہ شریعت نہ ہو اور اس کی ہر ایک حرکت کتاب اور سنت کے موافق ہو۔ قرآن میں ہے

"ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الکافرون" (مائدہ: ۱۱)

"ومن یشاقق الرسول من بعد" (نساء: ۵۰)

یوایت میں ہے: "ہاں من شن اہل الطریق ان تکنون جمعی حرکاتہم وسکنااتہم محررة علی الکتاب والسنة ولا یعرف ذلک الا بالبحر فی علم الحدیث والفہم والتفسیر" (یوایت ج ۲ ص ۹۲)

”اذا رايتكم شخفاً متربعا في الهواد فلا تلتفتوا اليه الا رايتوه

مفيدا بالكتاب والسنة“ (پوافیت ج ۲ ص ۹۳)

۳۔ ملہم کتاب وسنت کے دی مافی بیان کرے جو آئمہ مجتہدین سے کہے گئے ہیں اور جو شریعت کے مطالب اور مضامین آئمہ کبار سے ہاتھ میں ہیں ان کے خلاف کوئی بات نہ کہے۔ شیخ عبد الوہاب کہتے ہیں: ”ہل ثم طریق للشریعة غیر ما بایدنا من التفلول ثم یقول من زعم ان ثم علما بطقاً غیر ما بیدینا فهو باطلی بقارب المذنبیق (یوافیت ج ۱ ص ۹۲)“ ”جو علم شریعت کا آج vi سے ہاتھ میں ہے کیا اس کے سوا کوئی اور معنی بھی ہیں۔ ہر رئیس جو انھیں ایمان بخوبی کرے وہ زندہ ہیں اور بے ایمان ہے۔“

شیخ اکبر فتوحات میں لکھتے ہیں: ”اعلم ان میزان الشرع الموضوع فی الارض می ما بایدی العنہ عن الشریعة فہما حرج ولی عن المیزان الشرع المنکوره مع وجود عقل التکلیف انکرنا علیہ ذالک فان غلب علیہ الحل سلم له حالہ دلم یعنصر حصاً او جماعاً واما محالۃ لما طریقہ الفہم فلا قال فان ظهر ما یروجب الحد فی ظاہر الشرع ثابت عند الحاکم اقمعت علیہ الحدود ولا بد“ (کمریت حمر ص ۱۳۸ و فتوحات باب ۱۸۵)

”آج شریعت کی ترازو وہی ہے جو یہ ظاہر کے ہاتھ میں ہے۔ جو وہی اس میزان پر صحیح نہیں اترے گا۔ اگر وہ وہی ہوش ہے تو اس پر انکار کریں گے اور اگر غلوب والی ہے تو اس کو معافی دی جائے گی۔ بشرطیکہ اس نے کوئی کلمہ قرآن وحدیث اور جماع سنت کے خلاف نہ کہا ہو اور اگر اپنی رائے اور عقل سے ایسے معافی اور مطالب بیان کرے ہے جو ظاہری شریعت کے خلاف ہیں تو پھر اس کو مہلت نہیں دی جائے گی۔ اگر وہ مستحق سزا کا یوگا تو اس پر حد شرعی جاری کر دی جائے گی۔“

۴۔ البہم میں امر وحی اور تحلیل و تحریم نہیں ہوتی۔ بلکہ امر و شریعت، مناجاة الہی اور بشارات وغیرہ ہوتی ہیں اور میں۔ اسی پر قرمبائی کشف کاوجہ ہے: ”وقد ثبت عند اهل الکشف بل جمعہم انه لا تحلیل ولا تحرید لاحد بعد انقطاع الوسالة والعبوة“ (کمریت احمر ص ۱۱۶)

ملہم کے لئے قرشت کی روایت اور اس کے کلام کا سامع یہ دونوں کبھی صحیح نہیں ہوتیں۔  
۲۔ خدا تعالیٰ کبھی کسی ملہم سے بلا واسطہ کلام نہیں ہوتا ”فان قال لم



”قد كان الشيخ عبدالقادر الجيلی يقول اوتی الانبياء اسم النبوة  
واوتينا اللقب اى حجر علينا اسم النبى مع ان الحق تعالى يخبرنا فى  
سراثرنا بمعنى كلامه و كلام رسوله ﷺ ويسمى صاحب هذا المقام من  
انبياء الاولياء غامه بيوبهم التعريف بالا حكام الشريعة حتى لا يحطوا  
بها لا غير“ (مواقف ج ۷ ص ۱۳۹)

اگرچہ ہندو تہاں تہا۔ دل میں قرآن اور حدیث کے معانی اور مطالب کا التزام کرتا  
ہے اور ہم کو شریعت کے دقائق اور ہر پرہیزوں کی صورت مطلع کرتا ہے۔ لیکن ہم پر لفظ نبی اطلاق  
کرنا صحیح نہیں ہے۔ چونکہ اس متہم میں نبوت کی جھگڑا ہوتی ہے۔ اس لئے اس وجہ پر جو لغوی  
ہوں ان کو انبیاء الاولیاء سے منسوب کر سکتے ہیں۔ ان کی نبوت صرف اس قدر ہے کہ ان کو شریعت کا  
صحیح علم بذریعہ ماہم کے کرا دیا جائے۔ تاکہ شریعت کے کچھ میں غلطی نہ کھائیں۔ گویا اپنے گوس  
ہدایت من اراد اللہ بہ خیر ایفقه فی الدین کے صحیح مصداق ہو جاتے ہیں۔

”القسم الثاني من النبوة المشرية وهو خاص بمن كان قبل بعثة  
نبينا محمد ﷺ وهم الدين يكونون كالانلامه بين بدى الملك فيزل عليهم  
الروح الامين مشريفة من الله فى حق قفوسهم منعبد به بها فيحل لهم  
ملساو يحرم معبهم ماشاء ولا يلزمهم اتباع الرسل وهذا العقد لم يبق له اثر  
بعد محمد“ (مواقف ج ۷ ص ۱۴۰)

”نبوت کی دو قسم جس میں نبی کی ذات کے واسطے امر و نہی اور عدل و حرام کے  
احکام بذریعہ جبرئیل نازل ہوتے ہیں اور وہ اس قسم میں پہلے رسول کے تابع نہیں ہوتے۔ البتہ  
رسول شریعت کی شاعت کرنے میں مانند سرکاری اہلکاروں نے کام کرتے ہیں۔ ایسی نبوت  
رسول عربی کے ظاہر ہونے سے پیشتر تمام نبیوں میں پائی جاتی تھی۔ لیکن اب حضرت کی بعثت  
سے وہ بالکل بند ہو چکی ہے۔“

معلوم ہو کہ جس نبی کو ہدایت کے لئے کتاب نہیں دی جاتی تھی اس میں دو تھیں پائی  
جاتی تھیں:

- (۱) امت کے حق میں وہ پہلی شریعت کی مبلغ ہوتے تھے اس کی اتباع کی امت  
کو تھیں فرماتے تھے۔
- (۲) اپنی ذات خاصہ کے لئے ہر قسم میں شریعت سابقہ کے پابند نہیں ہوتے

تھے بلکہ بعض انکار میں جو درست خدا کی طرف سے پذیر ہو چکا تھا، کمال ہوتے تھے۔ نہ بائبل  
و نہ دوسری طرح مستقل تھے اور نہ خدا کی حق کے حکم میں مانع ہوتے تھے۔

پہلے نچے لکھتے ہیں اور آخرت میں۔ کہ اور یہ وہی طریقہ اسلام مستقل بھی نہ تھے۔ بلکہ بائبل  
میں ہے۔ قرآن مجید میں ہے ”فامس له لوط“ (العنکبوت: ۲۶)

”ای فی حصر مقالاتہ لاعمی النبوة و ماعد اینه من النوح و فقط (اور  
النعور ص: ۳۰)“ ”اس کے اندر ان کے پلہ و ایمان کے ساتھ وہ ان کی ہر ایک بات تسلیم کرتی۔“

۲ ”فارسہ علی راء یصنقی (العصر: ۳۰)“ ”انہ امیرت  
یعنی باہر و ان کے لیے اہل کار و ان کے لیے اہل کار میرے ساتھ تھے۔“

۳ ”حضرت مہدی علیہ السلام کے نظرت بارون میں“ ”میرے ساتھ  
”فصحت امیری لطفہ“ (۳۰)

۴ ”حضرت یحییٰ علیہ السلام کے دین: ”ان کے لیے جو کمال ان نظریں میں  
و قرآن ”الصف: ۲۶“ ”مائی انہم و یسحق و یعقوب (سورہ: ۳۰)“ ”میرے لیے آقا  
امید و ان کے لیے ان کے لیے تو یہ تمام اسلام کے دین کا ہے۔“

۵ ”انزلنا لتوراه فبہا عذی و وریحکد بہ المبیور“  
(البقرہ: ۱۰۰)

”میرے تواریت کمال کی جس میں عذیت اور حق کی روشنی ہے۔ انویا و عباد  
اسی کے لیے ان کے لیے کہے۔ کہ وہ ان کے لیے عذیت و عذیت و عذیت و عذیت  
ہو گئے ہیں۔“

”ای فبہم کا بواک اھل فبہم فساد عت اللہ لہم بعد بعد لہم اسرہ  
ویریل۔ انعموا من احکام انور اذ“ ”ای کا پہلے سوال کے ساتھ وہاں وراثت وراثت  
”ای فبہم کا بواک اھل فبہم فساد عت اللہ لہم بعد بعد لہم اسرہ  
ویریل۔ انعموا من احکام انور اذ“ ”ای کا پہلے سوال کے ساتھ وہاں وراثت وراثت  
ہو گئے ہیں۔“

”ای فبہم کا بواک اھل فبہم فساد عت اللہ لہم بعد بعد لہم اسرہ  
ویریل۔ انعموا من احکام انور اذ“ ”ای کا پہلے سوال کے ساتھ وہاں وراثت وراثت  
ہو گئے ہیں۔“

”ای فبہم کا بواک اھل فبہم فساد عت اللہ لہم بعد بعد لہم اسرہ  
ویریل۔ انعموا من احکام انور اذ“ ”ای کا پہلے سوال کے ساتھ وہاں وراثت وراثت  
ہو گئے ہیں۔“









(۸) ”ہم اپنی سالانہ سے اتنی مال ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے بعد کی گنجائی سے پتے ہیں۔ اس لئے ہماری ہیں۔“

(انبیاء، ۵، ۱۹۰۸ء، صفحات ۱۰۷-۱۰۸)

اس قسم کی اور بھی قریبات تھیں جو خوفِ حواست حذف کردی گئیں۔ ان کو اندہِ جاہ سے مصافحہ طور پر غائب ہے کہ مرزا قادیانی کے خیالی میں رسولِ شریعت کی ابتداء کرنے سے نبوت میں کبھی ہے اور ایسی نبوت کا اور اندوہ بند نہیں ہوا اور نہ یہ ختم نبوت کے خلاف ہے اور خود مرزا قادیانی بھی کہتے ہیں تھے ”جو بانیِ تشریف مرزا قادیانی کے رہنے میں وہی ہے جو حقوق کی ہدایت سے نہ نئی شریعت کا مدعا تھا بلکہ وہی کتاب لے کر آئے اور بغیر کسی پہلے رسول کے ابتداء کی نبوت حاصل کرے۔ یعنی جو تعریف رسول کی ہے وہ مرزا قادیانی کے نزدیک نئی تشریف کی ہے اور ”اور سماعت تو ایسا محمد میں اپنے رسالہ ”مکتی صمدیہ اور ختم نبوت“ میں قادیانی خیالات کی تردید کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی تحریرات کے مندرجہ ذیل حوالے پیش کرتا ہے:

”میں نے نبوت کا مدعی نہیں ہوں اور نہ تجزوات اور مذاہدہ اور ایلان القدر وغیرہ سے مشورہ بلکہ میں ان تمام اور ہر شخص جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو ماننا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلمہ الثبوت ہیں اور میرا دوا و ادانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام انہیں کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاف کا ہے اور ان کو ماننا ہوں۔ یہ یقین ہے کہ وہی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی۔“

(استبصار دینی، اکتوبر ۱۸۹۷ء، شمارات ۲۳۱-۲۳۲)

۲ ”اتحادِ مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح ائمہ و مرزا قادیانیہ میں جس قدر روایت و الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نئی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت نہ آتا ہے۔ یہ تمام الفاظ عقلی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے اس کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کیے گئے ہیں۔ اور حاشا و کلام مجھے نبوت حقیقی کا کبر و لغوی نہیں۔ میرا اس پر ایمان ہے کہ تمہارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام انبیاء میں۔ اگر وہ ان لفظوں سے نا آشنا ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترجمہ شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا الفاظ عبری طرح سے سمجھ لیں۔ میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نئی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی و عظمت ﷺ کے مقیم









لئے واقع میں ضروری ہیں۔ آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے۔ اور وہ ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے کہ اس لئے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا دوسرے کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔“ (ص ۲۴)

**مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کس طرح کیا**

ان تمام تحریرات کے بعد ایک دانشمند اور منصف مزاج انسان اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہے کہ مرزا قادیانی نے شہرت کے ابتدائی زمانہ میں مجددیت اور محدثیت کا دعویٰ کیا اور پھر محدث کے وہ معنی بیان کئے جو نبی غیر رسول کے ہیں اور نبی اور رسول میں کوئی فرق نہیں کیا بلکہ جو معنی رسول کے تھے وہی ان کے بیان کئے۔ اسی طرح محدثیت کے پردہ میں ایک زمانہ تک نبوت کا دعویٰ ہوتا رہا اور جب خواہم پر ان کا یہ جہاد چل گیا اور عقیدت مندوں کی ایک جماعت ارد گرد جمع ہو گئی تو نبوت کا دعویٰ کھلے الفاظ میں کر دیا اور یہ مرزا قادیانی کی زندگی کا آخری زمانہ تھا جس میں آپ محدثیت کو پردہ چاک کر کے نبوت کی شکل میں نمودار ہوئے۔ قادیانی بیادست کا یہ خیال کسی قدر صحیح ہے کہ مرزا قادیانی ایک زمانہ تک نبوت کو محدثیت سمجھتے رہے یا ان کو کہو کہ محدث کی یہ توجیہ بیان کی جو نبی پر صادق آتی تھی۔

**محدث کی تعریف**

کیونکہ محدث اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ جس پر شریعت مطہرہ کی پابندی اور اتباع کرنے کی وجہ سے قرآن مزاج سے معاف نہ کا رہا وہ کھل جائے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کی آنکھوں کو ابھار دے اور جس سے وہ بغیر کتاب و تعظیم و تعظیم کے قرآن کریم کے معنی اور مطالب کو صحیح طور پر سمجھنے لگے۔ چنانچہ جہاد باب کہیت تحریر میں لکھتے ہیں "غذا اللک الولی الکامل یحب علیہ معافۃ العسر مشریعة المطہرہ حتی یفنی اللہ تعالیٰ قلبہ علی لفہم یمنہ فیلہم معانی القرآن ویكون من المحدثین یفنی اللہ (ص ۲۶)"

ابتداء زمانہ میں مرزا قادیانی بھی محدث کے یہی معنی بیان کرتے تھے۔ جیسا کہ وہ ازالہ میں لکھتے ہیں کہ "ب یہ بھی پتہ ہے کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملیم کے ساتھ یہی رہی ہے کہ غایات خفیہ فرکان اس پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ ہر اوقات ایک ملیم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے بحر پر اللہ ہوتی ہے۔" (ازداد ص ۳۱۸، نثر نمبر ۱ ص ۱۲۱)

ان لوگوں سے مراد نبوتِ حقّی نہیں ہے بلکہ صرف محدثِ سرور سے جس کے معنی  
آنحضرت ﷺ سے قطعاً مراد ہے جس سے مراد نبوتِ حقّی نہیں ہے بلکہ صرف محدثِ سرور سے جس کے معنی  
قال قال النبی ﷺ قد کان عیون فسلّم من بنی اسرائیل رجال یکلعون من  
عبر ان یکون اسباباً فان بک فی امتی منهم احد فعمراً

ترجمہ: تمہارے بنی اسرائیل میں سے ایک شخص ہوگا جو تمہاری امت میں سے ہوگا۔

ابو ہریرہؓ کا روایت کرتے ہیں کہ غزوہ سے پہلے ہی سرائیکی میں ایسے لوگ تھے جن سے  
کافراہو گئے۔ ان کو تھیں۔ غزوہ بنی قریظہ سے تھیں۔ میری امت سے تھیں۔ ان کو نبی بنا ہوا عمر بنو کراہی  
نہ انبیا کی قید سے پاک کرنا صحیح کہ یا ان میں سے کسی کو بنا دیا۔ ان کی امت سے تھیں۔ ان کو نبی بنا ہوا عمر بنو کراہی  
صحیح ہیں کہ ان کے دل میں کوئی شک ہے کہ ان کو نبی بنا دیا۔ ان کی امت سے تھیں۔ ان کو نبی بنا ہوا عمر بنو کراہی  
ہائی سے یا فرشتہ تو ملاحظہ سے ہوتا ہے کہ ان کے لئے مخصوص ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان کو نبی بنا دیا۔ ان کی امت سے تھیں۔ ان کو نبی بنا ہوا عمر بنو کراہی  
تھی ہے۔ کوئی شک نہیں ہے کہ ان کو نبی بنا دیا۔ ان کی امت سے تھیں۔ ان کو نبی بنا ہوا عمر بنو کراہی  
شروع زمانہ میں بنی قریظہ تھا۔ مر حکم ہو۔

ترجمہ: ان کے دل میں کوئی شک ہے کہ ان کو نبی بنا دیا۔ ان کی امت سے تھیں۔ ان کو نبی بنا ہوا عمر بنو کراہی  
رہنمائی میں غفلت سے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نبی بنا دیا۔ ان کی امت سے تھیں۔ ان کو نبی بنا ہوا عمر بنو کراہی  
فی امینہ

سرا کا روایت ہے کہ اس قرآن و کتب کے بعد میں حدیث کے بعد میں  
۱۔ رسول اور نبی اور محدث یہ تینوں شے نہیں ہیں۔ ان کے لئے ایک ہے۔  
۲۔ محدث ہی نہیں ہوتا۔  
۳۔ وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا اور ایک معصوم بچہ قتل کر دیا جس کا ان کا تعلق

شریف میں ہے۔ وہ صرف ایک مسلم ہی تھا۔ یہ نہیں تھا۔ (حدیث میں ہے کہ جو شخص نے کشتی کو توڑا اور ایک معصوم بچہ قتل کر دیا جس کا ان کا تعلق  
لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ نے محدث اور نبی کے مفہوم میں تفریق کر دی۔ محدث تو  
اس شخص کا نام رکھا جو اتنی ہو کر نبی بنا ہو۔ یعنی دو نبی شریعت و ربہ ہیں۔ لے کر نہ آتا ہے۔ بلکہ وہ  
روحِ شریعت کا حامل اور جس اعتبار سے نبی سے نبوت کے درجہ پر پہنچو ہو۔ نبی کے یہ معنی تھے کہ وہ  
محدث شریعت پر مبنی ہو اور نبی شریعت کا حامل نہ ہو۔ گویا جو کچھ نبی رسول سے ہیں وہ نبی کے طور  
پر اور نبی کے معنی وہ محدث نبی کریمؐ ہیں۔ اب یہ بچائے تین مقام کے صرف دو درجہ رو گئے





شیخ عبدالوہاب شمرانی لکھتے ہیں: ”غلا تلتحق نهاية المولاية بدايت النبوة ابد اولوان ولياً تقدم الي العين التي ياخذ منها الانبياء لاحترق“

(بواقیت ج ۲ ص ۷۱)

ولایت کا انتہائی درجہ نبوت کے ابتدائی درجہ تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر کوئی ولی اس چشمہ کی طرف قدم اٹھائے جہاں سے انبیاء و علیہم السلام اخذ کرتے ہیں تو فوراً جلی جائے۔

اسی طرح کسی ولی میں بھیج و جزا نبوت کے بالقوة جمع نہیں ہو سکتے۔ ”امّا قدم محمد بن محمد فلا يطاء اثره أحد كما لا يكون أحد على قلبه وكما لا يكون أحد ورثه على الكمال ابدأ لانه لو ورثه على الكمال لكان رسولا مثله او نبيا بشرية تخصصه ياخذها عن اخذ حقه محمد بن محمد ولا قائل بذلك قلعود باله من القلوب من“ یعنی رسول اللہ ﷺ کی حیثیت ساریت کسی سے نہیں ہو سکتی اور نہ کسی کا ولی آپ جیسا ہو سکتا ہے اور نہ کوئی درامتہ تمام کمالات سے نبوی پر حاوی ہو سکتا ہے۔ درندوان جیسا رسول یا نبی تکبر جو صاحب شریعت خاصہ غیر متغیہ ہو گا اور اس کا امت میں سے کوئی کائن نہیں۔ یہ دوسرہ شیطان ہے جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کمالات نبوی کا کوئی شخص جامع نہیں ہو سکتا اور اگر کسی کو ایسا دعویٰ ہو گا تو لازمی طور پر وہ نبوت کا مدعی ہی سمجھا جائے گا۔ اگرچہ زبان سے اپنے آپ کو نبی یا رسول نہ کہتا ہو۔ اس لئے مرزا قاریائی کا اپنے آپ کو جمیع اجزاء نبوت کا جامع کہنا اور تمام کمالات نبوت کا بالقوة اپنے اندر دعویٰ کرنا نبوت کے دعویٰ کرنے کے برابر ہے اور شمر

منم کسج زمان منم کلیم خدا  
منم محمد داحہ کہ عجیبی باشد

(تزیین القنوب ص ۳ غزالی ج ۵ ص ۱۳۰)

کہتا اگرچہ وہ مثالی طور پر ہو کفر ہے۔

۳۔ حضرت مجدد الف ثانی تحریر فرماتے ہیں: ”پس حصول کمالات نبوت مستلزم رابط طریق متبعیت و وراثت خاتم الرسل منافی خاتمیت اومیسست“ یعنی کمالات نبوت کا حصول یہ وہاں کے لئے بیرونی دور وراثت کے طریق پر خاتم الرسل کی بعثت کے بعد اس کے خاتم ہونے کے منافی نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ دعویٰ نبوت نہ کرنے والے کی وجہ سے جامع کمالات نبوت ہو سکتے ہیں اور یہی منصفانہ مدعیوں سے



چاہتے ہیں۔ پھر لغوی اور فقہی و فنی کا موازنہ بھی ہے ۲۳ دے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱)۔ "میں خدا کے قسم کے موافق نہیں ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا ممانہ ہو گا۔" جس حالت میں خدا میرا نام بھی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں کسی پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گزر جاؤں۔"

(مربہ ۱۴ آفریقہ مکتوبہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء۔ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)

(۲)۔ "اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے دن کو مپائے گی جو پہلے نبی اور صدیق یا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگویاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہا کرتے رہے۔" مصلیٰ قریب پانے کے لئے نبی ہوا ضروری ہو۔ اس مصلیٰ غیب سے یہ امت غور و غیب میں درستی غیب سب مشروط آیت (و لا یطہر علی عینہ احد) نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس موافقت کے لئے مصلیٰ بروز ظلیت اور فانی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔" (ایک مصلیٰ ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء۔ شہرہ خیرات ص ۱۰۹)

(۳)۔ "مستحق نبوت" تحفہ مستحق پر حق ہو گئی ہے۔ مگر علی نبوت اس کے معنی ہیں کہ تحفہ فیض بھری ستارہ پا ہوا قیامت تک باقی رہے گی۔"

(حقیقت کوئی ص ۱۸، خیرات ص ۱۰۹)

نہ مہارت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نبوت اور رسالت جو آیت و صدق ہے مستقل طور پر بلا واسطہ حاصل نہیں ہوتی۔ مگر مرزا کے خیال میں رسول ہونا غیب کی اتباع سے یہ وجہ تعمیر ہو سکتا ہے اور یہی معنی ظلیت کے ہیں۔

لہذا محمد علی کا دعویٰ ظلیت کو دعویٰ نبوت کی نفی میں پیش کرنا کہ سایہ اور اصل شے برابر نہیں ہوا کرتی جائز نہ رہا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے (انکشاف مورخ ۲۳ اپریل ۱۹۰۰ء) میں ظلیت کے معنی کمالات نبوی کا حاصل کرنا لکھا ہے اور اسکی ظلیت کا وجود دوسرے حقیقی نبیوں میں تسلیم کیا ہے جس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ جب دوسرے نبی ہو وہ ظلیت کے حقیقی نبی تھے تو مرزا قادیانی کیوں حقیقی نبوت سے محروم رکھے جائیں۔ ملاحظہ ہوا اخبار الحکم جس میں دو لکھتے ہیں:

"پہلے تمام انبیاء علیٰ علیہم السلام کی خاص نام صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے کل ہیں۔"

(انکشاف ۱۴ نومبر ۱۹۰۰ء، ص ۱۰۹، املو خات ج ۳ ص ۷۰)

جب ایک صفت میں غل ہونے کے بعد جو تمام انبیاء کی حقیقی تھے تو مرزا قادیانی جو جمع انصاف نبوت میں اپنے آپ کو غل کہہ رہے ہیں کیوں نبی حقیقی نہ ہوں گے؟۔



یہ لہجہ بات میں اتنی دوسٹا ہے۔ جیسے کہ اپنے گھر کے چاچے۔ اسی طرح یہ لہجہ رسالت میں پہلے  
 آئی اور بعد میں وہ قصیدہ ہوتا۔ لیکن امانت نبوت کے لئے قرآن پڑھنے کے بعد شیعہ ہونے میں کوئی  
 حرج نہیں۔

حدیث میں ہے ”تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَسَوْفَ يَأْتِيكَ الْيُسْرَىٰ وَإِنَّ إِلَهًا مَعَهُ  
 لَعَلِيمٌ“۔ اس سے وہ کہہ رہی ہیں کہ۔ تمہاری ہمت کے بعد یہ آگے آئے گا۔ بلکہ وہ اس معاملہ میں  
 یہ بھی اتنی جیسے ہیں کہ۔ یہ قرآن آیت کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ۔ اس قوم کی طرف اس کو  
 رسول بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ یہ وہ اپنی قوم کا پیشوا ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات نہیں آتا کہ وہ اپنے سے  
 بڑے اس کو کہتا ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ وَقُرْآنًا تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ لِيُخَوِّفَ الْغَافِلِينَ  
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“۔ اور خدا تعالیٰ نے اس میں سے ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ“ اور ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ  
 الْقُرْآنَ“ کے دو حصے جدا جدا کر دیے ہیں۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْكِتَابَ“ اس میں تمام  
 قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔

پھر اس میں ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ کے دو حصے ہیں۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام  
 قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ  
 حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ  
 حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔

”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ  
 حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ  
 حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ  
 حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔

”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ  
 حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ  
 حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ  
 حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں تمام قرآن ہے۔  
 ”وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ“ اس میں صرف وہ حصہ ہے جس سے قرآن پڑھا جاتا ہے۔

پہلو سے اٹھ کر چلا دیا، مگر وہ مستقل ہی کھڑا رہا اور نہ راستے پر کوئی سبب نہ ہوتا ملا۔ (طحاوی حقیقت  
ملفوظ ص ۹۰، تاریخ ابن تیمیہ ص ۱۰۰) اس بات کی سطحی پہچان سے فوراً پوچھ لیں۔

۱۰ "الغرض یہ حدیث صحیحہ تھی، لیکن امام احمد نے اسے حدیث حسنہ سے امت میں سے نہیں ہی  
ایک فرد مخصوص سے نہ لیا اور جس قدر کچھ سے پہنچا، اسے امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
میں۔ ان کو یہ حدیث میں نصرت کا نہیں ہو گیا اور امام احمد نے اس کو اس نام کے تحت نہیں لیا۔ کیونکہ  
کثرت سے اس حدیث سے امور تعبیر میں میں شک ہے۔ اور وہ اس حدیث سے اس حدیث میں نہیں جاتی۔"

۱۱ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔"

۱۲ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔" امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
فیصلہ اس پر خلاف سے یہاں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
۱۳ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔" امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
نہیں دیکھا۔"

۱۴ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔" امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
تاریخ موجودہ قریب ان مشتمل ہیں اور اس حدیث سے امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔

۱۵ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔"

۱۶ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔" امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
بیشکیوں سے یہ حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔ امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔

۱۷ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔"

۱۸ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔" امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔ امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
۱۹ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔" امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔ امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔

۲۰ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔" امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔ امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
۲۱ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔" امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔ امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
۲۲ "اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔" امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔  
اس حدیث میں امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔ امام احمد نے اس حدیث کو بے اعتبار قرار دیا۔









ہونا نبوت تشریح ہے جو شریعت نبوت کے خلاف ہے۔ حق کہ وضع حرب اور وضع جزیہ کا حکم بھی ایک شریعت جدید ہے۔ جس سے شریعت محمدی کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ انعقاد شریعت کے لئے جملہ احکام شرعیہ کا خاتمہ ہونا ضروری نہیں۔ صرف ایک حکم بھی شریعت کبلا یا جاسکتا ہے۔ محرم، نیکیت میں کہ مرزاقہ دینی بھی بعض احکام شرعیہ کو وقتی نقصان کی وجہ سے منسوخ اور تبدیل کر رہے ہیں۔ چنانچہ جہاد کی فرضیت و تعلیم شرعی سمجھتے ہوئے رفقہ مذہبی وہب سے حرام فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

”ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ ان باتوں پر ہرگز اعتقاد نہ رکھے بلکہ جہاد اب قطعاً حرام ہے۔ اسی وقت تک جہاد کہ حسب اسلام پر مذہب کے لئے تو اراغائی پائی تھی۔ اب خود خود ایک ایسی ہوا چلی ہے جو ہر ایک فریق اس کاروائی و فطرت کی نظر سے اٹھتا ہے جو مذہب کے لئے خون کیا جائے۔ کتاب و وقوف بھی ان نے جا کاروائیوں سے کنارہ کش ہو گئے ہیں اور عام طور پر قمارلوگوں میں عقل و جہد و شریعت کی شکل آگئی ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اب مسلمان بھی جہاد کی توار کو توڑ کر کرب رائی کے بھگیا۔ بنالیں۔ کیونکہ مسیح موعود آ گیا اور اب تمام جنگوں کا خاتمہ زمین پر ہو گیا۔“ (محمد تار، پس ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳،

مقتاد میں ملائکہ کی تائید شرعیہ سے انکار کیا۔ لکنی رحمہ اللہ میں جو نکل علیہ السلام کا نزول پایا۔ تجربات کی شرعی حیثیت سے انکار کرتے ہوئے اس کو چودہ وراثتیں مسمیٰ مسمیٰ بتایا۔ حیات مسیح اور ختم نبوت سے انکار کیا۔ قرآن مزین کی تفسیر میں روئے کو غفل و بے ادب اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی کوئی پروا نہ کی وغیرہ وغیرہ تمام نئے احکام ہیں جس کا شریعت اسلامی میں کوئی پتہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ حسب بیان سابق قرآن مجید کی کئی آیات کا الہام ہونا بھی نبوت تشریف ہے اور مرزا قادیانی کو قرآنی آیات کا الہام کی پروا ہے۔ جیسا کہ یہ الہام کبھی ہے

(۱) وما رمیت ادر میت ولکن اللہ رمی (۲) الرحمن علم القرآن (۳) لتنذرنا ما نذر الہم (۴) ولتستبین سبیل المعرجین اس صفحہ کی کبریٰ کے بعد قیچہ ظاہر ہے۔ (تہذیب نقی ص ۵۵، خزائن ص ۲۶) اس طرحی علیہ السلام کا نزول مانا جانے تو قرآنی علم حاصل کرنے کے لئے وحی کا ناز نہ ہوگا تو ضروری ہے اور یہ ختم نبوت کے خلاف ہے

نہ جسکی علیہ السلام کو معارف قرآنی کا علم بذریعہ اللہ ہوگا۔ وہی نبوت کی کوئی قسم نہیں پائی جائے گی (یہ حقیقت ص ۳۸) پر ہے کہ

”و كذلك عيسى عليه السلام اذا نزل الى الارض لا يحكم فيها الا بشريعة نبينا محمد ﷺ بعرفه الحق تعالى بها على طريق التعريف وان كان سبأً ولهد مشرع محمد ﷺ ومفهمه عيسى وجه كلا ولياء المصديين فهو منا وهو سيدنا“

حق یعنی علیہ السلام کو شریعت محمدی کا علم بذریعہ الہام ہونا کشف نام کے ہوگا۔ جیسا کہ اس امر کے خواص کو ہوتا ہے پھر مرزا قادیانی بھی علم کے لئے بذریعہ الہام معارف قرآنیہ وغیرہ حدیث کے حاصل ہونے کے قائل ہیں۔

مہیا کہ نصیحتیں ہیں ”والوحي الذي يرسل على خواص الاولياء والنور الذي يتجلى على قلوب قوم“ (توضیح تراجم ص ۱۵، خزائن ص ۲۳)

اگرچہ جسکی علیہ السلام کو بھی قرآن کا علم اس طرح ہوتا تو کیا مضائقہ ہے۔ ہذا چین میں لکھتے ہیں کہ: ”ما سواہی کے علم کو دیا گیا اور احادیث کے صحیح معنی میرے پرکھوے گئے۔“

(ضمیمہ تراجم ص ۳۱، خزائن ص ۲۸۹)

## ختم نبوت کا ثبوت قرآن مجید سے

۱۔ "وَمَا نَعْبُدُ إِلَّا ذِكْرَ لِلْعَالَمِينَ (المائدہ: ۷۰)" قرآن تمام عالم کے لئے تذکرہ اور نصیحت ہے۔

عجب باتوں، عجب قوم کی شخصیتوں کے بغیر یہ فرد بشر کے واسطے آسمان میں ہدایت ہے اور اس کے اصول کی پابندی نجات کا ذریعہ ہے۔ اس لئے کوئی ایسا فرد انسانی نہیں نکل سکتا جو کسی مسئلہ میں قرآنی فیصلہ کے علاوہ خدا تعالیٰ سے بہرہ یں محروم ہو کر عمل کرے نبوت کے عہدہ پر ممتاز ہو سکے۔

اور قرآن کا یہ دعویٰ "عَدِي لِلْعَالَمِينَ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْعُرْفَانِ (المائدہ: ۷۰)" کہ دو کتابیں انسانوں کے لئے ہدایت کی کتاب ہے اور ہدایت کی راہ اور قومی دہانوں پر چڑھائی اور حقانیت کو ظاہر کرنے والی ہے۔ صحیح نہ ہوگا۔ مرزا قادیانی بھی صداقت اور نجات کو اس میں منحصر کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"اور یقیناً او کا کل اور آسمان ذریعہ کہ جس سے بغیر تکلیف اور مشقت اور سزا و عذاب و عقوبت اور شہادت اور خطا اور سب کے اصول سمجھیں۔ عدوان و اکمل عقیدہ کے معلوم ہو جائے اور یقیناً کائنات سے معلوم ہوں۔ دو قرآن شریف ہے اور جزو اس کے دنیا میں کوئی دوسری کتاب نہیں اور نہ کوئی ایسا دوسرا ذریعہ ہے کہ جس سے یہ مقصد اعظم ہمارا پورا ہو سکے۔"

(برہن: ۱۸۵ پر ۸۵ و ۸۶ اور انجیل ص ۷۷)

۲۔ "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء: ۱۰۷)" کا ترجمہ جو مرزا قادیانی نے لکھا ہے یہ ہے "یعنی میں نے تمام عالموں کے لئے تجھے رحمت کر کے بھیجا ہے۔"

(۱۰۷ شریف ص ۶۹ و ۷۰ انجیل ص ۷۷)

جس جیسا کہ خدا تعالیٰ تمام جہان کا خدا ہے۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ تمام دنیا کے لئے رسول ہیں۔ ملاحظہ ہو: رحمت ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی ذات باریکات اسی وقت تمام دنیا سے رحمت ہو سکتی ہے جبکہ کوئی شخص نبوت اور حق جو خدا تعالیٰ کی رحمتوں میں سے بڑی رحمت ہیں خدا تعالیٰ سے نہ پائے۔

اگرچہ وہ آنحضرت ﷺ کی عالمی اور شریعت کی اتباع کرنے سے ہی نصیب ہو۔ کیونکہ اب جملہ رحمتوں کا انحصار رسول مرسلین ﷺ کی ذات اللہ سے ہو گیا ہے

اگرچہ کئی بعض احکام میں رسولی شریعت کا تابع ہوتا ہے۔ جیسا کہ (امدنیہ پانچ نمبر

۱۰۔ ۳۰۰ ہجری کا آخر آگیا ہے اور تہذیب و تمدن کی ترقی نے "فقد لا یسکون" مستغفل بل  
یہی القویہ، الذی عین من سبی ما قبلہ، زردغنی ج ۹ ص ۷۸ "نئی وہابی جو رسول نہیں  
ہو اور رسولی شریعت کی قربت کے لئے آتا ہے۔ لیکن نبوت و وحی پر اور سنت خدا کی طرف  
سے حمایت جاتی ہے۔ اس صفت میں کسی کا واسطہ نہیں ہوتا۔ مگر رسول اکرم ﷺ کی زندگی کی رحمت  
تمام بقول سے بڑھ کر رحمت ہے۔

اس کی صورتوں میں بھی اور رحمت کی صورت میں ہے۔ اس سے زیادہ اگر اس رحمت  
کے لئے کیا ہو سکتا ہے تو اس نے ہمارے رہائی کا ارہام کیا ہے کہ روزی امرا اہل کے نہیں کے  
پروردگار ایک اور اعزاز دے گا۔ یہ روزی کے لئے ہے ﷺ کی مدد میں اسے جو کر اسٹیج کا راجہ  
جنگ کرے گا۔

۲۔ اس رحمت سے نکل کر ہر روزی اور رحمت نبوت اور وحی سے  
تخلیہ کے لئے ہے کہ رحمت پر صرف آتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔

۳۔ اور جب آپ رحمت کے روز تمام دنیا پر رحمت اسلام ان کے لئے ہے نیچے سوار کے  
توریا میں کسی کا آپ ﷺ کی مدد میں سے ہوا تھا۔ ان میں سے

فسر دارم کہہ سوا داغ غلامی زدہ

اس بیان سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ رحمت محمدیہ کو اس رحمت سے محروم رکھنا اس کے  
منقول اور کسر یہ ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن اس کا جواب مرزا کا دیانی کے الفاظ میں ہے "کمال  
مقتل اور کمال نور" ایت قلب سرفہ بعض افراد بشر یہ میں ہوتا ہے۔ کمال میں نہیں ہوتا۔ اب ان  
دونوں نبوت کے ملنے سے یہ مرچیا یہ نبوت پہنچی گیا۔ وہی اور رسالت فقط بعض افراد کا۔ نبوی  
میں ہے۔ نہ ہر ایک فرد بشر کو۔ (درجہ محمد پس ۸۸، خزائن ج ۱ ص ۹۸، حاشیہ ۱)

۲۔ "قل یا ایہذا النبی رسولی رسولی اللہ ابکم جمیعاً" (اعراف ۱۵۷)  
"واریسہا لعلاس رسولی اللہ" (۱۰۱) "جو دونوں کو کہہ کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا  
ہے ہوں۔ نہ صرف آپ قوم کے لئے کہ"

(۱) حضرت محمد ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۸۸، وچشمہ رحمت ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹  
مضمون پہنچنے کی یہ بحث عام آئیہ سکڑ، نہ کہ کے لئے کہسوس تھی۔ کہہ مرزا ان کی ہر قوم  
کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ حدیث میں ہے کہ "امی رسول من اد رکف حدی و من  
یولد بعدی اکسر اعمال" ج ۱ ص ۱۰۱، حدیث بعد ۳۰۵، ۳۰۵، طیفان اس سعد ج ۱ ص ۱۰۱



اور اس طرح اس وقت تک کہ وہ اس کی طرف سے اپنے لیے کوئی کام نہ کرے۔

(۱۳)

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

(۱۴) میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

(۱۵) میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔

میں نے اس کی طرف سے کوئی کام نہ کیا تھا۔





مرزا کا دیانی سمجھتے ہیں کہ ”ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تم سہ دن کا کوڑا مارو۔“

(چشمہ معرفت ص ۶۸، ج ۱، صفحہ ۲۳ ص ۷۹)

اس لئے عالم کا کوئی آدمی بھی اس سے باہر نہیں ہو سکتا اور نبی کے واسطے فی الجملہ ایسا

ہونا ضروری ہے۔

”وَمَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا نَبِئَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعِ

غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ مَوْلَاهُ مَاتُوا لِي وَنَصْلِيهِ جَهَنَّمَ وَسَلَاتُ مُصْبِرًا (النساء: ۱۱۵)“  
اس میں آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نکلنے والوں کو جہنمی کہا گیا ہے۔ چنانکہ نبی کے لئے فی الجملہ  
رسولی شریعت کی پابندی سے باہر ہونا لازمی ہے۔ ورنہ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نبی کا آقا  
منتجب ہے۔

۱۴۔ ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ

وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب: ۴)“

”خاتم النبوة بكسر التاء أي ما عاقل الصمد وهو الإتمام وبقتضها

بمعنى الطابع“ (معجم البحار ج ۱ ص ۱۰۱) ”وَلَا تَمُوتُ كَالْشَيْءِ وَخَاتَمُهُ  
عَلَيْهِ وَآخِرُهُ“ (لسان العرب ج ۵ ص ۲۰۰ روبر آیت حقد)

یعنی لفظ خاتم تا کی زیر اور زبردوں طرف پر لکھا پڑھا گیا ہے۔ تیسرا لفظ مصدر کا لفظ  
اسم فعل ہے۔ جس کے معنی ختم کرنا یا میراث بنانا ہیں۔ لیکن جب میراث لگانے کے لئے آتا ہے تو اس کا  
صراطی یا کرتا ہے۔ تو نہ تو ختم ختم اللہ علی قلوبہم اور نہ تو کے ساتھ معنی میر ہے اور اس  
وقت آیت کے یہ معنی ہیں۔ آپ ﷺ نبی کی میر ہیں۔ کسی تحریر کے آخر میں میر کا ہونا اس مکتوب  
یا مضمون کے ختم ہونے کی علامت ہے یا جو تحریر سر بمبر ہوتی ہے وہ ہر قسم کے تعمیر اور تجدید سے محفوظ  
ہو جایا کرتی ہے

”فَعَلِ أَمْرٌ ظَاهِرٌ وَعَلَامَتُهُ الَّتِي تَدْفَعُ عَنْهُدِ الْأَعْرَاضِ وَالْعَاهَاتِ لَا مَهْ

خَاتَمِ الْكِتَابِ بِصَوْنِهِ وَيَمْنَعُ الْفَاطِرِينَ عَمَلْفِي بِأَطْنَفِهِ“

(معجم البحار ج ۲ ص ۱۲ ختم)

یہی طرف نبوت ایک سر بمبر چیز ہو گئی۔ جس کو نہ کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ کوئی اس مقام  
”نہی قدم رکھ سکتا ہے۔ جس کے لئے نبی معنی میں آئے کو نبوت آپ ﷺ پر بند ہو چکی ہے اور یہی





وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بَحَثَهُ كَاطِبِ طَبْعِهِ تَعْنِي  
حَدَّثَ النَّسَبَ الَّذِي خَدَعَ السُّبُورَ عَنْهُ وَتَنَاهَا حَرَّ الدَّهْرِ

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابن مکی ص ۱۰۰ قاضی بن علی

وَلَمْ يَنْطَبِخْ لَوَحِي بَعْدَ وَقْعِهِ وَحَدَّثَ النَّسَبَ تَعْنِي

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

وَلَمْ يَنْطَبِخْ لَوَحِي بَعْدَ وَقْعِهِ تَعْنِي

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰

ابو جعفر طوسی ص ۱۳۰





ج بعد کے معنی کسی سختی کی کتاب میں حدیث کے نہیں آئے۔ البتہ اور یاد رکھ کر کے معنی کثیر الاستعمال ہیں۔ نووی نے شرح مسلم میں اقل من بعدنا من املاء کے معنی میں سوانا کئے ہیں۔

۲۔ ”اولئك الكذابين يختر جان بعدى احدهما عدسى والاخر مسيلمة“ (بخاری ج ۲ ص ۲۸۸۔ باب وفد بني حنيفة) ”میں بعد سے مراد یہی نبوت ہے۔ پتا چد ایک روایت میں الكذابين الذين اتايعنهم آیا ہے اور ان دونوں نے دعویٰ نبوت بھی آپ ﷺ ہی کے زمانہ میں کیا تھا۔

۳۔ ”لو كان موسى حيا (مشكوة ص ۲۰۰۔ باب الاصحاح بالكتاب والاحكام)“ ”میں یہ بات ثابت کر دی کہ پرانے نبی کا آقا ﷺ کے ساتھ منع ہونا منع نہیں ہے۔ چارہ اگر ہے تو جدید نبی کا آقا ﷺ چارہ ہے۔

۴۔ ”لا نبی بعدی میں انہی جنس کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ صفت کے واسطے ہے۔ جیسا کہ اذہلك كسرى فلا كسرى بعده میں ہے۔

۵۔ ”لو لمی صفت کے لئے یہاں سفر نہیں ہے۔ کیونکہ نبوت غیر تفرید و مریقت شرعی اصطلاح میں نبوت نہیں کہلاتی۔ مجدد و ولایت کا ایک مقام ہے۔ جیسا کہ پہلے مقرر چکا ہے۔

### ختم نبوت از احادیث

۱۔ ”قال مقلی ومقل الانبياء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجعله الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس مطوفون به ويتعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال انا اللبنة وانا خاتم النبيين“ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱۔ باب خاتم النبيين، مسند ص ۱۵۸۔ تفسیر ترمذی، مشکوة ص ۱۱۰)۔

سلسلہ نبوت کو ایک مکان سے تشبیہ دی جس کے تمام ہونے میں ایک لبتہ کی کسر تھی۔ وہ آخری لبتہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ لہذا مکان مکمل ہو گیا اور اس میں کوئی نئی لبتہ لگانے کی جگہ نہیں رہی۔ یہی علیہ السلام نزول کے وقت لئے نبی نہ ہوں گے۔ بلکہ مکان نبوت کی پہلے والی لبتہ ہوں گے۔ جن کی آمد نبوت کے رنگ میں نہ ہوگی کہ جو تکمیل مکانیت کے معانی ہو اور من قس کی قید اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جس قدر نبی آنے والے تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے







- بغدی“  
 ۳. ابنا محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد  
 انبی لابی لابی بغدی"  
 ۴. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۵. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۶. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۷. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۸. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۹. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۰. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۱. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۲. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۳. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۴. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۵. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۶. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۷. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۸. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"  
 ۱۹. اب محمد، "کسی لابی لیا محمد، کسی لابی اما محمد"

۲۰ "اول الرسل آثم وأخبرهم محمد ﷺ

(تکثر القدر ج ۱ ص ۱۰۰ حدیث نمبر ۳۲۶۹)

۲۱ "ان الرسالة والسورة قد انقطعت فلا رجول بعدی ولا

نفس" (مروئی ج ۲ ص ۴۰ باب ۵۵۱ من السورة وخشب السمیران)

۲۲ "لو كان سعدی نسی لكان عندی" (مروئی ج ۲ ص ۴۰ باب

مناقب اسی حصص عن اسی خطبہ مسکودہ ص ۵۵۱ باب مناقب عمر (فصل الناس)

۲۳ "فان الترمذی هذا حدیث عریض"

تریب ضعیف حدیث کو نہیں کہتے۔ کچھ ماہر کی تسبیح میں۔ یہ ایک ترمذی حدیث ہے جو عریض ہے۔

۲۴ "كلمت اول الضمیر فی التحفی وأخبرهم فی لبعث" (تکثر

القدر ج ۱ ص ۱۰۰ حدیث نمبر ۳۲۶۹) (مروئی ج ۲ ص ۴۰ باب مناقب اسی حصص عن اسی خطبہ مسکودہ ص ۵۵۱ باب مناقب عمر (فصل الناس)

تریبہ واضحہ و اوضحہ ہے لائن السورة ج ۲ ص ۵۵۱)

۲۵ "ان نشهد ان لا اله الا الله وانى حاتم الانبياء ورسله"

(مسند ذک ج ۲ ص ۴۰ حدیث نمبر ۳۲۶۹)

۲۶ "والذى سئس سئس بيده لوالصبيح فبكم موحي لى

انتموه اصلتكم لىك حظى من الامه وانا حظكم من النبىين"

(مسند احمد در سنن ج ۲ ص ۴۰)

۲۷ "واوكان موسى حياً وادرك بيونى لىتعنى"

(مروئی ج ۲ ص ۴۰)

۲۸ "ومى رواية لوكلى موسى حياً لما يسعد الاتماعى مسكودہ ص ۵۵۱"

یعنی ام محمد نبوت پیش رہی ہے اور نہ بن پر وق نازل ہوگی۔ البتہ ان دشمن محمد پر کو پانہ کی کرتی ہے۔ گو محمد نبی کا ہونا محمد نبوت پر شہادت کی ہے۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔

۲۹ "آپ نے مجھ کو ان میں سے کیا ایک لکھ چوکیں بزرگی، جنت کے

ساتھ فرمایا تھا؟ یہ ایسا انسان ہے کہ اسے بعدی ولا امة بعدکم"

(مسند احمد حدیث نمبر ۳۲۶۹)

۳۰ "ان ربكم واحد واملكد واحد ودينكم واحد ونيكد





ما السبب واحتمل علمه الایہ فیکفر مدعی خلاصہ ویرسل ان اصراراً

(ترویج اسلام، ج ۳، ص ۳۶)

مارہ وین شین تم میں میں شہدہ تواب، یہ ہے کہ کبھی میرا

کو آتا تھا یہ سب سب سے

تفصیلاً - اور انکسار کے لئے بعض المعمرات والیہ ہستہ وین واقعتہ  
ورعوا ان هذه الاحادیث - برتورہ مقولہ تعالیٰ وحید المیسر ومقولہ علیہ

سلام لا یسعی تعزیر ویاخصاص المسلمین انہ لا یسعی بعد مضطرب - وین  
ترویجہ ہوتہ الی یوم الضمانہ لا یسعی - بعد انہ لا یسعی لہ لیس

المسیرہ اور الی محمد بنی علیہ السلام کہہ کہ الی یوم الضمانہ یسعی ہر عبادہ وافی  
عہد الاحادیثہ وافی عمر مدعی میں شہدہ صحیحہ عہد الاحادیثہ ہوتا ویا

سعی علی کتاب الامان وغیرہ انہ یسعی حکماً مضطرب حکمہ ہر عہد ویا  
میں اور شہدہ ہر عہد الی یوم الضمانہ

موتہ الی یوم الضمانہ (یوم الضمانہ) ہے کہ میں میں شہدہ الی یوم الضمانہ  
فانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ

یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ  
یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ

یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ  
یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ

یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ  
یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ

یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ  
یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ

یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ  
یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ

یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ  
یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ الی یوم الضمانہ













واللہ ہدایا، والحمد للہین (منتقد۔ کثر العمال۔ حاسہ سے احدث ص ۲۰۹ ج ۲۰۲ ابن کثیر ص ۲۰۲ ج ۱۰) چاہئے کہ ترجمہ بھی لکھ سوا کرے۔ امام ابن کثیر سن اولیٰ لکھ رکھتا ہے۔ مراد سے کہہ چکا ہے۔ ترجمہ میں کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں۔

۲ آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی اطاعت کی ضرورت ہے۔ رسول کی اطاعت کی ضرورت ہے۔ جب نبی ہوتا ہے۔ اس کے لئے حق کی قیادت دوسری آیت کی وجہ سے کافی ہوتی ہے تو امام نے تم نبوت کی وجہ سے یہی میں نبوت کی لکھنے کی چاہی ہے۔

۳ قرآن میں اللہ اور رسول کی اطاعت کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے حق کی قیادت دوسری آیت کی وجہ سے کافی ہوتی ہے تو امام نے تم نبوت کی وجہ سے یہی میں نبوت کی لکھنے کی چاہی ہے۔

۴ نبی، صدیق، امیر، صلوات علیہ وسلم کی اطاعت کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے حق کی قیادت دوسری آیت کی وجہ سے کافی ہوتی ہے تو امام نے تم نبوت کی وجہ سے یہی میں نبوت کی لکھنے کی چاہی ہے۔

۵ منعیس جمع ۵ طے۔ اس کی یاد ہے کہ اس نے مراد لکھائی ہے۔ اس کے لئے حق کی قیادت دوسری آیت کی وجہ سے کافی ہوتی ہے تو امام نے تم نبوت کی وجہ سے یہی میں نبوت کی لکھنے کی چاہی ہے۔

۶ ابن کثیر ص ۲۰۲ ج ۱۰ (منتقد۔ کثر العمال۔ حاسہ سے احدث ص ۲۰۹ ج ۲۰۲ ابن کثیر ص ۲۰۲ ج ۱۰) چاہئے کہ ترجمہ بھی لکھ سوا کرے۔ امام ابن کثیر سن اولیٰ لکھ رکھتا ہے۔ مراد سے کہہ چکا ہے۔ ترجمہ میں کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں۔

۷ ابن کثیر ص ۲۰۲ ج ۱۰ (منتقد۔ کثر العمال۔ حاسہ سے احدث ص ۲۰۹ ج ۲۰۲ ابن کثیر ص ۲۰۲ ج ۱۰) چاہئے کہ ترجمہ بھی لکھ سوا کرے۔ امام ابن کثیر سن اولیٰ لکھ رکھتا ہے۔ مراد سے کہہ چکا ہے۔ ترجمہ میں کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں۔





تجلی کی ان حالتوں سے جو کہ درستی اور سچا سچا حقائق کو بیان کرتی ہیں، ان کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔ اور جو کہ ان کے خلاف خلاف  
اور جس کے خلاف ان کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں، ان کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔

حق (اللہ) اللہ عزوجل کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔

حق (اللہ) اللہ عزوجل کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔

حق (اللہ) اللہ عزوجل کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔

حق (اللہ) اللہ عزوجل کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔

حق (اللہ) اللہ عزوجل کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔ علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے اور علی (علیہ السلام) کے ساتھ ہے۔









سہ حسبِ قیامات و شیخ عبدالحق صاحب شعرابی وغیرہ جس بارے میں ثبوت غیر تصریح کے اجراء کا اقرار کیا ہے۔ انہوں نے صاف طور پر یہ طعن کر دیا کہ ایسا محض ہر قسم میں نئی عربی مکتبہ کا تابع اور فرمانبردار ہوگا اور اس پر سوائق یا مخالف کسی شریک ہی نازل نہ ہوگی۔ نئی غیر تصریح یا تابع نبی کے نہیں بنتے ہیں۔ اس بات کا کسی جدا انہماک نہیں کیا کہ کوئی شخص شریعت محمدیہ کی اتباع سے واجب ثبوت حاصل کر سکتا ہے۔ لہذا یہ کہنے والے کو کا کر کہا ہے "ومن ادعی النبوة أو جوداً لنفسه أو حوراً اکتسب مہماً والبلوغ بصدق الخشب الی مریتھا کا افلاسفة وعلاء المتصوفة وكذلك من ادعی منهم انہد یوحی الیہ وان لم یدع النبوة فہولاء کلہم کفار مکتوبون لنفسی علیہ" (نصف، ج ۲ ص ۵۷، ۵۸)

۲ "ودعوی النبوة بعد مہماتہ کفر جالاجماع"

(شرح فقہ اکبر ص ۷۰۰)

۳ "ولد یفصل ولی قطع دھرا نبیا نور مولانی استحالی قال الملا علی فساری فی شرحہ عنذہ البعس فی عنذہ ولا یصل ولی درجۃ الانسواء ولی من عبادۃ الخاطم الاندینا لغی اسماءات (اسماء) بہتانی کی مراد ان میں امت کا مرزا قادیانی کو محدود مانتے ہوئے بعض امتیاء سے قطع کرنا ضروری ہے۔ چونکہ نبی اس وقت نبی کہلایا جاتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی شخص میں شریعت سابقہ کی احکامات سے بہرہ ور ہو رہا ہو۔ راستہ اس پر خدا کی وحی آئے۔ یہاں تک قیامت تک بھی نہیں آسکتا۔ اس لئے صحنی خلیہ اسلام بھی حسب تشریف نہ کہیں گے تو یہ مشیریت ان میں کلیتہً مقبوض ہوئی اور ان پر شریعت محمدیہ کے برعکس کی ترویج کرنی لازمی ہوئی۔

مطالبہ ۱۔ مرزا قادیانی نے جو تابع نبی کے معنی کئے ہیں کہ ہر رسول اللہ ﷺ کی ترویج سے ثبوت حاصل کرے۔ اگر مرزائی جماعت نبی غیر تصریح کے یہ معنی کسی عالم سے ثابت کر دے تو ہم باوجود ان کے اجراء ثبوت کے کون ہو جائیں گے۔

مطالبہ ۲۔ اگر نبی تصریح کے معنی مرزائی توہدائی کے خیال میں یہ ہیں کہ وہ بسا حسب کتاب نبی شریعت اور نئے احکام خدا کی طرف سے لے آئے ہو تو پھر یہ حال کے کیا معنی ہیں؟ اور اگر رسول تشریح نبی ایک ہی ہے تو ان شخصیتیں خاتم المرسلین ہونے۔ خاتم الانبیاء نہ ہونے یا وجود یہ کیا بحث میں ختم ہوتی ہیں۔











اللہ علی الکاذبین (آل عمران: ۷۵) ”جیسوں پر خدا کی لعنت اوتی ہے اور نبوت نما، بالی  
میں سے ایک بانی نجات ہے۔ وہ اپنے فرائض میں کمال میں آید فی سدی بھی جوت نکل آیا  
تو وہ بھی نہیں رہتا۔“

مرزا کا دعویٰ یہی فرماتے ہیں۔

۱۔ ”میں نے کہا کہ میں جھوٹ چاہتا ہوں۔“ (تاریخ سیرت: ص ۲۱، ذیل ق ۵ ص ۲۱)

۲۔ ”مجھ کو ہر مہر دوتے کے نہیں۔“

(اصول تفسیر: ص ۱۲۱، ج ۲، ص ۱۲۱، ج ۲ ص ۱۲۱)

۳۔ ”مجھ کو ہر مہر دوتے کے نہیں اور وہی نہ اکا مہر نہیں۔“

(تذکرۃ توفیق: ص ۲۱، ج ۲، ص ۱۲۱، ج ۲ ص ۱۲۱)

۴۔ ”مجھ کو ہر مہر دوتے کے نہیں اور وہی نہ اکا مہر نہیں۔“

یہاں سے تو دیکھیں کہ کام ہے۔“

۵۔ ”جسب آید بات میں توئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو کچھ دوسری باتوں میں میں پر

اعتبار نہیں رہتا۔“

۶۔ ”جسب حیرت نہ امر ہے نہ بعض حوائج یعنی کجیاں بھی جو حکمت پاک فراق

دلیا میں ہیں۔ کچھ خواہش نہ کیا کرتی ہیں۔“ (اصول تفسیر: ص ۱۲۱، ج ۲، ص ۱۲۱، ج ۲ ص ۱۲۱)

مرزا کا دعویٰ یہی ہے کہ معاملہ میں جھوٹ ہوئے۔ وہ خود خدا تعالیٰ اور اس کے رسول

پر بھی اعتراض کرنے اور برتانہ داند چلنے سے پہلے نہیں آیا۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ ”مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ ”جسب کسی شہر میں وہا

ہاں ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ وہ تو آتے اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے ناراضی

ترکے دئے نہیں۔“

۲۔ ”شہر قوم میں ہے۔“ (اصول تفسیر: ص ۱۲۱، ج ۲، ص ۱۲۱، ج ۲ ص ۱۲۱)

۳۔ ”اس مضمون کی حدیث کوئی نہیں۔“ یہ مرزا کا دعویٰ کہ اس میں اعتقاد ہے۔ اور

بیگانہ ہے۔

۴۔ ”آنحضرت ﷺ سے چچا میں گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے

فرمایا کہ آج ہی ساری سے سو برس تک تمام دنیا آدم پ قیامت آجائے گی۔“

(تذکرہ: ص ۱۲۱، ج ۲، ص ۱۲۱، ج ۲ ص ۱۲۱)

















چند اور کتابوں کی قیمت ایک ایک کے دس دس کر کے وصول کئے۔

جیسا کہ مرزا قادیانی نے اس تحریر سے ظاہر ہے کہ "چونکہ یہ مخالفین پر نفع عظیم اور مومنین کے دس و جان کی مراد تھی۔ اس لئے کہ امراء اسلام کی عالی مہتمی پر بڑا بھروسہ تھا۔ جو دلیکی کتاب کا جواب کی بڑی قدر کریں گے اور جو مشقات اس کی طبع میں پیش آ رہی ہیں ان کے دور کرنے میں بدلی و جان متوجہ ہو جائیں گے۔" (براین حصہ ۱ ص ۶۲)

نیز بلا طلب کے اشتہاری اور بازاری لوگوں کی طرح کہیں رو ماہ کے کام روانہ کر دیں اور جب ان کی طرف سے تسلی بخش جواب نہ ملا تو کتابوں کی قیمت پانچ کی دہائی کی بڑی لجاہت سے درخواست کی ہے۔ پناہیہ کہتے ہیں کہ: "ہم نے پہلا حصہ جو چھپ چکا تھا اس میں قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے مایہروں اور دولت مندوں اور رئیسوں کی خدمت میں بھیجی تھی اور یہ امید کی تھی کہ جو امراء عالی قدر خریداری کتاب کی منظوری فرما کر قیمت کتاب جو آپ اپنی رقم ہے بطور پیشگی بھیج دیں گے اور ہاتھساری تمام حقیقت حال سے مطلع کیا۔ مگر باستثناء دو تین عالی ہمتوں کے سب کی طرف سے خاموشی رہی۔ اور خدا خواستہ کتابیں بھی دلیکی نہیں تو سخت دقت پیش آئے گی اور بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ ہم بکمال غربت عرض کرتے ہیں کہ قیمت پیشگی کتابوں کا بھیجنا منظور نہیں تو کتابوں کو بذریعہ ڈاک دلیکی بھیج دیں۔ ہم اسی کو عطیہ عظمیٰ سمجھیں گے اور احسان عظیم خیال کریں گے۔" (براین حصہ ۱ ص ۶۳)

"کبھی عیسائیوں کی کوششوں کا ذکر کر کے چند کے لئے آسانیا۔"

(براین حصہ ۲ جزائن ص ۶۰)

"اور ابھی اپنی غربت اور افسوس کوساٹتے رہا اور کبھی اندازہ نہ کیا اور اسلامی ہمدردی کا ریت کیا۔" (دیکھو، مشہور و مشہور، بیروت، برائین حصہ ۱ ص ۱۳ جزائن ص ۵۹)

آخر کار اس جہد و جدوجہد کا نتیجہ ایک دن سب لکھو ہا ہمارا نکل آیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: "یہ دلی ادا دل تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آچکی ہے۔ بلکہ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس سے ثبوت کے لئے ڈاکخانہ جات کے جسٹر کانی ہیں۔" (براین حصہ ۲ جزائن ص ۶۱ ص ۷۲)

"نویں سو ہری مراد تھی سب تھو دکھا دیا۔ میں ایک غریب تھا۔ مجھے بے انتہا دیا دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی۔ جو اس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی۔"

(براین حصہ ۲ جزائن ص ۱۱۹)











مہارت، محنت، حقیقت میں نئی جہانیت پھیلانے کے لئے قابل مدد ہو۔ یہی مراد ہے۔

ان میں احمدیوں کا حصہ کم از کم ۱۲۳۹

۱۔ علم الہیہ سوائے معابد کے شریعت اسلام پر کس بوجہ میں اور انجیل و مہاتجی صیہ  
مسلمہ پر مبنی، لکھنا پڑے ہیں۔ اگرچہ بات بات میں نہ لی جانتے آچرازم و مذہبی بد نظریہ سے  
بہرہ ور ہیں لیکن یہ سب بھلاؤں پر یہ کیا مفلک اور مفلک جو ان کی مفلک تو بنادے۔ ان کے  
تو کیمیا و ایلی کمیشن کا نتیجہ نہیں لکھا پڑا ہے۔ پھر ان کے علم کے معابد و تہذیب و تمدن کے  
مسلمانوں کا تصور۔ ان کی یہ مذہبی عرب رس و دشمنی کا جس نتیجہ کے رہنے والے مصلحتوں پر نہیں  
تھی۔ مرزا قادیانی نے جو عمر کا بیت بن لکھا۔ ۱۰۱۱ھ میں اقدار و جدی بیت اور افواض  
و طرائف کی حمایت میں آتے ہیں لیکن یہ صرف کہ یہ وہاں شرقی شمع کے تحت تھا۔ پھر ان کے کوفی  
نور پر ہر راہروں کو کھانے کے لئے چاہئے۔ اس کے لئے اس کے لئے

ان میں ۱۲۳۹ء کا حصہ کم از کم ۱۲۳۹

## مرزا قادیانی اور انبیاء میں اقلیت

۸۔ ”وخصیما علی انکارہم بعیسیٰ ابن مریم عیسیٰ بن ماریہ  
یضیہ انہما واحد۔ و انہما یدعیٰ علیہما اسم کی تعلیم کی تعلیم کی اور تو ان کی چلا آو  
کے خصوصاً عقائد کے بارے میں تو یہ بیرونی کی یہی ہی تعلیم دیتی ہے۔ ان کی تعلیم کی تعلیم بھی  
میں آو انہما عیسیٰ بن ماریہ بن النوراة والاسحیل“

۹۔ ”والہ لقی زید الاولین“

۱۰۔ ”عبد لقی السب المذنب“

۱۱۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

۱۲۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

۱۳۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

۱۴۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

۱۵۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

۱۶۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

۱۷۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

۱۸۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

۱۹۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

۲۰۔ ”بسیاویں ۱۰۳۳“

بارے میں نبی کریم ﷺ کی تحقیق کی بھی پراہد نہیں کرنا اور اس کی تخریب کرنا ناجائز ہے۔

چنانچہ چال کے ایک شخص داندہ ہوئے اور ایک چشمہ کے حور ہونے پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے غیورستان دہلی سے اور حضرت ﷺ نے اس پر یہ تحقیق مزید اضافہ فرمادی کہ اس کی پریشانی پرک، اب نہ بھی ہوئی ہوئی۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے۔

"عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ: ما من نسى الا وفداً استراحت  
اعور الكلاب الا انه اعور وان رجعك ايسر باعور مكتوب بين عابجه كاعور"

(سحاوی ج ۶ ص ۱۰۴ باب ذکر الدجال، مسند ج ۲ ص ۱۰۰ باب ذکر الدجال)  
مرزا قادیانی نے بھی زالدہ بام میں اس حدیث کی تفسیر میں اس طرح کی ہے۔ حضرت  
توح سے لے کر ہمارے سید رسولی غایت الانبیاء علیہ السلام کے مجدد تک اس صحیح و چال کی خبر و بود  
ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کی تفسیر میں سے ہوا انبیاء علیہم السلام کے درمیان مشیت میں بچے تھے۔  
انکار کر دیا۔ خواہ وہ کسی تاویل کے ماتحت ہو۔ لیکن تمام بیروں کا اس کا ظاہر پر ۲۴ اور اس میں کسی  
تسمیہ کی تاویل نہ کرتا۔ صرف مرزا قادیانی کی تاویل کی توجہ کرتا ہے۔ جب کہ ہم مرزا قادیانی کی  
بطالت یہ میر تقی میر سے کہتا ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کا چال کی شخصیت سے انکار کرتے ہوئے یہ  
تھکنہ نہ اس پر خوب ہے کہ "میر یہ کہتا ہے کہ اس آیت کے پوروں کی مانند کوئی اب تک و چال  
پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔"  
(ازالمس ۱۴۹۸ھ تا ۱۳۴۳ھ)

"اور پڑا یہ ثبوت پہنچا دیا کہ مسیح و چال جس کے آنے کی انتہا تھی یہی پوروں کا کرد  
ہے جو نہی کی طرحت تمام دنیا میں پھیل گیا ہے۔" (ازالمس ۱۴۹۸ھ تا ۱۳۴۳ھ)  
پھر یہ کہنا کہ رسول ﷺ کو چال کی سقیت کا صحیح غم نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ اور تمام  
انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے کے علاوہ اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ  
مرزا قادیانی کے خیال میں ان کی اپنی تحقیق انبیاء علیہم السلام کی تحقیق سے جدا ہے اور ان کے  
مخالف ہے اور مخالفت ہی مرزا قادیانی کے چال ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ مرزا قادیانی  
لکھتے ہیں کہ: "آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور چال کی توقیت کا جو بیچ نہ موجود ہونے کسی شخص  
کے سب سے مختلف نہ ہوئی ہو اور نہ دوس کے حریبان سے مدد گئی معنی کھلی ہو اور نہ یا جو  
یا جو کی عرق نہ تک وہی انہی نے اطلاع دی ہو اور نہ وہی الا رض کی مابیت کہاں ہی ظاہر فرمالی  
تھی ورنہ فاش قریہ اور صورت قشایہ اور امور مشاککہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی



تفہیم پذیر بعد انسانی قومی کے ممکن ہے۔ انسانی طور پر سمجھایا گیا ہو تو سمجھنا عجب کی بات نہیں۔“

(از لکھنؤ ص ۶۶۴، بھارتی راج ۳ ص ۳۷۳)

مرزا کا حال کی شخصیت کا مسئلہ متفق علیہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ ابن حنیاد کے دجال ہونے میں کبھی تردد کا اظہار نہ فرماتے۔

ج حضور ﷺ کو دجال کے شخص واحد اور محل من الہیہاں ہونے میں تردد نہیں تھا۔ تردید اس بار۔ میں تھا کہ دجال ہونے والا شخص ابن حنیاد ہے یا کوئی اور شخص ہے؟۔ انبیاء علیہم السلام کا اتفاق یقین شخصی میں ہے۔ تعین ذاتی میں نہیں۔ ابن ہذا اسمی ذاک۔ اسی طرح یا جروج یا جروج و خروج، وایت الارض وغیرہ مساکین رسول اللہ ﷺ کے بیان کی تصدیق نہ کرنا، وراس کے خلاف اپنی رائے پیش کرنا۔ ایت مذکورہ بالا کی رد سے بغالت کی نشانی ہے۔ مرزا قادیانی نے مالک کی حقیقت اور ان کے نزول جسمانی نزول وحی سے مراد اور معجزہ کی حقیقت وغیرہ میں بھی یہی تکریم ﷺ کی تحقیق کی مخالفت کی ہے اور بجائے تصدیق کے ان کی تکذیب کر کے اپنا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ سچے کی مخالفت کرنے والا جھوٹا ہی ہوا کرتا ہے۔ سچا کبھی نہیں ہوتا۔ نظام خداوند تمام چیزوں کی تحقیق ایمان مرزا کی بحث میں مفصل طور پر مذکور ہوئی۔ واللہ اعلم!

مرزا قادیانی اور بہادری

۹ ”الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ وَيَخْشَوْنَ اللَّهَ وَيَخْشَوْنَ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ“ (الحجرات۔ ۱۷) ”کبھی کوئی رسول یا نبی اظہار حق کے لئے کسی انسانی طاقت سے نہیں ڈرتے۔ مرزا قادیانی قیام عمر حکومت کے خوف سے اس کی رضا جوئی کے متلاشی رہے اور مولوی محمد حسین صاحب بنانوی کے مقدمہ میں قید و بند کے زور سے بعض الہامات کے ظاہر نہ کرنے کا عداوت کے رو برو عہد کیا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اقرار نامہ کے چند افہامات الہامات مرزا کے جس ۸ پر نقل کئے ہیں۔ جن میں سے یہ بھی ہیں۔

۱۔ میں (مرزا قادیانی) ایسی پیشین گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا۔ جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جائیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عقاب الہی ہوگا۔

۲۔ میں خدا کے نام ایسی اپیل کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عقاب الہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ خدا کی مباحث میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳ میں کسی چیز کو الہام بنا کر شائع کرنے سے بچنا تب رہوں گا۔ جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول امید رکھتا ہو کہ فلاں شخص اسے گا یا مور و غلاب الہی ہوگا۔ (اسیادت مرزا ص ۶۴)

مگورنٹس کے خوف سے لکھتے ہیں کہ "ہر ایک ایسی چیز کو کوئی سے انتخاب ہوگا۔ جو امن عامہ اور آخر حق مگورنٹس کے مخالف ہوں۔" (راوی ارجنٹن لبرائنس انٹروڈیوٹن ج ۷ ص ۳۰۳)

۱۰ "المدین اتخذوا دینہم لعلہا ولہوا و عرہم الحیوہ الدنیا (انعام: ۷۱) اس آیت میں کافروں کی دو نشانی بیان کی گئی ہیں۔ لہو و لعب کھیل اور تہذیب کو انہوں نے اپنا کا بننا لیا ہے۔

۲ اشہاب رینوی نے ان کو غافل کر رکھا ہے کہ دین رات و نیا ہی کو حاصل کرنے کا قمر ہے اسی سے بخش آ، اور پھر فرستے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی دنیا داروں کی طرح دنیا کی شہرت کو پسند کرتے اور مال و دولت کے جمع ہونے پر فخر کرتے ہوئے اس کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ پتہ نہ لکھتے ہیں کہ "جو میری مراد تھی سب دیکھ دکھا دیہ میں ایک فریب تھا مجھے بے اختیار آیا۔" (فرہین وادیہ ص ۵۵، انٹروڈیوٹن ج ۷ ص ۱۰۹)

واقعی خدا تعالیٰ کسی کی محنت و کوشش کو تار و پود مراد قادیانی کو دنیا کی دولت ہی جمع کرنی مقصود تھی سو ہو گئی۔ آئیہ جگہ اپنی شہرت پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اں زمانہ میں قمر اسو چونکہ میں یہ چیز تھا۔ جس زمانہ میں ہر اہل امدید کا دیا تھا اشتہار۔ پھر قمر اسو چہ چاہیرا کیسا ہوا۔ کس طرح شہرت سے شہرت ہوئی۔ اور یہ دیا۔" (فرہین وادیہ ص ۱۱۱، انٹروڈیوٹن ج ۷ ص ۱۱۳)

یہ مرزا قادیانی کا حال ہے۔ مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں دیکھ لے رہا ہے کہ "الشدائد من الاسبیاء ثم الامل علی الامثل (تکو العنن ج ۳ ص ۲۰۰) حدیث ۱۰۰۰" انبیاء کرام اسلام پر دنیا کی تلبیش عام ہوتی ہیں اور امت میں سے جو شخص کسی میں ان کے قریب ہوتا ہے۔ اسی قدر تلبیشوں کا اس پر ختم ہوتا ہے۔ حق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقیرانہ زندگی ہی اس امر کا قطعی فیصلہ ہے اور قراں و فتویٰ کی وسعت پر فخر کرتا فرعون صفت لوگوں کا کام ہے۔

۳ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام بڑی سادگی سے مالک تھے۔  
۴ دین تو ان بڑا مگوں نے ابھی میں و دولت پر فخر یہ کلمات نہیں فرمائے



خیال رکھو، تحت جہازی کیا کہ "اگر کوئی نیک مسلح کسی تعریفوں سے عزت یا سب سے ہو کہ تو تعریفیں ان کو بیچ دین کی نسبت ذمہ نہیں ہیں۔ تب تک، حفاظ اور پند اس مسلح جہاد کا بہت ہی کم مؤثر ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ ضرور دل میں کہیں گے کہ یہ حقیر آدمی ہمارے پیروں کی شان بزرگ کو کتب پہنچ سکتا ہے۔" کیا حیثیت اور کیا انصاف اور کیا تربیت اور کیا منزلت ان کو چھوڑ کر اس کی سنیں۔"

(بازین ص ۳۳۰ حاشیہ رسالہ شیعہ انزلی ص ۱۷۷)

دب مسلمانوں کی ایک جماعت کو، کن کرنا تو پھر مسیحیت، نجد دیت، نبوت و عدالت کے نام سے شراب کراہیے۔

شاعری اور نبوت

"الشعراء يتبعهم الغاؤون" (المعمر، ۲۰۰)

منہاج، جیم اسلام میں سے بھی کوئی نئی شاعر نہیں ہوا۔ مگر مرزا قادیانی شاعر کوئی کامی شاعر تھا۔ اور مرزائی پڑھنے میں دن کی شاعری اور نچے دہچکی ہے۔ یہاں تمام نیوں سے نرا شاعر نہیں ہو سکتا ہے اور اگر ہے تو ایسے جسکی شاعر کے جی ایقینا نظم قرآن حکم کردہ اور وہایت ہوں گے۔

قوی زبان اور نبوت

"وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لعلہم یفہم" (سورہ فہم)

نہیں جیچا ہمارے نبی، رسول کو قرآن کی قومی زبان میں تاکہ وہ لوگوں پر دن کو ظاہر کرے۔  
"آیت میں رسول کے لئے دو قیدیں مذکور ہوئی ہیں۔

۱۔ رسول پہ ہمیشہ وہی رہائی اس کی قومی زبان میں نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ پہ انرچہ تمام جہان کی طرف مبعوث کئے گئے۔ وہی قومی زبان عربی ہی میں نازل ہوئی رہی۔

۲۔ نازل شدہ وہی کا سمجھنا رسول کے لئے لازمی ہے کہ وہ دوسروں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کر سکے۔ خواہ وہ امت کو اس سے مطلع کر سہ یا نہ کرے۔ مگر اس کا واقف اور بخیر ہوا ضروری ہے۔ چنانچہ اس اصول کو مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ "یہ بالکل غیر معقول اور بیجاہ امر ہے کہ انسان کی اسی زبان کو کوئی اور ہو اور الہام ماس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطافی ہے اور ایسے الہام سے کیا فائدہ سوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔"

(چشمہ معرفت حصہ ۲ ص ۲۰۹، نزول قرآن ج ۲ ص ۲۱۸)







محبوبیت پر ہے۔ ورنہ کثرت و قلت کا فرق درمیان سے اٹھا کر ایک گرم شب تاب نوکبر نکتے ہیں کہ وہ بھی سورج کی برابر ہے۔ کیونکہ روشنی اس میں بھی ہے۔“

(تفہیم کلامیہ ص ۴۸، خزائن ج ۷ ص ۱۶۸)

مرزا اقدیائی نے قلت اور کثرت کا فرق اس لئے رکھا ہے تاکہ بن کی بصورتی پیش گوئیوں پر پردہ پڑ جائے۔ ورنہ نجائی بڑیکہ پیش گوئی تھی اور بر خواب وحی الہی کا حکم برعکس ہے۔

ایک قسم پیش گوئی کی ایسی ہے کہ جو غیبی کے مقابلہ میں بطور نشان صداقت جان کی گئی اور اس کا تعلق کسی خاص دشمن یا مخالف کے ساتھ ہے۔ اس قسم کی پیش گوئیاں انبیاء علیہم السلام میں پائی جاتی تھیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر پوری بنتی رہیں۔ لیکن مرزا اقدیائی کے ایسے تمام الہامات اور پیش گوئیاں سدا اور بھوٹ لگی ہیں۔

دعویٰ خدائی

۱۳ ”وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّي اِلٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذٰلِكَ مَحْزٰیہ جہنم۔  
کذٰلک نجزی الظّٰلمین (الانبیاء: ۲۰)“ جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں تو ہم ایسے آدمی کو جہنم کی سزا دیں گے اور خدا تعالیٰ کو ہم ایسا ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ الٰہ اپنے آپ کو میں خدا کہنے والا ظالم اور جہنمی ہے۔ اسی کے کسی نبی نے آقا تک بعید خدا یا اس کی مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ چنانچہ یعنی علیہ السلام بھی قیامت کے روز ”آتت قلعت للنّٰس تذخّٰر و امین الہین (المائدہ ۱۱۶)“ کے جواب میں یہی فرمائیں گے۔ ”قل سبحانک ما یقولون“ اقولی۔ لیس لی حق (المائدہ ۱۱۶)“ کہ اللہ تو شرک کی آمیزش سے پاک ہے۔ میں اُنکی بات کہہ رہا ہوں۔ جو مجھے کبھی نہ پہنچیں گے۔ جبکہ مرزا اقدیائی نے کہا کہ

”میں نے ایک کشتف میں دیکھا میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔“

(کتاب البر ص ۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۰۳)

”ظہور و ظہوری“ تیسرا خیبر میر بطور ہے۔ (نثر ج ۲ ص ۲۶، تذکرہ ص ۷۰)

”و اُنّی ہی العناب عین اللہ و تیقنّت اُنّی ہوا“ میں نے خواب میں دیکھا

کہ میں بعید اللہ ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔“

(آئینہ ص ۵۶۳، خزائن ج ۲ ص ۵۶۳)

یہ ایک خواب کی حالت ہے۔ جو شرم و حجت نہیں ہے۔











۱۰ "محق القلوب ولولویوں کا مہر کا ہوا" (الخصیرا النہامہ ج ۵، ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۲)

اس قسم کی جھگڑوں کا لیاں ہیں۔ یہاں نمونہ غیبت کی جگہ ہیں۔ جس قسم کی بدزمنی اور بددعویٰ، غارت، تہذیب، الفاظ استعمال کرنے کے متعلق ہمارا کچھ کینہ سب معلوم نہیں ہوگا۔ اس کے لئے مرزا کا دینی کا فیصلہ نظریں کی آشکاش کے لئے سانس نہ کھا جاتا ہے کہ "لعنت پڑتی صدیقوں کا کام نہیں۔" (مومن جان نہیں ہوتا۔) (از دہس ۶۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۵۶)

"تو میری شبہات مرنے سے کہ ایسے بدزمنیوں کو ان کا انجیل میں نہیں ہوتا۔ خدا کی عزت اس کے پیاروں کے لئے آفرکوں کو اور کھاتی ہے۔ جس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔" (ناتر پشہر معرفت ص ۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶، ۳۸۷)

اور قبولِ غلطی کا بیان مرزا محمود قادیانی: "باکلی صحیح بات ہے کہ سب انسان دایکس سے نکلتے کھار بار جاتا ہے تو تم لیاں دینی شوش کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ کالیاں دیتا ہے۔ اسی قدر اپنی فحشیت کو ثابت کرتا ہے۔" (انوارِ غلامی ص ۱۵)

نیز مرزا قادیانی معلم و خطا قیامت کا خدائے حیدرہ کے ساتھ شریف ہر ضروری کہتے ہیں۔ مرنو عمل نہیں کرتے۔

"خدا قیامت معلم و خطا قیامت ہے کہ پہلے آپ و خلاق کریم و خطا وے۔"

(پشہر سبکی ص ۱۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۲)

تالی یہ ہے اور حالِ دوسرے

وہ ہیں نفلاتِ رداں کجاست قابہ کجا

مشکلے دارم و دانشمند محلس یاز پرس

توبہ فرمایاں جرا خود توبہ کمترے جبکند

وراثت اور نبوت

۱۷ "عن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا مورث ماتر کفا

صدقة اشکوفا، بحاری ج ۲ ص ۴۴۰ باب حدثت منی البصر" (کو قیام و شہم اسلام نہ کسی کے مال و متاع کے وارث ہوتے اور نہ کوئی آپ کے مال کا وارث ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا ترکہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ مرنو مرزا قادیانی وارث بھی ہوتے ہیں اور اپنے مال میں وراثت کے حقوق بھی نہ کر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"میں شہر ایسے حبیب کو بلا عذر سے و حیلے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قیسم ہو و عمل



ہے۔ جیسا کہ علماء تہذیب فرماتے ہیں کہ "وَأَمَّا اشْتِهَارُ عَنَى كِتَابِ اَهْلِ الْاَصُولِ وَغَيْرِهِمْ بِلَفْظِ نَحْنُ مُعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ فَقَدْ اُسْكِرَهُ حَدِيثُهُ مِنَ الْاَنْعَةِ وَهُوَ كَذَلِكَ بِالنِّسْبَةِ بِحُصُوصِ لَفْظِ نَحْنُ لَكِنْ اُخْرِجَهُ النِّسَابِيُّ مِنْ طَرِيقِ اَبِي عِيْنِيهِ عَنِ اَبِي اَزْنَادٍ بِلَفْظِ اَنَا مُعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ" (فتح الباری ج ۲ ص ۱۹) اور دارقطنی نے طے میں بروایت ابی ہانی میں فرمایا ہے کہ "یُرْوَى عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ" کہ "الْاَنْبِيَاءُ لَا يُورِثُونَ"

اور عائشہؓ میں انا معشر الانبیاء لا نورث آیا ہے۔ "وعنی حدیث الزبیر عند النبیؐ اَنَا مُعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ" (مسطلاتی ج ۲ ص ۱۰۷) "ان دونوں حدیثوں کے ساتھ اس حدیث کو تسلیم کرنے سے کسی نے منع نہیں کیا۔ پھر یہی مضمون کی یہ بھی حدیث بھی موجود ہے۔

"ان العلماء ورثة الانبياء ان الانبياء لو يورثوا لدرعنا لعلنا ورثوا العلم فمن اخذ به خط وافر (اس نسخہ ص ۲۰ باب من العلم) ۲" یزید رسول نفسه کا یہ مطلب ہے کہ اس حکایت کرنے سے بعض انبیاء و تابعین کے حالات کو بیان کرنا تصور نہیں تھا۔ بلکہ اس واقعہ کو ذکر کر کے یہ ظاہر کرنا تھا کہ ہمارا نبیؐ بطریق اسلام کی طرف سے ترکہ میں بھی روایت ہو رہی تھی جانتے۔ چنانچہ مسطلاتی اس تصویریت کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یزید رسول اللہ نفسه وکذا غیرہ من الانبياء، مدلیل قولہ فی الروایۃ الاخری انا معشر الانبياء، فلیس حاصلہ علیہ السلام"

"کذا انفرد بقولہ فی الحدیث الآخر انا معشر الانبياء لا نورث فلیس ذالک من التحصائن"

جس طرح بخاریؒ کی حدیث "لعن اللہ البھود والعصاری اتخذوا قبوراً مبنیاً ہم مساجد یحذر من صعبوا"

اور اس کی روایت "عن عائشہؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ البھود اتخذوا قبوراً مبنیاً ہم مساجد فلو لانا لک لایرز قبرہ انه خشی ان یخذوا مسجداً (مس ج ۲ ص ۱۰۱) باب انہی عن بناء المسجد علی العمود" کی "یحذر ماصنعوا اور انه خشی ان یخذ مسجداً" سے "فخبرت عنہ کی تصویریت





سلمان کو بھی شک نہ آیا۔ وہ مہذب پر یقین نہ کر سکا تھا کہ یہاں حیا عام نہ ہے ایک لڑکی اور مرد کے  
 کی بیٹے ہوتے تو عمل بھی۔ مگر یہاں یہی معاملہ ہے۔ یہاں عام ہے کہ لڑکے کے پیچ  
 ہونے کی اجازت ہے۔ یہاں تو کہ "تھبہ لی من لیل و یوم" یعنی رات و روز میں آل  
 یعقوب (اور یہ ۱۰۰۰ سال پہلے عرب کے دارمست ہونے کے وقت ان کے سوا کچھ نہیں دیکھتے کہ  
 ان کو بھی اس بات سے بیوقوف میں سے قیہ کی بنا ہے۔ رات کے لئے اس سے حریم ہوتی ہے۔ رات  
 مراد ہوئی۔

۱۔ کبھی رات کو نکلتی ہے بعد کے رات پر بھی ہوا جاتا ہے۔ قرآن  
 مجید میں ہے کہ "واولئک ارضہم ودرہم واولئک ارضہم واولئک ارضہم" (پہلے ہی تو) تم دیکھو جو ان کی لڑکیوں پر عام ہے۔ ان کے حیا کا سمجھنے کے لئے  
 بنایا ان میں رات کے لئے ان کی اور اختلافی روایت مراد نہیں ہے۔ یہ ان کی اور کتب میں  
 ان کی قیہ میں ہے۔ دیکھو کہ اس روایت کا ہے۔

۲۔ "و یجعلہم موثرین" (انہیں بنائے گا موثر)۔ ان کی امرائے بزرگ  
 بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔

۳۔ "و یجعلہم موثرین" (انہیں بنائے گا موثر)۔ ان کی امرائے بزرگ  
 بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔

۴۔ "و یجعلہم موثرین" (انہیں بنائے گا موثر)۔ ان کی امرائے بزرگ  
 بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔

۵۔ "و یجعلہم موثرین" (انہیں بنائے گا موثر)۔ ان کی امرائے بزرگ  
 بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔ انہیں بنائے گا۔

















۸ "وَقَدْ اَعْلٰی شَارَهُدْ عِبْسِيْ اَنْ عَرِيْمٌ عَصِدَقَا عَابِسٍ  
 يَدِيْهِ" (مانند :-) "الاسياف، حوذة من علاب وانها تهم شني وانبهم واحد  
 (سید احمد ج ۱ ص ۲۰۹) "اشق رسول دین قرمانیوں کے درمیان شک ہے۔ مگر بات  
 کی طرح پتے پر لے جاتے ہیں۔

چنانچہ یہ سہ ماہیہ دو جال کے تھیں واحد ہونے کی شہادت دیتے آئے۔ مگر مرزا قاسم کی  
 غنیمت سے انکار ہے اور وہ جس ایک نمرود کا نام دیتے ہیں۔ مرزا قاسم اپنی بے ماریک اور مجاہد کی  
 حقیقت پر عید سے انکار کرتے ہیں اور فاش توں کا زور دل دہشت کی بھی نہیں مانتا اور اپنی تمبیہ کرنے میں یقین  
 رکھتے ہیں۔ وہ مرزا قاسم کی دلیہ کی حقیقت میں رمال احمد شیعہ کی تحقیق کی مخالفت میں ہے۔

۹ "الذین یبطلون رسالات الله ویحشونه ولا یحضرون احدا  
 الا الله (ج ۱ ص ۲۰۹) "مگر مرزا قاسم اپنی حکومت کے زور میں الہیات کے شہادہ ناکر کے کا  
 عدالت میں حجت لے جاتے ہیں۔

۱۰ "الذین یسخطوا ربهم معاً ولہوا وعرتہم الحیوۃ الدنیا  
 : وہ لوگوں! انہیں قادیانی دیو دیووں کی طرح دہشت کی آواز ہے۔ وہ مال دوسے کے شوق سے پھرتے  
 کرتے ہیں ان کو اپنی اپنی دیو دہشتی تھکتے ہیں۔ (ج ۱ ص ۲۰۹)

جو جہنم میری مراد تھی اب جہنم دنیا  
 میں آئیہ غیب تم مجھے ہے بھٹا گیا

۱۱ (ج ۱ ص ۲۰۹) "وہ لوگوں! انہیں قادیانی دیو دیووں کی طرح دہشت کی آواز ہے۔ وہ مال دوسے کے شوق سے پھرتے کرتے ہیں ان کو اپنی اپنی دیو دہشتی تھکتے ہیں۔ (ج ۱ ص ۲۰۹)

اس زمانہ میں اگر کوئی یہ چاہتا تھا  
 جس زمانہ میں یہ چین کا بڑا تھا اشتہار

۱۲ (ج ۱ ص ۲۰۹) "وہ لوگوں! انہیں قادیانی دیو دیووں کی طرح دہشت کی آواز ہے۔ وہ مال دوسے کے شوق سے پھرتے کرتے ہیں ان کو اپنی اپنی دیو دہشتی تھکتے ہیں۔ (ج ۱ ص ۲۰۹)

پھر اگر کوئی یہ چاہتا تھا  
 جس زمانہ میں یہ چین کا بڑا تھا اشتہار

۱۳ (ج ۱ ص ۲۰۹) "وہ لوگوں! انہیں قادیانی دیو دیووں کی طرح دہشت کی آواز ہے۔ وہ مال دوسے کے شوق سے پھرتے کرتے ہیں ان کو اپنی اپنی دیو دہشتی تھکتے ہیں۔ (ج ۱ ص ۲۰۹)

۱۴ "وہ لوگوں! انہیں قادیانی دیو دیووں کی طرح دہشت کی آواز ہے۔ وہ مال دوسے کے شوق سے پھرتے کرتے ہیں ان کو اپنی اپنی دیو دہشتی تھکتے ہیں۔ (ج ۱ ص ۲۰۹)

۱۵ (ج ۱ ص ۲۰۹) "وہ لوگوں! انہیں قادیانی دیو دیووں کی طرح دہشت کی آواز ہے۔ وہ مال دوسے کے شوق سے پھرتے کرتے ہیں ان کو اپنی اپنی دیو دہشتی تھکتے ہیں۔ (ج ۱ ص ۲۰۹)

۱۶ "وہ لوگوں! انہیں قادیانی دیو دیووں کی طرح دہشت کی آواز ہے۔ وہ مال دوسے کے شوق سے پھرتے کرتے ہیں ان کو اپنی اپنی دیو دہشتی تھکتے ہیں۔ (ج ۱ ص ۲۰۹)

”وما علمناه الشعر وما ينبغي له“ (پسین ۶۹)۔ ”مرمرزاقادیانی کی شعر سازی کامرزاہیں میں براجم چاہے۔“

مطالبہ کوئی نئی شاعر پیش کرو۔

۱۲ ”یہ بالکل غیر معقول اور بیوقوف امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو دیکھ بھی نہ سکا ہو۔“

(پیشہ معرفت ج ۲ ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۸)

مرمرزاقادیانی خود اس کے قائل ہیں۔ ”بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جس سے مجھے کچھ واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی، سنسکرت، عبرانی وغیرہ۔“

(ازول تک ص ۵۷، خزائن ج ۱ ص ۲۳۵)

۱۳ ”ولقد ارسلنا من قبلك رسلاً الس قومهم فجاءوهم بالدينات“ (الروم ۱۷)

”فان مدعى النبوة لا بد له من نبوة“ (بیضاوی ج ۲ ص ۱۰۵)

”تمامی ائمہ و رسل و اصلوات اللہ علیہم معجزات امت و وحیہ پیغمبر سے معجزہ نیست“ (معارف ج ۱ ص ۱۹۹)

معجزہ کی حقیقت

”وہی امر یظہر بخلاف العادة علی بد مدعى النبوة عند تحدى المنكرين علی وجه يعجز المنكرين عن الاتيان بمثله“ جو عادت کے خلاف مدعی نبوت کے ہاتھ پر منکرین کے مقابلہ میں ظاہر ہو اور منکرین اس کی مثال دینے سے عاجز ہوں۔

(شرح ص ۱۵۸)

”نجومیوں کی خبریں دلائے تمہیں گے۔ مری پڑے گی، قحط ہوگا، جنگ ہوگی۔ معجزہ نہیں۔“ (برہین ص ۲۳۵، خزائن ج ۱ ص ۲۷۱، حاشیہ)

مرمرزاقادیانی کی پیشین گوئیاں نجومیوں جیسی ہیں۔ یا حالات، حاضرہ کو دیکھ کر تجربہ کاروں کی طرح پیش گوئیاں کی جھیں۔ جن میں سے اکثر غلط اور بے بنیاد نکلیں اور جہاں کہیں بطور تحدی منکرین کے مقابلہ میں اپنی صداقت کی نشانی پیش کرنی چاہی وہیں منہ کا کمان۔

۱۴ ”ومن یقتل منهم انی الہ من دونه فذالك تجزیه جہنم کذالك تجزى الظالمين (الانباء: ۶۹)“ ”کسی کسی نے ہوشیاری یا سرکری حالت میں







مرزا قاجار اپنی کامیابی کا شکر اٹھانے کے لئے جوئے (۱۱) کو کھراؤ کر دیا۔ قسرت نے  
یاد دینی اور شہرے کی لڑائی کے بعد بہت دل ہی میں لکھی۔

آخر وہ بیوہ رہا۔ اپنی بیوی

بہن کے ساتھ رہا۔ وہ نے بعد پچاس برس بعد اپنے گھر سے نکلا۔ جس وقت سے  
اس نے مرزا قاجار کو پہچانے کے لئے اپنے گھر کے بعد چالیس برس کی تلاش کی۔ گھر کا  
(آپنا گھر) ہے۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔

فرہر راجہ، اپنی ۱۸۳۹ء تا ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی بیوی ان کی بیوی کے نام سے  
البتہ میں ہوئی ہے۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔

مرزا قاجار کا اپنی بیوی کی پیدائش ۱۸۳۹ء تا ۱۸۶۰ء میں ہوئی ہے۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔  
۱۸۳۹ء تا ۱۸۶۵ء میں ہوئی ہے۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔  
نہا تھا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔  
تیار کیا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔

(۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔  
مرزا قاجار اپنی بیوی کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔  
سہ ماہی کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔  
پہلے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔  
اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔

(۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔  
اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔  
اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔

(۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔ (۱۱) کو دیکھ کر اس نے کہا۔  
اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔  
اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔

پہلے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔  
اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔  
اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔ اس نے مرزا قاجار کے ساتھ رہا۔

۱۔ یہاں پر ایک اور ایسی ہی بات ہے۔ وہ ہے کہ دین کے مسائل میں عقلی اور فطری حجتیں ہوتی ہیں۔

وہ تحقیق کہ جس میں وہ مومن بنی، بقیہ انبیاء و کائنات میں اس کی پہلی جگہ ہے۔  
 مومن بننے والے سے پہلے وہ ۲۵ سال تک دنیا میں رہا۔ اس کے بعد وہ اپنے مومن بننے کے بعد اپنے مومن بننے کے بعد اپنے  
 مومن بننے والے سے پہلے وہ ۲۵ سال تک دنیا میں رہا۔ اس کے بعد وہ اپنے مومن بننے کے بعد اپنے مومن بننے کے بعد اپنے  
 مومن بننے والے سے پہلے وہ ۲۵ سال تک دنیا میں رہا۔ اس کے بعد وہ اپنے مومن بننے کے بعد اپنے مومن بننے کے بعد اپنے

یہ سب باتیں سن کر وہ بے حد غصہ ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے تم کو یہ سب باتیں بتائی ہیں، اب تم خود فیصلہ کرو۔

100

تجارت و بازرگانی

کتابخانه عمومی مسجد جامع کربلا

[illegible]

میں نے اپنے دل سے یہ بات کہہ دی تھی کہ میں نے اپنے دل سے یہ بات کہہ دی تھی۔

میں نے اس وقت تک اس سے نہیں کہا کہ میں نے اس سے پہلے اس کی تعریف کی تھی۔

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

اس وقت شہنشاہی نے عدالت کی قیادت کی۔ ۱۹۶۲ء میں اقتدار سنبھالنے والی قومی پارٹی نے عدلیہ کے قلم کاروں  
 قتل کوئی سے ایسے کارکنوں کو سزا دے دی۔ جنہوں نے ۱۹۶۱ء میں عدالت میں فیصلہ دیا تھا کہ قومی پارٹی کے  
 کارکنوں کے ساتھ قتل کی سزا نہیں دی جائے گی۔ یہی قومی پارٹی کے قلم کاروں کی موت تھی۔ ان کے قتل کے  
 پانچ سال بعد ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں  
 عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔

۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔ ۱۹۶۷ء میں عدالت نے قتل کی سزا دے دی۔



آختم اب زندہ ہے آ کر دیکھ لو آنکھوں سے اب  
بات یہ سب محسوس کئے ہے اب چھپائی آپ کی

کچھ کرد شرم مایا دہل کا اب کام کیا  
بات اب بقی نہیں کوئی بتائی آپ کی

(اہل بیت ص ۴۴)

مرزا قادیانی نے بھی اپنی تہلیل اور رسوائی کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ۔  
”وہوں نے پشاور سے لے کر مراد آباد اور جہلم اور کلکتہ اور دہلی کے شہروں تک نہایت شوخی سے  
چلتا شروع کیا اور دین اسلام پر غصے کئے۔“ (سراج حسرت ص ۵۲ خزائن ج ۲ ص ۵۳)

کسی پیش گوئی کے پورے ہونے کے بعد ہی جتنے ہیں کہ وہ اپنی ظاہری مراد کے ساتھ  
صاف طور پر واقع ہو اور اس میں کسی ہیر پھیر اور تاویل کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ جیسا کہ  
مرزا قادیانی نے سراج حسرت میں خود اس کا اعتراف کیا ہے۔ ”اگر پیش گوئی فی الواقع ایک عظیم  
الشان نبوت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔“

(سراج حسرت ص ۱۵ خزائن ج ۲ ص ۵۷)

مگر مرزا قادیانی نے جو ذلت اور رسوائی کا داغ مٹانے کے لئے مختلف خدشات اور  
متشکرات تاویل کی ہیں۔ ان کو دیکھ کر ان کی عیاری اور مکاری کا اور ثبوت مل جاتا ہے۔

کبھی فرماتے ہیں کہ۔ ”اور پیش گوئی کی کسی عہدت میں یہ نہیں لکھ گیا کہ فریق سے  
مراد عبداللہ آختم ہے۔“ (نور ۱۸ ص ۴ خزائن ج ۲ ص ۶)

لیکن اس میں مرزا قادیانی نے کئی وجہ سے خدو و خوار کیا اور اخلاقی سے کام لیا  
ہے۔ اس پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ۔ ”اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عدا  
محبوت کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ دونوں فریقوں مباحث کے لحاظ سے یقینی  
دن ایک مہینے کے اندر یعنی پندرہ یا بیس دن میں ختم ہو جائے گا اور اس وقت ذلت پہنچے گی۔ بشرط  
کہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچا ہے اور سچے خدا کو ماننا ہے۔ اس کی اس سے  
حرمت ظاہر ہوگی۔“ (جنگ حق ص ۲۹۹، ۳۱۰ خزائن ج ۲ ص ۱۹۱، ۱۹۲)

اس میں سارے فریق مخالف کو باوجود میں خراب یا جانا ظاہر کیا ہے۔ فریق مخالف میں سے  
ایک دو آدمی کا سرٹاپاں نہیں کیا۔ اس لئے پادری رانت کے مرنے کی وجہ سے یہ پیش گوئی پوری  
نہیں ہو سکتی۔ دوسرے مرزا قادیانی نے اس امر کی تصریح ہے کہ یہ پیش گوئی صرف آختم کے متعلق









میں ایک دنیوی پرانی ہیشتی کا نام ہے جو کہ قمر کے تاج کی پرت سے ہے۔

اور یہی اس قصہ کی تاریخ ہے۔

مرزا کا کہانی میں خوش دلی کے بھٹے میں ہی قمر کی شہی نہیں تھی۔ یہیں یہ کہتا تھا کہ قمر سے ہیں وہ کتاب پچھلی مٹی معصومہ کی، اور پانی کی کٹیں میں تھی۔ قمر سے عداس کا پتا دیکھ کر پتہ چلی گئی۔ یہی لکھا ہے قریب مونس کے پرت کی نی۔ وہاں سے دوسرا پتہ ملے اور یہ بھی دیکھی گئی۔ ان دونوں پر خوش دلی کی کٹیں سے پتہ چلی گئی اور یہ معصومہ پر پتہ چلا۔ اب ان کی مٹی سے خوش دلی کے وقت کے "تپاشر" کے ان قتل دلی کی آواز سے کہا گیا کہ "تپاشر" کے "تپاشر" میں سے خوش دلی کی کٹیں سے پتہ چلی گئی اور یہ معصومہ پر پتہ چلا۔ اب ان کی مٹی سے خوش دلی کے وقت کے "تپاشر" کے ان قتل دلی کی آواز سے کہا گیا کہ "تپاشر" کے "تپاشر" میں سے خوش دلی کی کٹیں سے پتہ چلی گئی اور یہ معصومہ پر پتہ چلا۔

مرزا کا کہانی میں خوش دلی کے وقت کے "تپاشر" کے ان قتل دلی کی آواز سے کہا گیا کہ "تپاشر" کے "تپاشر" میں سے خوش دلی کی کٹیں سے پتہ چلی گئی اور یہ معصومہ پر پتہ چلا۔ اب ان کی مٹی سے خوش دلی کے وقت کے "تپاشر" کے ان قتل دلی کی آواز سے کہا گیا کہ "تپاشر" کے "تپاشر" میں سے خوش دلی کی کٹیں سے پتہ چلی گئی اور یہ معصومہ پر پتہ چلا۔

مرزا کا کہانی میں خوش دلی کے وقت کے "تپاشر" کے ان قتل دلی کی آواز سے کہا گیا کہ "تپاشر" کے "تپاشر" میں سے خوش دلی کی کٹیں سے پتہ چلی گئی اور یہ معصومہ پر پتہ چلا۔ اب ان کی مٹی سے خوش دلی کے وقت کے "تپاشر" کے ان قتل دلی کی آواز سے کہا گیا کہ "تپاشر" کے "تپاشر" میں سے خوش دلی کی کٹیں سے پتہ چلی گئی اور یہ معصومہ پر پتہ چلا۔

مرزا کا کہانی میں خوش دلی کے وقت کے "تپاشر" کے ان قتل دلی کی آواز سے کہا گیا کہ "تپاشر" کے "تپاشر" میں سے خوش دلی کی کٹیں سے پتہ چلی گئی اور یہ معصومہ پر پتہ چلا۔ اب ان کی مٹی سے خوش دلی کے وقت کے "تپاشر" کے ان قتل دلی کی آواز سے کہا گیا کہ "تپاشر" کے "تپاشر" میں سے خوش دلی کی کٹیں سے پتہ چلی گئی اور یہ معصومہ پر پتہ چلا۔



کی غلطی نہ کھائے یہ تمام باتیں اس امر کی مکمل ہوئی شہادت ہے کہ محمدی پیغمبر کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ضروری تھا اور ان کو محمدی پیغمبر کی وفات کا داغ سینہ پر لے کر کبھی نہ مرنے چاہئے تھا۔ کیونکہ ایسا ہونے سے نہ صرف مرزا قادیانی کی موت بقول ان کی نامرادی اور ذلت کی موت سمجھی گئی ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے بھوٹے ہونے کے ساتھ ان کے علم کا مجموعہ ہونا بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہونے لگا اور پھر شیطانی الہام کو وحی ربانی بتلانا یہ دوسرا گنا ہے۔ جو مرزا قادیانی کے سر پر قائم رہا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کی نسبت یہ ارشاد ہے۔

”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ وَقَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَیْ إِلَيْهِ شَيْءٌ ۚ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ۚ (اعمال، ۶۳)“ مرزا قادیانی کو جذبہ عشق سے آخری وقت تک ملاقات کی امید بندھی رہی۔ جذبہ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ کچھ دھامے میں چلے آئیں گے سرکار بندھے۔ لیکن قرآن میں موجود کچھ ایسے یاں انگیز اور نوامیدی کا پہلو لئے ہوئے تھے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو تذبذب میں ڈال دیا۔

### بلائے فرقت لبلے وصحبت لبلے

غرض دو گونہ عذاب است جان مجنوں را

اور مجبور ہو کر ان کو یہ الہام ظاہر کرنا پڑا کہ ”یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ بدست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ”نایتھا العراۃ ثومی فانی الخلاء علی عقبک“ (نہیں جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا اور نکاح منع ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔“

(تحقیقات ملوثی ص ۱۳۲، ۱۳۳، خزائن ج ۲ ص ۷۷)

کیا خوب مجھ کو محروم نہ کر دہل سے او شوخ مزاج

بات و د کہہ کہ نکلتے رہیں پیلو و دہوں

اس الہام میں خلا و دورنگی اختیار کرنے کے کسی طرح کا سقم اور بدحوشی کا ساف طور پر

پتہ چل رہا ہے۔

۱۔ جب نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے تو اب تاخیر میں کیا چیز پڑ گئی؟

۲۔ اولہا تو بیوی کو طلاق نہ دے اور قاضی جیٹ سے نکاح کو منع کر دے۔ یہ

مجیب منطبق ہے۔



- تو اپنی شہلاواں پوری کر لیں، مرنے کا لمحہ کھانچ بیٹھا ہے۔  
 م کیا مرزا اتنا دانا کیسے ساتھ لکھتا ہوا بلا، اور مصیبت بھی۔ جو تو پہنچ کر ہے۔  
 سے لے کر بھی۔

۵ عورت کی آپ تو یہ بھی کہ، سلطان محمد کے زمانے سے لگا کر مرزا کا دانا کیسی  
 بڑھتی چلی رہی ہوگی۔ خوش معلوم ہوا کہ یہ سب مرزا کا سہرا تھا، دانی کے شیطان، المات تھے۔  
 جو بہت اکثر میں گزرتے تھے۔ باوجود وہ بے غور چڑھ کر کہہ جاتے۔ دانی کا محمدی انداز، جماعت  
 احمدیہ اور کیا فرماتے ہیں۔ کیا جی ہے کہ مرزا کا دانی کیسے کہتا تھا کہ کون مرزا اور یہ بھی جانتے تھے  
 (انہی کے واسطے) "مورخ اور دانی" ۱۰۹۱

ہوا ہے یہی کافی فیصلہ اچھا میرے حق میں

زینت کے لیے خود سبک دکن ملا سبک دکان

۱۰ جس طرح مرزا نے خود کو لکھا۔ نہ فرما دیا تھا کہ قیصر اور سربراہ کے شہر سے  
 ہاتھ جمع ہوں گے، مرزا صاحب کے زمانہ میں فتح ہوئے تھے۔ اسی طرح مرزا کا دانی نے ساتھ لکھا  
 ہونے سے یہ معنی ہیں کہ ان کی اولاد میں سے کوئی شخص محمدی شخص کی ۱۱۰۱ سے عقیدہ کرے گا۔

۱۱ نبی عربیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جیسے یہ نہیں فرمایا کہ قیصر یا کسی کی حکومت میری  
 زندگی میں فتح ہو جائے گی۔ بلکہ صحابہ کو مخاطب کر کے یہ فرما دیا کہ قرآن کے خزانے انہوں نے اور  
 قہار۔ ان کے شہر مفتوح ہوئے اور اس کی حکومت میں داخل ہوئے۔ یہ شخص نبی عربیہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم سے اور اس کا پیش گوئی میں مرزا کے ساتھ تھے، مرزا کا دانی کو اس کے سمجھنے  
 میں کسی قسم کی گڑبگ نہیں رہی تو پھر ایسی ایک اور چیز تو میں کوئی سراہہ مستحق نہ تھا۔

پیشگوئی کا اثر عبدالحکیم

۱۲ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹانوی نے مرزا کا دانی کے متعلق یہ لکھا ہے کہ  
 یہ تھا کہ جولائی ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۱ء تک مرزا امر باکے گا۔ مرزا کا دانی نے اس کے جواب میں  
 ایک اشتہار، "دورانِ تیرہ روزہ نومبر ۱۹۰۰ء" شائع کیا۔ جس میں ڈاکٹر صاحب کے متعلق یہ پیش گوئی  
 تحریر فرمائی

۱۳ "اپنے دشمن کو تیرہ روزہ خدا تجھ سے لے لے گا۔ یہ تیری عمر کو بڑھائوں گا۔ تیری  
 دشمن تو کہتے ہیں کہ جولائی ۱۹۰۰ء سے پندرہ مہینہ تیری مرنے کا دن رہے گا۔ یہ ایسا ہی جو  
 دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کر دے گا اور تیری عمر کو سب بڑھا دے گا۔" ۱۰۹۲



ہوں تو سوائی تھی۔ ہندوستان پہلی زندگی میں لکھے۔ اے اور یہی بات ہے کہ امراسی  
 میں بہت کوشش ہو گئی تھی۔ میرے پاس اور سابق قضاہ سولہ کی شہادتیں ان تہوں  
 میں نہ بھجوا دی گئیں۔ مباح پانچوں قاضیوں نے۔ حاکم نے ان کی یہی زندگی میں تھی ان کو  
 دھوکہ دیا۔ غور نہ کرنا پڑا تھا۔ ان سے پہلے انھوں نے ایک دفعہ تھوڑے عرصے میں پہلے اس صورت  
 میں کہ وہ لکھے ہوئے تھے۔ ان کی رائے اور یہی تھی۔ ان کے سامنے ان کو لکھوا دیا اور پھر ان کو  
 سے کہ ان کو وہ لکھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے ان کو لکھوا دیا اور پھر ان کو  
 اے الیہیں۔ اب میں یہ کہہ سکتا ہوں اور اس کے بعد ان کو لکھوا دیا۔ اب میں یہ کہہ  
 بھوک میں اور ان کے سامنے ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 امراسی کی زندگی میں تھی۔ ان کے سامنے ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔

وہ لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 امراسی کی زندگی میں تھی۔ ان کے سامنے ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔

ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔

ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔  
 ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔ ان کو لکھوا دیا۔





امت کے لئے یہ باتوں کی مثالیں بیان کی گئی تھیں جن میں امت مسلمہ میں ہم زمانہ ہو سکتی ہے  
 اور اس کے بعد امت کے لئے بھی لکھی گئی ہے۔

وَأَمَّا الْفِتْنَةُ فَالْمُؤْمِنُونَ لَا يَخَافُونَ فِيهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور اگر فتنہ ہو گا تو ایمان والوں کو اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان نہیں لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان نہیں لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان نہیں لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان نہیں لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان نہیں لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي الْفِتْنَةِ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور جو ایمان نہیں لائے، ان کے لئے فتنہ میں عذاب عظیم ہے۔









۱۰ اسی دوران کا مذہب جو نے کسی نئی شکل میں نہ قرار دیا تھا۔ یہ یوں  
 کی خدمت کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ "فصلہم الاعیاد، عبور الحق، والصلوات"۔  
 یہ لے کر ہی کوئی کیا جاوے گا ان کی بھی خدمت نہ کی جاتی اور نہ اپنے کسی کوئی نفع لیا جاتا ہے۔  
 پتا چھوڑا اور دیانی کے لکھنے کے لئے اسے بنی سرسٹ کیا تو اب اس سے ہوتی کہ ہر ایک رسول  
 جو کتا ہے اس سے کیا کرتے تھے اس کی ان میں سے شہید بن کر اور افسوس بھری نظر کر لیں۔

(آپ بزرگ، ۲۰۰۳ء، ۳۳۳ء، ۳۳۳ء، ۳۳۳ء)

۱۱ اسی اسی میں جس کا مذہب کو تہذیب سے ۲۳ برس بعد جو صدق و کذب کا  
 پتہ چلا۔ جس میں سنی، اور نہ تیس سال بعد جو تہذیب کا تہذیب ہی، موقوف رہا ہے۔ ہر ایک میں اس سے  
 پسینہ بھی نہیں بن سکا تھا اور نہ اس مرحلہ میں مرے واسطے کا فریہ مسلمان کہنے کے لئے تھے۔  
 لے۔ اس سے مرزا کا بیانی کی یہ شرط پابندی تھی۔ "ہاں اس بات کا واقعی صورت یہ ہوتی  
 تھی کہ اس شخص نے اس شخص کے لئے اس کی ہمت حاصل کر لی۔"

(آپ بزرگ، ۲۰۰۳ء، ۳۳۳ء، ۳۳۳ء، ۳۳۳ء)

۱۲ اور اگر یہ سب اس حقیقی کام کے بھروسے تھے۔ اس سے پہلے وہ جو تہذیب اس میں کوئی  
 شہرہ نہیں تو پہچانے جاتا تھا۔ کیا میں بھی لے کر دیکھتا ہوں؟ ۳۳ سال کی عمر میں بھی نہ جاتی۔ ہاں جو یہ کہ  
 دیکھائی دیا۔ اس امر کی شہادت ہے کہ پہلے وہ میان انہماک اور مرزا کا دہائی سے زیادہ دیکھائی لکھتے ہوئے  
 اور ان کی صحبت کا زمانہ مرزا کا بیانی کے زمانہ صحبت سے زیادہ دیکھتا تھا۔

۱۳ اس میں سب سے پہلے ۱۸۹۳ء میں الہ آباد میں ۱۸۹۸ء میں دہلی میں

۱۴ اس میں ہر امر اور ایک نئے جماعت کی تعلیم کی چھوڑی۔

۱۵ اس میں کذاب نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور

تھوڑے عرصہ میں بہت سے لوگ اس کے گرو بن گئے۔

۱۶ جب حضرت میرزا صدیق نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کو قتل کرنے کے لئے  
 غلام بن الیہ کی سربراہی میں مسلمانوں کا لشکر بھیجا۔ تو مسیح کذاب اس کا حق بدل کرنے کے لئے  
 الیہ الاخوان سے لے کر مدینہ میں گیا اور بحالت خفا کر دیا۔

۱۷ حیدرآباد میں افریقی نے غلام کو جس مہدی کے کا دعویٰ یہ ۱۸۹۳ء میں

۱۸ ۱۹۰۰ء میں مرزا۔

عبداللہ بن قوسر مہدی بن کر ۲۵ برس تک تبلیغ کرتا رہا اور جب کافی حد تک اکتسب کرنی تو سلطنت حاصل کر کے ۴۰ سال حکومت کی اور مر گیا۔

۵۔ سید محمد جوہوری نے سکندر لودھی کے زمانہ ۹۰۱ھ میں مکہ معظمہ پہنچ کر بیت اللہ میں مہدی بننے کا دعویٰ کیا اور ۹۰۱ھ تک اپنے وطن میں واپس آ کر مذہب کی تبلیغ کرنی شروع کی۔ جس سے راجپوتانہ ہجرات کا ٹھنڈا باز سندھ میں بہت سے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کر لی۔ اس قسم کی اور بہت سی مثالیں تاریخی کتابوں میں موجود ہیں اور مطلق مفسری علی اللہ کی بھی یہ باتیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ جو دلائل مہدی جو آئے دن تورات و انجیل میں تجویز کر کے محرف حصہ کو اٹھائی آیتیں کہتے رہے ہیں۔ آج تک ہلاک نہیں ہوئے اور تورات ان حجاز میں ان کی کوئی دنیادی سزا بیان فرماتی تھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: "وَيَقُولُونَ عِوَنٌ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ وَيَعْلَمُونَ" (ان عمر بن ۱۵۰) عام کافروں کی نسبت ارشاد ہے: "يَفْضَحُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ" (سندہ - ۱۰۰) پھر بھی ان کو کوئی دنیادی سزا نہیں ملتی، بلکہ ایسے لوگوں کو سہلت دی جاتی ہے۔ کچھ کذابوں - بناؤں کی سی دراز سے سوا انا فرماتے ہیں کہ:

تو مشو مغرور بر طمر خدا  
اور گمراہ سخت سید مرتدا

پھر مرزا قاریانی نے ۲۶ برس کی مدت ابتداء جو یہ نہیں کی بلکہ جتنے زمانہ ان کے غوسے کو گھورتا گیا اتنی ہی مدت بڑھاتے رہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ مفسری علی اللہ کو رازدار دست پرست مزدبوی جاتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: "قرآن شریف کی نصوص قطعاً سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفسر ہی اس دنیا میں دست پرست مزدبوی لیتا ہے۔" (انجام مفتوحہ ص ۴۹، ج ۱، ص ۹۰) "وہ پاک ذات جس کے غلبہ کی آگ وہ صاعد ہے کہ بیش مجموعہ منہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے۔ بے شک مفسر ہی خدا کی لعنت کے نیچے ہے اور جلد نابا جاتا ہے۔" (انجام ص ۵۰، ج ۱، ص ۱۵۰)

"تورات اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد جادو ہوتا ہے۔" (انجام ص ۶۳، ج ۱، ص ۱۰۳)

پھر نشان آسمانی مطبوعہ جون ۱۸۹۳ء میں لکھتے ہیں کہ: "وہ بخود اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے ع افتراء کرے اس سے بڑھ کر کوئی خاتم نہیں اور میں جلد مفسر کی کو

چاندیوں میں ان نمونوں کی وجہ سے فرق میں آئے ہیں ان کی جانچ کر کے دیکھ کر  
میرے دوستوں نے کہا کہ یہ سب نمونہ واقعی پرانا ہے۔ یہ جانچ کر دیکھیں۔

ان کی جانچ کر کے دیکھ کر دیکھیں۔

پھر ان کے آٹھ دو چھوٹے نمونے بھی دیکھے۔ ۱۹۹۲ میں لکھا ہے کہ انہیں کھم  
نہیں دیکھا تھا۔ ان کی جانچ کر دیکھ کر دیکھیں۔ ان کی جانچ کر دیکھیں۔  
انہیں دیکھ کر دیکھ کر دیکھیں۔

پھر ان کے آٹھ دو چھوٹے نمونے بھی دیکھے۔ ۱۹۹۲ میں لکھا ہے کہ انہیں کھم  
نہیں دیکھا تھا۔ ان کی جانچ کر دیکھ کر دیکھیں۔ ان کی جانچ کر دیکھیں۔  
انہیں دیکھ کر دیکھ کر دیکھیں۔

ان کے آٹھ دو چھوٹے نمونے بھی دیکھے۔ ۱۹۹۲ میں لکھا ہے کہ انہیں کھم  
نہیں دیکھا تھا۔ ان کی جانچ کر دیکھ کر دیکھیں۔ ان کی جانچ کر دیکھیں۔  
انہیں دیکھ کر دیکھ کر دیکھیں۔

ان کے آٹھ دو چھوٹے نمونے بھی دیکھے۔ ۱۹۹۲ میں لکھا ہے کہ انہیں کھم  
نہیں دیکھا تھا۔ ان کی جانچ کر دیکھ کر دیکھیں۔ ان کی جانچ کر دیکھیں۔  
انہیں دیکھ کر دیکھ کر دیکھیں۔

ان کے آٹھ دو چھوٹے نمونے بھی دیکھے۔ ۱۹۹۲ میں لکھا ہے کہ انہیں کھم  
نہیں دیکھا تھا۔ ان کی جانچ کر دیکھ کر دیکھیں۔ ان کی جانچ کر دیکھیں۔  
انہیں دیکھ کر دیکھ کر دیکھیں۔

ان کے آٹھ دو چھوٹے نمونے بھی دیکھے۔ ۱۹۹۲ میں لکھا ہے کہ انہیں کھم  
نہیں دیکھا تھا۔ ان کی جانچ کر دیکھ کر دیکھیں۔ ان کی جانچ کر دیکھیں۔  
انہیں دیکھ کر دیکھ کر دیکھیں۔

ان کے آٹھ دو چھوٹے نمونے بھی دیکھے۔ ۱۹۹۲ میں لکھا ہے کہ انہیں کھم  
نہیں دیکھا تھا۔ ان کی جانچ کر دیکھ کر دیکھیں۔ ان کی جانچ کر دیکھیں۔  
انہیں دیکھ کر دیکھ کر دیکھیں۔

ان کے آٹھ دو چھوٹے نمونے بھی دیکھے۔ ۱۹۹۲ میں لکھا ہے کہ انہیں کھم  
نہیں دیکھا تھا۔ ان کی جانچ کر دیکھ کر دیکھیں۔ ان کی جانچ کر دیکھیں۔  
انہیں دیکھ کر دیکھ کر دیکھیں۔



۱۰۰۰۔ ہوا کہ ہفت روزہ میں ایک خط آیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو  
 لپٹا کر گھر سے نکال دیا۔ یہ خط پڑھ کر میں نے بہت حیرت محسوس کی۔ یہ خط  
 کس سے آیا تھا؟

۱۰۰۱۔ ایک شخص نے ایک خط لکھا کہ ایک شخص نے ایک عورت کو  
 لپٹا کر گھر سے نکال دیا۔ یہ خط پڑھ کر میں نے بہت حیرت محسوس کی۔ یہ خط  
 کس سے آیا تھا؟

۱۰۰۲۔ ایک شخص نے ایک خط لکھا کہ ایک شخص نے ایک عورت کو  
 لپٹا کر گھر سے نکال دیا۔ یہ خط پڑھ کر میں نے بہت حیرت محسوس کی۔ یہ خط  
 کس سے آیا تھا؟

جاتی ہے کہ جس روز مرزا قادیانی نے مجددیت اور مسیحیت کے جہل پھیلانے کی کوشش کی تھی وہی دن سے ملائے کرام نے اس کے کذب و گھوڑا کرنا شروع کر دیا تھا اور بحمد اللہ آج اس کے جھوٹ اور فریب کا پردہ ایسا چاک ہوا ہے کہ دنیا نے اسلام کا بچہ بچہ اس کے چوٹے اور منکار ہونے کا ٹکڑا ہے۔ مرزائیوں کے تسلیم کر لینے سے اس کا بچا ہونا ناممکن نہیں آتا۔ اگر ایک چور اور ڈاکو کو چند فیروزے نیک طینت انسان بتائیں تو ان کی گواہی سے وہ نیک نہیں بن جاتا۔ بلکہ غصہ مست اور تکھدار لوگوں کی نظر میں وہ بدکاری رہتا ہے۔ اسی طرح کافروں کے کہنے سے دین کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی۔ بحمد اللہ تعالیٰ نے ان پیش گوئیوں کو جن کو مرزا قادیانی نے بطور تحدی اپنے صدق و کذب کا معیار بنا کر پیش کیا تھا۔ مرزا قادیانی کا بھوتا ہونا ظاہر کر دیا۔ اگرچہ بڑی تصریح سے ان کے پرے ہونے کی انتہی کیں گئیں۔ مگر ایک مذہبی اور مرزا قادیانی کو مرزا اور سوا کر کے پھوڑا۔ سبحانہ ما اعظم شأنہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے وحی نبوت کے دعویٰ کرنے سے ان کی زبان کو راک کر رکھا۔ مرزا قادیانی نے کبھی وحی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ بلکہ دعویٰ الہام، امتی کا دعویٰ کرتے ہوئے اس کو قطعی نظر سے وحی الہی کی مثل سمجھتے رہے۔ لیکن جب ۱۹۰۴ء میں مسند نبوت پر اپنے ٹاپک قدم رکھنے کی کوشش کی تو نصیرت الہی نے حجابی مرض سے بدک کر دیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”میں اگر وہ سب احوال ان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ شخص نے ان کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طعون و برید وغیرہ۔“

(مشہور تصنیف مولوی محمد امجد علی شاہ، مجدد و مشہور، ص ۸۵)

وہ روح ابیتان کی عبارت سے توحید غایر ہے کہ ایک چلائی اگر وہی رہتی میں کی زیادتی کرے تو اس کو سزا دی جاتی ہے۔ یہ صغیرتی کی یہ سزا نہیں ہے۔ کیا مرزائی جماعت جہاد صحابہ کو نبی مانتے کے لئے تیار ہے؟ جس کے دعویٰ نبوت کو آج ۱۹۰۳ء میں ۷۷ سال گذر چکے ہیں۔

تحریف ۲۔ ”یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء اللہ من دون الناس فتمنوا الموت“ (الحجہ ۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے اہمال غریب ہوں وہ موت کی تمنا بھی نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ

گر ندی منی سراہر غسق و شر

گر نو دید اسکی کہ ہمسم بدگھر









آیت مذکورہ میں بعدی کے معنی ہیں کہ عملِ نبوت میں آنے والا نبی سرف  
امیر ہو کر رہے۔ "ولا یعبر"

یہاں بعد کے معنی غیر رائے کی ہیں جیسا کہ اس آیت میں ہے "فَالْاٰیٰتِ  
رَسُوْلِ الْاِلٰهِ تَنْتَظِرُ اَقْتُلْ مِنْ عَدُوِّكَ اِطْلُقَانِیْ" "تو وہی نے کفر کی شرارتوں میں من بعد  
کے معنی میں سنا کہ تیرے اسی طرح اوتھنا خدا میں بحر حلال بعدی احدھا جنسی  
والاھر مسئلہ میں بعدی کوئی کے معنی میں ہے۔ "نا سوئی اور سیدہ وادوں سے نبی  
وہی نے نہ کی زندگی میں ہوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جیسا کہ بخاری فی دہری روایت کے الفاظ  
"الکذابین اذین انابینھما" سے ظاہر ہے۔ "اسی آیت تکذیب ازسلط فی اما  
قد خلعت من قسطنطین امہ" (بعد ۱۰۰) میں یہ روایت ہے کہ وہم قبل مورعہ امت کو بدعتوں  
ہے نہیں یہ جو ان بات کے اصرار میں اس طرح سے جو اور زندہ ہیں۔ اگر ہم یہ اصل امت ماجد  
کے ساتھ ہیں اور اس کے ساتھ میں زندہ ہو سکتی ہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ نبی ماقبل نبی ماجد کے  
ساتھ وہی کے پیچھے نہیں آ سکتے۔ "مذھو حوا بعد فہو حوا انسا"

۲ قرآن وحدیث اور تمام شریعت میں یہی اس کو کہتے ہیں۔ جو اپنے  
عمل میں بھی شریعت کا تابع نہ ہو۔ "یہاں کی بات نہ عمل کے لئے بعض احکام میں وہی نبوت اس  
پر لازم ہوں البتہ صحیح اور صحیح میں شریعت کی روایت کرتے اور اپنے مخصوص احکام کو  
غیر تک نہ پہنچائے اور نہ ہی وہ ہے۔ جس کی شریعت میں مطلقاً فراموشی ہوتی ہے۔ جس کی پابندی  
امت کو نہ ہوتی ہو۔ چنانچہ اس کو اس مختصر تفسیر نے بعد یاد رکھنے کے یہی مایہ ام آ مدحانی کے  
وقت ہ ختم میں شریعت محمدی کی اتوار کر کے یہ کہ کوئی قصداً کی ذات خاص کے لئے نازل نہ  
ہو کہ اور نہ وہی نبوت ان پر اتاری گئی اور نہ وہی تفسیر میں اس کے آراء بیان و مرتبہ میں یہی ناہ۔  
نکو وہی نبوت اور شریعت خاصہ نازل ہونے کی وجہ سے وہ شریعت میں سے نبی نہیں  
کہہ سکتے۔

جس طرح قرآن و حدیث کے ان تمام اہتمام اور اصل ایسی نام کے ساتھ پکارا ہے۔ پھر اسے۔  
لیکن منصب نبوت تبلیغ شریعت اور نفاذ میں وہی اور کچھ نہیں ہوگا۔

ایسی لئے جسی عامہ اسلامی کی مدحانی مختصر نبوت کے بڑے ہر حال میں ہے۔

تحریر: ۸۔ "ماکنا بعدید حق نبی رسولاً" (سورہ اسم میں ۶۰)  
یعنی خداوندی جب کسی قوم پر عذاب بھیجنے چاہتا ہے تو پہلے اپنا ایسے رسال بھیجتا ہے۔ جس کی وہ



قرآن سے زیادہ نہیں تھی۔ اس لئے اس کے جواب دہ بننے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔

دفعہ اولہ ۱۔ "وَاللّٰهُ كَذَّابٌ فَذُكِّرُوا بِلَا عِلْمٍ"۔ یہ دعویٰ ہے کہ اللہ جھوٹا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے اور اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔

تصحیح۔ حدیث میں دونوں کی سوا کی ضرورت ہے۔ ہونے سے قبل اور حدیث کے بعد میں مزاکہ مقرر ہے۔ تمام دنیا میں یہ نہیں۔ پہلا پہلا قرآن ہی ہے۔ بعد ازاں حدیث کے بعد مزاکہ مقرر ہے۔ یہ دعویٰ ہے کہ اللہ سچا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔

تصحیح۔ حدیث میں مزاکہ مقرر ہے۔ تمام دنیا میں یہ نہیں۔ پہلا پہلا قرآن ہی ہے۔ بعد ازاں حدیث کے بعد مزاکہ مقرر ہے۔ یہ دعویٰ ہے کہ اللہ سچا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔

تصحیح۔ حدیث میں مزاکہ مقرر ہے۔ تمام دنیا میں یہ نہیں۔ پہلا پہلا قرآن ہی ہے۔ بعد ازاں حدیث کے بعد مزاکہ مقرر ہے۔ یہ دعویٰ ہے کہ اللہ سچا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔

دفعہ اولہ ۲۔ "وَاللّٰهُ كَذَّابٌ فَذُكِّرُوا بِلَا عِلْمٍ"۔ یہ دعویٰ ہے کہ اللہ جھوٹا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔

تصحیح۔ حدیث میں مزاکہ مقرر ہے۔ تمام دنیا میں یہ نہیں۔ پہلا پہلا قرآن ہی ہے۔ بعد ازاں حدیث کے بعد مزاکہ مقرر ہے۔ یہ دعویٰ ہے کہ اللہ سچا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔ اس کے جواب میں قرآن فرماتا ہے کہ اللہ سچا ہے۔

مقالہ: ۳۔۔۔ "لا مہدی الا عیسیٰ" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہدی علیہ السلام ہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور عیسیٰ آنے والا نہیں ہے۔

تصحیح۔۔۔ اس حدیث میں زائد مرزا مہدی کی نفی نکلتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں نکلتی۔ کیونکہ لافقی جس کا ہونے کی وجہ سے اس کے یہ معنی ہوں گے۔ سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی مہدی نہیں۔ جس طرح لا الہ الا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور یہ نہیں ہیں کہ نہیں ہے معبود مگر اللہ یعنی عیاذ باللہ معبود باطل اللہ ہے۔ اسی طرح اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ یعنی مہدی ہی عیسیٰ ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور عیسیٰ نہیں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی نفی اس وقت ہوتی۔ جب حدیث کے الفاظ یوں ہوتے "لا عیسیٰ الا مہدی" پھر جب بقول مرزا مہدی کے منطق تمام حدیثیں مجروح اور بیوقوفی ہیں تو اس حدیث سے کج کو مہدی کہنا کیوں کر صحیح ہو گیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر بھی حدیثیں ہیں۔ تمام مجروح اور خدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں۔" (تفسیر براہین احمدیہ حصہ ۵، ص ۸۵، خزائن ج ۲ ص ۳۵۶)

"مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے۔" (حاشیہ حقیقت الہی ص ۲۰۸، خزائن ج ۲ ص ۳۶۷)

مقالہ: ۴۔ مہدی جب مبعوث ہوگا تو اس کی عمر چالیس سال ہوگی۔

(کنز العمال ج ۱۳ ص ۲۶۷ حدیث نمبر ۳۸۶۸)

تصحیح۔ مرزا قادیانی کی عمر دعوت کے وقت ۲۵ سال یا ۳۲ یا ۳۵ سال تھی۔ پورے چالیسویں سال دعویٰ ہی نہیں ہوا۔ اس لئے وہ مہدی نہ تھے۔ اس کی تحقیق پہلے مذکور تھی۔

مقالہ: ۵۔ نزول عیسیٰ کے وقت سب لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

(تفسیر، النعانی ج ۲ ص ۶۰)

تصحیح۔۔۔ بے شک نزول کے وقت سب ایمان نہیں لائیں گے۔ لیکن بعد میں جتنے زندہ بچیں گے وہ سارے مسلمان ہو جائیں گے۔ خود مرزا قادیانی کو بھی اس بات کا اثر ہے۔

"جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام صحیح آفاق اور قطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ ۳ ص ۳۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)



جس میں اپنی بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔

ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔

ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔

ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔

ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔ ان کی زندگی میں ایک شاعر بھی رہے۔



دورن کریمین دور۔ جب اسے تھکنیں، بالائی کھدے میں تھکن و اٹھنا شروع ہو گیا تو رہسب سے دیکھ چکا ہوتی ہے نہ معلوم کتنی مرچیں، کتنی بلیں، کتنی کڑھوں کا اجماع ہوا ہوگا۔ پھر لطف یہ ہے کہ بعد میں پہلے میں پاتے ہیں اسے۔ لکھنؤ میں بعد میں ۱۲ دن پچھتے چلائے جاتے ہیں اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ قمر کا لفظ اسی رات لے جایا تو اس وقت لکھنؤ کیسے کیا جاتا تھا، غلط ہے اور قمر عام ہے۔ جنس اور پردہ دونوں یا غلوں کا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔ "الْقَمَرُ غَدِرْنَا مَنَارًا حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ"

۲ "أَهْمُ الَّذِي جَعَلَ تَشْمَعُ صَيْدٍ، وَالْقَمَرُ مَوْرًا وَغَدِرْنَا مَنَارًا تَعْبَلُوا عِدَّةَ السَّنِينَ وَالْأَحْشَابِ"

"الْهَلَالُ غَدَاً تَعْبَرُوهُ" اُولى لیلۃ - قاح عروس "یعنی بلال شرمی کی رات ہے۔ اس نے عام و عمر، محمود، میرزا اسے بھی شہنشاہ کیا ہے کہ قمر کا لفظ بلال پر بولا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو "آقا بدریعی" جو "میں بدرتہ و قمر ہوتا ہے۔" اسی طرح قمر بلال کی نہیں ہوتا۔ مگر بلال ضرور قمر ہوتا ہے۔" اور آقا میرزا میرزا بدرتہ و قمر ہوتا ہے۔ قمر لفظ سے جو لائی ۱۱۱۹ء

مخاطبہ: اس امر کی نصیحتیں ہیں کہ شیخ صاحب اللہ اور مولانا اس کے ساتھ میں کی

میں پیدا ہوئی۔ (قرآن: قصص: ۸۳)

پھر یہ کہ قمر بلال میں پائی جاتی ہے۔

پھر یہ کہ قمر بلال میں پائی جاتی ہے۔

بہ ہنس تغافل رہ از کجاست نمانہ کجا

مخاطبہ: اِنَّ اللّٰهَ يَسَعُ لِهٰذِهِ الْاٰمَةِ عَلٰى رَاسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْ اَحَدٍ لِّهٖ دَجِيْهَا ۝ بِرِزَالٍ ۙ ۚ ص ۳۸ (کتاب الملاحم) "مرزا قادیانی کا مہی کار نامہ اور خدمت دین اس امر کی شہادت ہے کہ وہ اس کے مجدد تھے۔ ورنہ کیا جہ ہے کہ وہ پیش گوئی کے پادشاہ اب تک کوئی مجدد پیدا نہیں ہوئے۔ یہ وعدہ الہی نہ صرف احادیث میں آیا ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں بھی پایا جاتا ہے۔ "وَعَدَاللّٰهِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفْنَهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنََهُمُ الَّذِى ارْتَضٰ"



برسر ہر صدی سرور آبد  
 لکھ آیر سر راہمہ شاید  
 تاشوہ پاک ملت از بدعات  
 نامید از بند خلق و سرکات  
 الف مرصہ بان اولیاء کرام  
 ملت مخصوص ملت اسلام

(راہین عدم ص ۳۱۱، ص ۳۶۲)

کیا مرزا قادیانی نے ۳ سو برس سے جو دین چاہا، کیا اس کی اشاعت کی اور کیا ملت کی ترویج کرتے ہوئے خلاف شرع کاموں اور بدعات کے دور کرنے میں ہاتھ لگ دی اور جس طرح دین کی تجدید پر صدیوں سے آمادہ تھے۔ چھ آئے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے اس صریح دین کی تجدید کی؟ اور جو مسلمان تصدیق مرزا قادیانی نے جوش کی ہے۔ کیا کسی پہلے تجدید کے لیے آئے تھے؟ اور اس میں تجدید کی تھی؟ یہ کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے۔

۱۔ اسلام میں وفات تک کا تنہا دہریہ رہا۔

۲۔ نبوت کا دورہ نہ لیا۔

۳۔ اللہ کی شرعی حقیقت سے انکار کرتے ہوئے غلطیوں کے خیالوں

تالیف کی۔

۴۔ بے انکسار اور دوسرے فرشتوں سے معین الہی شکل میں مطلق

صراطِ راستہ سے ہٹا ہوا۔ لایق فقیہ ہوئے کے انکار کیا اور نصیحتیں تک فراموش کر دیں۔

۵۔ مغربوں میں مسلمانوں کی تضحیک کا خیرا کر علیحدہ شیعہ کے اور محمد بن کے خیالات

کی تالیف کی۔

۶۔ وہ بے مروتی اور عقلی طرزِ دور میں قصہ کے خارق عادت مجراؤں کو تنہا کر لیا۔

اس کو چاہا اور مسخریام بنایا۔

۷۔ قرآن میں اپنی رائے کو رکھ دیا اور تحفہ سے منہ پھرنے کے ارشادات علیہ کی

پراکھ کی اور فرقہ بندی کی طرح قرآن کی آیتوں کو بیانی معنوں سے سمجھ کر استعارات کا رنگ

دیا اور ان پر مذہب کا تنکہ مارا۔ اس نے نہ برصغیر میں کو اسلام کی سیدھی معنی سمجھ کر ہٹا کر

تشریحی نے کر کے میں متنبہ اور اپنی طرح قرآن میں تفسیر جانے کے کا دورہ لیا۔





## تذکرہ فی قبرستان مسلم پائٹ بک

۱۰. تقریر حضرت علامہ مفتی محمد شفیع

۲۰. تقریر حضرت مولانا غوث علی شاہ صاحب

۳۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۴۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۵۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۶۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۷۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۸۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۹۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۱۰۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۱۱۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۱۲۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۱۳۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۱۴۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۱۵۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۱۶۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۱۷۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

۱۸۰. تقریر مولانا مفتی محمد شفیع

- تحقیق معراج ۱۲
- آیت ۱۰ و ان من امر الکتاب الالہیہ ۱۳
- آیت ۱۱ ان مسکت لیسبحن لک ۱۴
- آیت ۱۲ انکف علی لیلہ ۱۵
- آیت ۱۳ و انہ یعد للماخہ ۱۶
- آیت ۱۴ و انہ یعد للماخہ ۱۷
- آیت ۱۵ و انہ یعد للماخہ ۱۸
- آیت ۱۶ و انہ یعد للماخہ ۱۹
- آیت ۱۷ و انہ یعد للماخہ ۲۰
- آیت ۱۸ و انہ یعد للماخہ ۲۱
- آیت ۱۹ و انہ یعد للماخہ ۲۲
- آیت ۲۰ و انہ یعد للماخہ ۲۳
- آیت ۲۱ و انہ یعد للماخہ ۲۴
- آیت ۲۲ و انہ یعد للماخہ ۲۵
- آیت ۲۳ و انہ یعد للماخہ ۲۶
- آیت ۲۴ و انہ یعد للماخہ ۲۷
- آیت ۲۵ و انہ یعد للماخہ ۲۸
- آیت ۲۶ و انہ یعد للماخہ ۲۹
- آیت ۲۷ و انہ یعد للماخہ ۳۰
- آیت ۲۸ و انہ یعد للماخہ ۳۱
- آیت ۲۹ و انہ یعد للماخہ ۳۲
- آیت ۳۰ و انہ یعد للماخہ ۳۳
- آیت ۳۱ و انہ یعد للماخہ ۳۴
- آیت ۳۲ و انہ یعد للماخہ ۳۵
- آیت ۳۳ و انہ یعد للماخہ ۳۶
- آیت ۳۴ و انہ یعد للماخہ ۳۷
- آیت ۳۵ و انہ یعد للماخہ ۳۸
- آیت ۳۶ و انہ یعد للماخہ ۳۹
- آیت ۳۷ و انہ یعد للماخہ ۴۰
- آیت ۳۸ و انہ یعد للماخہ ۴۱
- آیت ۳۹ و انہ یعد للماخہ ۴۲
- آیت ۴۰ و انہ یعد للماخہ ۴۳
- آیت ۴۱ و انہ یعد للماخہ ۴۴
- آیت ۴۲ و انہ یعد للماخہ ۴۵
- آیت ۴۳ و انہ یعد للماخہ ۴۶
- آیت ۴۴ و انہ یعد للماخہ ۴۷
- آیت ۴۵ و انہ یعد للماخہ ۴۸
- آیت ۴۶ و انہ یعد للماخہ ۴۹
- آیت ۴۷ و انہ یعد للماخہ ۵۰
- آیت ۴۸ و انہ یعد للماخہ ۵۱
- آیت ۴۹ و انہ یعد للماخہ ۵۲
- آیت ۵۰ و انہ یعد للماخہ ۵۳
- آیت ۵۱ و انہ یعد للماخہ ۵۴
- آیت ۵۲ و انہ یعد للماخہ ۵۵
- آیت ۵۳ و انہ یعد للماخہ ۵۶
- آیت ۵۴ و انہ یعد للماخہ ۵۷
- آیت ۵۵ و انہ یعد للماخہ ۵۸
- آیت ۵۶ و انہ یعد للماخہ ۵۹
- آیت ۵۷ و انہ یعد للماخہ ۶۰
- آیت ۵۸ و انہ یعد للماخہ ۶۱
- آیت ۵۹ و انہ یعد للماخہ ۶۲
- آیت ۶۰ و انہ یعد للماخہ ۶۳
- آیت ۶۱ و انہ یعد للماخہ ۶۴
- آیت ۶۲ و انہ یعد للماخہ ۶۵
- آیت ۶۳ و انہ یعد للماخہ ۶۶
- آیت ۶۴ و انہ یعد للماخہ ۶۷
- آیت ۶۵ و انہ یعد للماخہ ۶۸
- آیت ۶۶ و انہ یعد للماخہ ۶۹
- آیت ۶۷ و انہ یعد للماخہ ۷۰
- آیت ۶۸ و انہ یعد للماخہ ۷۱
- آیت ۶۹ و انہ یعد للماخہ ۷۲
- آیت ۷۰ و انہ یعد للماخہ ۷۳
- آیت ۷۱ و انہ یعد للماخہ ۷۴
- آیت ۷۲ و انہ یعد للماخہ ۷۵
- آیت ۷۳ و انہ یعد للماخہ ۷۶
- آیت ۷۴ و انہ یعد للماخہ ۷۷
- آیت ۷۵ و انہ یعد للماخہ ۷۸
- آیت ۷۶ و انہ یعد للماخہ ۷۹
- آیت ۷۷ و انہ یعد للماخہ ۸۰
- آیت ۷۸ و انہ یعد للماخہ ۸۱
- آیت ۷۹ و انہ یعد للماخہ ۸۲
- آیت ۸۰ و انہ یعد للماخہ ۸۳
- آیت ۸۱ و انہ یعد للماخہ ۸۴
- آیت ۸۲ و انہ یعد للماخہ ۸۵
- آیت ۸۳ و انہ یعد للماخہ ۸۶
- آیت ۸۴ و انہ یعد للماخہ ۸۷
- آیت ۸۵ و انہ یعد للماخہ ۸۸
- آیت ۸۶ و انہ یعد للماخہ ۸۹
- آیت ۸۷ و انہ یعد للماخہ ۹۰
- آیت ۸۸ و انہ یعد للماخہ ۹۱
- آیت ۸۹ و انہ یعد للماخہ ۹۲
- آیت ۹۰ و انہ یعد للماخہ ۹۳
- آیت ۹۱ و انہ یعد للماخہ ۹۴
- آیت ۹۲ و انہ یعد للماخہ ۹۵
- آیت ۹۳ و انہ یعد للماخہ ۹۶
- آیت ۹۴ و انہ یعد للماخہ ۹۷
- آیت ۹۵ و انہ یعد للماخہ ۹۸
- آیت ۹۶ و انہ یعد للماخہ ۹۹
- آیت ۹۷ و انہ یعد للماخہ ۱۰۰

- تحریف ۱۱۔ ویکم من پیوی ویکم من برہ ظی رذل انعم ۱۸۵
- تحریف ۱۲۔ لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق ۱۸۶
- تحریف ۱۳۔ داکان محمد ابا احد من رخلکد ۱۸۶
- مخالفہ ۱۔ لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیوین ۱۸۹
- مخالفہ ۲۔ مام نفس منقوسہ مائثہ سنہ ۱۸۹
- مخالفہ ۳۔ انہ من سدا الذبہا بحیر وبری من السدا السفا ۱۹۶
- مخالفہ ۴۔ انی مہاشی انام مانیف ۱۸۹
- مخالفہ ۵۔ انی اذهب الی دسی الحج ۱۶۰
- مخالفہ ۶۔ نظرت فیہ ۳۰ سن پر اور تمارے نبی علیہ السلام پر ۱۹۰
- باب العیوہ والریسالت ۱۵۱
- نبی ورسول کا فرق ۱۴
- وحی نبوت کی تحقیق ۱۹۳
- ادایا وکے صحیح خواب ۵۶
- ہر کج خواب نبوت کا جز نہیں ۱۹۷
- الہام کی تحقیق ۱۹۸
- وحی نبوت اور کشف میں فرق ۲۰۰
- مہر کی شرطیں ۲۰۰
- حقیقی نبوت غیر تشریحیہ ۲۰۳
- باب سرزاقاریانی اور وحی نبوت ۲۰۸
- نبوت و وحی سے تمسک کی شک ۲۱۳
- محدث کی تعریف ۲۱۵



۲۲۹	فخرِ نبوت کا ثبوت قرآن مجید سے
۲۳۰	فخرِ نبوت اور احادیث
۲۳۱	فخرِ نبوت کے لوازم و امت
۲۳۲	نبوتِ محمدیہ کے لوازم و ثبوت
۲۳۳	تحریف ۱ اما بآئینکم
۲۳۴	تحریف ۲ قطعکم علی العہد
۲۳۵	تحریف ۳ من رجعة اللہ غریب من المصیبین
۲۳۶	تحریف ۴ اعدا الصراط السقیف
۲۳۷	تحریف ۵ من قطع اللہ و الرسول
۲۳۸	تحریف ۶ عوادی بعث فی الامم رسولاً
۲۳۹	تحریف ۷ اللہ بآئینکم رسول مہکم
۲۴۰	تحریف ۸ وما کم من احد من جنس حتی بیعت رسولاً
۲۴۱	تحریف ۹ وعت اللہ الدین لم یصلحہم
۲۴۲	مقالات ۱ در تحریف
۲۴۳	مقالات ۲ مرزا قادیانی کی کامیابی
۲۴۴	مقالات ۳ نبوتِ محمدیہ
۲۴۵	مقالات ۴ محمدؐ میں تقریقِ نبوت
۲۴۶	باب بظلال مرزا قادیانی
۲۴۷	فصل اول معیارِ نبوت
۲۴۸	۱ مرآتِ مرزا
۲۴۹	۲ استواءِ مرزا

۳. گنڈہات مرزا ۲۶۳
۴. مرزا آقادیانی کے مافیہ مضامین ۲۷۲
۵. مرزا آقادیانی اور ریاضیات ۲۷۳
۶. مرزا آقادیانی اور انجینئرنگی خلاصہ ۲۷۶
۷. مرزا آقادیانی اور اعمال صالحہ ۲۷۷
۸. مرزا آقادیانی اور انبیاء سابقین ۲۷۹
۹. مرزا آقادیانی اور بھارتی ۲۸۱
۱۰. مال و دولت اور نبوت ۲۸۲
۱۱. شاعری اور نبوت ۲۸۳
۱۲. قومی زبان اور نبوت ۲۸۳
۱۳. نبوت اور معجزہ ۲۸۵
۱۴. دعویٰ نبوت ۲۸۸
۱۵. سبب نبوت اور نبوت ۲۸۹
۱۶. تاریخی دعویٰ نبوت ۲۹۱
۱۷. علامات نفاق اور مرزا آقادیانی ۲۹۱
۱۸. وراثت اور نبوت ۲۹۳
۱۹. نبی کی حد فتن ۲۹۸
۲۰. انبیاء کا بکریاں چرانا ۲۹۸
۲۱. خاندان نبوت ۲۹۸
۲۲. اوصاف نبوت ۲۹۹
۲۳. عمر کی بابت ۳۰۰

۳۰۰	خلاصہ سیار نبوت
۳۰۱	مجموعہ حق حقیقت
۳۰۸	فصل دوم: صداقت کی نشانی سرزاد جو پانی کی زبان
۳۱۰	فصل سوم: نشانِ حافی ز کعبہ قاد پانی (پیشکشیاں)
۳۲۵	فصل چہارم: تکرار صداقت مرزا
۳۲۵	تحریف ۱: لوتقون الخ
۳۲۵	تحریف ۲: وفعنوا العوت الخ
۳۳۱	تحریف ۳: فقد سمعت فیکم عمر الخ
۳۳۱	تحریف ۴: فلا یظہر علی غیبہ الا من ارتضی الخ
۳۳۷	تحریف ۵: انه لا یطرح العالمین الخ
۳۳۸	تحریف ۶: وان یک صادق یتصیکم بعض الخ
۳۳۸	تحریف ۷: وبعثنا رسول یاتی من بعدی الخ
۳۳۹	تحریف ۸: مالکنا معدیین جمی نبعت رسول الخ
۳۴۰	تحریف ۹: ساحسرة علی العباد الخ
۳۴۱	مخالفہ ؟
۳۴۲	مخالفہ ۱: شیخ کے روایت
۳۴۶	مخالفہ ۲: لامہدی الا عیسی الخ
۳۴۶	مخالفہ ۳: مدعی کی مر
۳۴۶	مخالفہ ۵: نماز میں آنے وقت سب کو بیان کرتے ہیں
۳۴۴	مخالفہ ۴: ان اھدیف آئیں الخ
۳۴۵	مخالفہ ۷: صحیح نہ تھا، وہ روایات قول ان مرئی
۳۴۵	مخالفہ ۸: حدیث مجربہ



کلمہ فضل رحمانی

# کلمہ فضل رحمانی

(۱۲۳۵ھ)

بجواب

## اوہام غلام قادیانی

(۱۲۳۵ھ)

جناب فضل احمد صاحب گورداسپوری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين : لعانه للحقن : الصلوة : السلام على  
رسوله محمد وآله وأصحابه وأئمة بيته وإمامه وأبنائه وأحفاده

اما بعد از آنکه تقویم را در دست می آورید بعد از آنکه تقویم را در دست می آورید

یہ سب مضمونیں صلیح کو اس وقت پہنچا دی گئیں کہ وہ ان پر غور کرنے کی بجائے ان کی غلطیوں کی طرف توجہ دے گا۔

[illegible]

خدا سے مراد خدا پانی کی طرف سے ہے۔ یہ بدلتی ہوئی جھکی ہوئی چیز ہے۔ جس میں مراد خدا پانی ہے۔  
آپ کو نہیں کی بات ہے۔ اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ اس میں کوئی بات نہیں ہے۔

سب نے اپنے معمولات کو ترک کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کے گھر کے دروازے پر لکھا گیا کہ "میرا دل صرف اللہ ہی کی خاطر ہے۔"

ان کے لئے صرف یہ کہ وہ تفسیر کا نظم پیش کر رہے ہوں اور نہ تواریخ کے ہی بدعت

مرزا احمد دہلوی نے جو روشی قرآن میں کتاب جس افتخار دینی ہے۔ اس اسلام و تقویٰ اور اخلاقیات کے  
لوگوں کو بھی تہذیب و تمدن انہوں اور تاریخ میں نظر میں ہے۔ بلکہ بھی نئی ہے۔ یہی ہے مرزا احمد دہلوی نے

• ہمارے لیے، اور یہ ہمیں، مستحق و قوی افغان جمہور کا نمونہ ہے۔ صرف افغان ہی نہیں  
یہ دنیا بھر کے ایمان و یگانہ پسندوں اور دوستوں کا نمونہ ہے۔ اسی لیے اقوام و افغان

آیات قرآنی جن کو مردِ اتقاہ والی سے تعطل نہیں کی

[illegible]

\_\_\_\_\_



حشر انہوں سرزاقا دینی والوں نے اور انہوں میں سے ملو در رہتی ہے۔ طبیعت کا  
بگاڑا ہوا ایمان ہی اس طرف ہے۔

۹ شتم نہ مری ہے کہ "وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا  
بِالْأَلْقَابِ بِاسْمِ الْأَسْمَاءِ النَّسَبِ وَالْأَلْبَانِ (احزاب: ۵۶)" یعنی اپنے دین والوں  
۱۰ حشر نہ کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کو۔۔۔ لقب سے پکارو۔۔۔ بنائے ہوئے کسی کو ایمان کے بعد فخر  
سے یاد کرو۔۔۔

مرزا قادیانی نے اس نظم کی تفسیر یہ کی ہے کہ اس کتاب انجیم آتھم میں مولوی صاحبین  
وہابیہ و شیعہ صاحبان میں سے کسی کو پھال بتائی۔ کسی کو شیخ بخندنی، کسی کو شیطان، کسی کو فرعون، کسی کو  
بلدین و غیرہ القاب سے یاد کیا ہے۔ مذہب ان اسلام و نظریہ ان عربین مرزا قادیانی سے یہ  
سوال کرتے ہیں کہ یہ طریق جو اپنے کتاب میں اختیار کیا ہے۔ کوئی نسخہ یا سطر ایسی نہیں جس میں  
کوئی شکوکاں نہ ہو۔ یہ کس آیت واحد یا الباقی کے ارشاد سے کیا گیا ہے۔

۱۰ "وَلَا تَسُبُّوا السَّيِّئِينَ بِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَسُبَّ الذِّكْرَ يَسُبَّ مَا فِي يَدَيْهِ مِنَ ذِكْرِ اللَّهِ (معاذ: ۱۱)"  
جو کافر و سب سے مجبور ہو بھی گا تو نہ وہ نہ کوئی ایسا نہ ہو جو تیار سے خدا کو گالیوں دیں۔ پھر  
اس نظم کی تفسیر مرزا قادیانی نے یہ کی ہے کہ مرزا قادیانی کی کتابیں بالخصوص رسالہ انجیم  
آتھم اور اس کا خمیرہ شاہ میں ایران کی تصدیق کے سے آریہ اور ہیریکوں کی کتابیں موجود ہیں کہ  
جس میں مرزا قادیانی کی بدولت خداوند کریم نورانی مہدی خیر بن علیہم السلام اور خصوصاً حضرت رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا اپنے الفاظ لکھتے ہیں کہ ان سے ایک دینی مسلمان کا بھی پلر پار ہو  
جاتا ہے۔ کیا یہ تمام خداوند تعالیٰ کی تفسیر ہے۔ یہ ان ظالموں کا جواب مرزا قادیانی کے قول نامہ  
میں روز بروز دہرائے نہیں ہوتا ہے۔ جلد روز بروز ہوتا ہے۔

۸ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "أَفُولُوا الْأَرْضَ حِشْبًا  
(بقراءہ: ۱۱)" یعنی جوں جوں۔۔۔ ایک دور بعد ہی کی بات خبر دینا

اس شتم میں کسی مسلمان کی بھی تخصیص نہیں۔ جو امر تو کہاں ہے پیار۔ خاص جہانی  
اور عریض مسلمانی بھی نہیں سہرا پٹھے ہے سے یا نہیں سکے گئے۔ جب مرزا قادیانی بقول خود تمام  
انبیاء اور مرسلین کی حدیث سے توصیف ہیں تو ایک ہی جسم سے ملیم، مجدد، مثیل، مسیح، مسیح موعود،  
مہدی موعود ہیں تو یہ ہر دو سکتے ہیں کہ ان کے یہ ہے عقیدہ! ان بے عنوان سے ایسی لٹیکھا لیاں  
منسلک اپنے ہاتھوں بالخصوص مولوی صاحبین و وہابیہ و شیعہ صاحبان کو کہتے ہوں میں دینی جاتی ہیں۔





لیکن مرزا کی کالیں بھی نکلوا جائیں کہ مسیح علیہ السلام کی دیووں، مانجھوں تک نوبت پہنچا دی۔

۷ (ترغی ج ۲ ص ۸۱) اس (ماحاء من النقص) اور بھی سنو روایت کی ہے کہ فرماؤ رسول اکرم ﷺ نے کہ میں نے سنا ہے کہ مسلمان مرنے والا اور نہ لاش مرنے والا اور غسل نہ کرنے والا اور نہ پیر نہ کرنے والا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۲) باب حفظ المسکن

۸ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرنے والا اس کی مدد چھوڑ دینا۔ اس کو نہ مل سکے۔ پر پیڑ کا دی بیجاں ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۳۴) لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ (ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کا کہہ رہا ہے کہ تم کو بہت پڑھتی ہے۔ روزہ بہت رکھتی ہے اور نیکوئی بہت کرتی ہے۔ لیکن وہ اپنے جسم پر کھانسی لڑیائے لے لیتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ روزہ رکھتی ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۰۲) باب تلمیذہ والرحمۃ عن الحق (حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو نہ تو دن و شب جو روزہ صدقہ نماز سے افضل ہے۔ راوی کہتا ہے کہ تم نے کہا کہ بنو افریجیہ۔ آپ نے فرمایا صلوا کرانا آپس میں اور قسود الزیہ نسبت دین کی ہے کچھ نہ دینی ہے۔

(ابو داؤد ج ۲ ص ۱۰۲) باب فی اصلاح ریش البیض (ایک شخص نے قمبر خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے کیا تر اس نے نئی دفعہ یہ سوال کیا۔ آپ ﷺ نے یہیں جواب فرمایا کہ تم سے کیا کر۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲) باب الحدیث من العصب

۱۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب پاری میں عرض کیا تیرے بھائی تیرے بندوں میں بہت مزاحمت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کسی کو کسی صفت سے یہام پہنچے تو اس کو دفعہ۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲) باب الحدیث من العصب

انصار صحابہ و تابعین و تبع تابعین و اقوال و افعال، علماء کرام و مشائخ عظام و مکرر خط و غیر میں لائے جائیں تو ایک عرصہ راز چاہیے۔ ان کے کہنے کی اس واسطے بھی ضرورت نہیں۔ جب آیت شریفہ ص ۱۲۸ سے ہی اعراض ہے تو باقی پر کیا اعتبار



ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پر لے دیکر شر پر انفس خیال کرتے ہیں۔"

(ابا بن احمد میں امام غزالی ج ۱ ص ۹۰)

۵. "عام اطباء ان ظہرین پر واضح رہے کہ ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ منافقات و مجاہدات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے تحت الفاظ کو اپنے منہاسب کے لئے پسند رکھیں۔ یہ کوئی نئی دھانے والا نظریہ کے حق میں یا اس کے کسی جز کے لئے حق میں بولیں۔ کیونکہ یہ طریق نہ وہ خلاف تہذیب ہو نہ اس کے حق و حقوں کے لئے مستحق ہے۔ جو مخالف رائے کی بات میں ترقی پائی کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ بعد یہ کہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہی دلی درد بخیز پہنچ جائے۔ تو پھر یہ بھی غیوریت کی وجہ سے کمر کاٹی جا رہا ہے کہ ایسی دل آزر کتاب پر نظر بھی ڈالے۔"

(شعبان میں امام غزالی ج ۲ ص ۳۳۳)

۶. "بھلا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی شک کرنا نہیں چاہتے اور نہ را خدا ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہے کہ نبی سے عزت نہیں۔ مگر اپنے وطن میں۔"

(شعبان میں امام غزالی ج ۲ ص ۳۴۱)

۷. "چہاں یہ کہ عام خلق خدا کو عوام اور مسلمانوں کو دیکھو جو اپنے عقیداتی جوڑوں سے کسی نوع کی جاننا تکلیف نہیں دے کر نہ زمین سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۸۱)

۸. "ہم عقیدہ یہ کہ کلمہ اور نوحہ تو نیکی چھوڑ دے گا۔ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور عیسیٰ اور مسیحی سے زندگی بسر کرے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

۹. "ضمیمہ یہ کہ ہر خلق خدا کی ہمدردی میں مجھیں ہمد مشغول رہے گا۔ جہاں تک پس پل سکتا ہے اپنی خدا اور حاکموں و دانشوروں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچے گا۔"

(رسالہ کھیل تبلیغ ص ۲، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۹۰)

ناظرین! میرا قادیانی کو تمام آیات و احادیث و الہام خدا میں و تحریکات الہامی سب کی سب یکدم فراموش ہو گئیں اور اپنی اقرا، ای و متاویزات اور الہامی عبارات سب کو یک لخت مٹا دیتا کہ وہ یاد دہیوں۔ مگر پھر انہوں نے خدا کے حکم (اَوْفُوا بِالْعُقُودِ) اپنے وعدوں و اقراؤں کو پورا کرو، کی تعمیل نہیں کی۔ پھر خیال فرمائیے کہ تو احکام الہی کی تعمیل کی اور نہ احکام رسول خدا ﷺ پر کچھ توجہ کی اور نہ اپنے الہامات کی پرواہ کی۔ جب یہ حالت ہے تو مرزا قادیانی کے پاس کیا خاص وجہ ہے کہ وہ جو دہیئے صریح اور بدینی احکام کی تعمیل پر مبنی نوگوں سے اپنے کو مستحق

موجود اور معلومات خاندانہ استوائانی جے ہیں۔

ابن خیال است و محال است وجہوں

البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان و مجاہدین صاحبان نے یہوں مرزا قادیانی پر تنقید کا فتویٰ کیا اور ممکن ہے کہ مرزا قادیانی خود اس کا جواب دیں۔ جب انہوں نے مجھ کو کافر کیا اور کفر کے فتوے میری نسبت میں بھی یہ کامیاب تر کی بہ ترکی دیں۔ جیسے کہ ایک نقس مشہور ہے کہ کسی مسلمان نے ایک لاہوری ذبیحہ کو کسی بات کے تکرار پر بہت مار دیا۔ بیا بے چارہ بہت کمزور تھا۔ قہقہے لگاتے کہ کاش تم جیسے وہ مارو۔ رہا تین بہت سی گامیاں دے رہا۔ جب وہ زبردست مسلمان چلا گیا تو مسلمان یہ دکھانے لگے پوچھا کہ کون بھی کیا ہوا۔ بیا نے چنی۔ پنجابی بولی میں کہا "سینوں سینے نے بہت مار پیار میں بھی اس نوں کالیاں" اے نال وچو ہی کر بھڑیا۔" یعنی اگرچہ میں مسلمان نے مجھ کو بہت مارا لیکن میں نے بھی اس کو کالیوں سے آواز نہ کرایا۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں اور مجاہدین نے جنوں نے مرزا قادیانی کو کافر کیا۔ دلیل لکھا۔ جس کا انتہاء مرزا قادیانی نے اس کتاب (انجام آقہ) میں گامیوں سے ایا انتقام بھی ایسا کہ وہ بھی یاد ہی کریں گے اور قیامت تک یہ کتاب محمد پر سب دشمنان کی بدنامی اور مرزا قادیانی کے نقس و ترہش اور راہ نرانی کی یادگار رہے گی۔ جزا اللہ!

یہ بات کہ مرزا قادیانی کو جب انہوں نے کافر کیا اور دجال لکھا جب مرزا قادیانی نے غصہ میں آکر گامیوں سے بد کیا۔ مگر اسوں مرزا قادیانی نے یہاں بھی تو ختم خداوندی کی

الف "فاصفح انصفح الجمیل (الحجرہ ۱۰۸) یعنی جس درختہ رکھ

ب "والکاضمین العیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین" (آل عمران ۱۰۴) یعنی غصہ کے ختم کرنے والے باوجود کہ رت کے اور معاف کرنے والے لوگوں سے اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرتے والوں کو۔

تعلیل پر توجہ نہیں کی۔ آخر لفظ آیت کے تحت میں اکثر مفسروں نے روایتیں لکھی ہیں۔ جن میں سے صرف اور روایتیں جو خاص مرزا قادیانی کی وجہ سے کہیں ہیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ دنیا "ان تباہت لی اور لوزن دی تھانی الف بمعنی وہ فائدہ راب بن دی۔"

روایت اول: کسی نے حضرت امام اعظمؒ کو ملے بچہ مارا امام صاحب نے فرمایا کہ میں بھی تجھے ملے بچہ مار سکتا ہوں۔ مگر نہیں بدوں گا اور اس بات پر قادر ہوں کہ غایب وقت سے تیرے پر آش کروں مگر نہ کروں گا۔ درجہ اولیٰ میں نہ دوں گا اور نہ کھنکھوں۔ مگر نہ کروں گا کہ قیامت کے دن تجھ سے جھگڑوں اور بدلہ لوں مگر نہ کروں گا۔ اگر قیامت کو مجھے چھٹکارا ملے اور حق تعالیٰ میری رفتار میں قبول کرے تو تیرے بغیر جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔

(محدثی اسید بحوالہ امام احمد رضا حنفیہ کے حیرت انگیز حالات ص ۱۲۹)

مردی گماں بسوم کہ برور است و جردلی

بخشم گر برائی دادم کہ گمانی

روایت دوم: تیسرے میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب امام حسینؑ میں نوس کے ساتھ کھانا تناول فرماتے بیٹھے تھے آپ کا خادم چلتی ہوئی کاش کا کاسہ مجلس میں لایا۔ دہشت سے اس کا پاؤں فرش کے کنارے لڑکھڑایا کہ یہ جناب امام کے سر مبارک پر گر نہ پڑے اور چلتی ہوئی آتش برائے پر گئی۔ حضرت نے آپ کو سمجھانے کی آواز سے خادم کی طرف دیکھا۔ خادم کی زبان پر جا بجا: "والک ظلمین الغیظ" آپ نے فرمایا: "خدا کی قسم میں نے فرود کیا۔ خدا مرہو اور العافین عن الناس" حضرت نے فرمایا: "میں نے معذرت کیا۔" امام نے اپنی آیت "والک بحدہ المحسنین" پڑھی۔ حضرت امام نے فرمایا: "میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ ابیدات!

بدی دامکافات کردی بدی

براهل صورت بود بحر بدی

بمعصی گمانم کہ یہ جرد اند

بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند

"من وعن از تفسیر حسینی"

کاش آدمیوں کی اس سے شناخت ہوتی ہے۔ جس پر مرزا قادیانی نے بھی اپنی تصانیف میں ادب کیا ہے۔

یہ ہر دور وراثتیں بطور ضروری مرزا قادیانی کی وجہ خاص کے واسطے اس لحاظ سے نکلی گئی ہیں کہ اولیٰ اپنے (ازوالہ) ۲۵ ص ۵۳۲، (نوائس) ۲ ص ۳۸۵ میں حضرت امام اعظمؒ کی بہت تحریف نقلیں ہے اور ان کا اجتہاد اور استنباط قبول کر کے وہ وی ہے اور پھر کتاب (انوار اعظم) ص ۵۳، (توضیح) ص ۱۵۱ میں "ولیکولار، لا یمان معلقاً بالشر یا المالہ" رح "جو حدیث حضرت







"مرزا قادیانی کی پیش گوئی مسٹر عبد اللہ آفتم کی موت کی نسبت لاہور میں ۵ دسمبر ۱۸۹۴ء کی رات تک بڑا ہی چارباک مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے اختتام کا وقت آج رات کو ختم ہے۔ جا بجا بڑے مجمعے و مظاہرہ پارٹیوں کے لوگ مختلف قسم کے خیالات ظاہر کرتے رہے۔ ایسے ہی امید کی جاتی ہے کہ دھجپ کے تمام مقامات میں بھی یہی کیفیت ہوگی۔ ۶ دسمبر ۱۸۹۴ء کی صبح کو مسٹر عبد اللہ آفتم کی پارٹی پشاش اور مرزا قادیانی کی پارٹی مٹھوسا اور پریشان حالت میں تھی۔ پھر انچہرہ قادیانہ و مرزا ۵ دسمبر ۱۸۹۴ء میں سب انیں روکے۔"

مرزا قادیانی کی پیش گوئی دربارہ مسٹر عبد اللہ آفتم

چچ کہنے میں بہترین خطرات جھوٹ کہنے میں خمیرہ بدنام ہے۔ عجیب مشکل و گونا گونا کو ہم مشکل کا سامنا کرتے ہیں۔ جس جھوٹ سے گریز، تو یہ ہزار تو ہے۔

راستیں موحّد و صائب خداست

مرزا قادیانی کی مسٹر عبد اللہ آفتم کی نسبت پہلی پیش گوئی غلط نہ ہو جھوٹ اور سراسر جھوٹ ثابت ہوئے ہیں بعض عام اور بازاری لوگ، واقعیت سے اسلام پر یہ نہ نامتناہی فقرات اور اعتراضات کرتے ہیں اور خاص طور پر غیر مذہب والے مسلمانوں سے اپنے دل کی یہی تھپ تھپ کے خیالات کے لیے نہ کرنے میں انہیں زور دیکھ رہے ہیں۔ جو بے شک زبردستی اور غلطی کر رہے ہیں۔ پہلے خیالات کے وقت مذہبی امور سے ناواقف ہیں۔ پھر دوسرے وقت ہونا اسلام کی تعمیر پر وضو داری سے گریز کرتے ہیں۔ پھر ان دونوں خیالات والوں کی علت نہ ہی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی سمجھتے ہیں نہ کچھ اور۔ جس کی وجہ سے ہم بلا غلط اصول مذہب اور مذہبی اشتعال کی وجہ سے اپنا کہنے میں درج نہیں کرتے کہ اسلام ایسے عداوتی مذہب اور سهام کے بانی صادق و قیصر خدا تعالیٰ کے اصول مذہب کو بدنام اور ان کی تعمیر کرنے والا مرزا قادیانی ہے نہ کوئی اور۔ اس کے بعد ہم ایسا کہنے میں سب اختیار ہیں کہ مرزا قادیانی! جو جو نے مسیح موعود! اور ہمارے! عبد اللہ اور ہمارے! لہذا مرزا! خداوند تعالیٰ تجھے تیری بدعتی اور تیری جھوٹی پیشین گوئی کے صلہ میں اور تو خیر کھترم سے کم تیری جھوٹی پیشین گوئی کے نتیجہ کے تمام فقرات کا تجھ پر بھی خائبہ کرے تو سداہ میں تجھے میرے مجسم بنا کر اسلام کی صداقت کی زیادہ تر صورت ظاہر قائم کرنے اور عام طور پر دنیا کے گمراہی انہی بدعتی سے شہرت پسندی کے خیالات سے ایسی جھوٹی پیشین گوئی کرنے والے دنیا میں ایسے نیکو نظر ہیں۔

تا نظر میں مرزا قادیانی نے پہلے یہ پیشین گوئی کی تھی جو شرمناک طور پر ۵ دسمبر ۱۸۹۴ء



ہوئی کہ اب خزانہ مسیح کی طرف ولانا ہوں۔ جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی نسبت موت کی چیز ہوئی ہے۔ اسے شروع کر کے آئے تک جو کچھ گذرا ہے۔ ان کو معلوم ہے اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آئندہ تم نے اس میں اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس لئے تمہیں مرزا خیر ان کو اختیار ہے۔ جو چاہیں سو کہیں۔ جب انہوں نے میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کیا اور اس کو خدا نے بھوکا کیا۔ اب ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو تاویل کریں۔ کون کس کو روک سکتا ہے۔ میں دل سے اور ظاہر پہلے بھی جیسا تھا اب بھی جیسا ہی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ جب میں امرتسر میں جیسے جیسا ہی ہوں میں شل ہوئے تو آیا تھا۔ تو وہاں بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کر دیا تھا کہ آئندہ تم مر گیا ہے نہیں آئے گا۔ جب مجھ کو ملے پہلے فارم پر دیکھا تو کہتے تھے کہ یہ آنکھ کی شکل کا بڑا آدمی غائب ہے۔ اگر برا شکست والے ہیں۔ بڑے آدمی میں کل لگا دی ہے۔ ایسی ایسی باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے۔ میں راضی و خوشی مند رہتا ہوں۔ اور ویسے ایک دن مر گیا تو ضرور ہی ہے۔ زندگی موت صرف رب الٰہی کے ہاتھ میں ہے۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے چیل چیل کر سکتا ہے۔

کیوں مرزا قادیانی کی انہیں آئندہ اسلام قبول کرنے کا ثبوت ہے اور وہی پر آپ ایک ہزار راہبوں کی انعام میں رہتے ہیں۔ مرزا قادیانی جی! آپ کے عقیدہ میں ہوئے ہیں۔ اب تک ایسی جھوٹی پیشگوئیاں تھیں۔ تو یہ کہو یہ جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ یہاں بال سیاہ کرنے کے چہرہ مبارک سیاہ کر رہا ہے۔ کیا اچھا ہوا کہ آپ سچائی کی منہدی دیکھ کر دنیا کے تمام لوگوں میں اور علم ریز کے سامنے سرخرو ہو جاتے۔ مگر یہ کب جب آپ جھوٹے مسیح موعود بننے کا دعویٰ نہ کرتے۔ اب تو جو حال جھوٹ ہوئے انہوں نے چاہئے وہی آپ کا مناسب بلکہ واجب ہے۔ مرزا قادیانی کی بہت ہم عام فوٹوں کو عموماً اور جیسا صاحبان کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی اگر درست نہیں ہوتی تو اس کا الزام مرزا کی ذات خاص پر آ سکتا ہے۔ نہ خدا خواست اسلام کے پاک اور سچے موعود پر مرزا کی نسبت پہلے ہی انڈیا کے علماء و فاضلہ شاید مختصر کائنات میں نہ در نہ پچھلے ہیں۔ ایسے شخص کی دروغ گوئی کا اثر ہرگز اسلام کی سچائی پر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ سچے مسلمان مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو ہمیشہ نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔" بلغظہ میں وہی شتم ہوئی عبادت و عبادت و عبادت کی۔

(۱۱ نومبر ۱۹۹۴ء مطبوعہ از کتابت ماسٹریٹ برطانیہ قادیانی ص ۵۹)

دوم: مرزا قادیانی کا مرید نہ من مودھیانوی (انکرچہ اسی تحریر کے باعث سے اسباب

ہو رہی تھیں۔ کیا کامیاب انداز میں جہد سارا خیر رہا، جس خوراک میں بہت شدت سے ساتھ اور کھانا  
ہونا سمجھتا ہے۔ خصوصاً ملاحظہ۔ اس کا جی پیش کا طریقہ کرتے ہوں۔

اب یہ کہ اس پیش کوئی نئی معیار نہ رہا، وہ تیرہ روز ہوئے اور عہدہ آتھم یہ سبائی  
اب تک نہ وہاں بالکل تندرست۔ یہ وہم تھا کہ پانی کے اپنے اشتہار فتح کر سادہ میں موکا دہلی کی  
سے۔ دو باہل قاضی اطمینان میں۔ ب۔ جس ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ السعدیہ سو حذ  
سافر اور۔ انہی اپنی اقدار کے سبب۔ یہ نہ تھا کہ وہاں اور کچھ۔ اب تاجیہ اور ہم مرزا اقداری کے مفاد  
بعد یہ دینی اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دیا کرتے تھے۔ انہی کے اسی مقصد میں جو تفسیر علیہ الصلوٰۃ  
اسلام اور آپ کے معنی یہ کرنا اور منافع صدیقین فرقہ اہل انبیاء والہما سے ہے اور اب تک منقول اور  
تواتر ہیں۔ والسلام!

(ملاحظہ اخبار نور علی نور سورہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۶ء)

اب میں عرض کرنا ہوں کہ مرزا اقداری کے اشتہار پیش کوئی میں کوئی اگر مگر کا لفظ نہیں  
تھا اور اس میں شرط رجوع الی الحق کی تھی۔ جیسے کہ اوپر نقل کیا گیا ہے۔ لیکن مرزا اقداری کی  
اقداریات کا چھانک کھانا ہے۔ نہ وہیں درست ہوتا ہے۔ اپنی تحریر کے مطابق ہوتا ہے۔ مگر لفظ ثابت  
ہوتے یہ کوئی نہ کوئی تاویل ضروری کر دیں گے اور یہ بھی یاد رہے کہ عہدہ آتھم کی عمر ۶۹ سال  
سے زیادہ تھی۔ جس وقت مرزا اقداری پانی کی پیش میں سے بچ رہا تھا۔ اس سے بھی واضح ہے کہ مسٹر  
آتھم اپنے یہاں قبر میں انکا کے ذریعہ۔ آج نہ مرزا کھل مرتے۔ مگر قبروں کے اس وقت نہ مرزا کہ  
مرزا اقداری کی پیش کوئی جگہ ہو جاتی۔ نہ ان طریقہ کو یہ بھی یاد رہے کہ مرزا اقداری کی شرط اس  
بات پر تھی کہ اس شخص سوغوا ہوں اور اس بات میں یہ ہوں۔ اسلئے کہی تھا نسبت پر شرط نہیں تھی۔  
انصاف اسلام کے ہی مقصد میں ایسی شرط کی جاتی تو یہ ضرور تھا کہ مرزا اقداری کا سبب سوسی

زادہ دین اب بہت خاص مریدوں میں سے ہیں اور پانی بات سب سے زیادہ رکھتے ہیں۔  
جی شرط رجوع الی الحق یعنی مرزا اقداری کے آخری چارہ اہل ہند ورحم ۱۸۹۳ء سے  
س ۲۰۰۰ء تا ۱۹۰۲ء میں غلط طریقہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ وہی مرزا اقداری کا  
لفظ ہے۔ لیکن اس کے مخالف شرط رجوع الی حق کو قرار دیا (۲۱۱) میں ۱۹۰۲ء میں اس  
کے بعد اپنے وقت اور اوقات میں ہر۔ اور سے اسی نتیجے میں۔ جو میں نے اس سے پہلے صفحہ میں  
درج کیا ہے۔ اس میں کوئی شرط رجوع الی حق کی نہیں ہے۔ بلکہ پیشین گوئی کی شرط کو مرزا اقداری کی  
کے اندر ہی قرار دینے جو اس پیش کے لئے ہے۔ بالکل توڑ کر معدوم کر دیا۔

جاتے۔ مرزا کا دعویٰ ایسا تھا کہ جو خواہ اہل اسلام کے ہی مخالف اور غلط اور بدعنوان تھے اسی لئے۔  
مرزا کا دینی حجت مایوسی کی حالت میں ناکام رہے۔ کیونکہ اہل اسلام کی طرف سے تو پہلے ہی بڑی  
نظران سے دیکھے جاتے اور غلط فہمی تشبیہ میں نزدیک دور مشہور تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مولویوں اور  
چھوٹے شیعوں کی گائیڈوں سے خبری خدا نام نہ نہ۔

### دوم مختصر خلاصہ رسالہ خدا کا فیصلہ

یہ (۱) باب ۳۴ سے ۴۰ خزانہ مانی ہے۔ یہ ایک ہے۔ اس میں مرزا کا دینی ٹکھتے ہیں۔  
انہیں "جیہ کہ ہم نے کتاب" سے بھی میں کچھ سنا ہوں گے تھی پوری تھی  
مرزا کے چیلوں کا جواب تھا کہ وہی ہے۔ اسی خزانہ میں یہ سوت کے شاخ مرزا کو بھی ان کے تین مجسم  
خداؤں کے (۱) تھی کہ یہ تین اور ان کے ساتھ تعلق خدا کو خدا دیتے ہیں۔ چاہے کہ ان کے  
آگے چلیں اور ان کو دیکھیں اور وہ ہے جس کو ہم نے ان مانیوں کے ساتھ مرزا کو خدا دیتے ہیں ان سے کیا  
ہوگا۔ (۲) خزانہ ۳۴ سے ۳۹ مرزا کا جواب ہے۔

یہاں سورہ قصص کی شکل پر مرزا کا خدا کو پوری شکل پر۔ وہ آپ آدم قصص کی شکل پر۔  
ناظرین "مرزا کا دینی" نے ان ۳۴ خزانہ ۳۹ میں ۳۴ اور ۳۹ میں تصویر یا الہی مانی  
ہیں۔ جس کے واسطے سخت محنت خداوند تعالیٰ و رسول کو کچھ پہنچانے کی ہے کہ مرزا قصص نہ بتائی  
جائے۔ قیامت کو تصویر بنانے والے کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد  
ہے۔ (۳) مرزا کا جواب ۳۹ سے ۴۰

پھر تعجب ہے کہ مرزا کا دینی اپنے لئے شیخ مست یونیورسٹی سے زور سے کہتے ہیں وہ عقل  
ان کا بالکل خلاف کتاب مست ہے۔ شاید مرزا کا دینی اس کا جواب دینے کہ ہم نے تو میں نیوں کی  
ہی کتابوں سے تصویریں، کچھ کراچی کتاب میں بھی بخاوی ہیں۔ کوئی جدید تصویریں نہیں بنا سکیں۔  
مکمل ہے کہ ناظرین خیال کر بھی نہیں۔ مگر بقید ان کی کتابوں میں تصویریں بنی ہوئی ہیں اور وہ روز  
درشن کرتے ہیں۔ تو مرزا کا دینی ان کی ایسی ضرورت سخت پڑی تھی کہ آپ بھی تصویریں بنا کر  
عقل خدا اور رسول ﷺ کے منکر ہوئے۔ جب کہ مرزا کا دینی خیرہ اور رسول ﷺ کی نفی میں  
قدم نہ جائے جاتے ہیں اور ان کو ایک رو بھی پائی نہیں۔ پھر انہیں یوں یا کون عام رہتی ہے۔  
جو مرزا کا دینی کو مرزا مسلمان بھی قبول کر سکے۔ چہ جائیکہ مرزا مسلمان، نبی، مجدد، محدث، نبی،  
رسول، مسیح، مسعود، مہدی، مسعود منظور کر لے گا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ ملاوہ شاخ و شیان  
عرب و عجم فوراً سنتے ہی ضرور شہر کا فتویٰ خداوند (جو حادث کیا زمین اور ارضی ملکیت پر ہے) کا

دیں گے۔ اس واسطے میں ان کے فتوے کا منتظر نہیں۔ اہل مرزا قادیانی نے یہی دعوے و خیالات کو پیش  
ناظرین کرنے ضروری ہوا۔ دیکھئے۔

”اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ اونی درجہ نہ اس مستحقہ کا بھی بھج  
اجازت ہو دے کہ وہ اپنے اپنے کے بیٹوں کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ وہ راست کے اعلیٰ مدارج  
پر اترے اور اس امر پر اس کے حاصل ہو سکیں۔“ (انوار، باب ۱۲، خزائن ج ۳ ص ۷۱)

”ششم سال الفہ و جمال الرسولی کو اپنے بیٹے ایک۔ اور دس دستور العمل  
قراردے گا۔“ (در تخیل تبلیغ ص ۸۸، مجموعہ در تہذیب رات ج ۱ ص ۱۱۱)

”ہمیں قرآن اور حدیث صحیحہ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔“

(نور القرآن ص ۱۳۰، خزائن ج ۳ ص ۷۲)

مرزا قادیانی نے تمام اپنی بیعت میں اس بات کا اودھ کیا ہے کہ ہم کامل قبیح رسول  
اکرم ﷺ کے ہیں۔ اسی واسطے ہم یہ ہیں اور وہ ہیں۔ اب ان کی وہ جہنم مہارتیں بھی نقل کر رہی  
ہیں۔ مگر میں پیسے بطور نمونہ کئی آیات اور احادیث لکھ کر دکھلا چکا ہوں کہ مرزا قادیانی نے ان کی  
طرف رخ بھی نہیں کیا۔ پس جو کوئی ایسا کرے اس کے لئے سفیدان شرع متین فتویٰ دیں اور  
مرزا قادیانی خود اپنی تحریرات کو سامنے رکھ کر قبول کر لیں۔ مگر امید نہیں کہ مرزا قادیانی کوئی نہ کوئی  
تاویل نہ کریں۔ مگر انہوں سرخ روڈ روڈی کی بھی کوئی تاویل قائل قبول ہے؟ نتیجہ ان تصاویر کے  
بنانے اور ایجابات نصی اور احادیث صحیحہ کے انکار کا یہی ٹھکانا ہے کہ مرزا قادیانی کو تو راوی نہ نظر  
ہے۔ جب یہ ساری نئے قارہ کی ضرب آپ کے لئے آگے بچھینے نہ ہو محض ہو گئے ہیں تو یہ  
تصویریں نہ لینے میں کون سا جتن اٹھانے کے لئے مضرت ہو سکتا ہے۔

”شیخ نے پہلے نبیوں سے بڑھ کر کہا دکھلایا۔ خدائی کی حد میں کون سے کام  
کئے۔ کیا یہ کام خدائی کے لئے تھے کہ ساری رات آنکھوں میں سے رو رو کر نکلتی۔ پھر بھی وہ منظور نہ  
ہوتی۔ یہی اہل کتبہ جان دی۔ باب کو کچھ بھی حرم نہ آیا۔ اکثر پیش کو یاں پڑی نہ ہو میں۔ معجزات  
پر تاؤب نے دھبہ لگایا۔ فقہوں نے پکڑا اور خوب جہڑا کچھ بھی پیش نہ کی۔ اہل نیکی میں کچھ  
مہر و چراہ میں نہ پڑا اور نہ پیش ہوئی کو اپنے ظاہر الفاظ پر پورا کرنے کے لئے ایلیا کو زندہ کر کے  
بکھلا۔ کا اور نماز پیشی کہہ کر بعد سرت اس عالم کو چھوڑا۔“ (نور القرآن مائتہ ص ۲۵، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

۱۔ برائیں اندیہ ص ۱۶۵، خزائن ج ۳ ص ۲۸، حاشیہ



یاد کرتا ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کو نبی پیغمبر مرسل کے خط بات اور مراتب و مقام ہوئے ہیں۔ گویا  
 اور وہ نزول قرآن شریف آپ پر شروع ہو گیا ہے۔

ب۔ "اے دو بیگنی جس کا وقت ضائع نہیں جائے گا۔" (ص ۵۱)

۲۔ ان کو کہہ کر اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو تا خدا بھی تم

سے محبت کرے۔ (ص ۵۲-۵۳)

۳۔ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا۔ قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ (ص ۵۲)

۴۔ میں تجھ کو اپنی طرف آنے والے ہوں۔ (ص ۵۳)

۵۔ تیری شان عجیب ہے۔ (ص ۵۴)

۶۔ تو میری جناب مرزا نہ ہو ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔

(ص ۵۱)

۷۔ پاک ہے وہ جس نے اپنے بند و کلمات میں میرا کیا۔ (معراج)

(ص ۵۳)

۸۔ تجھے خوشخبری ہو۔ اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔

(ص ۵۵)

۹۔ میں تجھے لوگوں کا نام بنا دوں گا۔ (ص ۵۵)

۱۰۔ لوگوں سے لعنت کے ساتھ پیش آ اور ان پر غم کر۔ (ص ۵۵)

۱۱۔ تو ان میں بجز نہ مونی کے ہے۔ (ص ۵۵)

۱۲۔ تو خدا سے پانی میں سے ہے۔ (ص ۵۵)

۱۳۔ خدا ارش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (ص ۵۵)

۱۴۔ سب تعریف خدا کو ہے۔ میں نے تجھے سیکڑا بن مریم بنایا۔ (ص ۵۶)

۱۵۔ کہہ میں ایک آدمی تم جیسا ہوں۔ مجھے خدا سے اہتمام (وحی) ہوتا ہے۔

(ص ۵۷)

۱۶۔ تیرا دل گونے خیر ہے۔ (میاں سعدا اللہ دہلوی لدھیانہ) (ص ۵۸)

۱۷۔ نبیوں کا چاند آئے گا۔ (ص ۵۸-۶۰)

۱۸۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھی ہے۔

(ص ۵۹)





وقف اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے  
 محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ "یونہی وہ ضد اعدی سے مستحکم  
 ہونے کا ایک شریف بکھتا ہے اور امور غیبیہ میں پر حجاب کئے جاتے ہیں اور مولوں اور نبیوں کی وحی کی  
 طرح اس کی وحی کو بھی اصل شیعہ میں سے مناد کیا جاتا ہے اور معترض نہایت اس پر کھولا جاتا ہے اور  
 بعینہ انبیاء کی طرح اس پر جو کرتا ہے۔ اپنے تئیں بہتر بلند خایہ کرتے اور اس سے انکار کرنے  
 وہ ایک حد تک مستوجب برا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی ایگز میں کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ  
 پالا اس میں پائے جاتیں۔ اگر یہ بخیر و خوش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر مائل  
 ہوئی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجود باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر  
 ایک صورت سے وہی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت سرحد کے لئے  
 ہمیشہ روز و رات کھلا ہے۔" (توحید المہم ص ۶۱ جز ثانی ص ۶۰)

ب (مرزا محمد علی کے معنی ابلی خزانہ ص ۳۶) پر بلکہ مرزا قادیانی کو  
 قادیان والوں نے سخت تکلم اور بے عزت کیے تو انکھار نبوت اس طرح پر کر کے نکلتے ہیں کہ  
 "حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں ٹھہرے اور میں ہیں۔"  
 "جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا  
 ہے۔ جس نے مجھے سوز کیا اور مجھے قبول کرتا ہے۔ وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا  
 ہے۔" (توحید المہم ص ۳۶ جز ثانی ص ۳۲)

"اس عاجز کا نام خدا نے اسی بھی رکھ رکھا اور نبی بھی۔"

(مرزا قادیانی کی کتاب (قرآن و حدیث) ص ۵۳۲ جز ثانی ص ۳۸۶)

۱۰ (۶۸) امام حسین اقبال سے لکھتے ہیں۔ "حضرت اقدس امام ماسجدی مآب سے مطلع ہوا کہ مرزا قادیانی  
 اعداۃ الائی علیہ السلام۔"

آخرین باب انصاف فرمانے کا کہ غیر نبوی رسالت نبوت میں کچھ سرایت  
 ہے۔ پر ایسی ایسی بعض لعنتیں کہیں پر ہوں گی۔ مگر مرزا قادیانی کو ان لعنتوں پہنکاروں اور  
 گالیوں کی پروا نہیں۔ بلکہ وہ ان کو یوں جہد نیب سمجھتے ہیں۔ جب کہ مرزا قادیانی کو بتدار سے  
 نبی ایسی ۱۰۰ سے متجاوز اس کے جو ان کے واسطے قرآن شریف پر علی لڑا اس کا اس طرح پر لکھتے  
 ہیں۔ "مگر کھڑا کھڑا دہا ہند"











نہرتے ہیں اور خود غم سے ان سدا اقبال صوفیہ پر گھٹتے ہیں کہ اس جگہ آدھ مومریضہ کا تھپہ۔  
اسی جاغل می الارض حلیفہ" (۱) (۲۰ مئی ۱۹۵۷ء، نوائے عالم، ص ۴۵)

اس نے بعد ۱۸۹۴ء نومبر کا کوئی کتاب آئینہ کائنات میں اس طرح ان کے مرتبے پر کہا: "وہ ہمارے لیے ہیں جو کامیابی پر پہنچنے والے ہیں۔" سطر اللہ الہک معصراؤ فالتوا السجل عیہا من بعد عیہا حال اسی بعد لا یعلمون۔ قالوا کتاب معقل من الکفر والکذب قل تعنوا بدع اسدہ وابعاء کد وسماء ما رسا، کد وانفسک وانفسک ثم نبیل فنجعل لعنت الہ علی الکاذبین "یعنی نہ اچھے نہ بھلے نظر سے دیکھو اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا اس کے بعد تو انہیں یہ کیا ہے انہیں کہہ کر کہہ دیا کہ ان میں قضا پھیلے تو خدا نے ان کو چاہا ہے کہ جو میں جانتا ہوں کہ قیامت ہے اور میں لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک کتاب ہے جو کتاب اور قرآن جاری ہوئی ہے۔ سوال کو کہہ دے کہ آیت اور جمع میں اپنی عزتوں اور عینوں کے لیے یہ نہیں۔ پھر ان پر لعنت کریں جو وہ نہیں ہیں۔"

۱۔ آج کے روزے میں کھانسی، سعال اور دھڑکنے والی حالتیں زیادہ ہوتی ہیں۔

”ایک اجازت ہے، یہ سب جملہ سنیہ کو اس عاجز و انانی پر۔“

تاریخ: ۱۳۹۹/۰۵/۰۱

اب منعہ جہاد اور غم سے بچ کر اس کا بدلہ دینا چاہیے۔ اور یہ بات بھی کہ  
ماتھو سنا کہ کیا اور عبادت کو خیر سے قرآن شریف اور احادیث اور علماء اسلام اور فاضلین کی بات  
چیت ہو کر ان شریف میں ہے اور اس قدر الفاظ قرآنی آئے ہیں کہ اگر ان کو ہم میں اپنے میں  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور علیہ السلام کے لئے ہے کہ یہ تمام آیات صریحہ جو حضرت  
رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی تھیں کہ اگر آپ بھی نبی ہو تو نازل ہوئی ہو تو انہوں نے اپنے ہاتھ نہ دیا اور  
قادیانہ شروع نہ کرتے تھے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر آپ آیت پڑھ  
اور حکم نازل ہوا تو اس کی تعمیل نہیں کی تھی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کو  
سزا قادیانی نے اپنے زعماء و فاضلین سے اس کو اٹھایا تھا۔ اور ان کی اختیار تھی  
"کیس کہ" کر کوئی مولوی پڑھتا ہے کہ اس کے غیبی نے بعد پابلے کے سے عبادت ہوگا اس پر  
اعت ہے اور وہ عبادت کے لیے پھر کے پھر کے پھر کے بعد بہت سے علماء









خیر پر مولوی رشید احمد صاحب مکتوبی کی نسبت الفاظ متذہبہ ذیل لکھے ہیں۔

”اخرهم شیطاں الاعین والنفول الاغوی یقال له رشید احمد الجنجوهی وهو شفی کالامروہی ومن الملعونین“

(انہام آتھم ص ۲۵۲ خزائن ج ۱ ص ۹۵۲)

۱۶۔ مولوی حکیم نور الدین فاضل بزرگ ہے۔

(انہام آتھم ص ۲۶۲ خزائن ج ۱ ص ۹۶۲)

۱۷۔ میرے پاس ایسی دعا ہے جو کلی کی طرح کودتی ہے۔

(انہام آتھم ص ۲۷۵ خزائن ج ۱ ص ۹۷۵)

خلاصہ ختم ہوا نظر ثانی شروع ہوئی

حضرات ناظرین! یہ سترہ نمبر تک مکتوب عربی کا خلاصہ مختصر ملو۔ پر پیش کردہ جوابات غرض کرنا ہوں۔ بغور دیکھ فرما۔

۱۔ مرزا قادیانی کا نام خدا نے مسیح ابن مریم رکھا اور وہ اور حضرت مسیح ابن مریم ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے کوئی ترکیب نہیں بتلائی کہ کیونکر؟ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے فرزند تھے۔ کیا آپ کی والدہ ۵۵ مہینے مریم ہے؟ (اگرچہ مجھے نام معلوم ہے۔ لیکن تمہارے بتلانے یا لکھنے سے رکتی ہے۔) پھر آپ تو خود ہی مریم بھی ہیں۔ اس صورت میں آپ عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہو سکتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انیس سو سال کا عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے اور آپ اب ۱۲۵۹ھ میں یہ قنات کیسے اور کیوں؟ آپ کے والد کا نام مرزا قادیانی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ نے بھی سرسید احمد خان صاحب بہادر کی کارستانی سے ضرور لکھا ہے۔ ”یوسف نبی کے بیٹے تھے۔“

(۱۔ اوس ص ۳۰۳ خزائن ج ۱ ص ۹۵۳)

دوبارہ اور آپ مغل حادثہ۔ ۱۰۰۰ سال قبل اور آپ کی کئی ذہن۔ وہ ہے اور اور آپ کے کئی جڑے۔ ان کو بقول آپ کے یہودیوں نے سوئی پر چڑھایا۔ آپ کا ابھی تک یہ موقع نہیں آیا۔ جو آپ کے الہام کے مطابق ہوا ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب میں ۵۵۰ خزائن ج ۱ ص ۱۰۳ میں ”آلی اعلیٰ لہ جلالہ“ کو ترجمہ کیا ہے۔ خدا نے میرے خدا کو نہیں چھوڑ دیا۔ ”قلکہ ہے کہ خدا آپ کو چھوڑ نہیں کرے اور آپ کا الہام پورا ہو کر میرے دس کے دس کو تقویت ہو۔ آمین۔“





فوت ہو چکے ہیں اور دنیا پر آنے سے روک دیے گئے۔ شیخ مدعو میں تھیں۔ مرنے والوں سے کہہ کرزاقادینی پہلے اس سے اپنی کتاب ازالہ کو باہر میں ہر طرح ورنش کی فرما چکے ہیں کہ میں نے مثیل نسخہ بولنے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل نسخہ دلائل پر ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے کسی دوسرے بھی مثیل نسخہ آجائیں۔“

اب فرمائیے کہ مرزا قادیانی کا کہنا صحیح اور کون سا غلط ہے؟ یا حلقہ نہیں۔ مرزا قادیانی کا جواب دیتے ہیں کہ ۱۳۰۸ھ میں ہم کو مثیل نسخہ کا وعدہ تھا۔ اب ۱۳۱۵ھ میں ہمارے ہمارے ہمارے کا وعدہ عمل کیا۔ جبکہ حضرت شیخ علیہ السلام میں کل الیوم فوت ہو گئے اور مستقل عہد دہائی ہو گیا۔ آپ کا عہد بھی روز بروز بڑھتا ہی گیا اور قیامت اورچوٹ پائی گئی۔ پہلے تو آپ صرف حدیث کا شہرہ تھے۔ پھر عہد ہوئے پھر مثیل نسخہ۔ پھر شیخ مدعو، و بعد میں مسودہ دہائی ہو گئے۔ پھر عہد بھی آپ بن گئے۔ پھر حضرت علیؑ پھر حضرت امام حسینؑ امام اقصیٰ بن علیؑ۔ پھر انہی چھ ائمہ کی طرف سے کہہ دیا کہ عہد نہیں بن گئے۔ ناظرین اور مرزائی اس بات پر ضرور یوٹھیں گے کہ میں! اخذ کیاں بن گئے؟ البتہ ہفتی عہد۔ تو ضرور مرزا قادیانی نے اہل میں سے حاصل کر کے اختیار کئے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مگر خدا جانتا تو کیسے نہیں۔ لیکن حضرت! میں مرزا قادیانی کا خدا جانتا بھی ان کی تابانات و تحریرات سے ہی نکال کر پیش کرتا ہوں۔ وہ وعدہ!!

الف۔ ”غرض محدثیت دونوں دھوکوں سے دھمک رہی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام دسویں بھی رکھا اور نہی بھی۔“

(از: ابامحمد ۵۲۳، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)

ب۔ ”اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب ہے اور میرے مدعی ہاتھ ہیں۔“ اختیار رکھو رام کی سارے کے متعلق آریوں کے خیال سے“

(جموعہ انشیر، اے ج ۳ ص ۱۳۵)

ان دونوں تحریرات مرزا قادیانی سے یہ ظاہر ہے کہ براہین احمدیہ خدا کی کتاب ہے۔ جو مرزا قادیانی کی تصنیف ہے اور کلام اللہ قرآن شریف مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ باتیں ہیں۔ گویا قرآن شریف مرزا قادیانی کی کام ہے۔ جو کلام الہی ہے۔ پس اب فرمائیے کہ مرزا قادیانی کے نعوذ باللہ خدا نے میں کوئی شہادت ہے؟ جو کوئی شخص اپنی تصنیف کو خدا کی کتاب کہے اور کلام الہی









پتوں میں لایے ہوئے تھے۔ وہ پتوں پر جب ۵۰ روپے خرچے تھے عیداً ملازم اسے لے کر  
 سے قوت لے جاتے ہیں۔ اس بات پر قہر کیا کرتے تھے۔

اس وقت تک کہ یہ خبر لکھی اور لکھنے والے نے یہاں تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ  
 عمر میں وہاں رہ کر رہی تھی کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت  
 میں جو کہہ کر

اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت  
 میں کہہ کر

اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت

اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت  
 میں کہہ کر

اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت  
 میں کہہ کر

اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت تک کہ وہ اس وقت  
 میں کہہ کر







معدنات اور غوہری نوری ترکیب پر شیل سے فراہم کیا گیا ہے اور یہاں کچھ فرمانے کا ذکر نہیں  
 صاحب کی شہادت کے بعد یہ نئے مقابلہ میں مصداقیت شریف کے اور مذاہب کی تعداد نہ قابل اعتبار  
 نہیں رہی۔ اسے تو بہ سزا تو دہائی کی تحقیقی اور دہائی نے سزا کا دہائی کے دل میں ایسی بے غوفی  
 پیدا کی کہ میں نور الدین صاحب کی شہادت سے معنی کے ساتھ جہ میں اپنے اعتقادات و ادب سے  
 حدیث شریف حضرت رسول خدا ﷺ کا کیسے مافیہ زہار قرار دیا جائے؟ کیا یہ دیکھنے سے وہی  
 و مخلوقوں کے لئے اور نام یوز آصف کو نہ سوج آصف یا کوٹ صاحب دیا گیا ہے یا ایسی ہی  
 خولی ہاتھوں سے؟ یہ تو سب تو ایسی شے کہ منظر سے جس کی ماہی اسلام کی بی بی ادا کی تعمیر میں قبر  
 سے نہ شرم میں ہوں کہ اپنے اپنے دھوکے یا مخلوق کے لئے دیکھیں نہ سکتے ہیں۔ جہاں اس سے بڑھ کر اور  
 قرین قیاس بھی ملے۔

الف۔ کیا وہ غوہری آصف روح آصف نہیں ہیں؟ کیا وہ حسن ہے کہ حضرت  
 ہاشم سے کہہ سکیں کہ یہ اسلام کے مذہبی صورت کی قبر ہو جس کا نام آصف ہے تو میں تو اس بھی  
 ہے۔ کیونکہ بیان کر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تعمیر میں تکرار سے کہے اور ان کے  
 اور آصف پر لیا جانے کا حق تھا۔ یہ بھی کتابوں میں ہے کہ تکرار میں عیسیٰ علیہ السلام میں مقتول  
 موجود ہے۔ افسوس ہے کہ ان صاحب کی صورت فوت ہو گئی اور روح آصف سے کچھ کو یوز  
 آصف یا آصف بن آیا ہو۔

ب۔ یہ روح آصف ہو یعنی اگر روح آصف نے کوئی چہرہ یعنی چیتا یا شیطان یا اور کسی  
 شے کو وہیں ڈال کر دیا ہو۔

ج۔ یا جس اشعب (ابھی آ رہی کہ جھگڑ کرنا) کا نام یوز یعنی کوئی شے وہیں  
 کسی شے کی جگہ میں یا اور یہیں آ کر مر گیا ہو اور اس پر لیا گیا ہو۔

د۔ یا جس صاحب (نور) کا یہ ہے اور ہوائی ہوئی مر گیا ہو اور وہاں دیکھنی  
 کی حالت میں یہاں پر دیکھنی ہوئی مر گئی اور وہیں کوئی شے ہو۔

غرض میں میں کہہ رہا ہوں کہ ایسے ایسے دھوکے سے اس کا ہی پورا دور بچنے چاہیے۔  
 لیکن یا ان سے کوئی صحتی یا صحیح واضح ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ ان میں سے ہے کہ  
 یہ تو میری غلط فہمی ہے اس کے ساتھ عربی یا ان کے ہاں ہے۔ اس میں تو کوئی قرمانہ  
 کہ جب وہ عدالتی ملک سے نقل کر لیکن حالت میں تعمیر میں ملے انے تو یہاں تعمیر یوں نے





## نقل بخلاف روئے شامیہ متعلق تحقیقات قبر یوز آصف

جواب سوال السلام علیہ السلام کا چوتھو سرت طراز اطمینان و ریاضت کردن  
 کثرت مصیبت و غیرہ و آصف مطابق تواریخ شعیبہ و روچہ خان و در صاحب تحریر تائید سے جواب  
 سرافرازی و طاعت آن اہل حق و عید رسید با مرثہ خورشیدی شد من مطابق فیضی سرسبز آن عشق چہ روز  
 مراد عوام چہ ارجا است من بعد غیب سرچشما رفتہ کند واضح شد است آن جنم مہم و وندیل  
 یعنی کہ چہ خان پارہ انگہ جنت آمدن از مراد مسجد جانک بظرف چپ واقع است مرآت مشہد  
 بود و تہ تاریخ شعیبہ اسرار شومہ منعم صاحب دیکہ و مرادک ہمہ سبب کثرت و مرادات کثرت بود و  
 مقبرہ و بعد شعیبہ الدین قدس سرہی شد معلوم است تاریخ شعیبہ معلوم شد است آن مقبرہ و مقبرہ و یوز آصف  
 مشہور است چنانچہ حضرت مراد قدس سرہی در فی تحریر فرمودہ کہ علی لحدہ معلوم شد و مرادک و مقبرہ  
 منظر سے سنگ قبر کی واقع است از قبر یوز آصف نوشتہ است بدست تحریر فرمودہ کہ در محل از مقبرہ  
 مقبرہ یوز آصف و مقبرہ طراز آن نام و نقل حسین نسبت بلکہ و نقل صاف است و این مراد کثرت آمدن  
 از مراد مسجد جانک طرف راست است طرف چپ نسبت در میان آن مراد و راضی بل یعنی لوجہ خان  
 پارہ نسبت واقعت بہک مال مارام و بین آنجا حاصل است پس فرق برہوہ معنوی شد و ہر فرق  
 نقل و تم فرق معنوی فرق نقل آنکہ یوز آصف بہ سہ است در از مراد و فون نوشتہ الد بلکہ بین  
 آن نسبت اتقیا و مراد کہ از سبکی و لات مہارہ و فرق و فون آنکہ یوز آصف کہ مراد و پانی  
 مہارہ مہارہ کہ مراد و خان بارہ و مقبرہ این در محل از مراد و ہر مکان ہر تہر کہیں ولایت مہارہ کہ یکہ  
 انتقال ہر و چاہ فون ہون حسن نسبت مہارہ یکہ تاریخ فیضی شامیہ بہ یہ و مراد کور است  
 نسبت منظر سے سید شعیبہ الدین خانہ داری از مراد است لہذا خان سرہ و مراد مستقر کی ہر  
 (مستقر) یعنی تقریب ظہور مراد و میر قدس سرہ و محل خان یوز مہارہ فون و مراد است و ہر ہر  
 ایکن مہارہ قبر سے واقفہ و مراد مشہور است کہ آنجا چلیبے آسودہ است کہ ہر ہر ہن مہارہ  
 در شعیبہ مہارہ شد ہر ایکن مہارہ ہر مقام آن فون مہارہ نسبت در آنجا از تواریخ یہ و مراد کہ بعد  
 قلعہ ہر و از دہائے مہارہ کہ یکہ از مراد مہارہ کے ہر ہر ہر فون آمد و ریاضت و ہر ہر

۱۔ جوہان نے یہاں سے شعیبہ کیجی کہ اس کو جوہانوں کے نقل نہیں کیا گیا۔ جواب  
 حضرت خرمیدہ رحمتی الدین صاحب ملک انجور و فیضی شعیبہ رحمتی انجور سے آہ۔



کر لینا چاہئے۔ مرزا قادیانی جو اپنی بیادات و استعداد سے بیزار آصف کو یسوع صاحب یا یسوع آصف بتاتے ہیں۔ نقش نہ بگاڑنا غلط ثابت ہوا امید نہیں کہ مرزا قادیانی ایسی کافی اور ثقہ شہادت کو قبول کریں۔ کیونکہ اس طرف انھوں نے اور اندین صاحب کی شہادت ہے۔ جس کے مقابلہ میں آپ نے اپنی ہی سلسلہ حدیث شریف صحیح و ضبط ثابت کر کے اور انکار کر دیا۔ حالانکہ شریعت میں دو گواہان کے بغیر مقدمہ فیصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن مرزا قادیانی ہمیشہ ایک ہی گواہ سے کام لیا کرتے ہیں اور اپنے دعوت اہم کو ثابت کیا کرتے ہیں اور آیت وحدہ یش کی پروا نہیں کیا کرتے۔ جیسے میاں کریم بخش نے ایک خوالدہ کی شہادت پر اپنے آپ کو یسوع ثابت کیا تھا۔

(از: امام بن ۶۰۰ ج ۳ صفحہ ۸۸۲)

قلام آیات و احادیث و تراجم و مست کوس کی شہادت کے مقابلہ میں بالکل ردی کر دیا۔ اسی طرح سوڈی نور الدین صاحب اپنے بڑے گواہ کی نہ بد ب شہادت کے مقابلہ میں اپنی سلسلہ حدیث شریف اور سوڈی اپنی تحقیقات اور البانات نور دہی کر دیا۔ نہ انکے گواہوں نے دہب نے صرف اس قدر دیکھا تھا کہ کشمیر میں ایک قبر مشہور اور معروف ہے۔ جس کو یوز آصف نبی کی قبر کہتے

نہ انرا ادا ہا مرزا قادیانی ان میں میاں کریم بخش موصوفہ خوالدہ و بقول حضرت شیرازی ع کہ بے ہم توان خدا را شناخت یہ تھیں برس گذشت زمانہ کا ذکر ایک عام مجتہد الحواس گلاب شاہ کی زبانی روایت کرتا ہے کہ جینی جوان ہو گیا۔ وہ یوز جیان میں آئے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور بہت زمان مرزا قادیانی کے مسودہ میں آچکا تھا۔ مگر اصل بات یاد نہ رہی۔ جب کریم بخش کیا جاتا ہے کہ مجھے ایک بات یاد نہیں رہی کہ اس مجذوب نے مجھے صاف صاف بتلا دیا تھا کہ اس جینی کو عام قلام احمد ہے۔ اب خیال کرنے کی بات ہے کہ ۳۰، ۳۱ برس کی بات ایک مجذوب شخص کی ایک خوالدہ نے یاد رکھی اور ایک بڑا طویل مضمون عربی فارسی الفاظ کا مرزا قادیانی کے پاس لکھوا دیا۔ اگر یہ مضمون خود مرزا قادیانی سے اس وقت پوچھا جائے تو وہ بھی ادا نہ کر سکیں اور مجذوب اتنے لمبے قصے لوگوں کو سنا کر کرتے ہیں۔ وہ تو صرف ایک قادیانی سے نکال دیا کرتے ہیں۔ اس طرح کے درمیان کریم بخش مذکور نے کسی اور بے سادہ بھی اس بات کا تذکرہ کیا تھا یا نہیں۔ اگر کیا تھا تو کس کے ساتھ اور اس کی شہادت کیوں خوش نہیں کی؟ معلوم ہوا کہ میاں کریم بخش خود مرزا قادیانی کا ایمان ہے کہ قرآن میں غلطیاں ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی آج کل نکال رہے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوں گی۔





ہوا ہے اور ایک درخت میں ہے۔ بادشاہ سلاست پیغمبری کی دین میں شو ہو گئے۔ تو جمعیت کثیر نہایت نزک و احتشام سے درخت معلومہ میں سے قرآن و ضعی نکالائیں۔ جو زبان عربی میں تھا۔ نہایت احتیاط سے وہ قرآن رو رہیں لایا گیا۔ ہر ایک شخص اس قرآن کو دوسرے مقام پر رت کرتا۔ مبارک دینا ادب سے رکھتا جاتا تھا۔ اتنے میں ابوالحسن معروف بہ ملاذینہ بھی آ گئے۔ انہوں نے بھی اس قرآن کو دیکھ کر اور بلا لینے دوسرا اور کئی ادب کے ایک طرز سے رکھ دیا۔ جس سے بادشاہ کو ایسا معلوم نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایسی حرکت کی بابت سنا سے پوچھا کہ کچھ کیسا ہے؟ ملا صاحب نے کہا کہ ہاں! خیر! اچھا ہے۔ اس پر بادشاہ کو اور بھی شبہ ہوا۔ آخر کو بادشاہ کے زبواہ اصرار پر عرض کی کہ قید عالم ہانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک کنعنا میں تھے۔ ان کی زبان عبرانی تھی۔ اس لئے تو ریت عبرانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی۔ اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی۔ اس لئے خداوند کریم نے انجیل کو یونانی میں نازل فرمایا اور حضرت رسول اکرم ﷺ کے ملک عرب میں ہوئے۔ اس لئے خداوند کریم نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل فرمایا اور یہی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک پیغمبر کو ان کی ہی زبان میں کتاب یا حیفہ نازل ہوتا رہا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ" یعنی ہم نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا۔ جو اپنی قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔ پیغمبر کی زبان اور اس کی قوم کی بول چال ایک ہو۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پیغمبر تو ہندوستان کا ہو اور قوم اس کی عرب کی ہو۔ میں نہایت تعجب سے سوچ رہا ہوں کہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے۔ ہندوستانی میں نہیں۔ اس کو نہ تو آپ خود کچھ سیکھتے ہیں اور نہ کسی کو سمجھا سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ قرآن ہندوستانی چاروں میں ہوتا جو قبلہ عالم کی زبان ہے تو الہت مان لینے کے قابل ہوتا۔ بادشاہ یہ من کر چپ ہو گیا اور وہ قرآن و ضعی مجھ کو خود دے گیا۔ پس مرزا قادیانی کی جیسے اکبر بادشاہ کی سی مثال ہے کہ انہوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قرآن ان کا غیر زبان میں اترا۔ جس کے سمجھنے اور سمجھانے میں بالکل لاچار تھے اور مرزا قادیانی نے بھی دعویٰ پیغمبری کیا۔ لیکن الہامات آپ پر ایسی عربی انگریزی زبانوں میں نازل ہوئے تھے جس کے سمجھنے اور سمجھانے اور تفہیم حکم بجالانے میں باقر اور خود قاصر اور لاچار ہے۔ پس ویسے مصنوعی قرآن مصنوعی الہاموں کا اعتبار مرزا قادیانی کے عہدہ پر مریدوں میں ہو گا اور کسی کو کینا ہونے لگا۔

ایسے ہی مرزا قادیانی کے خدا کا بھی پتہ نہیں کہ کون ہے۔ کیونکہ دو خود اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ”مجھے الہام ہوا ہے کہ ہمارا رب ۱۔ حاجی ہے۔ اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔“ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ص ۶۶۴)

لیجئے! مرزا قادیانی کو اپنے خدا کا بھی اب تک پتہ نہیں کہ وہ کون ہے۔

اے غضب اور ہمسوس! جس شخص کو اپنے خدا کا بھی پتہ نہ ہو کہ کون ہے۔ اس کے الہ سوں کا کیا پتہ ہو سکتا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ پھر وہ قطعی اور یقینی بھی ہیں۔ ناظرین و سربراہی نہایت غور اور توجہ سے خیال فرمائیں کہ جس ملہم کو اپنے خدا کے ملہم کو بھی پتہ نہ ہو کہ وہ کیا اور کون ہے۔ پھر اس کے کسی الہام یا بات پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟۔ بزرگوں نہیں!

قادیانی خدا عاج

خیر اب میں ہی مرزا قادیانی کے خدا کا پتہ دیتے ہوں۔ جس کی بات وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا ۱۔ حاجی ہے۔ (اس کے ”ح“ ابھی تک ”طو سٹیک“ ہوئے) تو جب ہے کہ مرزا قادیانی کیوں کہتے ہیں کہ حاجی کے ”ح“ معلوم نہیں ہوئے۔ کہ ان کے پاس کوئی چھوٹی موٹی لکھت کی کتاب نہیں ہے؟ اور میرے ”ح“ معنی یا مطلب نہیں بتائے تھے تو کوئی کتاب ہی دیکھو جیسے۔ جس سے حاجی کے ”ح“ معلوم ہو جاتے۔ یہاں اگر مرزا قادیانی پیچہ قصور، عاصیہ اور مرزائی یہ کہہ دیں کہ واپسی لفظوں کے ”ح“ معنی اور مطلب جو خدا ملہم بتائے یا سمجھائے ایسا ہو سکتے ہیں۔ کتاب لکھت پر اعتبار نہیں ہو سکتا

۱۔ ہمارا رب حاجی ہے۔ الخ اصل الہام زبان عربی مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ: ”رب

اغفر وارحم من السماء ربنا حاج“ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ص ۶۶۴)

”مستی اس کے یوں ہیں کہ اسے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر دے ہمارا حاج ہے۔ مرزا قادیانی نے حاج کا ترجمہ حاجی کیا ہے۔ ناظرین پوچھ سکتے ہیں کہ حاج کے ”ح“ حاجی کیونکر ہوئے۔ گویا صاف ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا حاج ہے اور حاج کے ”ح“ معنی ص ۵۳۱ پر درج ہیں۔ ”ح“ باقی دانت اور گور۔ حرف ۲ مرزا قادیانی نے خود اپنی حرف سے لکھا اور اس کے ”ح“ باقی دانت کا یہ گور کا بنا کر اور بھی بنا کر اور بھی تشریح کر دی ہے۔ یہی ہو جب الہام عربی مرزا قادیانی کے: ۱۔ (دب حاج) خدا باقی دانت یا گور ہے۔ مرزائیوں کو بھی ”سورک“ ہو کہ ان کے پیغمبر کا خدا اور نیز کا باقی دانت اور گور ہے۔







قیام اور شہنی امر ہے کہ خدا تعالیٰ تو دنیا کے ہر قوم کا مصلیٰ بھی نہ سست میں اس سے بڑا چڑھ کر بھلا  
 چاہیے۔ سو میں اس مصلیٰ کو جس کی تعریف مرزا قادیانی نے نہ کر کے اپنے پر معطوق کیا ہے۔  
 ناخبرین کے ہاتھ کے لئے ضبطِ قریب میں لایا ہوں اور نہایت ہی خفا ہوں کہ مرزا قادیانی علی  
 درجہ کے منافق ملاح ہیں۔ لکھتے ہیں کہ مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے خدا یعنی خداوند پر کیوں  
 پڑا ہے۔ اسلام میں کتابوں میں تو یہی چیز ہے کہ بھی مصلیٰ رکھا گیا ہے۔ اور سخت مکر و دھوکے  
 پر نہ پھر ہر بات مخالف میں۔ لہذا میں میں تمنا ہے کہ تم ہی وہ حقان کہ یہ شریعہ انور میں ہے۔ جس  
 نور میں اس نور کا نام ہے۔ اس سے شراب نہ پیا جائے اور شراب نگوری ہو مصلیٰ مصلیٰ تو ہر  
 کہتے ہیں۔ اب خدا کی بات ہے کہ مولوی نے شراب کا نام تو مصلیٰ میں رکھا ہے اور مخالفانہ میں ہے  
 میں اس کا ذکر کریں اور ایسا پید پید کی ایسا پاکہ کے ساتھ اس میں مخالفت جائز قرار دیں اور  
 جس شخص کو اللہ تعالیٰ مصلیٰ کے نام سے موصوف کرے۔ وہ ان کی نظر میں کافر ہوگا۔

(تیسرا باب میں اور جہاں ج ۳۸ ص ۳۸)

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ایک پلید اور نجیست چیز کو برے ہے۔ تو اس کا مصلیٰ  
 شراب نام لیا ہے۔ اور سست اور بے پرواہ ہے۔ یعنی خدا ہم کو برے مصلیٰ میں شراب کی محدود  
 مماثلت ہوئی ہے۔ اور میرے نہیں شہر چارے چنان

ان تمام باتوں پر تو میں مرزا قادیانی سے بالکل اتفاق کر کے صادر کرتا ہوں اور ان کے  
 تصدیق اور راہنمائی کی اور دینوں اور یہاں خدا سے مجھے کفار ہے۔ لہذا کہ جب مرزا قادیانی  
 اپنے خدا کا نام مصلیٰ کہہ کر لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو مصلیٰ نور ہے یا مصلیٰ وحقان تحریر کرتے ہیں جو  
 شراب نگوری ہے۔ تو پھر ان کے پیچھے کہوں گے کہ میں اور تم ہی کہانے میں کیوں مباح چرتے  
 ہیں؟ یہ یہ شک ان کی زندگی ہے۔ اس کے پیچھے پڑتے اور جانے کی وجہ بتائے مگر مجھے اس  
 نے کسی قدر حائل ہے کہ مرزا قادیانی نے کوئی نام اس اشہبہ رنگی قصہ کا لیا ہے اور ان کیوں دیا کہ  
 دور کے خدا تعالیٰ (پاکھی کے) دست کو یا نور کا ہے اور میں میں وہ حقان یا مصلیٰ نور ہے شراب  
 انور میں ہوں۔ جس سے ملنا مخالفین کو خیر نہ دیتی اور مخالفت سے ان کا منہ بند ہو جائے اور البتہ  
 مرزا قادیانی کا یہاں جواب یہ ہوتا ہے کہ جب ہر مصلیٰ کتابوں میں لکھ دیا اور کتابوں  
 میں برکت ہے۔ یہ۔ تو پھر خدا سے کسی اشہبہ رنگی نہیں تھی۔ یہ صحیح ہے لیکن اگر اشہبہ رنگی یا  
 مباحی بھی بالور تصدیق شائع فرماتے اور مخالفین کو پہلے ہی سے یہ عقیدہ ہے کہ آپ کا معصوم ہو جائے تو خواہ مخواہ

جے سو بھی نہیں۔ اس کی تشبیہی اوقات نہ مرتے۔ وہ میں نہایت ادب سے مجھ سے شریک رہا۔  
 انھوں نے اس امر سے کچھ شبہ نہ کیا۔ نہایت غیر انصاف عرض کرنا کہ وہ اس لیے آپ کو مرزا قادیانی کا  
 بوجھ بیخود دینے۔ انہوں نے اس کی سچائی کو دیکھ کر کہ ہر راہدہ معافی (یا سچی دانت کا) کو دیکھا ہے  
 ہر میں سچی دانت کی بات نہ ہو۔ بلکہ آپ انکو دیکھیں ہوں۔ ہرگز نہ چریں اور نہ بامنا نہیں۔ آپ  
 مخالف ہو گیا ہے کہ ان کا خدا کو یہ اور بھی شریک انگوڑی اس کی ہر گز قادیان (جس میں دانت کی  
 اپنی کتاب میں آپ نے انھیں مذکور ہے۔ مرزا قادیانی اور مرزا کیوں کو یہ نہ ہو۔

۹.۶ میں مرزا قادیانی کا اسی دعویٰ غلطی ہے۔ یہاں تک کہ جب یہی عیب

اسراغیہ میں تو آپ بھی غلطی تھی۔ شاید وہ غلطی تھی۔ چنانچہ آپ کا یہ اور بوجھ نہ ہو سکتا تھا۔

اس میں مرزا قادیانی کو مرزا کی دعویٰ حضرت محمد ﷺ سے انکار ہے اور

یہ کہ میں کسی۔ یہ مرزا جب بھارتی ہے۔ جو تمام اہل اسلام کی مخالفت میں آیات اور احادیث

کو رد و اقرار میں مہر جو۔ یہ مرزا کا ساتھ الگ کر دیا ہے۔ یہاں پر ایسا کہ غلطی کیا ہے کہ

حضرت محمد ﷺ کی مخالفت میں ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے اسم پر مشرک اور ان کو روکا ہوا

مذہب شریف (جو مذہب ہے لطیف کی انگریزی) ہے جیسے کہتے ہیں۔ انہوں نے یہ کہہ کر اس کو اس میں

کی انگریزی کی کہ اس میں یہ نام اس سے ہے جو چنانچہ مشرک محمد ﷺ کا معراج نہ سمجھتے سمجھ

کیوں نہ چاہیں جو اس کا جواب یہ ہے کہ میرا معراج اس قسم کی طرف سے نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ

نہایت اعلیٰ درجہ کا کثیف تھا۔ (اور انہوں نے اس میں اس کو ان کے نام سے لیا ہے)

مرزا کی اپنی کتاب الیوم میں وہاں احمد یہ میں آنحضرت محمد ﷺ کی نسبت لکھتے ہیں۔

”جیسا کہ وہ مرزا کا حضرت محمد ﷺ کے قریب انہیں لکھتے ہیں کہ نور محمد تھے۔ سلطان نور میں یہ ایک اور

نور انہی جو وہی انہی سے اور مولانا اور اس نور کے اور دو گئے تھے اور اس سے ابھرا جو خدا تعالیٰ کے

موجود نور میں ہے۔ (اور میں مرزا کے یہ وہی ہے اور انہیں ان کے نام سے لیا ہے)

انہیں فرماتے انہوں نے حضرت احمد علی علیہ السلام کے جسم مبارک کے مجمع انوار میں وہاں

مرزا قادیانی کی تشریح کہ اس جسم مبارک کو کثیف سمجھ دیا۔ لہذا میں کہ اس سے مراد وقت ہے۔

آمین شہر تو میں۔ اس۔ (اور اس میں اصل حضرت و لہذا اس کے مقابلہ میں ہے کہ ان کوئی شخص کو یہاں سے

طیہ اسلام کے لیے لے کر آیا ہے کہ ان کو قادیان لے کر آیا ہے۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ کے جسم مبارک

نور الہیہ کو دیکھ کر من حلقہ کسا رائیت من قلعہ بنو آسے پیچھے سے برآمد دیکھتے تھے اور کہیں

نصف آدمی ہونے پر نہیں فحشت تھے اور ان کے رہنے بھی آٹھ گھنٹے تک تھے۔ ان میں تھوڑا سا کھیت بھی  
 رہا۔ میں مرزا قادیانی کا بیٹا تھا جو ان دنوں ان کے پاس آکر کھیت لگاتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو  
 کھیت لگانے کو کہتے تھے۔ وہ کہتے تھے:

سور تالے تک غلے راند کرے۔  
 تو عموں کے گھر پر نہ رہے۔  
 لعل نساہاں را انگر کوئی کنبہ  
 ریس حہ کا عموں روئیں جو عریہ  
 ضعمہ سربا کالے بہ سربا کالے عریہ  
 خود کسی خدمت کے غسی ماجرے

ان کے یہ دو شعر میرا دل بہا دیتے تھے۔

نصف آدمی نہ رہنے پر بھی کھیت لگانے سے مرزا قادیانی پر غصہ ہوا اور خدا کی بات کو  
 کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو  
 کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو

خدا کی بات کو کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو  
 کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو

ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو  
 کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو  
 کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو

ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو  
 کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو  
 کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو

ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو  
 کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو  
 کہتے تھے۔ ان کے پاس آکر کھیت لگانے کے بعد مرزا کو کھیت لگانے کو کہتے تھے اور کھیت کرنے کے بعد مرزا کو

علیہ السلام آسمان پر تادم اٹھائے گئے اور اسی آخر حضرت علیؓ کے ساتھ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وَلَا تَقْلُوبُوا عِلْمَنَا بَلْ رَعِبَ اللَّهُ إِلَيْهِ" (.....) اسی قدر اسی کی رفیع دیباچہ بھی ہے۔ یہاں یہ صرف حضرت عیسیٰؑ کی ان باتوں میں سے ایک قول کتاب مضمون کا ذکر ہے۔ ان کی سندیں مرزا قادیانی بھی اپنے زور اور جس ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰ میں لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "اوپر حضرت اور میں علیہ السلام ہی ہیں۔ جو حضرت نوح علیہ السلام سے پیشتر تھے۔ پھر حضرت موسیٰ نے ان کو ملانے کی پراختہ لیا۔ پھر وہ قلاب اور قلاب یعنی فلک انفس میں رہتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مشرق مغرب کی طرف ان کو دعوت فرمایا۔ کیا اب بھی آپ کو حضرت رسول اللہ ﷺ کا جیسی معراج شریف ملا ہے۔ سے معلوم ہوتا ہے؟ کیا خدا کریم کو آپ قادر نہیں سمجھتے۔ کیا مرزا قادیانی کے قلم تلوار نے اس کی قدرت اللہ تبارک و تعالیٰ میں گھسائی؟ اس بات پر ان کے لئے عاجزی میں ضرور قدرت نہیں ہے۔ اس لئے وہ اپنے قلم کی دھمکی سے قیامت و عذاب الیمان امت کے مقابلہ میں ہرگز زور سے بڑھ کر نہیں دیکھتے۔ جو نہایت اذیت دہنے والا قابلِ لمحہ ہے۔

۱۱۔ یہ دعویٰ حجاب یعنی کما بھی بھٹس تھا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے بڑے بڑے فاضل عربی اس وقت شباب و ہندوستان میں موجود ہیں۔ ان کی عربی و ہندی مطلب ہے۔

۱۲۔ قادیان پر زور کرنا علیہ السلام کے آثار مرزا قادیانی کی طرف سے قلم الہی سے ہے اور یہی استہوار حضرت رسول کریم ﷺ کے معراج شریف حسدانی میں ہے کہ وہ "اسان پر زور کرنا یہ ہے کہ وہ اور انہیں کتبہ" نے مرزا ملعون نے بھی قادیان سے لڑتے جھگڑتے یہ عقیدہ حاصل کر لیا۔ خداوند کریم کا وہ متناقض نہیں۔ جو کسی کو آسمان پر نہ خود بخود نصاریٰ لے جائے۔

۱۳۔ مرزا قادیانی میں قلعہ کی روئے و تھیں ترقی ہے اور نہ آپ کے حواریں میں نعرہ ہندوئی علم لکھتے تھے۔ اس بات میں کوئی ہے؟

۱۴۔ باب ہے شک مرزا قادیانی پر جو نے کہا کہ وہ دوزخ و کھوس دیا گیا ہے۔

۱۵۔ مرزا قادیانی نے یہ مولوی صاحبان کی طرف قلم اٹھایا۔ عربی و ہندی صاحبان کے نہ صرف کہ انہیں "دوی صاحبان اہل حدیث جو آپ کے ہائی دہشت تھے وہ ایسے ایسے خلاف شرع دعویٰ نبوت سے جولی دشمن بن گئے۔



احمد تھ کہ خلاصہ معہ مختصر دو ایات رسالہ انجیل آتھم ختم ہوا۔ اس کے بعد مرزا کا دیالی  
سنے انجیل آتھم کا ضمیر بھن چھپا ایل۔ اس کو بھی دیکھا گیا۔ ضرور ہوا کہ اس کا بھی خلاصہ بد یہ نظر میں  
کیا جائے۔ جس سے مرزا قہر پائی کی بھاری اور بھی بڑھ چڑھ کر علوم ہوئی۔  
پیشمر خلاصہ مختصر ضمیر انجیل آتھم

۱۔ یہودی مفت سولوی اور ان کے چیلے (عیسائیوں) ساتھ ہو گئے۔

(ضمیر انجیل آتھم ص ۳۲ جزائن ج ۱ ص ۷۸)

۲۔ مکرشہ یہ ذات سولوی من سے افراتہ کریں۔

(ضمیر انجیل آتھم ص ۹ جزائن ج ۱ ص ۲۹)

۳۔ یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ کسی شریر مکار نے جس میں سر اسر یسوع کی

(عاشہ ضمیر انجیل آتھم ص ۵ جزائن ج ۱ ص ۲۹)

۴۔ آپ سے (حضرت مسیح خلیہ اسلام) باتھ میں دوائے نمراد فریب کے کچھ

نہیں تھا۔ پھر وفسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بھار ہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت

پاک اور معصم ہے۔ تمنا روا پاں اور نائیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے وجود سے

آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کجریوں سے میان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ ہدی

مناسبت در میان ہے۔ ورنہ کوئی پر میزگار انسان ایک جون کجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ

اس کے سر پر پاک باتھ لگا دے اور زنا کاری کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ سمجھئے ہائے سمجھ لیں کہ

ایسا انسان کس عین کا قادی ہو سکتا ہے۔“

۵۔ ”مسک لوں کو اس طرح رہے کہ خدا نے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف

میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔“

۶۔ ”اے مراد خور سولو پور اور گندی وجو... سے ایمان اور انصاف سے دور

ہو گئے والو تم جھوٹ مست بولو اور وہ عیاست نہ کہو۔ جو عیسائیوں نے کھائی ہے۔ بے ایمان اور

اندھے سولوی۔“

۷۔ ”مجھے علی عزہ بن علی ملک و نظوسی اپنی کتاب جو وہر اور اور جو ۸۴۰ھ میں

تالیف ہوئی تھی۔ مہدی موعود کے بارہ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں کہ: ”درار بعین آمدہ

است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی ﷺ یشوع العہدی من

قریۃ یقال لہا کدعہ بعددہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدد اہل بدر بنیاد مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ مکتومۃ ای مکتوبۃ فیہا عدد اصحابہ جلسۃ ماہم وبلادہم وخلانہم یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔ جس کا نام کدعہ ہے۔ (یہ امر دراصل قادیان کے امام کو حرب کیا ہو ہے) پھر فرمایا کہ خدا مہدی کی تصدیق کرنے کا اور دور و دور سے اس کے دوست بن کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے زیادہ ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن و فہلست چھٹی ہوگی کتاب میں درج ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موجود ہونے کا دعویٰ کرے۔ اس کے پاس چھٹی ہوئی کتاب ہو۔ جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں پہلے اس سے بھی آئندہ کلمات اسلام میں تین سو و چار درج کر چکا ہوں۔ اب دوبارہ اقامت برجست کے لئے تین سو تین و نام زین میں درج کرتا ہوں۔ ظاہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیش گوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔

(ضمیمہ نمبر ۱۰، ص ۱۰۰، ج ۱، تاریخ مہدی، ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳)

خلاصہ مختصر ضخیم ختم ہوا۔۔ جواب مختصر شروع کر رہا قلم ہوا

حضرات مآثرین (مرزا قادیانی نے ضمیر ابہا کی میں پہلے تو مولوی صاحبان پر اس طرح کی کالیوں کی شک کی ہے۔ یہودی۔ بدعات و عادات اور خور و نمیزی روئے۔ بے ایمان، اندھے، کتے و بھیرور احمد اس کے حضرت یحییٰ علیہ السلام پر سخت زبان دار و زبی کی نفوذ باندہ منہا جس کے اقل کرنے سے نہایت خوف آتا ہے اور روٹھنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ اس کے نقل کرنے پر بھی خداوند کریم مودق و مکرے۔ لیکن مرزا قادیانی کے ایمان پر نہایت تعجب ہے کہ باوجود انکی گندہ کالیوں اور توہین کے (جو ایسے الزام العزم بغیر حایہ السلام کی شان میں کی گئی ہے) پھر بھی ایمان میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ خدائی کے درج تک پہنچ گئے ہیں اور حضرت جیسی حایہ السلام کی ذات خاص تک نہیں بلکہ ان کی راویوں مانیدوں کو بھی نہ چھوڑا۔ افسوس!

سیدنا مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی

لکھتے ہیں کہ ایک زمانہ کا بھگتھی نے آپ کے سر پر ناپاک اور حرام کی کوئی کا عطر ملا اور انہوں نے اس کو بغض میں لیا وغیرہ۔ (نو، انقرآن میں ہے، قرآن مجید، ص ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱







علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسی طور پر کلمہ پڑھنا جو بظاہر رائج ہیں۔ داخل تھے۔ پھر اگر کوئی تکبیر اور نحو  
مستحلی کے واسطے اس بات پر حضرت مولیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہہ کر لغو ہوا۔ حالانکہ امام کمالی نے  
مذکورہ تمام یا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ زبان پر نہ کرنا واجب ٹھہرے کہ کلمہ وہاں تو جی ۱۰  
میں آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت تقریر میں نقل کرے کہ مجھے جس قدر بات پر ہدایت ملی ہے۔  
اس کی وہ بات کی درنگوئی ہے۔ قرآن سے حقیقت کی نسبت اور انہی کہہ سکتے ہیں کہ اس کی حضرت علی  
پاک ائمہ کی فطرت ہے۔ مخالف پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پر یہ ظاہر ہوا۔  
تفسیر ہے۔" (آئینہ کائنات جلد ۳ ص ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳)

مجھے صواب آپ کو مبارک ہو وہی خطبات جن کو آپ اپنے لیاوت سے پہلے لکھ  
تھے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کو صواب اپنے لہجہ میں بھی اور بھیجے کے وہی کچھ نہیں پاک  
لوگ کی فطرت کے مخالف و غیرہ بقول اپنے صواب کچھ ثابت ہوئے اور نہ ہی نو ماہ کی چری  
تصدیق ہوئی۔

۵۷۰۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ "مسح علیہ السلام کا بیان کہ میں خدا ہوں۔ خدا کا  
بیٹا ہوں۔ میری خود کشی سے تمہارے لوگ نجات دے جائیں گے۔ کوئی آدمی اس کو اٹا یا دروازہ  
پر ٹکڑا نہ کر سکتا۔ مگر ائمہ قدس فی تعظیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ان میں سے سب جھوٹے اور  
جہنمی ہیں۔" (تفسیر القرآن ص ۳۱ نمبر ۱۱ ص ۱۳)

یہاں پر مرزا قادیانی نے خود حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹے الزام رکھ دیے ہیں جو  
مختلف تعظیم قرآنی ہیں اور محمدؐ حضرت مسیحی علیہ السلام پر جھوٹے بہتان اور احرام اٹانے لگے  
ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی ہی تحریر سے مومن ہیں اور دروازہ پر نہیں آئے جیسے

پیارم۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ "ان دو مقدموں میں پہلی آیت خطبات ائمہ اور  
حضرت مسیح علیہ السلام پر بعض جذبات اور خصیصہ ہٹوں نے سخت اعتراض کئے ہیں۔ چنانچہ ان  
بنیدوں نے اعلیٰ اللہ علیہم پہلے ہی کو قمر رد کیا۔ جیسا کہ اپنے اور دوسرے کو کہہ جیسا کہ  
پیشہ طبع پر ہوا ہوں نے۔" (قرآن القرآن ص ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰)

۱۔ مرزا قادیانی بھی مخالف تعظیم قرآن شریف (اول اہام کے ص ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱

لیجئے! مرزا قادیانی خود بخود اپنی علی الہامی تحریر سے جو انہوں نے مولوی صاحبان اور بزرگوں کو گالیاں دی ہیں۔ اس کے مصداق بن گئے۔ سبحان اللہ جادوہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ کیا عہد و عجزہ بیسوی ثابت ہوا کہ جیسے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں تھیں۔ اپنے تمام سے دے دیے بن گئے اور جو اہل اسلام کے علماء و اوروں علماء کو لعنتیں اور گالیاں دیں تھیں۔ وہی احیہ الہیہ الٹ کر ان پر وارد ہو گئیں اور وارد بھی ایسی ہوئیں کہ اپنے اہل الہام قطعی اور یقینی کے رو سے اور وہ حدیث شریف نہایت علی صادق النہد من الشیخ ہوئی۔ جس میں ذکر ہے کہ جو شخص کسی پر لعنت کرتا ہے۔ اگر وہ ناقابل لعنت ہے تو وہ لعنت لعنت کرنے والے پر ہی آتی ہے۔

سو یہ لعنتیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے ہی الٹ کر مرزا قادیانی پر خود کر دی گئیں۔ جس کی مبارک باد دی جاتی ہے۔ یہاں ضلالت و مصلحت منہ کی کراست بھی نمایاں ہوئی۔

پہاں: ایک جگہ کتاب رسالہ جنگ مقدس ۱۸۹۳ء میں مرزا قادیانی اس طرح بھی لکھتے ہیں کہ ”میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک سچائی اور برگزیدہ خدا تعالیٰ کا یہ نابند دیکھتا ہوں۔“

(نور القرآن نمبر ۲۶ ج ۱ غل اندرونی صفحہ ۱۸۱ ص ۱۲۷)

یہ بات ۱۸۹۳ء کی ہے کہ جب مرزا قادیانی کے دل میں گالیاں بھری ہوئی تھیں اور پھر ۱۸۹۵ء، ۱۸۹۶ء میں زبان پر قلم پر کتابوں پر آ گئیں۔ پھر جو چاہا سو کہہ دیا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”شہر انسانوں کا طریق ہے کہ جھوٹے کہنے کے وقت ایک تعریف کا لفظ بھی لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف حراج ہیں۔“

(سنت چچن ص ۱۳، خزائن ج ۵ ص ۱۲۵)

یہی طریق مرزا قادیانی نے بھی اختیار کیا۔ جس سے خود ہی شریعت ثابت ہو گئے۔

یہاں ایک بات قابل غور بھی ہے کہ جب تک مرزا قادیانی تمام جہان کے علماء و فضلاء، کرام و مشائخ عظام اور الو العزمہ پھر ان علیہم السلام کو گالیاں نہ دیں۔ خوب توین نہ کریں اور ان کی اچھل اچھل کر گستاخی نہ کریں تو ان کی بزرگی کی بڑی سیسے جم سکتی ہے؟۔ جیسے مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ ”مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ اپنی بزرگی کی بڑائی جتنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں۔“

(سنت چچن ص ۸، خزائن ج ۵ ص ۱۲۵)

مرزا قادیانی بھی اس جگہ خود ہی جاہل بھی ثابت ہو گئے۔ جب مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دے دے کر تھک گئے اور جو کچھ کہ سید شب و شام کے گھنڈے میں بھرا ہوا تھا۔ خرچ کر چکے تب خیال ہوا کہ میں نے یہ کام نہایت ہی برا کیا ہے۔ جس سے میں اہل اسلام





ہو۔ ایک شاعر نے اسے مندرجہ ذیل حقیقتیں بیان کر دی ہیں۔  
 ایک شاعر نے یہ غلط تصویبات کی ہیں۔  
 ایک شاعر نے یہ غلط تصویبات کی ہیں۔

یہ وہ ہیں جن کی زبان کا ہے اصل ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔

شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔

شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔

شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔

شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔

*I am also inspired that I am the Redeemer of my time  
 and that as a redeemer I will welcome my hour & in a free  
 society and singularity to those of Jesus Christ*

یہ وہ ہیں جن کی زبان کا ہے اصل ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔  
 شاعر کا یہ ہے کہ وہ ان کی شاعری کے لئے ہے۔





جس کا معنی یہ ہے۔ امام کے نفع میں ہم نے کچھ نہیں کچھ۔ اس صورت میں ضرور ہوا کہ یہ خدا بھی مرزا قادیانی کو ان کی ہی کثرت سے رفع کر دیا ہے اور وہابیوں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے شان میں یہ کہتے ہیں ان کی بھی۔ ان کی ہی تائید ہے۔ ان کا لڑائی جھگڑائی کا نہیں ہے۔ کہ مرزا قادیانی کا تصور اور مرزا قادیانی کا ہر اور مرزا ہوا ہے۔ لیکن؟

۱۔ یہ سن سیکھو کہ خدام ۳۳ سال کی عمر یا اس اور ان کا سے کٹر رہا۔

(۱۔ یہ سن سیکھو کہ خدام ۳۳ سال کی عمر یا اس اور ان کا سے کٹر رہا۔)

۲۔ آپ وہ حضرت مسیح کی اس قدر یاد رکھتے ہیں۔ یہ مختلف ہے۔ آپ کی۔

خدا کی قیامت کو ان کے۔ اس کو یہ قیامت سے بھی جو یہ دیتے ہیں۔

(۱۔ یہ سن سیکھو کہ خدام ۳۳ سال کی عمر یا اس اور ان کا سے کٹر رہا۔)

۳۔ مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں۔ خدا کا کوئی۔

(۱۔ یہ سن سیکھو کہ خدام ۳۳ سال کی عمر یا اس اور ان کا سے کٹر رہا۔)

۴۔ اس مسیح کی رو میں اور انہوں کی نسبت جو حضرت مسیح ہے۔ اس کا جواب

بھی نہیں ہے۔ اس کو یہ جواب ہے۔ (۱۔ یہ سن سیکھو کہ خدام ۳۳ سال کی عمر یا اس اور ان کا سے کٹر رہا۔)

۵۔ حضرت مسیح کو ان کی قیامت سے خبر ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ

ظاہر ہے کہ نہیں تھا۔ اس کا جواب ہے۔ (۱۔ یہ سن سیکھو کہ خدام ۳۳ سال کی عمر یا اس اور ان کا سے کٹر رہا۔)

۶۔ ان کے ہاتھ پر مرزا قادیانی سے دریافت کیا ہے کہ اس مسیح کی

اسلام کی نسبت ہے۔ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ وہ مسیح ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ

قرآن شریف میں آیا ہے۔ اس کو یہ جواب ہے کہ وہ مسیح ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ

توحید سے نکلتا ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ مسیح ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ

اسلام میں ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ مسیح ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ

پہلے آپ۔ اس کا جواب ہے کہ وہ مسیح ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ

میں نام اور خدا نہیں ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ مسیح ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ

نہیں۔ غور سے دیکھو۔ اس کا جواب ہے کہ وہ مسیح ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ

کہ ان کا نام قرآن میں نہیں اور وہ ہی خدا ہی نام میں حضرت مسیح علیہ السلام ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ

نکلی ہے اور اس کا انکار نہیں کرتا۔ اس کا جواب ہے کہ وہ مسیح ہے۔ اس کا جواب ہے کہ وہ







نہ بے نزویک جماعت مؤمنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔“

(ازاد باہش ۳۸، ج ۳ ص ۱۷۱)

نیچے حضرات! یہاں پر مرزا قادیانی اپنے ہی اعتقاد اور تحریر ابہامی سے جماعت مؤمنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہو گئے۔ کسی دواوی صاحب کے فتوے کی بھی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ تمام اہل اسلام و اہل سنت و اہل ملت کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ قرآن شریف کے ایک شے شعہ یا ایک نقطہ میں بھی کسی دہیشت ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے۔ یا کوئی تھی وہ ضرور کافر ہو گیا۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں۔ لیکن برخلاف اس کے مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ ”انما انزلناہ فربعا من القادیان“ قرآن شریف کی ”یت ہے۔ اور قرآن شریف میں موجود ہے۔“ ”نعوذ باللہ من الخور بعد الکور“

اب میں پھر اسی نقطہ کے کی طرف رجوع کرتا ہوں یا انہوں کہ کتاب جواہر الامراء باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوئی۔ تلاش و درپیش ہے۔ لیکن میں یہ دہیشتی سے کہتا ہوں کہ وہ لفظ کدہ کا کدہ، دروغ و متاصل حدیث میں یہ گز نہیں۔ یہ شخص جو کہ مرزا قادیانی کا ہے۔ بغرض کمال اگر ہو بھی تو بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ کاتب کی غلطی ہے۔ بہر حال لفظ کدہ حدیث کا لفظ نہیں ہے۔ ہاں ایسے تحقیق سے صحیح لفظ حدیث کا کدہ کدہ، دروغ و متاصل ہو یعنی بجائے حرف الہا ہلہ کے راہ ہلہ ہے۔ یا جو متاصل

اول۔ مولوی حافظ محمد نکسوی اپنی کتاب پنجابی زبان احوال و آخرت نام میں (جو ۱۲۷۷ھ میں تالیف ہوئی اور ۱۳۹۱ھ میں بار خشم محمدی پریس لاہور میں طبع ہوئی) لکھتے ہیں کہ:

حضرت علی امام حسن نون اک دینہ رکھ لایا  
ابھ بیٹا میرا سید ہے دویں پیہر فرمایا  
پشت اس دی تھیں مرد ہوتی اک نام محمد والا  
خواہن دی جویم تو نہی وی صورت فرق نرالا  
ندوں بھر ہی خوب زمین نون مہدی ایسہ جانو  
آمنہ ناسو فانی دا بھی عبداللہ باپ بچھا نو  
نرہ نام یمن وچ اپنی سدا جمال بنارے  
بولن لگا از کر بولے پناں تے تھ مارت

(کتاب احوال و آخرت ص ۳۳، پنجابی مجموعہ مطبوعہ علی محمدی لاہور ۱۹۹۱ء)

## ترجمہ نظم زبان پنجابی

یعنی حضرت علیؑ نے ایک دن حضرت امام حسنؑ کو اپنے کمر فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس میرے بیٹے کی پشت سے ایک مرویہ ابو جحہ۔ جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے ماں باپ کا نام میرے ماں باپ کے مطابق آئے گا عبد اللہ ہوگا۔ بدن سے زین کو بھر دے گا۔ جیسے کہ ظلمت غیری ہوئی ہوگی۔ لیکن میں ایک بستی جس کا نام کریم ہے پیدا ہوگا۔ ان کی زبان میں نکتہ ہوگی۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ نکتہ میں ایک قریم ہے۔ جس کا نام کریم ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ کے وقت میں موجود اور آباؤ اجداد اب بھی موجود ہے۔ جس کی آیتیں انہی طرح آ رہی ہیں۔

”کراخ الغمیم وادی است میان نکه و مدینہ جدو جرحہ“

(بقدرت کتاب المعانی ص ۳۹۔ بخیر و نیکو ترجمہ ۱۸۷۷ء مطابق ۱۸۹۹ء)

”کراخ الغمیم علی ثلاثة اخیال من عسفاں“ یعنی کراخ و عسفاں

عسفاں سے تین سیال کے قاصد پر ہے۔

چہارم: اشب ”کراخ الغمیم هو اسم موضع“ یعنی کراخ و عسفاں

نیا کا نام ہے۔

”موضع علی مرہ اثنین من مکة متحدہ و عسفاں“ یعنی کراخ

موضع ہے کہ معتمد سے دو میل چار و عسفاں کے پاس۔

پنجم ”کراخ ہوشش موضع بین مکة والمدینة“ یعنی کراخ و ایک

چھوٹا موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے۔

ششم ”عسفاں قرية بین مکة والمدینة“ یعنی عسفاں ایک گاؤں یا شہر

ہے۔ درمیان مکہ اور مدینہ کے۔

ختم: رسالہ (انکسار) ص ۱۱۷۔ مطبعہ مولوی قداغش و

سازانہ مند۔ ازہو ضلع امرتسر، جس کا ہے۔ جہاں حضرت مہدیؑ کی پیش گوئی درج کی ہے۔

عمر انبیا ندی چانی برسات سیرت حضرت والی

کریم یمن بہون انبیا ندی کہیا محمد خاں علیؑ

پس ان سب سب معتبرات سے جو بات ثابت ہوئی ہے کہ مراد یا کران ایک ہے و شہر یا گاؤں کا ہے۔ جو درمیان کے مضافہ میں موجود ہے اور وہ گاؤں یا قصبہ رستہ کے نزدیک ہے۔ کہ زمانہ میں موجود رہا ہوگی۔ اور آپ صبر فرمائیے۔ مرزا قاضی نے یہ اعتراض اس میں کرتے ہیں۔ یہ کہ بعض جہاں مضافہ اس کی جگہ کرپہ۔ وہاں میں جو درمیان کے ہیں۔ حرافہ ہو اور اقلہ ۵۰۰ آدمی میں فرق ہے۔ اور ایسا کہ مراد یا کران ایک ہی ہے۔ ان کی گنتی ہے۔ جو درمیان کے مضافہ میں موجود ہے۔

پہلے اعتراض کے جواب میں لکھا اٹل ہے کہ بات سے شہر یا قصبہ اور رستہ کے ان قسم کی سہولت موجود ہیں کہ جن کے نام اٹل میں آتے تھے اور بعد میں چل کر چھوٹے چھوٹے کے۔ بلکہ بعض قصبوں یا شہروں کی صورت ہی مضافہ ہوئی۔ مثال کے سے چند سے پیش کرتے ہوں۔

۱۔ جہاں آپ کہہ رہے تھے۔ جس کو آپ لکھ رہے تھے۔ کہ وہاں۔ وہاں ہیں۔ ان میں۔

۲۔ مراد یا کران کا فرق ہے۔ دیکھو منتخب انکشاف ص ۶۵۔ اور ان کو کرہ لکھ دیا یہ ہو گیا تو کوئی شبہ نہ رہتا ہے۔

۳۔ یہ مورد کے بھی گنتی نام میں دیکھیں۔ جہاں جہاں یہ لکھا ہے۔ جہاں اور کوئی۔

۴۔ آپ میں مراد یا کران کے نام اور اس کے جو تھے ہیں۔ لیکن یہ مراد یا کران میں ان کے نام کے نام نہیں کہتا۔ صرف یہ کہ وہاں ہے۔ دیکھو حزب العقاب لکھی یہ مراد یا کران کے مستند حضرت شیخ عبدالحق کے نام کے لکھی۔

۵۔ شہر کا اصل نام کا شہر تھا۔ لیکن ان کا مختلف شہر کا شہر ہو گیا۔

(دیکھو دیوانہ القات ص ۳۰)

۶۔ بلکہ وہ اصل نام مراد یا کران تھا۔ آپ ان میں سے لکھ کر یہ صرف بلکہ مراد یا کران کے وقت مشہور ہے۔

۷۔ اٹلی کا نام اٹل اندر پرست تھا۔ بحر شاہ بہان آباد ہوا۔ آپ اکثر وہاں جہاں ہیں۔ ان کے مشہور ہے۔

۸۔ مراد یا کران کے نام کے نام ہے۔

۹۔ وہاں کے بھی نوادی افغانوں کا آباد کیا ہوا۔ ان کے نام کو کوئی کوئی لکھ دیا۔ اٹلی اور ان کے کوئی لکھ دیا۔ کوئی لکھ دیا۔ یہاں لکھتا ہے۔ اسی طرح مرزا قاضی نے خود مراد یا کران کوئی













قابل انکار اور نفرت اس بات کو مرزا قادیانی بھی پہلے قبول کر چکے ہوئے ہیں۔ جیسے لکھتے ہیں کہ: ”مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے اور ناکھوں صلی، در علماء اور اولیاء اس میں جمع ہوتے ہیں اور ایک ادنیٰ امر بھی جو مکہ میں واقع ہو۔ فی الفور اسلامی دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔“

(ست پگن، ۲۳، خزائن ج ۱۰، ص ۱۳۵)

پس مرزا قادیانی جب بڑے گھر سے نکالے جا چکے ہیں تو پھر کیوں نہ تمام اسلامی دنیا میں آپ کی تکذیب کی تشہیر ہو۔ اسی پر مرزا قادیانی کوئی اور سر مل بننے کی آرزو اور دھوکا ہے؟۔ سبب آپ کو مکہ سے بھی دھکے مل چکے ہیں تو پھر آپ کچے پتے وہ ہیں؟۔ قرآن شریف اور احادیث شریف میں مقبولیت اور تصدیق و صداقت کی جو غلامت ہے۔ اس کو ناظرین کے لئے نقل کرتے ہوں۔ بغور ملاحظہ فرما کر اندازہ کیجئے گا۔ وہو ہذا!

قرآن شریف میں (سورہ مريم، ۱۶) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”ان الذين امنوا وعملوا الصالحات سيجعل لهم الرحمن ودا“ یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ”ان کے لئے کریم الرحمن رحمت، تعمير (ساحل و منزلین ص ۳۲) وغیرہ میں اس آیت کے نیچے عجاہب مفسرین سنت و الجماعت سے لائے ہیں۔ ”يحبهم الله تعالى ويحبهم الى عباده المؤمنين“ یعنی اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو نیکو کاروں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور ان کی توبت اپنے ایمانداروں کے دلوں میں سما جاتا ہے، اور اسی تفسیر معالم المنزلیں وغیرہ میں موطا امام ہاکم سے اسی آیت کے نیچے صحیح حدیث نقل کی ہے۔ ”قل رسول الله ﷺ اذا احب الله العبد قال فحبوبيل يا حبوبيل قد احببت فلانا فاحبه فحببه جبريل ثم يفاذي في اهل السماء ان الله عز وجل قد احب فلانا فاحبوه فحببه اهل السماء ثم يوضع له الغبول في الارض (موطأ امام سالك ص ۷۹۳، باب ما جاء في المتحابين في الله)“

یعنی سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ تو جبریل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ فلا نے کو ہم نے اپنا محبوب بنایا ہے۔ تم بھی اس کو اپنا دوست بناؤ۔ پس جبریل علیہ السلام اس کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر آسمانوں کے فرشتوں میں آواز کر دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فلا نے سے پیار ہے۔ تم سب سے پیار کر دو۔ پس سارے فرشتے اس کو اپنا پیارا بنا لیتے ہیں۔ پھر زمین کے لوگ بھی اسے محبت کرنے قبول کر دیتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے دشمنوں کا بھی ہمارا دشمن ہے کہ ان کی دشمنی اور بغض خلق اللہ میں پھیل جاتا ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری









دراہنہ نامہ کے مصنف کے منوال پر ۱۸۸۲ء (قمری سن ۱۳۰۳) درج ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ ”اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں ہے تو ہر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اُتار کر دکھائیں۔“

(دارالامین، دہلی، ۱۹۵۹ء، ج ۲، ص ۱۹۹)

”پہلے سے یہی تاریخ اسم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ نام یہ ہے۔ علامہ احمد

قادیانی ۱۳۰۰ھ کے بعد دہلی سے تیرہ سو ہیں۔ (تیسویں صدی پر ہمارے)

(دارالامین، دہلی، ۱۹۵۹ء، ج ۲، ص ۱۹۹)

اس حساب سے بھی وہ بیس پندرہ سال کا عمر۔ اور وہی ۱۸۸۲ء ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر مرزا قادیانی کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ میرے نام تمام احمد قادیانی کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں اس واسطے میں مجدد اور مسیح موعود ہوں تو کیا اگر کسی دور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نکلے آئیں تو وہ بھی تیسویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود درحقیقت موعود ہوگا؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے لیجئے۔ ان کے نام کے بھی تیرہ سو عدد ہیں۔

۱۔ سیدی کا: محمد احمد برہم (۲ جز) سوڈالی۔ ۱۳۰۰

۲۔ سید احمد بیچ فکری غیر ملکی۔ ۱۳۰۰

مرزا قادیانی کے بھائی جویہ خاں، پان بھی موجود ہیں۔ یعنی۔

۳۔ مرزا احمد بن ابوالکلام رالی بیکان کا: قادیانی ۱۳۰۰

مرزا قادیانی کے قاضی بزرگ حواری نور احمد بن صاحب موجود ہیں۔ یعنی

۴۔ مولوی تقیم نور احمد بن مستجد علی (حیران) بھیروی۔ ۱۳۰۰

مرزا قادیانی کے دوست بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یعنی

۵۔ مولوی کامل سید نذیر حسین دھنوی ۱۳۰۰

۶۔ مولوی محمد حسین بیٹا ہمالوئی۔ ۱۳۰۰

پانچویں سواروں میں یہ جز قائم الحروف بھی یعنی

۷۔ بندوبست چارہ فضل احمد حبیب ۱۳۰۰

علی بن القیس جس قدر چاہوں اور ناموں کے عدد پورے تیرہ سو کرنا چاہوں۔ لیکن

۱۔ مستیامر یعنی سرگودھ و حیران کچھ صاحب بھی ان کے صدق بن کر حیرانی میں

ہیں۔ خدا دا سن میر ہے۔ خدا ہایت خستے آئینا۔

نیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ لڑائی کس پر دیا کسج موجود اور مہدی مسعود ہے۔ ”۔ ہرگز نہیں۔۔  
مرزا قادیانی کا اپنے نام کے خلاف کے اعلان کر دینی رمانہ میں یہ وہ اور کسج و بی بی کے بارے میں  
الفاظ ہیں۔۔۔ جنہوں نے بھی ایسی قسمیں اٹھائی ہیں کہ وہ اپنے کو چاہنے کی ہر اجازت نہیں دے گا۔ اس کے  
علاوہ مرزا قادیانی اپنے دینی پیغمبری کے معمود کے اثبات میں حسب ذیل بھی لکھتے ہیں۔

الف ”یہ وہی زمانہ ہے۔ جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے۔ یہ وہ  
زمانہ ہے جو اس عاجز پر کھلی غور پر ہوا۔ جو کہیں نہایتیں اس کو جس سن ہجری میں ہوا۔ جو آیت  
”واذا علیٰ اہلبیتہ الخیرون“ کا سبب مصلحتی ہے۔ ۱۲۷ھ“

(۱۱)۔۔۔ ہرگز ۱۲۷ھ ہجری میں نہیں ہو سکتا۔

ب ”یہ وہ زمانہ ہے اس اعلیٰ درجہ کے فسادوں سے بھرا ہوا ہے۔  
یعنی ۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء میں جس کی اس عاجز کا کسج معمود ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے۔ اس آیت میں  
۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں یہاں اعلان میں ایک مقدمہ و تقسیم یہاں ہو کر آ کر باقی اسلامی  
سلطنت نے ملک ہندوستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ توکل اس آیت کے بعد ہوا۔ اس سبب جملہ ۱۲۷ھ میں  
اور یہ سال ۱۸۵۷ء اس کے ساتھ مطابقت ہوتا ہے۔ ملک کا زمانہ یہی ۱۸۵۷ء ہے۔ جس کی  
بہت آیت میں قسم ہے کہ قرآن زمین پر سے اٹھا لیا جائے گا۔ ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی ایسی  
نہایت ہوئی تھی۔ جو بدلتی اور فتنی اور فحش کے اسلام کے ریسوں کو اور نیچے یا نہیں تھا اور ہر کار  
انکار یہی کے ساتھ بغاوت کی وہ ۱۲۷ھ میں نے فتح کی پہلو کا پڑا۔ انہیں معجزوں سے کیا ہے کہ  
”قرآنی زمانہ میں قرآن تو علانیہ پڑھا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھ دیا ہے کہ دوبارہ قرآن

۱۔ خلاف واد کو مرزا قادیانی نے چھوڑ دیا۔

۲۔ مرزا قادیانی نے قرآن شریف کا زمین پر سے اٹھان پر اٹھ کر جان لکھا ہے۔ جیسا کہ  
حدیثوں میں قیامت کی علامات میں درج ہے۔ مثلاً مرزا قادیانی نے قرآن شریف کو صرف ہندوستان  
اور بالخصوص پنجاب کے واسطے غارت کر دیا ہوا دیکھا ہے۔ یہ توکل حسب حدیث ہندوستان میں ہوا تو قادیانی  
تو مراد میں ممانعت سے بھی قرآن شریف اٹھا لیا۔ لیکن یہ یہاں نہیں ہوا۔ تو خوب یہ قرآن شریف اور  
حدیث کی آپ کے مقدمہ میں کی کہ صرف پنجاب اور کسی قدر ہندوستان سے قرآن شریف اٹھا  
ایا گیا اور باقی تمام دنیا میں ”جو وہاں پھر جس قرآن کو مرزا قادیانی دوبارہ پڑھا پر آستان سے اٹھائے  
اس سے میں یہ آیت ”انما انزلناہ فربما من العادین“ بھی بھی ہوئی ہوگی؟۔ یہاں خدا آپ  
کی تاویلات اور استعارات کیا ہیں؟ جس پر متعل کی آیت سے روئے سے پلے جاتے ہیں۔











۵۔ کیا کتاب مکتوبہ مرزا قادیانی کے پاس اس وقت سے تھی جب کہ وہ پیدا ہوئے۔ ۱۳۵۹ھ میں آیا جب آپ نے ظہور فرمایا ۱۳۸۰ھ میں اور یہ کتاب کس کے ہر دے کھولی گئی اور کہاں اور کب؟۔ یا یہ کہ آپ ۱۳۸۱ھ میں ایک فہرست پر چھ پانچ کتب لکھ دی اور سب پر کے تین سائیر وہ ہونے جب ستر و مودے بھی اس میں درج کر دیئے۔ یا یہ کہ مرزا قادیانی کے پاس پیدا ہونے ہی کتاب ہوئی۔ بشرطیکہ کہ قادیانہ ہوتے۔

۶۔ ایک بہت بڑی علامت اللہ کی نعمتوں کی حدیث میں درج ہے۔ عمر و قسوس مرزا قادیانی نے اپنے دوستوں میں سے ایک کی بھی کوئی نوادہ نہ سے برتن لکھیں۔ پھر کتاب پر کتاب جو مرزا قادیانی اپنی حدیث کی صداقت میں چلے جاتے ہیں۔ اس حدیث کے مرزا قادیانی نے پیسے اپنے دوستوں کے نام تک نہ سے جاریہ اولاد یافتہ تھے۔ پھر ان کو جمع کیا۔ پھر ان کی ایک فہرست بنائی۔ پھر وہ سب دوستوں سے مسوائی پھر پانچ والے کوئی۔ چھاپا گئے تھے اس کو پھر پر جمایا۔ پھر انیس والوں نے اس کو تینا پنےا پنےا لکھ لکھ۔ پھر ورقوں اور صفحوں کو لایا اور مرزا قادیانی کے پاس پہنچایا۔ تب مرزا قادیانی کی طرف سے دوستوں اور دشمنوں کے کتب خانی۔

سہو ان اللہ مرزا قادیانی نے کیا کہاں کیا سے کہ احقر احمد نے نام بیعت کا بھان کر کے لکھو منکوائے اور سب کو ایک فہرست میں لکھ کر چماپنے کے۔ اس سے دیکھئے اور اصحاب بدر کے نام سے مشہور کر دیئے۔ جسے خود لکھتے ہیں کہ ”مجھے معلوم ہو کہ بعض نوادہ منافق بیعت کر جو آپ کو جس کے لئے مقدم ہیں۔ اس انتقام پر سو تو کہ ہیں کہ آپ مسعد ہیوں کے سوا مبارک ایک کتاب میں بغیر وادعت و سکونت مشنوں و غار غلی کسی قدر کیفیت کے ساتھ الدراق پانچ اور چھو کر ایک ایک کا بی نام بیعت کرنے والوں کے پاس بھیج دی جائے۔“

(ملخص من اجتماع تبلیغ مکتوبہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۹ء۔ مجموعہ راتہ رات ص ۱۹۳)

یہی ۱۰-۱۱ سہرہ کہ ہیں جو مرزا قادیانی نے پہلے ۱۸۸۹ء میں جس کو مرزا قادیانی کا حذر ہے۔ نکلا اس کے لئے تھے اور اب ۱۹۹۲ء میں ضمیر میں چھپا کر مہدی موحود کا بھی ایجنسی کر دیا اور مرزا قادیانی نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ پیسے اس سے آئندہ کمال سے اسلام میں تین سو تیرہ ۶۵۰ راج کر چکا ہوں۔ (ضمیر انجم آٹھویں ۱۳۱۱ھ تا ۱۳۱۶ھ ص ۳۲۵)

مگر جب آئندہ کمال سے مرزا قادیانی کا دیکھیں ہوں تو اس میں بھی ان کا دروغ و غوغا ہی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے ہیں کہ:



”کیفیت جلسہ ۲۷ مئی ۱۹۹۲ء بمقام ۵۰ خان خلع کورہا پور میں جس کے موقع پر امرچ پانچوہ کے قریب لوگ جمع ہو گئے تھے۔ لیکن وہاں اب اور مجلس جو کھلے اللہ شریک جسے ہونے کے لئے درود اور شریف لانے تھے ان کی تعداد قریب چھ سو تھیں کے پہنچ گئی تھی۔“

(آئینہ کائنات اسلام میں ۶۳-۶۴ نمبر جون ۱۹۷۵ء)

لیکن قبرستان احباب جس میں سے بے انتہا نکلی ہے اس میں تین سو ستائیس نام لکھے

(آئینہ کائنات اسلام میں ۹۶-۹۷ نمبر جون ۱۹۷۵ء)

ہیں۔

”جب سوائس بنی گئی تو اس کا جائزے کا قریب اٹھارے میں توبہ فرمائی تھی اس وقت سوائس

۵۵ احباب تھے اور اب اس جلسہ سالانہ میں ہونے والے کے تین سو ستائیس احباب شامل جلسہ

ہوئے۔“ (آئینہ کائنات اسلام میں ۱۲۹-۱۳۰ نمبر جون ۱۹۷۵ء)

اس کے آگے جب مرزا قادیانی ”مقبول (پسندو)“ لکھنے بیٹھے تو کل ۹۲ ہی آدمی درج

(آئینہ کائنات اسلام میں ۱۳۶-۱۳۷ نمبر جون ۱۹۷۵ء)

قبرستان کئے۔“

حضرات اب مرزا قادیانی کے دروغ پر غور فرمائیے گا کہ خود نکلتے ہیں کہ ہم نے تین سو

نام آئینہ کائنات میں درج کیا ہے۔ جب اس کو دیکھا جاتا ہے تو ایک کچھ تین سو کیجیے نکلتے ہیں۔

پھر اسی جگہ تین سو ستائیس نکلتے ہیں۔ پانچ سو کیجیے لکھے ہیں اور چند ہلکے ہلکے نام لکھے ہوں گے

درج کئے ہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دوست و پیروں نے جنہوں نے

چندہ اور باقی سب قاتلانی تھے۔ پس تمام وجوہات ہمارے سامنے ہوں گی کہ حدیث مذکورہ دست

مرزا قادیانی کا درود بھی نکالیں بلکہ ہیکس ان کی تکذیب کی تائید ہوئی اور مہدی کا نام برابر

سوائس بنی ہوئے۔ مرزا ان اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور ایسے مہدی مجلس سے مرزا قادیانی

حاصل کریں۔

تاہم ان احباب حضرت مہدیؑ اس حدیث شریف کے مطابق مہدیؑ پر تو فرما لیں گے تو

ہرگز مرزا کے نام میں نہ تو قادیانی رہے گا اور نہ مسلمان ان کو شناخت کرے گا کہ حضرت مہدیؑ

اور نہ قرآن مان بھی ہیں۔ غلیظ نظر!

نہایت ہی تعجب! مجھے نہایت ہی تعجب اور حیرانی ہے اور سب سے زیادہ افسوس

مرزا قادیانی کے الہامی حلقہ پر ہے کہ الحق انہوں نے مہدیؑ کو جو بننے کی کوشش کی اور خانہ دار

مستورات بے مغز کو کام میں لیا۔ کیونکہ جس مہدیؑ کو کوڑے کا نوہ ہوتا ہے اور بے ادبی

ماتے ہیں۔ پچاس لاکھ ہزار روپے کے لئے یہ لکھتی ہے۔ کچھ اور لکھتے ہیں۔ مہاراجہ کی  
میں انسانی اسی طرح کے لئے لکھتے ہیں۔

ان کے لئے ایک اور نوٹ ہے کہ وہ ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ آکر رہ رہ رہ رہ  
نہیں کے لئے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔

ب۔ ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔

انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔

انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔

انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔ انہیں نے ایک اور نوٹ لکھتے ہیں۔



۹ "ہمارا گروہ سعید ہے۔ جس نے اپنے وقت پر اس بندہ (مرزا قادیانی) کو بخوبی کر لیا ہے۔ جو آسمان اور زمین کے خدائے بھیجا ہے۔"

(ارالہ ہامس ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰)

۱۰ "باب احمدؑ جو مرغین میں سے ہے۔ اسی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر لکھی گئی۔"

۱۱ "محدث کا وجود انبیاء اور ائم میں بطور بزرگ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اگرچہ وہ کامل طور پر اسی ہے۔ تحریک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔"

(ارالہ ہامس ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۲۰۷)

۱۲ "میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔"

۱۳ "اگر وہ میری اپنے برائی معنوں کے واسطے آئیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔" و مفسر اس رسول بانی من بعدی اسمہ احمدؑ یعنی یہ آیت صرف مرزا قادیانی کے حق میں پیش کوئی ہے۔

۱۴ "اور یہ آیت کہ: "هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله" وہ حقیقت اسی کے لئے ابن مریم کے ذمہ سے متعلق ہے۔"

۱۵ "وہ آدم و ہارن مریم بھی عاجز ہے۔ کیونکہ قول تو ایسا دعوئی اس عاجز سے

۱۔ اس بارہ میں ایک چارہ ورق ارشاد احسن الکلام فی بیان الصلوٰۃ والسلام مرزا قادیانی کے حواری محمد احسن امروہی نے لکھا ہے اور مرزا قادیانی پر درود بھیجا ہوا اولی ثابت کیا ہے۔ لکھا ہے کہ: "اس کی (مرزا قادیانی کی) محبت نوح علیہ السلام کی ہے کہ اس کے نام کے ذکر کے بعد سنا کر بھیج دیا جائے۔" شریعتوں ہے، مولوی محمد احسن امروہی کی محبت نوح علیہ السلام پر کہ مرزا قادیانی کے ساتھ تو یہ محبت ہو۔ لیکن پیغمبر ابن الواعزم علیہم السلام کے ساتھ دیکھو۔ وہ بھی محبت نہ ہوا اور ان کے نام پر درود و سلام نہ بھیجا جائے۔ جیسے امی، مراد میں وہ کہتے ہیں کہ "اس سے ثابت ہے کہ حضرت آدمؑ نور حق، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ و نظیرت جیسی پیغمبر ابن الواعزم مقام شفاعت میں کھڑے نہ ہو سکیں گے۔" ص ۷۷، مطبعہ ۱۳۵۰ء دیکھئے ابن قیصر ابن قیصر اسلام کے نام اللہ کی پر مطلق درود۔ اس کی پروا کتنی نہیں کی۔ واد آپ کا بیان؟۔





- ۴۰۔ ”جو شخص مجھ کے عزتی سے اڑھتا ہے۔ وہ اس خدا کو پہنچاتی ہے اور کھنڈا ہے۔ جس نے مجھ کو مودت اور جو مجھے قبول کرے وہ اس خدا کو قبول کرے۔ جس نے مجھے بھیجے ہے۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)
- ۴۱۔ ”خدا ان سے اپنے مقاصد پر میری شہادت کے ساتھ کہہ گا کہ یہ خدا کی طرف سے ہوں۔ پس نہ کہ وہ کہہ گا کہ یہ آپ کا ہے۔ تب اللہ کا ملکہ ان کو اپنی طرف سے فتح ہوگا۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۱، ۱۲، ۱۳)
- ۴۲۔ ”میرے یہ وعدے ان کے ایمان، باتوں کی سچائی اور اس پر ہے جس سے۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۱، ۱۲، ۱۳)

## یادداشت

دعوتِ نبوت (ترجمہ)۔ (ترجمہ محمد رفیع، ص ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲)

وہم تو یمننا سے یا انبیاء علیہم السلام

- ۱۔ ”میں سچ کہتا ہوں کہ تم مجھ سے تم کو دے دے اور مجھے۔ جو تم کو دے دے اور مجھے۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)
- ۲۔ ”جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے وہ اس کو چاہے۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)
- ۳۔ ”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس صورت پر کیونکر پہن سکتا ہوں۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)
- ۴۔ ”یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس صورت پر کیونکر پہن سکتا ہوں۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)
- ۵۔ ”یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس صورت پر کیونکر پہن سکتا ہوں۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)

۱۔ ”یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس صورت پر کیونکر پہن سکتا ہوں۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)

۲۔ ”یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس صورت پر کیونکر پہن سکتا ہوں۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)

۳۔ ”یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس صورت پر کیونکر پہن سکتا ہوں۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)

۴۔ ”یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس صورت پر کیونکر پہن سکتا ہوں۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)

۵۔ ”یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس صورت پر کیونکر پہن سکتا ہوں۔“ (عزیزانِ حق، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲)

۵ ”بگدا لٹر پیش گوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ خود انبیاء و انبیاء  
جن پر وہ وحی نازل ہو سکے میں نہیں آ سکتی۔“ (ازداد ہام ص ۳۰۲، حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۵۸)

۶ اینک منم کہ حسب بشارات آدم  
عیسی کحاست قابہ ہمد پایمنیرم

(ازداد ہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۵۸)

۷ ”حضرت مسیح کا معجزہ (پرندہ بن کر ان میں پھونک مار کر اڑانا)  
حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں ایسے امور کی طرف  
لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ حوشعبد و بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو  
فریفت کرنے والے تھے۔ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق  
پر اطلاع دے دی ہو۔ جو مٹی کا ایک ٹھوسا کسی کل کے دانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر یہاں  
پر دوا کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو بی دوس سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح  
ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نبیاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں  
اور ظاہر ہے کہ بڑھی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے کہ جس میں گلوں کے ایجاد کرنے اور طرح  
طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔“

(ازداد ہام ص ۳۰۲، حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۵۸، ۱۵۹)

۸ ”اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی  
طرح اس وقت کے خدائین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ  
اکثر مصالح ایسی چیزیں بنا لیتے ہیں۔ جو کہ وہ بولتی بھی ہیں اور مٹی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی  
ہیں۔ بسکی اور کالک میں ایسے کھلونے بہت جتنے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں کثرت  
آتے ہیں۔“ (ازداد ہام ص ۳۰۲، حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۵۸، ۱۵۹)

۹ ”حضرت مسیح ابن مریم ہذا علیہ السلام اللہ الصلی علیہ وسلم کی طرح اس مثل اترتے  
(مسکریزم) میں کمال رکھتے تھے۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو حتمی

۱۰ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے حکم سے مثل مسکریزم کرتے تھے۔ بقول مرزا قادیانی  
جب وہ باؤن اللہ یہ عمل کرتے تھے تو مرزا قادیانی اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت کس دلیل سے کہتے  
ہیں۔ مگر یہ سچ ہے کہ خداوند کریم کا حکم مرزا قادیانی کے لئے مکروہ اور قابل نفرت ہے؟ اعلیٰ اللہ!





۱۸ "مسیح کی وادیاں اور تائیدوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب بھی  
 آپ نے سوچا ہو گا۔" (نور القراءین ص ۱۹، خزائن ص ۳۹)

۱۹ "یسوع نے ایک کچھری کو اپنی بھلی میں لیا اور عطر ملوایا۔"  
 (نور القراءین ص ۳۹، خزائن ص ۳۹)

۲۰ "مسیح کا یہ باپ لے بیہ ہوتا میری نگاہ میں کچھ عجوب بات نہیں۔ حضرت  
 آدم ماں اور باپ دونوں نہیں دیکھتے تھے۔ اب قریب ہر سات آئی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے  
 کتے کھڑے منیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔" (بیک مقدمہ ص ۱۸۹، خزائن ص ۶۸۰)

۲۱ "میرا بیٹا کشتیاں لے کے بیٹے سے تھوڑی دیر نہیں دیکھتے۔"  
 (تہجم آخر ص ۱۳، خزائن ص ۱۳۱)

۲۲ (حضرت یسوع مسیح کی نسبت) شریعہ، مکار، مادی عقل، ۱۱۰، ہر زبان افسردہ  
 اور گھٹیاں دینے والا، جموں، علمی اور عملی قوتی میں کیا، پورا شیطان کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملجم  
 اس کے دماغ میں ظلم تھا۔ تین دویاں اور تازاں آپ کی زنا کار اور کسی عورت نہیں تھی۔ جن کے خوں  
 سے آپ کا وجود پر پڑا تھا۔ آپ کا کچھریوں سے میدان جدی مذہب سے تھا۔ زنا کاری کا  
 خطر ایک کچھری سے سر پر ملوایا۔ (ذاتی ضمیر، خاتمہ، تہجم ص ۱۱۰، خزائن ص ۱۱۰، ملخصاً)

العیاذ باللہ بقل کھر کھر سباش!

یا داشت۔ تو ہیں انبیاء مبہر، اسلام مقرر ہے۔

سید مرزا قادیانی کے عقائد (جمہور اعلیٰ اسلام کے خلاف)

مرزا قادیانی کا خدا (عانی) باطنی دولت و مہر کا ہے۔

۱۔ مرزا قادیانی کی دلیری۔ بے باکی اور توہین نبی حضرت مسیح علیہ السلام پر خیاں  
 فرمائیے۔ اللہ ان کے حق میں (ہر دور و ہر وقت) فرماتا ہے۔ "آیۃ اللہ فی ودحۃ منا"  
 جی حضرت مسیح علیہ السلام کو بن باپ بے اکرا، لوگوں کے واسطے نشان ہے اور دست۔ مرزا قادیانی  
 کی کادہ ایسی ہے کہ قرآن کریم بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ نعوذ باللہ!

۲۔ اللہ یا رب، ہر چند، جی علی، اللہ کا نام ہے۔ جس کو بندہ ملے، اتار پر پیش (خدا)  
 ہے کہتے ہیں۔ آریہ لوگ صرف یہ کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر جانتے ہیں۔





قولہ: ”اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر اس مرتبہ اور دجالی کی حقیقت کا یہ بیحد نہ موجود ہونے کی شہادت کے ساتھ کشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجالی کے گمراہی کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج یا جوج کے عیش تک وہی اسی نے اٹھا دیا ہو اور نہ وہ بلا ضرورتی بابت کما کی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔“  
(ازالہ ابہام ص ۱۹۱ قرآن مج ۲ ص ۳۷۳)

۸ حضرت مسیح علیہ السلام کو سف نجار کے لئے بیٹے تھے۔

قولہ: ”حضرت مسیح ابن مریمؑ اپے باپ جوسف کے ساتھ دکنس برزی کی عدت نسب تیار کیا کا ما بھی کرتے رہے تھے۔“  
(ازالہ ابہام ص ۳۰۲ قرآن مج ۳ ص ۱۵۵-۱۵۶)

۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح پر ہم میں مشق کرتے اور اس رکھتے تھے۔

قولہ: ”حضرت مسیح ابن مریمؑ علیہ السلام کی کن طرح اس مثل القرب (سورہ یوسف) میں آتا رکھتے تھے۔“  
(ازالہ ابہام ص ۳۰۳ مائیدہ قرآن مج ۳ ص ۲۵-۲۶)

۱۰ ”یہ یوسف نے مسیح بنی مثل کا نام عمل القرب رکھ ہے یہ الہامی نام ہے۔ جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک متحق رکھتے تھے۔“

(ازالہ ابہام ص ۳۰۴ مائیدہ قرآن مج ۳ ص ۲۵۹)

۱۱ آنحضرت ﷺ کے معراج میں یسائی کا انکار (مرزا قادیانی کے ایمان کا فلسفہ پر رد و جواب)

قولہ: ”یا اور پر انا خلق بالافاق اس بات کو کہاں باریت کر رہا ہے کہ کوئی انسان

۱۲ قولہ یوسف نجار الخ! ایذا احمد خان صاحب کی کلامی تفسیر ”تفسیر نص ولف“ میں ۱۰۰۰ (آل عمران ص ۱۰۰) ”حضرت مریم علیہا السلام کا قول سجدہ قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔“

۱۳ ”معراج الخ“ وحبو المعراج حق ومن رده فهو بدیع ضال“  
(یعنی جو معراج یسائی کا انکار کرے وہ حق گمراہ ہے۔) (فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۰)

معراج یسائی الخ! ”عقائد اسلام و معراجہ فی البیظۃ انی السماء تم الی ما شاء لل حق“ ”یعنی حضرت ﷺ جو معراج بہدوی میں آئے ان کی طرف سے یہاں سے لے چاہتے ہیں۔“ (مذکورہ کتاب الجہان ترجمہ تفسیر القرآن ص ۳۹۰ ص ۱۰۰۰ مائیدہ قرآن مج ۳ ص ۲۵۹-۲۶۰) ”کتاب عقائد“ مسلمان الی اسری بعدہ لیلا من المسحذ الدواد الی المسحذ الاقصی (الاسراء ص ۱۰۰)













۲۰ مرزا قاریالی کا الہام قطعی اور یقینی مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے ہے۔  
 قولہ: ”وہ اہل بدعات جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔“

(راجن احمد پریس ۲۳۳ حاشیہ نمبر ۱۱۱ ص ۱۰۸)

۲۱ ”جس شخص اور پر نبوی برکتوں کا چر تووچے گا تو ضرور رہے گا اس کو اپنے  
 معراج کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو۔“ (راجن احمد پریس ۲۳۳ حاشیہ نمبر ۱۱۱ ص ۱۰۸)

۲۲ ”ایسے وقتوں میں وہی لوگ جسے اسلام نصبر ہے ہیں۔ جن کا الہام قطعی  
 اور یقینی ہوتا ہے۔“ (راجن احمد پریس ۲۳۳ حاشیہ نمبر ۱۱۱ ص ۱۰۸)

۲۳ ”رسو نور اور پیوں کی اقی کی طرح اس کی وجہ کو (الہام مرزا قاریالی) بھی  
 دل شیطان سے منور کیا جاتا ہے۔“ (راجن احمد پریس ۲۳۳ حاشیہ نمبر ۱۱۱ ص ۱۰۸)

۲۴ ”اس بیلہ (مرزا قاریالی پر) الہام پادش کی طرح برس رہا ہے۔ اس خدا  
 سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں۔“ (میرزا قاریالی ص ۱۰۸)

۲۵ ”خدا نے مرزا قاریالی سے (ان کے پیچھے) تاد سب بخش دیے ہیں۔“

قولہ: ”(راجن احمد پریس ۲۳۳ حاشیہ نمبر ۱۱۱ ص ۱۰۸)“

(راجن احمد پریس ۲۳۳ حاشیہ نمبر ۱۱۱ ص ۱۰۸)

جس مبارک عربی اعدل ماضیت عاس قد غفرت لہ!  
 ”پھر فرمایا کہ ہر نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے۔ جتنی کھلی کھلی فتح دیں گے۔“

”تا کہ تیرا خدا (عربی) کا تیرے اگلے چھپے تن و کش دے۔“  
 (میرزا قاریالی ص ۱۰۸)

۱۔ قطعی یقینی: ”ایہ دعویٰ نبوت ہے جو کفر ہے۔ کیونکہ قطعی اور یقینی الہام سوائے  
 پیغمبرانِ مہمبہ اسلام کے اور کسی کا نہیں ہے۔ نہ بہت عجیب ہے کہ حضرت علیؑ کی وحی نہ لکھی ہو اور  
 مرزا قاریالی کا الہام ہونے کی طرح قطعی اور یقینی ہو۔ یہاں مرزا قاریالی نے تمام انبیاء علیہم السلام  
 اور پانچویں حضرت محمدؐ پر اپنی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔“

۲۔ جو جی چاہے: ”فتح ایسی وجہ ہے کہ مرزا قاریالی کے عقائد و اصول و ممل اسلام کے  
 خلاف ہیں اور ان کی پروا نہیں اور نہ کسی مذہب کا کوئی اثر پہنچتا ہے۔“

قولہ ۱: "آئیے محبوب کو بلا نذر سے دھریں اور پھر ہاتھی کی طرح سر راہ چروا دیں۔"  
 قولہ ۲: "پھر اس کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور اس کا دل بکھیر دیں۔"  
 (برائے مرد جس نے ۱۰ سالوں تک عورتوں سے ملنا نہیں چاہا تھا)

۲ "مجھ کو چند روز آرام دے جسے قریب فطوح کا آیا۔ جس کو ٹیٹ ہو فوٹاک  
نہائی کتابوں و دلی لے۔" (ضمیمہ نمبر ۱۸، جز ثانی، ص ۳۴، مرثیہ)

۲ "حاکم بنی سنجو عمر ابن حنبل سے کہا کہ جب اس نے کلمہ پڑھا تو وہ پیر کا لیا ہے۔"  
(تفسیر الامام محمد بن حنبل، ج ۱، ص ۱۸۱، ۱۸۲)

۴۔ ... کہ صاحب دین اور پید سے چلے ہیں۔  
(نمبر نمبر ۱۹۲۵ء، ۲۵ جنوری ۱۹۲۵ء، ص ۳۱۲-۳۱۳)

۱۰۰ بیت تپا تپا مجھ میرزا کا پانی و مشرب میں۔

۲۔ مرزا قاری محمد رفیع نے بھی اسی طرح سے ماہنامہ "انجمن" لکھا۔

قابل الغلبہ رہ پیہ کی غلبہ ہو۔ عقل میں مزید فائز ہو اور ترک جسد اور جماعت اور  
دشمنوں میں ملحق یا جسد مغربی شرافت و اہل حق احمد یہ اور سراج خیر میں اور امت سے آپ کی ہدایت  
عمل کما رہا ہے آپ کو یہ بات بخیریت سے بخیریت رہی ہیں۔

(۱) یہاں سے لے کر آخری صفحہ تک، اس کتاب کے متن پر مبنی ہے۔

تے سے بڑا جمعہ جماعت کواپنی تاریخ منیایا دے

خیر سے دے دئی / ہے، بیشتر مسجد و حق تعالیٰ کے

(نور مانی اللہ علیہ السلام) پیدائش ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۸۸۵ء بمقام گوالیار، ضلع جالندھر، پنجاب

۱۔ حج کے ارادہ کرنے کی ہیہ مرزا قادیانی کے حقیقہ و فہرہ میں مندرج نہیں ہے۔ رُکوة کھجی مرزا قادیانی اور انہیں ترے۔ جیسے قرآن سے ثابت ہے کہ رُکوة پر مرزا قادیانی کا مَذہر ہو سکتا ہے کہ ہم غیبی طور پر انہیں ترے ہیں اس لئے رُکوة کا فہرہ شمار جسدِ دُشمن لکھا گیا۔ ترک کرنا حج کا مکروہ نہیں دینے والا، انہوں نے کلمہ سے۔ کتب عقائد۔

۱۔ باجماعت : الخاتمہ اور نسبت از باجماعت کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ وہ چھوٹے بچے، عوام، مسافر، جماعت، حالت نہانہ و قریب وادب سے کہے۔ ہمارے اس کا منہ فتح ہے۔

۳۔۔۔ نماز پنجگانہ قبل از وقت پڑھتے ہیں۔

قال: ”مذکور جواب مذکورہ بیچے نکلا۔ جس میں پہلے رقمہ کا نہ وہ کیا گیا تھا۔ ادھر سے بھی حجت تمام کرنے کی غرض سے اسی وقت جو اپنی رقمہ نکھا گیا اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) محد پند خاوندوں کے دو بچے ان جامع مسجد میں جا پہنچے۔ چنانچہ جب انہیں خبر ملی کہ مرزا قادیانی تیار مستعد مسجد میں شریف رکھتے ہیں تو وہ بھی وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ بعد بعد جبر واکرام آئے۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے۔ جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے۔ حضرت اقدس اور ان کے خدا مستقیم اور مخلص جمع کر کے باجماعت ہی پڑھائے گئے۔“

(ضمیمہ اخبار پنجاب گزٹ میں ۷ کالم دور، دور ۱۲ نومبر ۱۸۹۱ء)

کیفیت مناظرہ مرزا قادیانی و مولوی نذیر حسین صاحب جو جامع مسجد دہلی میں ستمبر و اکتوبر ۱۸۹۱ء کے دنوں میں ہوا تھا۔ گویا ایک بیچے دن کے جو ظہر کا وقت ہے۔ ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے پڑھا لیا۔

۴۔۔۔ مرزا قادیانی روز سے ابھی رمضان شریف کے نہیں رکھتے۔

قال: روزہ رکھنے والے بیمارین و اخذ بناوے

تے حج زکوٰۃ توں تارک چنکا بھلا غنی دسیاوے

یعنی مرزا قادیانی روزہ و رمضان المبارک کے رکھنے کے وقت بیمار بن جاتے ہیں اور

روزہ نہیں رکھتے۔ (رسالہ انجمن انقلاب مولانا مولوی خدابخش، اظہار ۱۲-۱۳)

۵۔۔۔ اپنی مبالغہ کتب میں رشتہ رات نعلی شائع کرتے ہیں اور مقابلہ مناظرہ

کے واسطے انہیں شریعتیں لگاتے ہیں۔ تحریر و تفسیر کرتے۔

انوں کوئی بھی کتاب یا اشعار ایسا نہیں ہوگا کہ جس میں کوئی نہ کی شرط بند کر سولی

موجود نہ ہو۔ بقدر امین احمد یہ ہے۔ آج تک انجام آتھم و امیر ضمیمہ امما تھم تک کرا۔ کی جر

۱۔ قبل از وقت ”الحمد للہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ“ ان الصلوة کان علیہ

المؤمنین کمالاً موقوتاً (العسائی: ۱، ۲) ”یعنی محض ان کے لیے مسلمانوں پر فرض وقت مقرر

کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی نے آیت شریف کی پڑاؤ کی قبل ”وقت نماز پندرہ کبیر و ثانیہ ہے۔

(۱۰) دیکھیں ۱۰

(مقتدا اسلام میں ۱۲۶)

ح روزہ (بلا غدر) نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔

مفتی دوم نے اشتہار میں ایک ہزار روپیہ کی شرط لگائی ہوئی موجود ہے۔ جو شرعاً جائز نہیں۔

۶۔ قس از تصنیف کتب و کتابی کے حق المصنف فردخت کرتے ہیں اور قیمت وصول کرتے ہی۔ یعنی بیع فاسد لے آپ کا عمل ردائی ہے۔

قول ”انہم ان معادن صاحبان کے جنہوں نے خریداری کتاب سے اعانت فرمائی۔ حضرت خلیفہ مسیح مسن خان صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست پشمالو بارت خریداری کتاب براہین احمدیہ۔“ (براہین احمدیہ ص ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱)

یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ ابھی تک کتاب کا وجود بھی نہیں تھا۔ سترہ اٹھارہ سال ہو گئے ہیں۔ اب تک لوگوں کو کتاب نہیں ملی۔ ذل اس کتاب براہین کی قیمت پانچ روپیہ مقرر کی۔ پھر جنہوں نے روپیہ پھر دس روپیہ دیا۔ دیکھو اعلان (براہین احمدیہ ص ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱) پھر سو روپیہ دیا۔ اس ۱۳۶ کے آخر میں مرزا قادیانی نے ایک تذارش میں طبع پر لکھی ہے۔ ”اب اصلی قیمت اس کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض میں دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی ہے۔ پس اگر یہ ناجیز قیمت بھی مسلمان لوگ بھروسہ کرتے ہیں تو کوئی وہ کام کے انجام میں خود بیخود ہیں۔“

ب۔ ”موسول سراج النبی کے سب سے بہت سارے روپیہ وصول کیا۔ شراب تک اس کا وجود نہیں۔“ (در نجد علان احمدیہ ص ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱)

ج۔ ایسا وعدہ ایسا نہیں کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ قول: الف۔ ”کتاب لہ (براہین احمدیہ) بڑی سبوتا کتاب ہے۔ یہاں تک کہ جس کی صفحہ مست سوز سے کچھ زیادہ ہوگی۔“ (امان براہین احمدیہ ص ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱)

پ۔ ”چونکہ کتاب (براہین احمدیہ) اب تین سو روپیہ تک بڑھ چکی ہے۔“ (براہین احمدیہ ص ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱)

۱۔ حدیث شریفہ میں ہے کہ خرما ہے کہ بیچو آدمی وہ چیز کہ اس کے پاس نہیں۔

(ترمذی ص ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱)

۲۔ محدث ہلن انوکھیہ ہے۔ مطلقاً اس پر موقوفہ نہیں ہو گا۔ تمام کتب و علامہ مسند مطبوعہ کے قادیانیوں کی قس ملاوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ حسب بات کہتے ہیں کہ جھوٹ کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حسب کسی سے وعدہ کرتے ہیں تو خلاف کرتے ہیں۔ تیسری یہ کہ حسب کوئی اس نے پاس نہ رکھتا ہے تو اس میں نہایت کرتے ہیں۔ (تہجد الفاضلین ص ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱ ج ۱ صفحہ ۱۰۱) یہ تینوں علامہیں مرزا قادیانی میں موجود ہیں۔

۱۰۔ ”یہ امر بھی واجب الاطلاق ہے کہ پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) سرف  
تیس بیس جز تک تالیف ہوتی تھی۔ پھر سو جز تک پڑھادی گئی۔ مگر اب یہ کتاب تین سو جز تک  
بچ گئی ہے۔“ (براہین احمدیہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۳، ۱۳۵)

۱۱۔ ”حصہ سوم کے پچھنے میں دو سال کا توقف ہو گیا ہے۔ لوگ حیران  
ہو رہے۔“ (براہین احمدیہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۵)

۱۲۔ ”اب کی دعا ان صاحبوں کے ہم جنہوں نے قیمت پیش کی تھی اور کتاب  
کی خریداری سے اعانت فرمائی ہے۔ بوجہ عدم موجودگی نام لکھے نہیں گئے۔ حصہ چہارم میں دو  
معلومات ہو گئی تھیں۔“ (براہین احمدیہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۵)

۱۳۔ ”ہم اور ہماری کتاب اہل حق میں حسب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس  
وقت اس کی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت ایسے ماہرانی چلی گئی اس قدر ہمارا کو موافق علیہ  
اسلام کی طرح ایک ایسے ماہر کی خبر دی۔ جس سے پہلے خبر نہ تھی اور ایک دفعہ پر وہ غیب سے آئی  
دیکھ کی۔“ (براہین احمدیہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۵)

۱۴۔ ”اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بھی انہماکات البتہ دوسرا نمک پکڑ گیا ہے اور  
اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شے نہ ہوگی۔“ (براہین احمدیہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۵)

۱۵۔ ”دعا کے سرائے میں جو چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا اور وہ خود  
آئے پر پھینا شراب ہو جائے گا۔ قیمت آئندہ دینے ہوگی۔“ (براہین احمدیہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۵)

۱۶۔ ”مختلف مسائل کا مکمل مفہوم دینے کے بعد غرضت (براہین احمدیہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۵)

۱۷۔ ”اس کی بارہ سال تو گئے ابھی تک سرائے میں شے ہی ہے۔  
کی۔“ (براہین احمدیہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۵)

۱۸۔ ”ابھی تک سرائے میں شے ہی ہے۔“ (براہین احمدیہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۵)

نہرے، دودھ کی دھتے، فرشتے کی قوت اور تاج سلطان کی اہمیت نے مجھے ہے۔

(میں نے یہ سب غور سے دیکھا ہے۔)

۱۔ "میرے دوست! میری خیر خواہیت غلو نہ کیا ہو۔" — ان کی بحث  
(اگرچہ وہ میری طرف سے غلو نہ کیا ہو، لیکن ان کی غلو نہ کیا ہو)

ن کے بعد مرزا قاجاری نے ۱۲۱۳ھ میں پہنچ کر ۱۲۹۲ء میں حج میں مد  
جس کیوں کے ساتھ واپس لے ۱۲۹۲ء میں دہلی میں مقیم رہا۔ اس نے ایک ہندو  
۱۲۹۲ء میں دہلی میں مقیم رہا۔ اس نے ایک ہندو  
۱۲۹۲ء میں دہلی میں مقیم رہا۔ اس نے ایک ہندو

۱۔ ایسے اشہد میں مرزا قادیانی نے کہا کہ انہوں نے یہ سب ادا کیا ہے اب انکی حدیں  
موجود ہیں جس حد تک میں دینی قیمت و اصل کو یہ خرید سکتے ہیں۔ ان اشہد میں سے ایک  
اشہد کو ان ادا کر لیتے ہیں۔ (اسی میں مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق ۱۹۵۱ء کا بعد  
اشہد کے میں ان کے متعلق دینی خریدنے کے لیے ایک خط لکھا۔ میرے پاس اس خطی خرید  
اشہد آگیا۔) (جواب اشہد میں انہوں نے جواب دیا کہ ۱۹۵۰ء کے بعد اشہد کے متعلق کوئی  
بہت خرید نہیں لیا۔ اس خط میں ان کا جواب ۱۹۵۱ء کا تھا۔)

۱۔ اگرچہ یہی تو معلوم ہے کہ جو شخصیں صاحبزادے کے گلیاں کرتے

[illegible]

۱۔ کوئی ایک ماہ تک دیکھو۔  
۲۔ حضرت شریفؒ کو لاہور سے القاب احمدیہ ۱۰۰۰ شیعہ کے لکھنؤ  
میں ہزاروں کا شمار۔



تو یہ ”اچان“ تھا لہذا یہ عین حق ہے، ”یونہی“ اور ”یونہی“ وہاں دیکھو۔“  
 (یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)

۱۰۔ ”یونہی“ کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا۔

(یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)

۱۱۔ ”یونہی“ کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا۔

(یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)

۱۲۔ ”یونہی“ کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا۔

تو یہ ”یونہی“ کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا۔  
 (یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)

(یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)

(یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)

۱۳۔ ”یونہی“ کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا۔

تو یہ ”یونہی“ کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا۔  
 (یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)

(یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)

۱۴۔ ”یونہی“ کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا۔

(یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)

۱۵۔ ”یونہی“ کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا۔

تو یہ ”یونہی“ کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا۔  
 (یونہی کا جواب دینا اور یونہی کا جواب دینا)



و پنجاب کے رہنے والے نور کیا ہندوستان کے باشندے اور کیا عرب کے مسلمان اور کیا روم اور فارس کے کھڑے کو اور کیا افریقہ اور مغرب کے اہل اسلام اور ان کے علماء اور ان کے فقراء اور ان کے مشائخ اور ان کے صلحا اور ان کے مرد اور ان کی عورتیں مجھے کاذب خیالی کر کے پھر میرے مقابل دیکھ چاہیں کہ قیامت کے نشان مجھ میں ہیں یا نہیں۔“

(ازارہ ہمام ص ۱۰۲، خزائن ج ۳ ص ۹۰۷-۹۰۸)

ج۔ ”با احمد فضلت الرحمة علی تنفیک اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔“

(برہنہ احمد یہ ص ۳۴، خزائن ج ۳ ص ۲۶، زمزم پبلشرز، لاہور ص ۲۱)

د۔ ”میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔“

(ضمیمہ ہمام، تھم ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۵۵)

ح۔ ”میں علم عربی میں دریا ہوں۔“ (انجام تھم ص ۱۵۶، خزائن ج ۳ ص ۱۵۶)

ط۔ اپنے سریدوں سے چندہ یکشت اور ماد اور وصول کر کے اپنی آسائش و آرام کے سامان تیار کرتے ہیں۔ (دیکھو کتب مرزا قادیانی کی) قول۔ ”ہم کو مکان فراخ کرنے کا دو بارہ الہام دیا ہے۔ جماعت تخلصین دو ہزار روپیہ جند بجم پہنچائیں اور پہلے سے ثابت قدم ہو جائیں۔“

(۱۷۰۷، رتی ۱۹۹۷، مجموعہ شہداء، ج ۳ ص ۱۳۷)

۱۸۔ مرزا قادیانی مسیح ہیں اور وہ جس کا گدھا مل ہے۔ اسی دجال کے گدھے

پر ہمیشہ سوار ہوتے ہیں۔

۱۹۔ اپنی بے گناہ عینک بیوی سے ناراض ہوتے ہیں اور اپنے فرزند سے اس کی

بیوی کو طلاق دوانے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔

قول۔ ایک عجیب قصہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک الہام مستہر کیا کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی بڑی صاحبزادی میرے ساتھ ملے۔ لڑکی کے ہواہ کو نا منظور ہوا۔ تو اپنے چند مخالف شخص طبع و خیر و ہنر کو راضی کرنا چاہا۔ اور راضی نہ ہوئے۔ چونکہ مرزا احمد بیگ صاحب مدنی شہریت کی زبردستی دار تھے۔ اس لئے مدنی شہریت نے اس کو نور اپنے اہل رشتہ داروں کو متعدد دینی سے بلکہ صاف تنظروں میں دھکا کر مجبور کیا وہ اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ نہ ہونے دیں اور جس طرح ممکن ہو روک کر میری طرف پھیل کریں۔ پس ان سے

یہ کاروائی نہ ہو سکی تو اپنی پہلی ٹیک بخت یہی اور اس کے اذوق فرزندوں سے رائٹنگی ظاہر کر کے ایک بیٹے کو خالق کرنے کی دھمکی میں یہ لکھ کر وگرہ شرط اپنی یہی و حلاق شدہ کا تو وہ یہی وراثت سے ایک دانہ نہ پادے گا وغیرہ وغیرہ ایسی دھمکی سے مرزا قادیانی کی غرض یہ تھی کہ فضل احمد کی مقلوبہ (جو مرزا احمد بیگ صاحب کی ہمشیرہ زادی تھی) اس کو حلاق ملنے سے احمہ بیگ اور اس کے دیگر قرابت داروں کو رنج پہنچے گا۔ جس سے وہ مرزا کی اسہائی تائید کے سوا یہ ہو جائیں گے اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کا عقد مرزا قادیانی کے ساتھ ہو جانے سے ان کے اسہائی عقد بقیہ ہو جائے گی۔ جس کی تصدیق ذیل کے خطوط (جو مرزا قادیانی کی قلم کے لکھے ہوئے ہیں) سے جوہد احسن ہو جائیں گی۔

### قتل اصل خطوط جو مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ

اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے

اس جگہ پر مرزا قادیانی کے خط میں دیکھی خطوں کو جو مجھے ایک دوست شیخ نظام الدین صاحب پتھر دہاؤں کی معرفت مرزا امین شیر صاحب سمی مرزا قادیانی سے ملے ہیں درج کرتا ہوں۔ جس سے مرزا قادیانی کی کج موکوئی اور ہوتے انجولی ظاہر ہوتی ہے۔ ان خطوں کے علاوہ کچھ دیکھنے والے معلوم کر لیں گے کہ مرزا قادیانی کیا ہیں۔ کوئی لادنی اور جانی مسلمان بھی ایسا نہیں کرتے گا اور نہ کر سکتا ہے۔

یادداشت مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا امین احمد قادیانی کی تاج پچازاد ہمشیرہ ہے۔ مرزا امین شیر کی لڑکی مرزا بی بی فضل احمد پڑھ مرزا امین احمد قادیانی کی زوجہ تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی  
مفتی محمد امین مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!  
السلام علیک ورحمة الله وبرکاتہ اقاویان میرا دہب، اقاویان محمود فرزند من کرم کی خبر سنی تھی تو بہت دوا اور رنج و غم ہوا۔ لیکن یہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے مزاحمتی سے مجبور رہا۔ بعد وفات فرزندہ۔ حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے زیادہ دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی دلوں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدلہ صاحب مرزا قادیانی اور عزیز مرزا احمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے

آگے نبوتی نہیں۔ آپ کے دل میں گواہی عاجز کی نسبت پہنچا رہا ہو۔ لیکن خداوند عظیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بھی صاف ہے اور خدا کے قادر مطلق سے آپ کے لئے خبر و برکت چاہتے ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کس طریق اور کن انگلوں میں بیان کروں۔ تاہم میرے دل کی محبت اور خلوص و ہمدردی خود آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے : ایک نزاع کا فیصلہ فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی غلور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ کا اور مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں باطل چاہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اجابہ ہوا تھا کہ آپ کی دفتر ہاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ مگر دوسری جگہ تو تمہیں وارد ہوں گی اور آخری جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے یحییٰ خیر خواہی سے آپ کو جتنا پایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا ذکر ہرگز مہارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم صحیح ہوتا ہوں آپ پر ظاہر نہ کرنا اور میں اب بھی عجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں متمسک ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انجوائے نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی زندگی کے لئے نہایت اوجہ مستوجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ اس برکتوں کا دروازہ کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے۔ جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کھجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا کہ میں یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزار باتوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس اکھ سے زیادہ آدمی ہو کہ جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتے ہیں اور یہ جن کی اس کی طرف نظر تھی، کوئی ہے اور ہزاروں چوری شہادت سے نہیں بڑھ سکتے تھے مگر میں کہ یہ پیشین گوئی بھولی ہو گئی ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو سوا کرتے ہوئے دین کی مدد کرتے گا۔ میں نے ابور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مسجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بعد قیامت دعا کرتے ہیں۔ وہ یہ ان کی ہمدردی اور نسبت ایمانی کا اظہار ہے اور یہ۔ جزیسے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر ایمان آیا ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کسان الہیات پر جو تو تر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لائے ہیں وہ آپ سے ستم ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے مدد دیں نہیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو مرتد ایمان پر خیمہ چھا ہے زمین پر وہ ہرگز بدست نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے۔ اور اس پر آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہ مہربان ہے۔ آپ کے سبب غم و درد ہوں دردین اور دنیا دونوں

آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرمائے۔ اصریرے میں خط میں کوئی نام لکھا بیوقوفوں کو معاف فرمادیں۔

والسلام؟

خاکسار احقر عبد اللہ اعظم احمد  
۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء، بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مغفقتی کرمی خویمر مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!

نحمدہ ونصلیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سنا رہا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا۔ مگر میں شخص نہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے اجیزا سمجھتے ہیں اور دین کی پروا نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح سوئے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں سمجھتے ہیں۔ آپ مجھے سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے نیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ جیسا انہوں کو ہونا چاہیے۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پروا انہیں نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں سے بخیر راہو کر لیا ہے کہ اس کو خواہ کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے روپیہ نہ لیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک ظلم اور جلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو چاہیہا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں امن کا ہوں گا تو ضرور مجھے پھانسی دے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت عقابہ کر کے اپنے بھائی کو بھانپتے تو میں نے کچھ نہ کیا۔ کیا میں چوبڑا یا چھار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عام ذلت تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں ہے۔ ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جا۔ مگر مجھ کو آزنا آیا۔ جن کو میں خلیق سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی سے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ میری ہار تھی۔ اسی میرے خون کے بارے۔ وہ میری عزت کے پیا سے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خواہ ہو ورنہ اس کا روپیہ ہو۔ خد بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روپیہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے کھانکھانے کہ پر ہارشت مت توڑد۔ خدا تعالیٰ سے خوف کر کہ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہاراکیا رشتہ ہے۔ صرف عزت لی لی نام کے لئے فقیر احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے

دے۔ ہم رضی ہیں ورحمہم یمن جانتے کہ یہ بھی کیا ملا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔" فطس نہیں مریا بھی نہیں۔ مگر میں نے دوسری کراہ آپ کی بیوی صاحبہ کے نام لفظ بھیجا۔ مگر توں جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کینا اور شہ بائی رو گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خوشیوں سے اپنے مہینوں سے ہدف نہیں ہو سکتے۔ مرنے مرنے میں ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ بائیں آپ کی بیوی صاحبہ کی بھینچ پٹی ہیں۔ بے شک ناجیزہوں۔ بالکل سوں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا نیک ہوں تو میرے بچے سے تعلق رکھنے کی کیا حسرت ہے۔ ابذا میں نے ان کی خدمت میں فدا لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ نہیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دین۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود مشاہدہ ہے کہ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ سکتا۔ ملکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لا وارث کر دوں گا اور اگر میرے سے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ راہ اس کا بند کرادے گا تو میں بدلی و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جو اب میرے ہتھ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے خوشی کروں اور میرا دل من کا مال ہوگا۔ نہ آپ کو بھی کہتے ہوں کہ آپ اس وقت کو حاصل لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ مانا آ جائیں وراپے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو نہ اتنی کر کے روک دے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب میٹھ کے لئے یہ تمام رشتہ سے باز کر دوں گا۔ مگر فضل احمد میرے برابر ارث و جناح بننا ہے تو اسی حالت میں آپ ان کی کو گھر میں آئے گا۔ جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں راحت ہو۔ ایسا ہی مسرت سے رہتے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں غلوں کی معرفت مجھے معلوم ہوتی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تمیں شک درست ہیں۔ واللہ اعلم!

راہزنہ کسار الغلام احمد

ازودہما قبال منج ۱۸۹۱ء

نقل اصل خط مرزا قادیانی جو پیام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم! حمدہ ونصلی!

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے۔ چند روز تک (محمدی) احمد بیگ

کی لڑکی کا نکاح ہوئے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کہ ان دونوں کے نکاح سے ہمارے رشتہ ہلے تو ان کا دروولی غلط نہیں۔ یہ باتیں غلوں کی معرفت مجھے معلوم ہوتی ہیں۔ چاہئے بھائی







نہ لے گا سوں اور پیشہ سے تائب ہو کر سہ سہ سالانہ ہو گیا ہے اور اس کے پاس چند ہزار روپیہ حرام فی کفائی کا موجود ہے۔ جس کو دو چہانتہ ۱۰۰۰ روپیہ کامی کے اپنے کام میں خرچ نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی نے یہ خیر فرستائیں اس کے فوراً بعد بھیج دیا کہ وہ کئی روپیہ دے۔ پاس بھیج دے۔ ہم اشتیارات وغیرہ میں خرچ کر دیں گے۔ جب اللہ یا خدا کرے دیکھنا ہمارے ہمارے اس کے جوان کا فتویٰ پہنچا تو انہوں نے منع کر دیا کہ وہ خدا میں ایسے پیسے دینا نہ چاہے۔ اس سبب سے مرزا قادیانی کا یہ شکا مل گیا۔

(۱) سالانہ سرائے سرائی۔ لیکن: مانی تحفہ علمی عمر اخلاط و اخراجات میں امر ۱۳۰۳، جلد اول، صفحہ ۱۰۰۔

نہ تمہارے کتاب اور انہیں بخند مت شریف عابدہ انصاف۔ و مفتیان

شرح العلیا۔ بقا ہم اللہ تعالیٰ بطور استنفا

الحمد لله والمنة کتاب نہ مختار ہا، نحو جواب رسالہ اربعہ انجاء و تعمیر مہمیر  
تصنیف مرزا خدام احمد قادیانی باعث عدم: تقریباً پانچ ماہ کے عرصہ میں شرم ہوئی۔ میں نے اس  
میں مرزا قادیانی کے خیالات ابتدائی، انتہائی کوئی کوئی انہیں کی تالیفات سے نہایت قریب  
کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بعد اس کے ان کے روحانی نبوت اور قیامات انبیاء علیہم السلام اور عقائد اور  
امور کو بھی انہیں کی تصانیف انہی سے پرہیز نظر آئے یا سبب موصی کشش اور آج سے بدعات کی  
۱۲ ویں اور مطلق جملہوں اور صرف انہی کے لیے اس سے مطلق قطع نہیں رکھا مگر اس طرف  
رجوع کیا۔ لیکن خود کو ان سے دور نہیں ہوتی۔ اس اسٹے میں نے زیادہ تر اس کے ہی  
کہانے کے لئے پوشش کی ہے اور یہی مدعا ہے۔ امید ہے کہ جہاں تک کوئی سبب لکھی ہو  
تکنا ہے بشریت کوئی سوا ان سے محال نہ کہ اساتذہ فرمائی جائے اور یہ مخصوص خطرات ہمارے  
و انصاف و تقویٰ شرع وین متین کی خدمت ہر گز میں نہایت ہی اس سے استقامت ہے۔ مجھے  
مرزا خدام احمد قادیانی کے کوئی ذاتی عداوت یا دشمنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ میرے ہم وطن ہیں اور  
مرزا سلطان احمد ترمید و خلع ملتان، مرزا قادیانی کے فرزند کاں میرے نہایت دوست ہیں۔  
دروغیال یہ کہ ابھی مرزا قادیانی ان سے ناراض نہیں ہوئے تھے کہ میں موردہ ایک ہی وقت میں  
۱۹۰۷ء میں پچیس شائع ہوئے اس پر میں کوئی ہونے تھے اور چند روز کے بعد وہ صحت سوں میں کوئی ہو گئے  
تھے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا خدام احمد قادیانی نے فوراً کاپیست لی اور کاپی بھی لے لی تھی کہ شامت کرنا  
ہی نہایت مشکل ہو گیا اور اسامہ کے اور سے ایسا تہذیب کیا کہ کوئی مطلق قطع داخل کر دیا۔

خطرات ہمارے مرزا قادیانی کے خیالات، بدعات، اولیات، و اساتذہ، و اساتذہ، و اساتذہ





ایک ملک مرتبہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ء سے مرہونہ دے کی ذریعہ دار سے  
 کی جو ٹرمز ان وقت باغ میں ہے ان کی بھی مرتبہ مستحق ہے اور بصورت ظہور تادم کے میں ذمہ  
 دار ہوں اور سر زمین میں نصف سق قمر میں بزار روپے کے آگے رقم دو سو ساٹھ کو قلعہ ان کر کے پانچ  
 سو ساٹھ ہے۔ جو بھیج ہے اور جو درختان خشک ہوں وہ بھی مرتبہ کا حق ہو گا اور درختان غیر خرما و زیتون  
 مثلاً اور جہد واسے ہر ضرورت و آلات کشادہ دہی کے دستہ میں آ کر سکتی ہے۔ بنابر ان رہن نامہ لکھ دیا  
 ہے کہ سند ہو گا تو ۲۵ جون ۱۹۹۸ء قلم قس فیض احمد نمبر ۹۳۹، امجد مرزا غلام احمد قلم خود واد  
 شد مطابق والدہ خیرہ بن صاحب القلم خود واد شد ہی بخش نمبر ۲۵ قلم خود واد شد حال قادیان۔  
 تمام ایک کمرہ دو قطعہ

حسب درخواست بنابر مرزا غلام احمد قادیانی عطف مرزا غلام مرگن مرحوم آج واقعہ  
 ۲۵ جون ۱۹۹۸ء بم شہد وقت پہنچ پہنچ ہم قادیان تحصیل خالصہ گورداسپور آیا اور یہ دستاویز  
 صاحب موصوف نے عرض رجسٹری پیش کی۔ العبد مرزا غلام احمد قادیانی رہن مرزا غلام احمد قلم  
 خود ۲۵ جون ۱۹۹۸ء عطف احمد بخش رجسٹرار جناب مرزا غلام احمد قادیانی عطف مرزا غلام احمد قلم  
 قادیانی ساکن تحصیل قادیان تحصیل بنالہ ضلع گورداسپور جس کو میں بذات خود جانتا ہوں تکمیل  
 دستاویز کا اقبال کیا وصول ہوا۔ مبلغ ۵۰۰ روپے کی رقم ایک ہزار روپے کا نوٹ اور نو برات  
 مندرجہ بالا میرے روپر و مع رفت میرزا ناصر نواب والد مرتبہ لیا۔ معرقہ میں مبلغ ۲۵۰ روپے کی  
 قلعہ ان کر کے دے دیے اس کے ۵۰ روپے بچے تھے۔ از جانب مرتبہ ناصر نواب حاضر ہے۔ العبد  
 مرزا غلام احمد رہن مرزا غلام احمد قادیانی عطف خود ۲۵ جون ۱۹۹۸ء عطف احمد بخش سب رجسٹرار  
 دستاویز ۸۰۳ میں نمبر ایک بعد ۳۶ سٹ ۱۹۸۰ء پر آج کارڈ ۲۷ جون ۱۹۹۸ء بم رو بہت  
 رجسٹری ہوئی۔ عطف احمد بخش سب رجسٹرار اس رجسٹری پر طالعہ بخش صاحب خود کی نے اپنے ایک  
 اشتہار میں مندرجہ ذیل ریکارڈ کیا ہے۔

رجسٹری مذکور بالا پر ہمارا مشفقانہ ریکارڈ

”اگر مرزا قادیانی کو میرے اسب ورن شمشیر و فادار کا دین کی خبر ہوئی  
 تو ہر اپنی بیوی نے نام رجسٹری نہ کراتے۔ مرزا قادیانی نے خواہ سنا ہی طائفہ الخلیع و ندوی  
 سے نصرت جہن نیکو کراہی کرنے کی کوشش کی۔ جب مرزا قادیانی کو مجھ پر یہ نصرت کی ضرورت





شرید وہ بنے اور ایک بیٹی ہے۔ اب خٹس احمد کو اسی جلدی پائیدار سے محروم کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے یہ حیلہ کیا ہے کہ بائاً بیری کے نام رکھ کر دیا اور باقی جائیداد کا کوئی اور بندہ دست کرے گا۔ خیر منصور کو یاد ہوگا کہ مرزا قادیانی کے دونوں خط خود مرزا علی شیر اور ان کی بیوی کے نام ہیں۔ ان میں منصور نے پڑھا ہوگا کہ ”میرزا فضل احمد نے میرے کہنے سے اپنی منگھو دختر مرزا علی شیر کو خلافتِ ندوی تو را میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پکٹا۔“ مرزا قادیانی اسی امر میں سہاڑ رہے کہ میرے پردا بیٹے اور مرزا علی شیر صاحبِ نوران کی زوجہ جو مرزا احمد بیگ کی بیشرہ ہے۔ اپنے بھائی سے شریک کرنا طے پر راضی کریں گا کہ میرا الہام تیار ہو۔ مرزا قادیانی، علی شیر کی بیشرہ یعنی اپنی بیٹی کو انہوں نے جیسی سے ناراض ہو کر الگ کر دیا ہوا تھا۔ کہ اس نے کچھ نمایاں کام نہ کیا وہ اپنے بیٹے سلطان احمد کے ساتھ تھی۔ چونکہ ان حلقوں نے مرزا قادیانی کی کچھ بھی نہ دیکھی مہنداسپ کو الگ کر دیا اور ان سے کھانا پینا منگوا بالکل ترک کر دیا۔ بلکہ یہ لوگ مرزا علی الہامی جو دوسرے نکاح میں شریک ہوئے اور اس کو محبوبہ الخواس سمجھ کر جندی میں امر میں کوشش کر کے اس کا نکاح موضعِ پٹی میں ایک نر کے مسکی مرزا سلطان محمد سے کر دیا اور مرزا قادیانی اپنے ایک خط میں فرماتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے دشمن ہوں گے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کی عقل پر ابہامی بات اور بندوں پر مخالفت کے سبب غصہ۔

جسے رلا اور اسے زردیہ کہ مکلف چراغ داد

خیر خٹس احمد نے مرزا قادیانی اپنے والد کی عدویہ ٹھکانی کی۔ کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی۔ اسی لئے خٹس احمد اور حلقوں نے قلعہ تعلق کر بیٹھے ہیں۔

مہنداسپ مفصل میں سے عرض ہے کہ خٹس احمد دوسری شدہ ارسال حضور ہے۔ اس کو بھی دوسرا کتاب فرم دیں۔ حضرت صاحب (شیر علی) نے یہ حیلہ نقل حکم نامہ کے ساتھ بندہ کو بھیجی ہے اور بااثر اللہ لکھا ہے۔ و شہدہ کا کاغذ بھیجا جاتا ہے۔ اس کی نقل کم کے اپنے پاس رکھو اور اصل کاغذ کو اپنے شہسوار صاحب کی خدمت میں بغرض امداد راج کتاب بھیج دو۔

باسمہ سبحانہ! محمد مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وسکاتہ! آپ کا نوازش نامہ معدودہ کتابی کتب کفر فضل رحمتی شرف صدور و پاوار مشہور فرمایا۔ جناب من مرزائی گروہ کے معصومات سے صرف پایا جاتا ہے کہ اس کو اپنے پیغمبر کے حالات اندرونی معلوم نہیں ہیں۔ اسی لئے دھوکہ میں ہیں۔ سچی بڑی موٹی بات سے انکار کرنا۔ لاجول ولا قوۃ الا باللہ ابندہ! خٹس احمد ان کا کوئی بیانا نہ دیتا مجھ سے کہہ بیٹے بتانے کی خواہش نہ





ساکن اپنی علاقہ دار بور کے گھر میں آباد وورشاد، بلکہ صاحب اولاد نہ ہوتی۔ انفسوس میں نے اپنی کتاب میں مرزا قادیانی کو کافر کذاب مخالف بزرگان اسلام مسلمانوں کا دشمن عبدالہدین اور دراہم وغیرہ وغیرہ خرچ از اسلام لکھ دیا ہے۔ میری کتاب کا پچھلا حصہ جس میں توہمات انبیاء علیہم السلام، دعویٰ نبوت، عقد کد اعمال مرزا قادیانی کے درج ہیں۔ صاف ثابت کر دیا ہے کہ مرزا قادیانی جو حسب اقوال خود کافر اور ناسب دجال وغیرہ ہیں اور اپنی میرا عقیدہ ہے اور دینا بھی مرزا قادیانی کو جانتا ہوں۔ ان کا دعویٰ مسیح مسعود اور مہدی مسعود اور مجدد وغیرہ کا، کُل لغو اور جھوٹ ہے۔ بس جو مرزائی اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ فضل احمد مرزا قادیانی کا کوئی بیٹا نہیں۔ وہ سعد مرزا قادیانی اس بات کا انکار نہ سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی خود ان فطوط کا انکار کر کے دستبردار ہیں کہ یہ فطوط جھوٹے اور جعلی ہیں اور پھر اپنی موت کے بارہ میں ایک سال یا چھتا مناسب سمجھیں اقرار شائع کر دیں۔ اگر وہ سچے ہیں۔ مجدد و ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کی ان فطوط سے جو بھیجتا ہوں اور بھیجی تھی ہوگی اور مرزا قادیانی اور مرزائی بخوبی مادم ہوں گے۔

مرزائی لوگوں کو شرم کرنی چاہیے کہ میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اور جو کتاب میں ملتا لکھا ہے مرزا قادیانی ان کے حوارین ایک دفعہ نہیں دیکھا نہیں گویا کرتے پھر میں اور میرا بھی مقدر کر لیں۔ بندہ ان کیڈر ہنسکتوں سے نہیں ڈرتا۔ مرزا قادیانی اپنی بیٹیوں کو بیوں سے عبداللہ آختم کو تیار چکے ہیں؟ زینی الیامی جو وہ کے خاندان کو مار چکے؟ مرزا امام الدین کو مار چکے؟ پادریوں آریوں کو مار چکے؟ اگر مرزا قادیانی ایسا کر چکے ہیں تو سچے ہیں؟ ورنہ وہ ہی کذاب۔ بس یہ حاست ہے تو مسلمانوں کو موت کی پیش گوئی کی دھمکی دینا سچ ہے۔ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بنالوی کو ہی مارا دیا۔ یا مولوی عبدالجبار امرتسری کو فانی کیا جوتا۔ کیا شرم کی بات ہے خدا کا خوف نہ کرنا چاہئے۔

مخلص من مرزا کیس کی انکی دیکھی، حق پر امید ہے کہ آپ بالکل خیال نہ کریں گے نہ فرمایا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ بھی کوئی بات بلا حقیقتی درج نہیں کرتا نہ کروں گا اور نہ کہی کیا ہے۔ مجھے مرزا قادیانی سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے حق ان کے بزرگوں مولویوں اور انبیاءوں کو کاٹا پاؤں دے کر عام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ آپ جے ہیں کہ میں ملازم سرکار ہوں۔ مجھے کسی سے نہ انی ترہ یا جھگڑنا کیا ضرور، بھائی مسلمانوں کی خواہی اور اسلام کی حفاظت کی غرض۔ نہ کتاب لکھا ہی ہے۔ خدا جس کو ہدایت دے وہ کام دینا





شہدائے مرسلہ آنحضور معد اعزاز تہ پچھنے۔ حضور نے اپنے اخلاق بزرگانہ و طبع کریمانہ سے اس قدر اس عاجز کو کمون احسان فرمایا ہے جس کا بیان بالا کلام ہے۔ ولبت اللہ تعالیٰ جلا شانہ محمد والہ من کے عوض میں اپنی رحمت کاملہ سے آنحضور پر رحمت فرمائے۔ آمین! آمین!!

عزمت سید عالم و سرور بنی آدم علیہ السلام، حضور کے اشفاقِ عام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بھائی مرزا فضل احمد کو مرزا نظام احمد قادیانی کا بیٹا ہونے سے انکار کرتے ہیں اور دوسرے مرشدنا حضرت مرزا غنی شیر منگودہ، خواجہ مرزا فضل احمد کو مرزا قادیانی کی پھوپھیوں سے بھی منکر ہیں۔ یہ ان حضرات کی لاملمی پر اس ہے۔ یہ انہر بھی حضور ہی کا فقر و لکھتا ہے کہ انہوس ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے خطیر کے گھر کا حال بھی معلوم نہیں ہے۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عرض کیا تھا وہ حالات عرض کئے ہیں بوجہ ہم تو مہوئے نئے انجی طرح معلوم ہیں۔ اس میں ہرگز کچھ بھی غلطی نہیں ہے۔ جو صاحب اس کو غلط سمجھیں انہیں ان معاملات سے بے خبری ہے۔ کسی اور مرزا قادیانی کے رشتہ دار سے اگر یہ امر دریافت کیا جائے تو وہ بھی سی طرح بیان کریں گے۔ مرزا قادیانی خود بھی فضل احمد کے بیٹا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ اگرچہ نکات میں کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اس سے ناواقف ہیں۔ مرزا قادیانی سے ان کے معتقدین و رفاقت کریں۔ مرزا سلطان احمد و فضل احمد کی والدہ یا دوسرے الفاظ میں ہمارے حضرت صاحب کی حقیقی ہمیشہ کو مرزا قادیانی نے طلاق تو نہیں دی۔ مگر ان کو جب سے ان کی لہائی زبیا کا نکاح سلطان محمد سکنت پنی سے ہو۔ اگ کر چھوڑا تھا۔ کسی قسم کا تعلق خرق و غیرہ کا نہیں رہا تھا۔ مرزا سلطان احمد اپنے بیٹے کے مکان میں ان کی والدہ شریفہ کوئی نہیں۔ بالکل آدھ وقت گفت کلام یا جی بندری۔ حتی کہ عرصہ چند ماہ کا ہوا کہ اس مرحومہ نے اس جہان سے رحلت کی۔ بندہ قادیان جا کر اخیر جنوری ۱۸۹۳ء میں امرچشم خود دیکھ آیا تھا اور ولات تک وہ اسی طرح گھڑ گئیں۔ کسی طرح سے مرزا قادیانی نے ان سے صفائی نہیں کی۔ بلکہ مجھے کامل امید ہے کہ ان کی تجبیہ و یمن میں بھی مرزا قادیانی شریک نہیں ہونے ہوں گے۔ کیونکہ اسی نکاح سے سب رشتہ داروں سے مرزا قادیانی موصوف نے قطع اتق کر دیا ہے اور مرزا قادیانی حضرت خواجہ محمد علی شیع سے اور دوسرے مرزا نظام الدین کمال الدین سے (امام الدین پیر خاندان کے بھائی ہیں) رشتہ طالع مرگ شادی پر آمد و رفت بند ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ پوری واقفیت سے لکھا ہے اور یہ یمن ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں ایک بات بندہ پھر عرض کرے گا و کیا کہ مرزا قادیانی اپنی بیوی صاحبہ کے جنازہ پر تشریف لے گئے

ہیں یا نہیں۔ اوپر کی سطروں میں بندہ نے اپنا قیاس ظاہر کیا ہے۔

دکتر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے نکاح سے مرزا سلطان احمد صاحب تارک اپنی والدہ مرحومہ کے خرچ کے متحمل رہے ہیں اور مرزا قدوسی نے انہیں کچھ نہیں دی۔

نظم قصیدت نامہ و تارک من موقوف بہا مسیحیات

اے مختار اصفا دنیا پرانی زوال ہے  
چالوں سے اس نے تم بچو ہر جہاں اک بھونپال ہے  
سب مل دی گئے ہیں اس نے کمر ملتے سے تا ظلف  
جو اس کا حالب ڈھکیا وہ سبک وقت بدول  
ایمان کو نکالت دکھو اسلام پر کائنات رہو  
اجماع امت پر مناس کا بندہ پڑا ہے  
قرب قیامت سے فتنے دجاں مہدی بن گئے  
جھوٹوں نے گھو سچا کیا یہ جھوٹ کا وال ہے  
ان مہدیوں سے تم بچو ان کاڑیوں کی مت سنو  
وے مومنو مومن رہو یہ سید اکا قول ہے  
یہ قادریانی مرزا ہے یہ فریب و پرہ  
میں نہیں مہدی نہیں ہیں کاذب و بطلان سے  
اسلام کی تحریک سے کوکا قمر و مرہ ہو  
پس اس کا قلبی مدعا ہیں عورتیں یا مال ہے  
تاریخ کا آچو فکر تھا تحفیر باطل نے کیا  
یہ قدوسی فتنری بنالہ و اور دجاں ہے

۱۳۱۴ھ

کل مصرعہ

ذیل میں ملک کے اس علمائے کرام کی تقریریں لکھیں گے جو خدا کے فضل سے حامی دین ہونے کے علاوہ بے علم و فاضل کے لحاظ سے ملک کے تمام عفت کفر اور قوم

نے یعنی حارث یا سیدی قریب جو مرزا قادریانی کا پہلا لقب ہے۔



خاطنہ و خیالاتہ لا شحہ ضائعہ ارتکب جازہ فخمہ و کبیرہ مہلکۃ کلام  
ذلیل و مرام کلیل لم یتادب مع العلماء و الصالحاء فی الخطاب و لم یسلک مسلک  
الصدق و الصواب فلا یخفف علی اهل النہی ان هذا الباب الذی اختلرہ  
المرزا خلاف اهل الحجة . ثم ان کان القادیانی یناظر العلماء و لا یماری  
السفہاء . فکان علیہ ان یخاصمہم بعد التزام التہذیب بلیراد الاحادیث  
والایات مع حملہا علی معانیہا الطاہرۃ المسلمۃ عندائہ اللغات حتی لا  
یستفکرہ اهل الصناعات و لکنہ حرّف النصوص عن مقصودہا الاہلیہ  
للنقول بروایۃ الثقات من الصحابة و الصحابیات . و فسر برائہ و لم یقال  
بحديث سيد الابرار حيث قال عليه وعلى آله الصلوات من الواحد الغفار .  
ان من مفسر القرآن برائہ فلیتبع معقدہ من الفار فعلیہ ما یمستحقہ من الویل  
و النہار . ثم انی کنت اردت التردید لدعویٰ هذا المتبعی الشریذ بالتفصیل  
المزید معہ الاسلوب الجریذ لکن منعی من هذا الخیال فاضل کریم الیقین  
وامرنی الذی اعتمد علیہ فی جل الاقوال بطیہ الکشف عن هذا البطلان ولله  
در اللوذعی المسند و الالعی الشریف المحدثیہ قاصی فضل احبہ حمایہ  
الله من شرحہ اذا حسد فامہ کفانا التردید لکتاب القادیانی الطرید  
واجابہ بجوابات مقحمة والزہم بالزامات مسکنة جزاء الله عنا خیر الجزاء  
وجعل اخرتہ حیرا من الاولی (وانا العبد العاصی ابو الظہور حنفی  
انیثھوی مشتاق احمد)

تقریر حضرت مولانا الحافظ مولوی مشتاق احمد چشتی صابری انیثھوی

مدرس اول عربی گورنمنٹ سکول لدھیانہ

بسم الله الرحمن الرحيم! حامد او مصلی!

اما بعد! اراکم المحروف نے کتاب مستطاب کلمہ فکس رحمانی بحجابہ اوہام غلام قادیانی کو  
اول سے آخر تک دیکھا۔ عقائد قادیانی کی تردید میں لاطانی پایا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے  
جس قدر کتب و دور رساں مرزا قادیانی کی تردید میں لکھے گئے۔ اپنی طرف میں یہ کتاب ان سب میں  
بہتر اور مفید ہے۔ کیونکہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔ اول سے آخر تک تہذیب، رعایت رکھی



ہے اور اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود مرزا اپنی سے اقوال اور اس کی تعذیقات کی عبارت نقل کر کے دندان شکن جوابات دے رہے ہیں۔ علی الخصوص تحقیق لفظ یسوع اور لفظ کدو کے ایسے ربط اور تفصیل سے کیے ہیں جو حضرت معصی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو۔ جناب مولانا قاضی فضل احمد اس کے مصنف فاضل محقق اور عالم مدقق ہیں۔ جزاءہم اللہ خیرا الجزاء واحسن الیہم فی الدنیا والآخرۃ وانا العبد المذنب الخاطی مشتاق احمد حنفی چشتی عفی اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی!

تقریظ حضرت مولانا مفتی مولوی شاہد بن صاحب لودھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم! نحمدہ ونصلیٰ

اقوال وبساللہ الذوقیق: بنابر متناہد بظاہر اقوال کا یہ دوہام قاسدہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس کے مغتری و کذاب ہونے پر صاف وال ہیں۔ کیوں نہ ہو برخلاف انہی قرآنی حضرت مسیح بن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوسف نبی کا بیٹا اعتقاد کرتا اور ان کے معجزات کو بے سوا ذ قسم شعیبہ بازی کہتے اور تاویلات جدیدہ کر کے اپنے لئے ایک قسم کی نبوت ثابت کرنے اور اپنے آپ کو دسویں شیطانی سے خدا کا مرسل گمان کرتا۔ جیسا کہ اسودہ سیلہ و طلیحہ وغیرہ دجالوں نے کیا۔ جن کی خیر اقل ہی ہمارے مخبر صادق علیہ السلام نے لکھے ہیں کہ: "سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی الحدیث" ایسا ہی اپنے اشہام معزومہ کو قطعی و یقینی مثل وحی انبیاء سمجھتا اور دیگر تلویحات و خرافات مسیح بن سے جن کو ہمارے شیخ قاضی فضل احمد صاحب کورٹ ہائیکٹر لودھیانہ نے اپنی اس کتاب کل فضل رحمانی میں حق الوسیع عمدہ تردید کے ساتھ لکھا ہے۔ قادیانی کا مغتری و کذاب الدجالا ہونا ظہر الغفس ہے۔ کمالا یحفی علی من لہ ادنی تامل فی اقوال المسیح الکذاب الذی یزعم انہ محدث ولہ نوع نبوة ویحقر الانبیاء وینکر معجزاتہم الباہرة ویسبیط یدیہ الی عرض الصحابة رضوان اللہ علیہم ویسب المعلماء والنصلحاء، وبقول بابوتہ المسیح علی خلاف النص الصریح ولا یفہم معنی لم یحسب فی بشر ولم اک ہفیا الایۃ ویصرف النصوص بلا دلیل قطعی عن ظواہر ہاویلیس الحق بالباطل بتاویلات رکیکۃ واستعارات بعیدۃ الاتی یابی عنہا العقل السلیم والفہم البصیفیہ کل ابا، ویدعی ان عیسیٰ بن مریم

عليه السلام لا ينزل وانه عيسى بذاته وغير ذلك من خرافاة وكفر بآية الله  
اعلم وعلمت انه هذا ما تيسر لي في هذا المقام فتفكر فيه ولا تكن من  
الغافلين واخرد عوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير  
البرية محمد وعلى آله واصحابه اجمعين!

کتبہ المسکین مفتی شاہدین عفی عنہ معنی لودھیانہ

تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد لدھیانوی

بسم الله الرحمن الرحيم ! بعث الحمد والصلوة !

مسکین محمد بن مولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم بدھوی نوی اس اہل علم کی خدمت  
میں عموماً تکرر و تادیابی کو خصوصاً بیان کرتا ہے کہ جس شخص کے اقوال و افعال آیات قطعیہ کے خلاف  
ہوں اور وہ شخص اپنے آپ کو مقتدی اور ہمہ الجہات بنالغیہ قرار دے تو ایسے موقع پر اہل اسلام کو  
لازم ہے کہ فوراً اس کی ترمیمی کو عوام پر ظاہر کر دیں۔ ورنہ وہ بھی گمراہوں میں شمار ہو جاتا ہے۔ جیسا  
کہ صاحب طریقہ محمدیہ نے لکھا ہے کہ:

وما يدعيه بعض المعتصوفة اذا انكر عليه بعض امور لهم المخالف  
للشريعة ان حرمة ذلك في العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانا  
اشكل علينا استفتينا من صاحب الشريعة محمد عليه الصلوة والسلام فان  
حصل قناعته فيها والا رجعنا الى الله تعالى فتاخذ منه ونحو ذلك من  
الترهات كله الحاد قالوا حب على كل من سمع الاكبر معنى قاذاه بلا شك ولا  
تردد ولا توقف والا فهو من جعلتهم وبحكم عليه بالزند قته انتهى منحصراً

یعنی جب کسی صوفی بتاویں کو امور غیر شرع سے روکا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم کو ہم  
ظاہری ہے اور ہم کو باطنی ہے۔ جب ہم کو کسی مسئلہ میں شک پڑے ہے تو ہم خود حضرت سے  
دریافت کر لیتے ہیں۔ اگر وہاں بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو ہم خداوند کریم سے خود دریافت کر لیتے  
ہیں۔ ایسے بے دین کہا تر دیہ کرنی اہل علم پر واجب اور لازم ہے۔ ورنہ وہ بھی زندیقوں میں شمار ہو  
گا۔ اسی طرح جب اس زمانہ میں تادیابی نے اپنے آپ کو منہج من اللہ قرار دے کر یہ دعویٰ کیا کہ  
میں ہی نبی و نایب الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ یوسف نجار والد فقہ اور جو مجازات ان کے خدا جل جلالہ  
نے قرآن میں صریح طور پر بیان کئے ہیں۔ ان کو یہاں کانٹھیاں قرار دے کر حقارت کی نظر سے

ریختے ہیں اور دینی بھی دنیا دہیہ اصول و فہم و غیرہ انبیاء پر سب و شتم کا شیوہ اختیار کیا کرتے اپنے آپ کو بے دین قرار دینا اور قرآن شریف کو اس کذاب نے غبی ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ جو رسالہ ہذا میں تفصیل وار مرقوم ہیں۔ سب علماء اسلام نے اس کی تردید میں قلم اٹھا کر ذرا اسلام بے امن کا خارج ہونا ظاہر کیا، اگرچہ ابتداء میں مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادر دم حقیقی و راقم الحروف و مولانا مولوی اسماعیل صاحب نے اس کی تکفیر کا فتویٰ ۱۳۰۷ھ میں شائع کیا اور باقی وین صم اس موقع پر کثرتِ موثر اور بعض دھارے مخالف ہوئے۔ لیکن بعد میں رفتہ رفتہ کلمہ نے اس کی تکفیر و تکفیر پر اللہ تعالیٰ ظاہر کیا۔ چشتی فضل احمد صاحب مصنف رسالہ ہذا نے اس کے کل اقوال کا بظان اور اس کی تکفیر کا اثبات خود اس کی تصانیف سے لکھا کر دیا تاکہ عوام کو لانا نہ کو یہ شبہ نہ رہے کہ قادیانی کو اہل فہم صرف ضد سے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قادیانی اہل قبلہ ہے اور اہل قبلہ کو کافر کہنا درست نہیں اور نیز جس شخص میں ایک کم سوچہ کفر کی ہوں اور ایک ہند اس میں اسلام کی ہوں اس کو کافر قرار دینا درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے اہل قبلہ کو کافر کہنا اس وقت تک درست نہیں جب تک ان میں کوئی ایسا کفر نہیں کی پائی نہ جائے۔ جیسا کہ جو انھیں نماز روزہ کا پابند ہو کر یہ کہے کہ بغیر کسی جمل میں حضرت علی کے واسطے اتنی بھی۔ ناحق جبریل نے حضرت کو دے دی تو ایسے اس قبلہ کو ضرور یا ضرور کافر قرار دینا لازم ہے۔ بلکہ جو عالم ایسے انھیں کو کافر قرار دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سوچہ کفر کا مسئلہ بھی غلط ہے۔ ورنہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہو کر بتوں سے مراد اپنی انگلیاں اور باتوں کو بھی عیدہ کرتا ہو تو اس شخص کو تو لوگ مولا اللہ مسلمان سمجھو گے؟۔ مگر لاکھ ایسے شخص کے کفر میں کسی کو بھی شک نہیں۔ اصل میں سوچہ کے مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایک کلمہ کہا اور اس کلمے کو سچی ہیں۔ باقیہ ایک معنی کے وہ کلمہ کفر نہیں ہو سکتا باقی ایک کم سو معنی ان کے سب کفر کی طرف نہ تہ ہیں تو ایک صورت میں مبتدی کو لازم ہے کہ برائتیں اس پر فتویٰ کفر جہری نہ کرے۔ جیسا کہ ایک شخص کو کسی دوسرے نے نماز کے واسطے بلایا اس نے نماز سے انکار کیا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو یہ انکار اس کا اگر نماز کو برا جان کر نہ دیا گیا تو کفر صریح کا منکر ہے یا نماز کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔ جن کا مرجع کفر کی طرف ہے۔ تو جیکہ وہ شخص شرعاً کافر ہے۔ اگر غرض اس کی اس انکار سے صریح کہن ہے کہ میں نماز تیرے کہنے سے نہیں پڑھوں گا۔ خود اپنی خوشی سے اور انہوں کے تو اس صورت میں اس کا انکار کفر نہیں اسی صورت میں مبتدی کو لازم ہے کہ بالتحقیق نیت کے کفر کا فتویٰ اپنے میں جہری نہ

کرے۔ مولوی قادی نے شرح فقہ اکبر میں ان دونوں مسالوں کو حذف کر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس واقعہ کے خوب سے مرزا کا کفر ثابت کیا ہے۔ ”وہما اھتھع وھینسا وھین قوھنا بالھق والھت خھیر الفاتھین۔ امین ثم امین۔ الراقم خدام الطلماء محمد عفی عنھ لھھیلنوی“ اسباب من اجاب بقلم دین محمد ساکن موضع پایہ۔“

ابتدا جب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے قادیانی کا کفر کہا تھا اور لوگوں کو اس کے کفر کا یقینی نہیں آتا تھا اور قادیانی کو لدھیانہ میں آنے کا جہد چا تھا۔ مولوی صاحب مرحوم نے شبہ کو یہ خواب دیکھا کہ تین شخص ایک آگے اور دو اس کے پیچھے چھتے آتے۔ دور سے نظر پڑے اور تینوں نے دھوتیاں بندہ دھو کی طرح باندھی ہوئی ہیں۔ جب قریب آئے تو تیس شخص امام کی طرح آگے تھا اس نے دھوتی کی بندش کو کھول کر تہ بند کی بندش مسلمانوں کی طرح کر لی اور غیب سے آواز آئی کہ قادیانی یہی ہے۔ چنانچہ پھر کو یہ خواب لوگوں کو سنایا گیا اور تعبیر اس کی یہ بیان کی گئی کہ یہ شخص بظاہر نبی اسلام ہیں مگر لوگوں کو مشکل اس پندہ کذاب بننا چاہتا ہے۔ اسی روز بوقت نصف النہار قادیانی معدودہ ہندوؤں کے لوڈھیانہ میں آیا۔ جس سے صداقت خواب مولوی عبداللہ صاحب مدظلہ العالی بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچی اسی طرح اور بہت خواب بزرگان دین کو اس کی تھمیلی انگلیز کی تانبو میں معلوم ہوئے۔ آخر دعوانا انھدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین! خدام اعلیاء محمد عفی عنھہ ہمالنوی

تقریباً حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب: اعظم نقشبندی لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد لمن ہدانا وعلمنا والصلوۃ علی نبیہ مولانا والہ وصحبہ وکن من کان علی الھدایۃ مقتدیا اواملاً اجمعین!

معلوم ہوا کہ اس خاکسار عبدالعزیز بن مولانا مولوی عبدالقادر مرحوم نے کتاب ہذا کسی پر کل فضل رحمانی بجز اب وہاں مہنگام قادیانی کے بعض مقامات کو سنا کر کیا۔ جس سے دریافت ہوا کہ یہ کتاب خواص وخواجہ کو واسطے رفع کید مرزا قادیانی وخطہ کد ایمانی دو باب یعنی دھمادی برائی کافی وشفافی ہے۔ امید کہ جس کو ہدایت یزدانی وپھیر ہو خولہ مرزا کی ہودراہ ہدایت پر آوے اور مصنف کے حق میں دعا خیر وھم پر ہو۔ کرے کہ مجھے قعر جہنم سے نکال کر ریاض جنت دلائے اور دعا کرے کہ اسے اشد جمل وھنای مل کے عوض اس کو ستر بپتایا۔ آمین!

فقط واللہ اعلم وعلیہ اتم۔۔۔ والہم عبدالعزیز غنی عنہ نقشبندی لدھیانوی!

تقریظ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حامداً و مصلیاً! مسکین اسماعیل خدمت اہل اسلام میں عرض کرتا ہے کہ میں نے چند مقامات اس رسالہ کے لئے۔ حقیقت میں رسالہ واسطے تھیں اور تکفیر کے اظہار کرنے میں کافی اور کافی ہے۔ اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس مرتبہ سے دور رہیں۔ واللہ یمہدی من یشاء الی صراط مستقیم!

والہم خدام انعمنا محمد اسماعیل خواجہ زادہ مولوی عبدالقادر لدھیانوی!

تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالحسن محمد عبدالحق صاحب سہارنپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اما بعد! اس احقر المذنب نے یہ کتاب لکھنی کسی بھکے فضل رحمانی بموجب اوم غلام قادری مآلفہ قاضی فضل احمد صاحب گورداسپوری للہ ال علیہ الفضل الربانی مختلف مقامات سے دیکھے شرع شریف کے مطابق اور بحسن صواب پائی۔ اس کے مصنف کی سعی تسبیح فی سبیل اللہ کو دیکھ کر بے اختیار زبان و قلم سے دعا کے شکر اللہ سعیدہ نکلتی ہے۔

خاص دعا مہمل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس زمانہ میں کہ شرعی درود اور طہرہ سے خالی ہے اور بعض بے دینوں نے اس کو زمانہ آزادی خیالی کیا ہے کہ شرع کے احکام اور تکالیف اسلام سے آزاد ہیں اور جو چاہتے ہیں کہتے اور لکھتے ہیں۔ اکثر لوگوں نے باغوائے نفس دین اسلام کے احکام میں رخصاندازی چاہی ہے۔ مگر حکم آیت و اسانہ لحاظظون خداوند تعالیٰ اپنے دین اور اپنی کتب کا خود نگہبان ہے کہ جہاں کوئی ایسا بے دین سر اٹھاتا ہے اس کے سر کو ب بھی فوراً موجود ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ آزادی نام میں یہ قادیانی صاحب "ملطی العنانا ہوئے اور اپنے شیطانی خیالات کو انہماک سمجھ کر اتنے بڑے بڑے ہی گھٹ گئے اور اوج سے طغی پر جا پہنچے۔ قول ہم دن کے اچھے خیالات سے کرتے تھے۔ مگر اب بالکل برعکس ہو گئے۔ حتیٰ کہ دعویٰ مسیحیت کر کے گویا مسیح ہی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو مریضی کے خیال "حالات کے اقوال سے بچائے۔ آمین!

یہ کتاب۔ مطالب فی اناجیح اہل ایمان کے لئے حیات قلبی اور بصیرت باطنی کی موجب ہے۔ جس سے عام و خاص مردمان اہل اسلام ایسے دین کے اقوال ضلالت و استعمال کو کوئی تمیز کر سکتے ہیں۔

کہ پیدا و نازلہ ضرور لا صبیح و ہود و بصیر صحیح، ماسی لا یخل  
وعدہ معسی بفقرونا بمعجزۃ المسیح اور درحقیقت یہ قادیانی اپنی کیدانی باتوں سے شرع  
شریف میں رنڈ نہا رہے۔ اس کی صحبت موجب کفر بھی اور اس کے اقوال سے بے راہ کرنا  
چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل اطہار کی برکت سے ہم  
سب مسلمانوں کو نکلے شر سے بچائے۔ آمین اللہ آمین!

معروفہ ابوالحسن محمد عیدالحق سہارنپوری، ۱۹ دسمبر ۱۸۹۸ء

تقریظ مواد کی نظام الدین صاحب مدرسی مدرستہ حقانی لدھیانہ، ہوا الہادی  
بسم اللہ الرحمن الرحیم!

انلہم ربنا اہدنا الصراط المستقیم۔ اللہم ربنا انصر من  
انصر دین محمد ﷺ واجعلنا منهم۔ انلہم اخذل من خذل دین محمد ﷺ  
ولا تجعلنا منهم۔ اللہم ارنا الحق حقاً وارزقنا انعامہ۔ وارنا العاقل  
ساطلاً وارزقنا احساناً!

الاعجاز اکثرین نے اکثر مذاہب سے کل فضل رسانی کا مطالبہ کیا۔ مگر اس سے پہلے  
بھی اپنی حرز پر مناظرین علم و دین نے عقائد باطلہ مختصر مرزا قادیانی کا خوب ہی قلم قمع کیا  
ہے۔ لیکن یہ جدید تصنیف اپنی طرز تالیف میں نہایت ہی دل چیر اور اچھے آپ حق نظیر ہے۔ جدید  
کہ اس کتاب کا مصنف عموماً مرزا اسی کی تصنیف سے اپنے براہین و دلائل لایا ہے اور درجہ تکو کو اچھی  
طرح اس کے مرتبہ پہنچایا ہے۔

یہ مقدمہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ اور بحث و مباحثہ کی کوئی کتاب پڑھا  
ہے۔ اس کے ہر پہلو پر دور اندیشی سے نظر ڈالتا ہے تاکہ کسیکو حرف گیری کا موقع نہ ملے۔ خصوصاً  
مرزا سے تو (بقول خود) اپنی کتابوں کو قوی اور الہام سے لکھا ہے اور مرزا قادیانی اپنی دلی اور الجہام کو  
قلمی اور دایمہ العین بھی لکھتا ہے۔ پس نہایت ہی عمدہ بات ہوئی کہ اس کا جواب اسی کی کتاب  
سے ہو اور یہ حق اسی مشابہ ہے۔ جیسا کہ کوئی مغرور و متکبر و کمر و پیش ہمہ۔ جو اس طرح ہرگز اور اختیار  
باندھ کر میدان کارزار میں آئے اور خبر آزمائش کو اپنے منہ میں لائے۔ دوسری جانب سے  
ایک بندہ خدا ترن جب ہر اختیار مردانہ و مادی سے ہر سو پرکار ہو کے دلی کے اختیار و اہل سے اسی پرور  
کرے اور اس کی شمشیر سے اسی کا سر تمہ کرے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے اوبام باطلہ  
اور عقائد فاسدہ کا خود ہی مختصر نہیں ہے۔ بلکہ اہل فلسفہ اور ملاحدہ اور معتزلہ اور پیچریہ کی کاسہ لکھی

کی ہے اور انہیں حق سے چاہتی ہے۔ چنانچہ ماہرین کتب پرچہ شیعہ دہش ہے۔ غلام یہ کہ یہ کتاب لا جواب ہے اور صداق شکل مشہور اسی کی جوتی اسی کا سر ہے۔ والسلام!

لنمغفر الی اللہ الصمد

فقیر نور محمد غنی عن مالک مطبع حقانی لدھیانہ

حامداً ومصلياً امین نے کتاب سہمی بکھ۔ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادر یانی مؤلفہ بتاب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ کو قول سے آخر تک پڑھا نہایت دل سے وا جواب پایا۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ہر ایک عقیدہ باطلہ کی تردید بڑی پر زور تقریریں دس سے کی گئی ہیں۔ غمہ اندہ نمل وغلا مؤلف صاحب کی سعی قبول فرمائے اور قادیانی اور اس کے حواریین کو توفیق ہدایت عنایت کرے در عامہ اہل اسلام کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

مسکین نظام الہ میں غنی عن مدرس حقانی لدھیانہ

تقریر حضرت مولانا الفضل ومولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب فاضل ٹوکنی

اقول مدرس عربی یونیورسٹی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ ونصلی علی رسوله الامیین والہ وصحبہ اجمعین  
امابعد! اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات اور عادی اس قدر ضعیف و خفیف ہیں کہ ان کی محنت و مصروفیت کی طرف کسی اولیٰ ذی ہوش کا تامل ہوتا بھی مستعجب تھا۔ چہ جائیکہ علمائے اسلام کو ان کے نقص و کمزوری کے لئے تالیفات کی ضرورت پڑتی۔ لیکن افسوس ہمارے ہی بعض انا کے عنایت (جو نقد سے محروم ہونے کے ساتھ بھی بڑھم خود فقہائے اعلام کی افلاطون اور تجسبات کو پبلک کے سامنے لاکر اپنی فضیلت کا ثبوت دینے میں کوشش کرتے رہے ہیں) مرزا قادیانی موصوف کی تالیفات میں یہ نہ صرف ایمان ہی سے آئے۔ بلکہ ان کی زعم رسالت و نبوت وحی والہام اور خیال مماثلت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک کافی عرصہ تک بڑھم خوش پیش پر زور تحریریں دے رہے تھے۔ یہی حالت میں عوام الناس دور خصوصاً ان بے چارے نادان مسلمانوں کا جو پہلے ہی علماء اسلام سے بدظن اور ان کی مخالفت سے بے پرواہ تھے۔ لغرض میں آجاء دور مرزا قادیانی کے خیالات کو سادگی سے تسلیم کر لینا بالکل قرین قیاس تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہو اور مجبور علماء اسلام کو بھی پتہ چلے کہ فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رائے منکر افلی فیورہ بیدہ فان لم یستطیع فلیسناہ فان لم یستطع فلیقلبہ وذلك اضعف الايمان انما فرض کفایہ اور

کرنے میں کوشش کرتی پڑی۔ جنہوں نے اپنی قیمتی تالیفات سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا۔ لکھ  
فضل رحمانی بھی جس کا معتد بہ حصہ میری نظر سے گزرا ہے۔ اس قسم کا ایک رسالہ ہے اور اپنے عام  
فہم اور سلیس البیان ہونے کے لحاظ سے ممکن ہے کہ پبلک کو زیادہ مستفید ہونے کا موقع دے۔ اس  
کے مؤلف مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے انفرادی جوابات کی استعمال کی خصوصیت کو بہت زیادہ  
د نظر رکھا ہے۔ جو بے شک موثر اور دل پسند طریقہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ عام مسلمان جس کو  
وجہ تفریہ اور تحقیقی جوابات سمجھنے میں بہت کمزوری ہوتی ہے۔ اس رسالہ سے کافی فائدہ  
اٹھائیں گے۔ جزاء اللہ عنا وعن سائر المسلمين خیر الجزاء:

کتبہ العبد المذنب العفتی محمد عبداللہ عفا عنہ ۲۹ ر شوال ۱۳۱۵ھ

حک کے بہت سے نامور علمائے و فضلاء نے کی جانب سے بوجہ ان کے سفر میں ہونے  
کے قحط نہیں پہنچ سکیں۔ جس وقت پہنچیں گی وہ بھی بطور ضخیمہ اخبار و فواد میں شائع کی  
جائیں گی۔ جو وی کتاب کے ناظرین کی خدمت میں ابلاغ ہوں گی۔ یہ تقاریر حسب ذیل علمائے  
فضلاء ہندوستان کی ہوں گی۔

- ۱ حضرت مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی مفتی دارالاسلام حیدرآباد دکن۔
- ۲ جناب خان بہادر مولوی شاہ محمد حسین صاحب الدہ آبادی۔
- ۳ جناب مولوی ابو محمد عبدالحی صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی۔
- ۴ جناب شاہ محمد سلیمان صاحب سجادہ نشین پہلوڑی شریف پٹنہ۔
- ۵ جناب مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب آردی۔
- ۶ جناب مولوی عبدالماجد صاحب بھانگلہ وری۔

جناب باری میں مالک اخبار و فواد کی چچی التجاء

مرزا قادیانی کے الہامات و غیرہ کی نسبت اور اس التجاء پر بشارت ایزوی  
آج رات دو بجے بعد نماز تہجد میرے دل میں اتفاقہ خیال گذرا کہ جناب قاضی فضل  
احمد صاحب کورٹ اسپیکٹر پولیس لودھیانہ نے اسلامی حفاظت کے خیال سے بلا کسی ذاتی طاقت  
کے مرزا غلام احمد قادیانی ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی تصانیف کی تردید میں جو کتاب موسوم بہ  
کلمہ الفضل رحمانی بحواب ابوام غلام قادیانی لکھی ہے اور جس پر ملک کے نامور مولوی صاحبان نے  
اپنی اپنی اسلام حمیت سے رائیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی لاریب، دجال، کذاب،  
مخالف اسلام اور اہل اسلام بے فتنہ و غیرہ ہیں۔ اسباب اس کتاب سے پہلے بہت سے علماء







حیرت انبیاءوں، تیرے خوت اور حیرے قلموں کی ہدایتوں کے مطابق من کے قدم قدم چلنے والوں اسلامی فضلاء نے علمائے دین کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلائے اور ان کو یوسف ابراہیم کا بیٹا بنادے اور پھر ایسا شخص مسلمان بھی ہو، چہرہ گوار بھی ہو، مولوی بھی ہو، عالم و فاضل بھی ہو، قرآن پڑھنے والا اور سننے والا بھی ہو، اس کے مرید شاگرد پیش بھی اس کی پیروی کرنے والے ہوں، ان کا عز و زبان سے خدا اور رسول کی تعریف بھی کرے۔ مگر تحریر میں آ کر سب ہمہ تنیٰ قیودے۔ جسے دوسرے خدا رب نے لوگوں کو اسلام پر مذاق اور طعن سے بچنے کا موقع ملے وغیرہ وغیرہ۔ نوبہ نوبہ استغفر اللہ!

ایسے شخص مرزا غلام احمد قاریائی ہیں جنہوں نے اپنے ایسے خیالات سے اعلیٰ اسلام اور بزرگان، سلام کو مختلف قسم کے وہم اور حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ (اور جنہوں نے حج حج حیرتہ آرائی احکام اور حدیثوں کے مناد اور مفسرین) کی بددلی سے توہین کر کے عوام پر دیش یہ ظاہر کیا ہے کہ میں خدا سے ہم کلام ہوتا ہوں اور مجھے ایسے الہام ہوتے ہیں کہ جو شخص میری فرمانبرداری نہ کرے اور میرے الہاموں کو سچا نہ مانے اور مجھے خدا کا فرستادہ نبی نہ تسلیم کرے۔ وہ ایک سال ڈیڑھ سال حد درجہ چھ سال میں مر جائے گا اور پھر جو تیرے پیغمبر برحق کے دین میں ایسے دوسرے اور فتور ڈالنے کے لئے اپنی ایسی تصانیف کی اشاعت کر کے تیرے دوسروں کے اصحاب کبار کی بھی مخالفت کر کے تیرے پیغمبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مجروروں کو (جس کا تذکرہ تو نے اپنے قرآن مجید میں بہت جگہ تعریف کے ساتھ فرمایا ہے) شہید و باری کہے۔

اے دین دنیا کے مالک عالم العلیب خدا تو اپنے خدائی کے صدقہ میں بھٹیل اے نہ محبوب پاک حضرت محمد ﷺ کے میری اس اتقاہ کو تو قبول فرما کر مجھ پر صاف طوفان پر بلا کسی شک و شبہ کے ظاہر کر دے کہ ظاہر میں میں ایک شخص جو تمام احکام شرعی کا اس درجہ مخالفت اور بددی ہوئے باطن کا حال تو جانتا ہے۔ جس کے جاننے کا مجھے کوئی علم نہیں۔ کیا وہ دراصل سچی ہے؟ یا کاذب؟ میں اسے شخص کو ایسی حالت میں جو مسلمان نہ ہو اور مولوی بھی نہ بنایا سمجھوں؟

اسے میرے ساتھ حقیقی خداوند زمین و زمان ادا علیہم ہے سچ ہے۔ بھیر ہے۔ تجھے سننے کی کا ظاہر باطن کسی طرح بھی مخفی نہیں ہو سکتا۔ ہر مذہب و ملت کی آسمانی کتاب میں تیرے نام لکھے ہیں اور جس ان قدم پر درکل میں محیط، عالم انقبی ہر شخص نے ظاہر و باطن تیرے حق پرستی، صداقت، کلمہ، دل تو تیری، وعدہ داری، غم و ستانی، غم و ادنی، برائی، بھلائی، حتیٰ کہ تیری بے یار و نیک اصول کے مطابق آخر زمان سے پہلے پیغمبروں ذکر پر دایوب، یعقوب، یوسف علیہم السلام تک



کتب خانہ سے دیوان حافظ منگوا کر اس اوپر کے شعر کی تلاشی کرنے لگا تو ہمیں کی روئیف میں خوبہ حافظ علیہ الرحمۃ کا یہ مقطع لکھا ہوا ملا۔ جب میں سادہ غزل پڑھنے لگا تو میری خواہش کے مطابق اس غزل کا دوسرا شعر بھی دیکھا گیا۔

شکر خدا کہ ہرچہ حلقہ کردم از خدا

ہر صفتہائے همت خود کامران شد

گویا خوبہ علیہ الرحمۃ کا یہ دوسرا شعر بھی سیرکی، احتیاء کی کامیابی کے شکرانہ اور تائبہ شہا تھا۔ میں خداوند کریم کے اس فضل مقیم اور فیضان خاص کا شکر ادا کر کے اس کی ذات اور بے نغازی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے میری کسی وقت کی راہ و رسم نہ خط و کتابت نہ جسمانی ملاقات نہ روحانی تعلقات۔ غرض کہ سیری صورت شناسی تک بھی نہیں نہ میں کبھی ان کی بیت الفکر اور بیت الذکر قادیان میں گیا اور نہ وہ میرے مکان پر لاہور تشریف لائے اور نہ ان کی تصانیف کو میں نے یوحنا خلاف قرآن پیش گوئیاں کرنے کے پڑھا دیا پڑھنا چاہا یا عبد اللہ آتھم کی نسبت ان کی پیش گوئی کی غلط ثابت ہونے کے موقع پر میں نے بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی ایسی غلط دہائی پر (جو دراصل اسلام کے سراسر خلاف تھی) اخبار و قادیان میں انہوں اور رنج کا اظہار کیا تھا۔ ایسے ہی اکثر میں ان کی ایسی ایسی: معقول پیش گوئیوں کو انہوں کے ساتھ سنتا رہا۔ مگر میں کبھی ان سے نہیں ملا۔ اتفاقاً طور پر میرے خدمت مہربان جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ ایسیکلر نو دھیمانہ نے مرزا قادیانی کی ایسی ناجائز خلاف اسلام زیادتیوں کو مرزا قادیانی کی اپنی ہی تصانیف سے بدلائل معقول بذریعہ کتاب فکر فضل رحمانی، بحجاب اوم غلام احمد قادیانی کے مسلمانوں کو واقف کرنا چاہا کہ مرزا قادیانی کے عقائد محض خلاف اصول اسلام ہیں اور جو کچھ دعاوی الہام، مسیح، مہدی وغیرہ کے کرتے ہیں۔ محض حصول دنیا (روپیہ) کی غرض سے کرتے ہیں نہ خلاصہ اللہ وین کی غرض سے۔ جناب قاضی صاحب نے تمام کتب میں اپنی طرف چند فقرات ہی لکھے ہیں۔ باقی جو کچھ درج کیا ہے وہ مرزا قادیانی کی اپنی تصانیف کی اصل عبارت اور فقرے بحوالہ صفحہ سطر اور چند خطوط و خطی مرزا قادیانی اور ان کی تانیہ اور ثبوت میں دیگر خطوط ان کے الہاموں کے بطلان میں درج کئے ہیں۔ جن سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات کسی کی لڑکی سے نکاح ہونے کی غرض سے ہوتے ہیں یا قادیان میں اپنے مکانات کو دسعت دینے کے لئے وغیرہ وغیرہ پس میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ اپنے ایمان اور علم و یقین سے محض بے تعصبی اور کسی قسم کی ذاتی ہی لغت کے بغیر بالکل سچ لکھا ہے۔ خدا میرے اس بیان اور شہادت کا واقف ہے اور

تہ اس کی قسم کھا کر ج کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی تصانیف (جن کا حال اس کتاب میں ہے) تنبیہ اسلام، اہل اسلام اور غیر مذہبان اسلام کی مخالفت سے روپ یہ پیدا کرنے اور دنیاوی مادی حاصل کرنے کی غرض سے ہیں۔ نہ خدا اور اس کے رسول کی اسلامی اشاعت اور حق و باطل میں فرق یہ کراصلیت ظاہر کرنے کی غرض سے۔ اب ہر ایک مسلمان جو قرآن و حدیث کو سامنے رکھتا ہے۔ اپنی اسلامی حیثیت اپنا کام سمجھیں۔ خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ انگریزی مودہ نشت کے اسٹا پنڈی ہے جسکی ہمارے لئے آسمانی برکتوں کی طرف ہماری حافی اور مددگار ہے اور بس۔

خیر میں میں یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی عادت کے مطابق میری ذات خاص کی نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت بقول ان کے ایک پرلے درجہ کے معتقد مرزا الی کے موت کی پیش گوئی کریں گے۔ میں اپنے حافظہ حقیقی پر پورا بھروسہ کر کے نہ یہ اعلان کرتے ہوں کہ خداوند قادر مطلق نور بخش حقیقی مرزا صاحب کی ہر ایک قسم کی پیش گوئی خود وہ میری موت کی نسبت ہو یا نہ ہو کسی قسم کی اس میں انہیں کام ثابت کرے گا اور میرے غلبوں اور خوش بینی کی وجہ سے اسلامی فتح اور نمایاں فتح ہو کر حضور خیرہ بندہ ام مسلمان کی عمر اور حیثیت میں ترقی و برکت ہوگی۔

صاحب مؤلف کتاب نے بھی خیال مرزا قادیانی کی پیش گوئی پر اپنی نسبت بخوبی ظاہر کیا ہے۔ جو ناظرین نے پچھلے صفحوں میں ملاحظہ فرمایا ہے اور بس۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی میری نسبت اور مؤلف کی نسبت جو جو ہوگی وہ بھی اس کتاب کے ناظرین کی نظر ہوگی۔

”بِحَافِظِكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلِمْتَ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ“

خدا بڑے فضلے اور بڑے

بندہ چتر گپت بن محمد فضل الدین علی صاحب کتاب اخبار خداوند اور ۱۳ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ مقدمہ

مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے بیٹوں کے عاق کرنے اور اپنی بیوی کو طلاق دینے کی دھمکی کے متعلق مرزا قادیانی کا اپنا اشتہار مورخہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء مطبوعہ حقانی پریس حیدرآباد

جس کو جناب مولوی ذوالحیدر محمد حسین صاحب ہمالوی نے یکم اگست ۱۸۹۰ء کو بمقام اودھیا نہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دس اشتہار کے جواب میں شائع کیا تھا۔ جو کہ مرزا قادیانی نے تمام علما نے فضائل کو بحث کے لئے دیا تھا اور جس کے لئے مولوی صاحب موصوف نے

الوالعزمی سے مرزا قادیانی کے پاس بمقام پادشہانہ پہنچ کر بحث کر کے مرزا قادیانی کو ہٹایا تھا کہ مرزا قادیانی کے تمام دعاوی ضد اور رسول اور تمام احکام شرع کے خلاف ہیں اور جن کی وجہ سے وہ صدقہ کافر قرار پائے ہیں۔ جس پر مرزا قادیانی نے دوسرے روز غائبانہ جواب دینے اور سننے کے لئے مقررہ کر کے بھی مولوی صاحب کے مقابلہ میں نہیں آئے۔ جس کے لئے مولوی صاحب نے بھی صاف طور پر عام خطبہ میں جس میں مرزا قادیانی کے قریباً تمام دعویٰ بھی موجود تھے یہ اعلان کیا تھا کہ اگر مرزا قادیانی اس حدیث کو جس کو باوجود موصوع قرار دینے کے صحیح بخاری میں موجود بتایا صحیح بخاری سے نکال دیں تو میں اس پر ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا اور سخت قسم کھائی۔ جس کو مرزا قادیانی کے حواریوں نے سنا اور خاموش رہ گئے اور جس اشتہار پر لدھیانہ کے تمام معزز و مقدر مسلمانوں کے بطور شہادت دستخط بھی ہیں وغیرہ وغیرہ اور داہشتیار یہ ہے۔

قول: ”ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس عاجز (مرزا قادیانی) نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آ جانے سے... اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد ناماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر نکاح کی نسبت بحکم دایہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی یا نہ ہو۔ نہ کی حالت میں آ جائے یا خدا تعالیٰ بعد کر کے میری طرف لے آئے... اب باصحت تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیل دار لاہور میں ہے اور اس کی تالیٰ صاحب اس مخالفت پر آمادہ ہوئی... اور تجویز میں ہے کہ اس لڑکی کا نکاح کسی سے عید کے دن یا اس کے بعد کیا جائے۔ ہر چند سلطان احمد کو بھایا کہ تو اور میری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا... تاکیدی خط لکھے میرے خط کا جواب بھی نہ دیا اور ہلکی بیزار کی ظاہر کی... لہذا میں آج کی تاریخ سے کہ وہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خاص کو بذریعہ اشتہار ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور اس لڑکی کا کسی اور سے نکاح ہو گیا تو اس دن سے سلطان احمد حاکم اور محرم الارث ہو گا اور اسی روز اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کی گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی حاکم اور محرم الارث ہو گا... اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی اور قرابت اور بھرداری دور ہو جائے گی اور کسی تنگی بدی رنج و راحت شادی اور ماتم میں ان سے شرکت نہیں رہے گی۔ ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیر کے برخلاف اور ایک دلیلی کا کام ہے۔“ (مخلص، اشتہار مرزا غلام احمد لدھیانہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء، حوالہ فی غلطی پر میں لدھیانہ، مجموعہ اشتہارات، ج ۱ ص ۳۱۹-۳۲۰) مندرجہ

عزیزانِ امت! کی غلت غالبی مرزا قادیانی کی وہ جتنی کوئی ہے جو مرزا احمد علیک کی دھڑ سے مرزا قادیانی کا کچھ ہونے کے لئے مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا اور جو بقول مرزا قادیانی کہ یہ امر آسمان پر ہو چکا ہے۔ جو زمین پر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ جس کے حقیق مرزا قادیانی کے اپنے دھننی خطوط میں کتاب میں ہی پسینے ٹھکڑوں میں آتی ہیں۔ یہ ظہرین کو مٹوئی واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا الہام کیسا الہام ہے۔ جو دہرہ مرزا قادیانی سے آسمان پر نکلتا ہمارے اپنے کے زمین میں اور شخص سے اس کی کچھ تو غلطی کروں سے اور پھر ایسا مضبوط کہ باوجود اس دست تک یعنی آٹھ سال گذر جائے اور اس مکتوب کے بعد اسے صاحبِ ہوا ہونے کے بھی اور مرزا قادیانی کے خدا پرستوں کی ہمیشہ ایسے شیطان کی الہام کی آیت ہے۔ مرزا قادیانی سے بھی نہیں توڑا گیا اور پھر ایسا الہام صرف ایک آدمی نہیں ہوا۔ بلکہ متعدد دفعہ خراب اور بد ہمیشہ آتے ہیں۔ ایسے الہام کا فیصلہ ہو کر ہمیشہ ہی زمین پر پہنچے۔ اسے تو ہر زمین کی ہوا آتے ہی فوت جا جا رہا ہو اور پھر نوٹ بھی کیسا کہ جس کے کسی آدمی کا بھی کوئی ہتھ نہیں ملتا۔ تو یہ تو بے اسوئی الہام ہے جو کوئی مٹی کا پیمانہ یا کسی سوچی امر کا کچا دھماکہ ہو گیا۔ مستغفر اللہ! حق تو یہ ہے کہ ایسے الہام کو نوٹ نہ جائیں تو اور کیا ہوں۔ جب کہ وہ بچے خدا نے الہام ہی نہیں دیا اور مرزا قادیانی کے خدا (عاجی) کا الہام ہے۔ (جس کے معنی خود مرزا قادیانی کو بھی اس وقت تک معلوم نہیں ہوئے) اور آسمانی خدا (ترجمہ جہان کا پروردگار ہے) کا کوئی نبی نہ ہوتا تو یہ قبول کہ وہ کسی وقت بھی فوت جاتا اور پھر قادیان کی زمین پر کیا دینا کے کسی حصہ پر بھی نہیں ملتا تھا اور نہ نوٹ سکتا۔ مگر ہاں مرزا قادیانی کے خدا نے عاجی کے الہام کی یہ غریب ہے کہ زمین کی ہوا آتی ہے۔ نوٹ نہیں چایا کرتا ہے۔ خدا کے عاجی اور پھر عاجی خدا کا آسمان اور زمین بھی یہی سمجھتا ہے کہ جس خدا نے عاجی مرزا قادیانی خود نہیں جانتے تو اس خدا عاجی کے سس اور آسمان زمین کا بھی تو کوئی نشان نہیں ہوگا۔ پس ایسے خدا اور ایسے خدا کے ہم ہم اور پھر ایسے خدا کے زمین آسمان پر سوائے انہوں پر نہ ہونے کے اور کیا کہا جائے۔ ایسا شخص خدا کا فرات و دریاں، زراعت، انبی، نبوت، رسول، شیخ، مجدد، مہدی مسعود ہونے کا دھکی ہو اور پھر آسمانی پیغمبروں آسمانی بزرگوں کو قسٹ خالیوں دے کر سب کی کچھ آپ ہی بن جائے گا دعوے دار ہو اور غضب کر اس نے مرید بھی ایسے خیالات کے عاجی اور مددگار ہو کر اصولی اسلام کو بدنام کریں۔

اللهم اكفنا شرهم مسا شعت، تعنت بالخير!

مرزا قادیانی خود اس بات کے حواری دیکھیں ہمارے انتقام اور بشارت بڑی پر کیا گیا  
تاویل میں، اپنے اپنے مواقع نکال لیتے ہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# جمعیت خاطر

(۱۳۳۳ھ)

دوانسپکٹروں کا دودلا مکاتبہ  
(۱۳۳۳ھ)

## خوان ارمغان

(۱۹۱۵ء)

جناب فضل احمد صاحب گورداسپوری

بسم الله الرحمن الرحيم

خط نمبر ۱

تعمدہ و بصلی علی رسولہ الکریم

از جناب خاکسار و فضل امیر انسپکٹر امدادی! بخد مت مخلص مکرہ حضرت میراں غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس زبوشوق!

بعد از لوازم مسنون آگہ! اگرچہ ملاقات جسمانی قویٰ میں نہیں آئی۔ لیکن بندہ مسلمان عمر بخش صاحب ہینڈ کینسل اوائیل ضلع نال پور سے ہے۔ نو آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ آپ کی تعریف سننے کا غر رکھتا ہے۔ نیز "خان صاحب" فشی محمد بیрам خان صاحب پشتر انسپکٹر امدادی سے آپ کی تعریف سننے میں آتی رہتی ہے۔ ایک مضمون بھی آپ کا مسکن علی معیار صد وقت انہیں سے مجھے ملا۔

میں سب سے پہلے آپ کو دنیاوی عراج سے ترقی درجہ انسپکٹر کی مبارک باد دیتا ہوں۔ بعد اس کے آپ کے مضمون کے مطالعہ نے مجھے مجبور کیا ہے کہ آپ سے دو تین باتیں دریافت کرنے کی تکلیف دہی کی جرأت کروں اور بوجہ تعریف اور اسلامی حدود کی اور ہم مہد و مصیبت ہونے کے لحاظ سے امید کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر ان کے جوابات جلد ارسال فرمانے میں دریغ نہیں فرمائیں گے۔ آپ کے جواب موصول ہونے کے بعد آپ کے اشتیاق یا مضمون پر مزید خود کرنے کی سعی کروں گا۔

سوالات حسب ذیل ہیں۔

اول کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو بنمبر یا رسول یا نبی مان کر ان پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں اور ان کے منکر یا کذب کو مسلمان یا مومن جانتے ہیں یا نہیں؟

دوم کیا آپ مرزا قادیانی کے کل الہامات کو قطعی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو؟

۱ جبکہ میں لاکھ بار (بھل آ باد) میں ۱۹۰۷ء میں تعینات تھا۔

۲ یہ مضمون معیار صد وقت مجھے خان صاحب نے بغرض مطالعہ اور جواب بھیجا تھا۔

مع انہیں دونوں میں آپ کی ترقی درجہ انسپکٹری پر ہوئی۔

سوم کیا آپ نے مرزا قادیانی کی قس نصایف یا ایفادات کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟

چہارم آپ نے اپنی ذات اس مضمون (معیار صداقت کے) پہلے صفحے پر یعنی تیس (تیسویں) لکھی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ کی ذات تیسیم (تیسویں) ہے۔ کیا یہ کاتب کی غلطی ہے یا کیا؟

فخر۔ احقر العباد اللہ لانقصد فضل احمد عفا اللہ عنہ!

مقام اہم حیاتیہ (۱۷ دسمبر ۱۹۰۹ء)

خط نمبر ۱..... جواب پندرہ پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ورمضی علی رسولہ الکریم

دیرپا پتہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۹ء

بزرگوارم جناب منہ دی وکھتری زاد اولاد افلاک اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ  
تو از شام ملا۔ منقول فرمایا۔ مضمون بحولہ جواب لکھا ہوا میرا ضرور ہے۔ مگر طبع میں نے  
نہیں کرایا تھا۔ بجواب سوالات احترام ہے کہ۔

۱۔ مرزا قادیانی کو جس شخص کثرت مکالہ الہیہ کے مدح میں نئی بروزی۔ مبشر  
اور منذر رہا تھا ہوں اور یقین کرتا ہوں مگر ان کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔

۲۔ مرزا قادیانی کے کل الہامات کو منہ نب اللہ تعالیٰ قطعی مانتی جانتا ہوں۔

۳۔ مرزا قادیانی کی تقریباً جملہ تصانیف کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے خلاف بھی  
جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور جو سمجھ ل سکتی ہیں دیکھ چکا ہوں۔

۴۔ میری ذات دراصل تیسیم ہے اور میرے پاس پرانا شجرہ اور اب سے چوتھریں  
کوئی پچاس برس سے پہلے کے جس قدر کاغذات خانگی دسرکاری وغیرہ پانچ چھ سو برس تک کے ہیں  
ان میں قلم تیسیم بنی تیسیم تحریر ہے۔ لفظ تیسیم تیسیم سے بکرا ہوا ہے۔

میرے پاس اس وقت لغاتہ دور کا نہ نہیں تھا اس واسطے کارڈ پر عرض عریضہ کی گستاخی  
مخالف فرمادیں۔ جس اسباب بند کر چکا ہوں ضعیف فرد پورو ایک جا رہا ہوں سو گا تہیناتی ہے انتہاء  
اللہ تعالیٰ کلمہ کہتے ہیں گا۔ وہاں اشارہ ہو۔ والسلام مع الاحرام!

(بندہ غلام رسول)

۱۔ کیا آپ کی مرضی کے برخلاف طبع ہوا اور بے علمی میں مرزا ایسا نہیں ہو سکتا۔

## خط نمبر ۲ ... جواب بذریعہ خط مفتون

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الصلوة على رسوله الكريم

دریچہ نمبر ۲۲، تاریخ ۱۹-۶-۱۹۰۶ء

جناب محمد امجد علی، محکمہ وکسٹری قاضی صاحب، دارالارشاد، رشتہ دارانہ، لاہور

میں تو ایشیاء کے جواب میں مختصر اور جامع جواب دیا گیا تھا۔ آتش فشاں  
آیا کہ شاید آپ پر ولیم جیمز تحریر فرمائیں گے اس واسطے اپنی سبب پوزیشن کو بحسب سول اول  
زیادہ واضح کر دیتا ہوں، وہی جان کر بھگت کیف دیکھیں تاکہ ان کا پوزیشن ہو۔ سو عرض ہے  
کہ میں جناب مرزا قادیانی کو صحیح اور مہدی معبود نہیں کرتا ہوں، اور ای وقت میں اس میں  
اسے آتا چاہئے تھا۔ یہ بیان ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور آقائے اودانی حضرت محمد مصطفیٰ  
ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کریم خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء ہے۔ نبی کی کوئی کتاب  
اور کوئی دین نہیں آ سکتا۔ یہ نبیوں کی سلسلے کی سمت تھک رہے ہیں مرزا قادیانی کی نبوت کے  
بروز بھائی صاحب اور اسی دین کے خاتم ہیں۔ نبوت محمد ﷺ کی صدقہ وقت کا ظہور و نبوت میں  
اور کھڑا ہیں۔ ان مفتونوں میں کثرت۔ کاملہ البیہ کے رنگ میں نبی ہیں اور، سو میں عرض کیا کہ  
نبوت کے الفاظ میں کثرت میں صحیح اور مہدی کا آنا جناب کے نزدیک مقرر ہے۔ اسی رنگ  
میں انہیں بات ہوں۔

۱۔ اس روزی پہلے پوسٹ چارو کے بعد یہ خط لکھا گیا۔

۲۔ ہاں آپ کو ہوش آتی ہے اور پہلے پوسٹ چارو کے مخالف لکھنا شروع کیا۔

۳۔ آپ نے کوئی نوید یا نیا نبی یا نبی۔ پوزیشن مرزا نبوت مرزا ہے۔

۴۔ اب کچھ اور مہدی تحریر کر دیا اور پہلے نبی روزی لکھا تھا۔

۵۔ حضرت نبوت ہے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ تو پھر مرزا نبی نبی کیسے رنگ، کچھ کا بہانہ کوئی

نہیں۔ جب ان کی نبوت درست نہ ہو سکتی ہے۔ پھر نبی ہونے میں کیا شک رہا۔

۶۔ کچھ تینوں سلسلے کی طرف ہیں لیکن مرزا نبیوں کا اس پر ایمان نہیں ہے۔

۷۔ بروز نے معنی آپ نے بتائے کہ نبیوں کی تاریخ کر دی گئی ہے۔ دیکھو

سوالت جوابات۔

ربان کے منکر کے متعلق میرے ایمان کا سوال تو مختصر یوں ہے کہ اگر منکر نے انہماک کفر کی وجہ سے جو سو من کی نسبت کیا جائے خود کفر نہیں کیا تو میں اسے کافر نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے بلکہ اور زیادہ واضح یوں ہو سکتا ہے کہ جو سو من اور مبدی آپ کے نزدیک آنے والا ہے جو حال جناب اس کے منکر اور مکہ ب کا خیال کرنے ہوئے ہیں۔ پس میرا اس پر قیاس فرما لیجئے۔

دوسرا سوال۔ الہام کے متعلق انتہا میں ہے کہ الفاظ الہام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں۔ اس کی سرادشری تعظیم کو ہم کا اجتہاد ماننا ہوں۔

تقریبات تا یقینات کے متعلق گزارش ہے کہ اکثر دیکھ چکا ہوں بعض نہیں بھی چڑھیں مخالفت کی بھی اکثر کتابیں بشمول آپ کی کتاب کے پڑھ چکا ہوں اور زیادہ بھی مخالفت کی کتابیں اور مضامین میرے ادھر جانے کا سبب اللہ کریم نے بنائے ہیں۔

قوم کے متعلق پہلے بھی عرض کر چکا ہوں بہت سی دستاویزات اور پرائے کاغذات میرے پاس موجود ہیں پیش بھی کر سکتا ہوں۔ زیادہ نیاز۔

انتہا میں ہے کہ براہ کرم کو تحریر فرمائیں تو مرزا قاریانی سے میرے تعلق کو محفوظ رکھنے نہایت ہی مشکور ہوں گا اور فیصلہ شدہ مسائل یا جن پر پہلے بہت کچھ لے رہے ہو چکی ہو میرے خیال میں ان پر گفتگو بے مصلحت ہوگی۔

جناب نے گزارش نامہ میں مجھے اسلام بینکر سے بھی مخاطب فرماتا چار نہیں رکھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخداہ جناب کی نیت کے اس میں کوئی معصیت ہے تو میں اپنی طرف سے آپ کو معاف کر دوں۔ اللہ تعالیٰ جناب کو معاف فرمائے۔ وہ اسلام مع الاکرام بن میں انشاء اللہ تعالیٰ کل کو یہاں سے روانہ ہو کر ۲۸ تک شہر ٹھہرایا ضلع جھنگ ۲۹ سے قلم تک خوبصورت صاحب کے مکان پر ملا ہو اور پھر سوگوانچوں گا۔ جہاں چاہیں اور شاد رہیں۔

(آپ کا غلام رسول)

خط نمبر ۲۔ جناب قاضی فضل احمد انسپکٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلاة والسلام على رسولہ الكريم وآلہ واصحابہ اجمعین!  
مخلصی میری جناب میں غلام رحمان صاحب زادہ شوق اسلام مستوفی مع واجب کے بعد گزارش ہے کہ پہلے آپ کا نوازش نامہ بصورت عیسویہ کارڈ اور بعد اس کے آپ کا عنایت نامہ

ہاتھ توڑ کر سب پرانے مہمانوں کو بلا کر پکڑ کر لے گیا۔ ان کے ساتھ ساتھ ہی وہ آگئی ہے۔  
 آپ بچے کے لیے کچھ اور بھی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہی ہے جو اتفاقاً ان کو اس کی پہچان  
 کریت لیسے کے ساتھ لے کر گیا تھا۔ وہ تو یہ انداز میں اس میں اس کے ساتھ آگے اور  
 ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

یہ ساری باتیں سن کر اس نے ایک عجیب سی آنکھ لگی۔ اس نے اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔  
 اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے۔



نہیں بلکہ وہ پولیس جو کہ بدنام ہے یہ تو ہے میرا انتقام، جنس و قس اور شار میں جو کچھ نواچو: جواب  
الفاظ میں میرے ایمانیات کا مجھے آسکنا ہے عرض ہے۔

۱۔ الف تصانیف تا لیغات اور اشتہارات وغیرہ میں جس عبادت کو  
مرزا قادیانی نے علی مہمات سے الہام پاتا ہوں۔ باقی کو ان کی اپنی تصنیف، جو کچھ وہ فی نفسہ اور۔

ب۔ الہام کا درجہ بلحاظ نفس انہام ہونے کے الہام کے رنگ میں قرآن شریف  
کے برابر مانتا ہوں۔ ہاں دوسری صورت میں قرآن مجید قائم بالذات کہ سب ہے اور قائم بالعمل  
قانون شریعت اور مرزا قادیانی کے نہامات ہشر اور مذرات میں اسی کتاب پاک کی تصدیق کے۔

۲۔ احادیث اور تصانیف مرزا قادیانی کی یا بھی نسبت میرے ایمان میں ہی  
ہے جو احمد اور قائم، احمد کے درمیان سب۔ تو یہ خود مایاں ہے۔

۳۔ یہ ایک لمبی بات ہے مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کی بولی میں نازل ہوا  
ہے بولیوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن مجید کسی خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں  
میرے ایمان میں اسی واسطے قرآن نزول اس کے متن میں محفوظ نہیں رہا۔ میرے نزدیک یہ  
کلک طیبہ تسوس اکلھا کل حین ہے میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید کو ایسا  
سمجھا جو بھگنے کا حق ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے سمجھا جو معنی قرآن مجید کے اس نے کئے ہیں جو  
دو صحیح ہیں اور جن آیات قرآنی کا اس پر نزول اور ورود ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو صہ  
بیان کرتا ہے۔

۴۔ الف میرا ایمان ہے کہ کبھی ولیم میں تعارض نہیں ہوتا۔ اثنی الہام  
میں تعارض کا نظر آتا میرے نزدیک آنکھوں کا تصور ہوتا ہے۔ قرآن مجید جیسے نظم و عمل و نظم اور  
نظم و کتاب میں تعارض ایسے وہی آنکھیں کیا نہایاں کم ہیں۔ عا عقبر وہا اولو الا بصار:

۵۔ ہاں میرا ایمان ہے ایسے الہامات بھی ہیں جن کو "حباب اپنے وقت پر کھلے  
۶۔ یہاں بھی وہی قشہاات اور حکمت کا ہوتا ہے۔

۷۔ مرزا قادیانی کا قاسم پر ایمان نہیں آپ کا ہوتا تعلیمت ہے۔  
۸۔ یہ صحیح ہے۔ مرزا قادیانی نے قرآن مجید کی جوتی کے حق پر جوتی ہے اس کا کئے ہیں اور اب  
صوت کے معنی سے کہتے ہیں۔ صحیح معنی میں موجود رہا ہے۔







تحریرات میں نہایت خوش دلی کا اظہار ہے اور یہ سب ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے مراد سب تحریرات ہیں۔ بعض  
ملاحظہ میں پائی گئی ہیں۔ کسی تحریر میں یہ لکھا ہے کہ اس نے کوئی

اس وقت شے نہ ہے وہ نہیں ہے کہ تم کو بتاؤں۔ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ میں حق پر ہوں  
اور میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
میں نے اس کے بارے میں سوچا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
نہیں میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں

سوال اٹھاتا ہے کہ یہ سب کچھ کیا ہے؟

یہ آپ مرزا علی محمد قزوینی کو بتائیے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
نہیں اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں

جو اب یہ سب کچھ کیا ہے؟

اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں

جو اب یہ سب کچھ کیا ہے؟

اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں

اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں

اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں

اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں

اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں  
اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حق پر ہوں۔ اس میں

تیسرے خط کا دسواں جواب متعلقہ

اس کا جواب ذرا مشکل ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے میں میں ڈرتا ہوں۔ مگر وہ آپ کفر سمجھنے سے تو بھوری ہے۔ مسلمان کو مسلمان کافر کو کافر کہوں گا۔

ب مرزا قادیانی ابن مریم ہیں۔ عثمان مسیح ہیں۔ مسیح موعود ہیں۔ مہدی مسعود ہیں۔ کرش اوتار ہیں۔ نکل اوتار ہیں۔ بروز محمد ﷺ ہیں۔ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے دور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

ج عیسیٰ علیہ السلام مسیح علیہ السلام کو تو جانتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں کہ ایک ہی شخص ہے۔ یسوع میرا واقف نہیں۔

اقول باللہ النوفیق 'جناب سن مجھے آپ مخالف فرمائیں گے۔ مگر میں پہلے ہی سے کہہ دوں کہ آپ نے کتب تصانیف مرزا قادیانی کا بلا شیعاب مطالعہ نہیں فرمایا۔ اگر آپ کی نگرانی میں ہوں کہ آپ نے تصانیف مرزا قادیانی کو پڑھا ہے تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ نے خوب غور سے بلا شیعاب نہیں پڑھا۔ جیسے کہ ابھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ!

ایک ہی سوال میں کہیے کچھ اور کچھ کہیں۔ پہلے تو آپ نے کہہ دیا کہ مرزا قادیانی کو میں نبی بروزی اور منیر اور منذر جانتا ہوں اور اس کے منکر مسلمان کو مسلمان جانتا ہوں۔ پھر دوسرے خط میں لکھ دیا کہ میں مرزا قادیانی کو کون موعود یقین کرتا ہوں۔ ان کے منکر کا حال جو آپ خیال فرماتے ہیں میری طرف سے بھی وہی خیال فرما لیجئے۔ یعنی جیسے مسلمان کو مسلمان نہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قرب قیامت کو آجائے پر سے نزول فرمائیں گے۔ اس کا انکار کرتا کفر ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی دسی مسیح ہیں۔ ان کا انکار بھی کفر ہے۔ لیکن تیسرے خط کے جواب میں آپ نے لکھا کہ میں مسلمان کو کافر کہنے سے ڈرتا ہوں۔ مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہوں گا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ مرزا قادیانی کو کافر دانی خیال نہیں فرماتے اور نہ ہی مسیح موعود تصور فرماتے ہیں۔ ورنہ فرما کہ: ایچے کہ مرزا قادیانی کا منکر کافر ہے۔ جیسے کہ میں مرزا قادیانی نور من کے غلام مسلمان نے قبول رکھا ہوں گا کہ جن میں صاف و دج ہے کہ مرزا قادیانی نبی اور رسول ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔ یہ جو کچھ آپ نے مرزا قادیانی کو مسیح ابن مریم، مثیل مسیح، مسیح موعود، مہدی مسعود، کرش، اوتار، نکل، ویر وغیرہ تسلیم کیا ہے اور اس پر ایمان لانے میں یا تو مرزا قادیانی کی تحریرات کتب یا لہجہ ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ یہ ایمان رکھتے

ہیں اور اسی وجہ سے آپ مرزا قادیانی کے ان دعویٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن میں متعجب ہوں کہ جن وجودوں کو مرزا قادیانی خود مشتہر اور ملکی تصور کر کے انکار کر چکے ہوں اور ان پر ایمان لانے لگا تا کید نہ کی ہو تو پھر آپ نے ان کو نظر انداز کیوں کر دیا۔ دو باتیں ہیں یا تو آپ نے ان دستاویزوں کو لاکھ نہیں فرمایا یا یہ کہ دانستہ اغراض کیا ہے۔ میں ان مقامات کو آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ آپ ذرہ غور فرمائیں:

۱۔۔۔۔۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح ابن مریم ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی یوں فرماتے ہیں کہ: "میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص میرے پر یہ اِجازت کا دے وہ سراسر مغتری اور کذاب ہے۔" (ازالہ وہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۱)

فرمائیے مرزا قادیانی آپ سے کس میں کیا فرما رہے ہیں؟

۲۔۔۔۔۔ آپ فرماتے ہیں مرزا قادیانی مثیل مسیح ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: "میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے حق پر ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ لیکن احادیث نبویہ سے نکلنے ہے۔" (ازالہ وہام ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

۳۔۔۔۔۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں مرزا قادیانی یوں فرماتے ہیں:

تلف۔ "اس عاجز نے جو مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔" (ازالہ وہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

ب۔۔۔۔۔ "یہ عاجز مرزا قادیانی بھاری اور روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی قرآن مجید اور حدیث میں خبر دی گئی ہے۔ کیونکہ براہین میں صاف طور پر اس بات کا تذکرہ کر دیا گیا تھا کہ یہ عاجز روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی اللہ اور رسول نے پہلے سے خبر دے رکھی ہے۔ ہاں اس بات سے جس وقت انکار نہیں ہوا اور نہ اب انکار ہے کہ شاید چیتگوئوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ پیدا ہوں۔" (ازالہ وہام ص ۲۰۱، خزائن ج ۳ ص ۲۰۳)

ج۔۔۔۔۔ "اس بیان کے دو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ بھی صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا اور وحی اور غربت کے لباس میں آیا۔"

(ازالہ وہام ص ۲۰۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)



ایسے (مخبر حق ص ۹۰، ترجمان ص ۳۹۵) میں دیں جلتے ہیں۔ ”تقیناً“ پر محض ایک دلیل اس سے جو دوسری روحوں کی طرح زمین پر رہتا اور وہ ”تاریوں کی طرح حلیو چلتا ہے۔ جب ہی تو ابھی وہ بچھو رہا ابھی کرشن اور ابھی چھو رہا، جب مردہ تو ظول بھی مورا۔

جس کرشن کی بات پہلے ان غفلت میں اڑتی وہ اور، پر محض اور کرشن نے لکھا جو پنے ہے۔ اب اسی کے اقرار ہوئے گا جو میں نے لکھا ہے۔ ان ویڈیوں کو پہلے بہت ہی طرح ناک یہ شام اور فجر اور روزی کا تمہارا لکھا تھا۔ یہاں صلیب میں نہیں ویڈیوں کو کھڑا لکھا لیا۔ پھر صلیب جو مرزا قادیانی کی آفریں تھی یہ ان کی بنائی ہے۔ اس میں بھی نہایت شبہ ہے۔ وہ ان کی تحریر نہیں ہے۔ بلکہ خوب کمال اللہ زین کی ہے اس کے دو بھی عرض کروں گا۔ اللہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ اقرار کی بات جہاں تک مجھے علم ہے مرزا قادیانی نے کتنی باتیں کہاں۔ یہ بات خود آپ نے بیان کر لی ہے۔ یہ وہاں چھوٹے کی بات جو آپ نے لکھا ہے ای دے میں نے اپنے عزیز کے مونی خیم میں لکھا تھا کہ مرزا کے یہ معنی ہیں۔ مرزا کا یہ ہے مونی جو اب نہیں ہے۔ اس جگہ میں غفلت سے نیز قرآن شریف سے روز کے معنی میں لکھا ہوں۔ اس پر غور فرما میں کہ مرزا قادیانی یہ دھڑلے سے کہہ سکتے ہیں۔ یہ مرزا ہوں عرب میں خاص ہونا اور یہ لکھن سے اور فارسی زبان میں مرزا کیجے کے بچھل کو کہتے ہیں۔ ہم حال آپ کا اور مرزا قادیانی کا لفظ مرزا ہوں عرب سے مراد ہے تو گوہر اس کے یہ معنی ہونے کے خلاف مجھے کچھ مرزا قادیانی کی آواز پر ہوتے ہیں اور ان کے روح اور جسم دونوں پر صرف روح مرزا قادیانی ہیں۔ یہ محض لفظ ہے۔ قرآن شریف کی آیت سے اس غلطی کی تائید صریح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

۱ ”وَبَرِّ وَلَهُ تِلْكَ الْأَمْثَلُ (مراہب ص ۱۵۰)“

۲ ”وَبَرِّ وَلَهُ تِلْكَ الْأَمْثَلُ (مراہب ص ۱۵۰)“

۳ ”بِوَعْدِهِمْ بَارِزِينَ لَا يَخْفَىٰ عَلَىٰ إِلَهِهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ (عنبر ص ۱۰۰)“

۴ ”وَلَمَّا سِرْنَا وَاجْتَلَوْنَا لِنُفَرِّدَ (عنبر ص ۱۰۰)“

۵ ”فَلَمَّا سِرْنَا وَاجْتَلَوْنَا لِنُفَرِّدَ (عنبر ص ۱۰۰)“

۶ ”قُلْ لَوْ كُنْتُمْ مَعِيَ بِيَوْمِ نَجْدٍ لَمَّا دَرَسْتُ الدِّينَ كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ الِی

مَضَجْهِمْ (آل عمران ص ۱۰۰)“

ان تمام چھ آیات کے معنی میں کل یہ لفظ استعمال نہ اور نہ لکھتے تھیں۔ یہ مردہ









موسوی صاحب آپ کی یہ بھی زبردستی ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام، مہدی خلیفہ امت۔  
 اور آخر الزماں، تشرین اول، نقلی اوتار، سید موسیٰ، محمد علی نقی علیہ السلام مرزا قادیانی خدام احمد۔ ایک  
 ہی شخص کے نام کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کوئی بھی ذی عقل اس بات کو نہیں مان سکتا اور سب کے  
 صفات بھی ایک نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام ہے باپ پید ہوئے۔ باقی سب کے  
 والد تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام ہے نکاح بے اولاد تھے۔ باقی سب نکاح و اولاد و اولاد تھے۔  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ تذکرہ قرآن شریف میں ہے۔ باقی کا کوئی ذکر نہیں۔

دعوت کرشن نے اپنے ماموں کس کو بے گناہ قتل کیا اور خدا کی کا دعویٰ کیا، مرزا قادیانی پر  
 بھی کسی آریہ کے قتل کا شبہ ہو کر خانہ خاٹھی ہوئی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ہدایت ہے کہ اگر کوئی  
 ایک محل پر مضامین ماہ سے تو دوسری گال بھی اس کی طرف کر دی جائے۔ آنحضرت ﷺ ہر جہت سے  
 در سخت گفتا، کی اذیت کے زبان سے بھی برا نہ فرمایا۔ مرزا قادیانی ہیں کہ نور انصاف میں آ کر ہزار  
 لغتیں اور گالیاں لکھ لئے ہیں اور عدالتوں میں حاضر کئے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور  
 حضرت ربیٰ اکرم ﷺ نے کسی کے حق میں ہر دعا اور رحمت نہیں کی۔ لیکن مرزا قادیانی نے تمام  
 جن انھوں کو محنت بخش گالیاں دیں اور لغتوں کے طو بار یک سے لئے ہر ہزار تک لغتیں لکھ کر دیا  
 نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے دنیا کو موعوں کچھ ترک کر دیا تھا۔  
 یہاں تک کہ ایک وقت کے کھانے کے لئے سامان یا رسد چھ نہ کی۔ کوئی مکان عایشہ میں نہ بنوایا۔  
 غور توں کے لئے زیور کا خیال نہ فرمایا۔ مرزا قادیانی ہیں کہ دنیا میں ایسے کچھ کہ سوئے وہ پیہ جمع  
 کرنے کے کوئی ذکر ہی نہیں۔ مکانات خوائے گئے۔ ہزار بار پید کا زیور چوکی کے لئے تیار کروایا  
 حمیا۔ یہاں تک کہ سرنے سے دو چار دن بیشتر ناہور میں تھیں ہزار کا زیور تیار نہ تھا۔ مگر یہ لوگوں  
 کے حوائے۔ مریدوں کو چندہ دینے کی سزا یہ کہ ہم ہر جہت سے خارج کیا جائے گا۔

پھر انہوں نے آپ کو سب کے اوصاف آپ ہی ہیں یا سب کا موصوف  
 ایک شخص مرزا قادیانی ہیں۔ آپ ہی میرانی کر کے فرما دیجئے۔ ہاں! پیغمبران جہم و سلام کے اوصاف  
 اور اوصاف ایک ہو سکتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے اوصاف میں سے ایک بھی ظاہر نہیں۔ اگر شہر  
 کردوں عربیہ طوطی ہو جائے گا۔ خود ہی غور و ملاحظہ فرما لیجئے کہ جن امور کا آپ ذکر کرتے ہیں  
 مرزا قادیانی ان کا نعت انکار کرتے ہیں۔ بلکہ مغتری اور کم فہم کذاب وغیرہ الفاظ اقرار کرنے  
 والے کے حق میں فرماتے ہیں۔ شاید آپ کوئی تاویل کریں۔ مگر نصف حرج کے خیال میں  
 تاویل کی گنجائش نہیں۔

۷ پھر آپ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مسیح مایہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ عیسیٰ ہی شخص ہے۔ یسوع میرا واقعہ نہیں۔

اس جلد میں پھر یہ بات کہنے پر مجبور ہو رہوں کہ آپ نے دانت انکار کیا ہے کہ یسوع میرا واقعہ نہیں۔ کیا آپ نے رسالہ انجیل آکھڑ نہیں دیکھا جس میں مرزا قادیانی نے یسوع علیہ السلام کو پانی پی نہ بخش گا لیا، وہیں نقل کفر نہایت باشد۔ پور شیطان کے پیچھے چلنے والا۔ شیطان کا نمبر۔ تین دایاں، نیایاں آپ کی رونا کار اور کسی عورت کی تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کچھ یوں سے شیطان چری مناسبت سے تھا۔ وغیرہ وغیرہ!

(دیکھو نہیں انجیل، صفحہ ۳۳ سے ۳۷)

فرمائیے! یہی وہ یسوع علیہ السلام ہیں جن کی بابت مرزا قادیانی درفتائی فرماتے ہیں یا کوئی اور یہ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقعہ نہیں۔ انفسوں! انہیں باتوں پر تپ فرماتے ہیں کہ مخالفین کی تحریروں اور مخالفت کی کتابیں اور مضامین میرے ادھر لے جانے کا سبب اللہ کریم نے دیا ہے۔ یہ لازم یہ تھا کہ مخالفت کی سبب اور مضامین پر غور کیا جاتا۔ نہ کہ ضد میں آ کر اپنی کاروائی کی جاتی۔

فرمائیے! اب بھی آپ یسوع علیہ السلام سے واقف ہوئے ہیں یا نہیں۔ اچھا عزیز واقفیت کے لئے مرزا قادیانی کی ولہائی کتابوں کو پڑھو۔ کتابوں

واقف... وہ ہم یا نہیں اور نامی... اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن چیزوں کا اسی وجہ منصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دونی ہیں۔ ایک پوچھا جس کا نام ایلیا ابراہیمس بھی ہے اور دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

(مرزا جی کی امیدی کتاب تائید مرام ص ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷)

ب حضرت یحییٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیمزس یا یوز آسٹ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

فرمائیے مولوی صاحب! یہ کتاب پڑا اندھیرا ہے اور وہ ان کے وقت سورج کا انکار ہے۔ یاد دہان اس کے کہ مرزا قادیانی کی ولہائی کتابوں میں درج ہے کہ یسوع علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام (ایک ہی ہیں) پند جیمزس بھی وہی ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقعہ نہیں۔ اسی وجہ سے میں نے سوال کیا تھا کہ آپ نے مرزا قادیانی کی نقل تصانیف کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں۔ تو اس کے جواب میں آپ نے پوسٹ کارڈ میں فرمایا کہ حضرت صاحب کی تقریر یا جملہ تصانیف کا

مطالعہ کیا گیا تو اسے اور خط میں یہ جواب دیا کہ: ”تہذیب و تہذیب کے متعلق کٹر ارشاد ہے کہ انگریزوں نے چکا  
 ہوں۔ بعض نہیں بھی پڑھیں۔ مخالفت کی بھی بات نہیں ہے۔ آپ کی کتاب کے پانچ چوکے دوسرے۔“  
 اب فرمایا ہے کہ اس فراموشی کا نتیجہ ہے۔ ”میں نہیں۔ اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ آپ  
 نے میری کتاب کو نہیں نہیں پڑھا۔ جیسے انگریزوں کی زبان کا تحقیق کی کتابوں کو انگریزوں ہی پڑھ نہیں  
 کرتے ہیں۔ میں اس واسطے کہتا ہوں کہ آپ نے میری کتاب کو پڑھ لینا بھی خلاف واقعہ تو ہو  
 کر رہا ہے۔ یہ نگاہ اگر آپ نے میری کتاب کو بھی مطالعہ فرمایا ہوتا تو آپ کو نہ کہتے کہ وہ اس میں  
 وقت نہیں۔ کیونکہ میری کتاب تقریباً بیسویں صدی کے نامور و ممتاز مصنفوں سے ہے۔ چنانچہ  
 ص ۱۶ سے لے کر ۲۷ تک خاص بیسویں صدی کے نامور مصنفوں سے ہے۔ پھر ص ۵۵ پر ذکر  
 ہے۔ پھر مجھے انبارت۔ فوسوی ہو گا کہ میں یہ نہیں آپ نے صرف کتاب کا مطالعہ کیا تو یہاں تک بیسویں  
 صدی کا مطالعہ نہیں۔“

یہاں قادیانی غور و توبہ یہ بات ہے کہ یہ بیسویں صدی کا مطالعہ میں ہیں جن کو مرزا قادیانی  
 نے جھٹکا کیا ہے۔ قادیانی ہیں اور یہ بہت گریہ ہے کہ قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اس باعث کہ آپ  
 نے بھی نگاہ کیا کہ بیسویں صدی کے اوقات میں۔ جن کو مرزا قادیانی اپنی الہامی کتابوں میں حضرت مسیح اور  
 عیسیٰ علیہ السلام سمجھ چکے ہیں۔ پھر کتب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے تحت بنائے ہیں اس کی  
 عجب دہائی کہ یزید آصف اور حفص بن غوث علیہ السلام لکھ دیا۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ ہر مروج  
 علیہ السلام کو جس کی زندگی گالیوں سے چلے ہیں وہ ان کا بھی قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ حالانکہ  
 یزید آصف ایسے جدا جدا شخص ہیں جن کی سوانح عمری معلوم ہے۔ یہ تو یاد رکھو۔ وہم جو ہیں۔

فرمائیے! وہ جو، ایسے عقلمند اور تعلیمی علم کے بیسویں صدی کے علما ہیں جن کی زبان  
 ہمیں دینی و انسانی کی گالیاں دینا پڑی ہیں۔ ان کو ہمیں دینی و انسانی کے بارے میں کچھ سننے کے لیے  
 زبان کے ذریعہ قرآن شریف و حدیث شریف سے ثابت ہے کہ وہ اس ایمان ایمان  
 میں اتھوڑ دے گئے۔ نہ وہ ترمیم دینے کے لیے مسلمانوں کو تہذیب کے لیے آئینہ۔ اس ہی ذلک العصرہ  
 سے بحسب

ہوں! میں نے عرض کیا تھا کہ مرزا قادیانی کے کئی بارہوں نے جو نے قادیانی ہجرت  
 ہوں کہ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں ملت مرزا قادیانی کو کچھ کثرت کا لہ کے رنگ  
 میں ہیں ہر مروج بہتر انداز میں دیتا ہوں۔ ہر مروج بہتر انداز میں دیتا ہوں۔ ہر مروج بہتر انداز میں دیتا ہوں۔  
 چاہتا ہوں۔ ہر مروج بہتر انداز میں دیتا ہوں۔ ہر مروج بہتر انداز میں دیتا ہوں۔ ہر مروج بہتر انداز میں دیتا ہوں۔



۲ "كَذَلِكَ مَا أَتَى الْبَيْتَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ

أَوْ مَجْنُونٌ (الزمر: ۱۷)

۳ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا مِنَ الَّذِينَ يَمُنُونَ بِالْغَيْبِ" (۱۸)

میں تجزیہ اور بات ہلانے لکھنے نے آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا اقا دینی۔ جن میں اور  
آپ میں۔ انہیں چاہئے۔ اعتبار رکھتے ہیں۔ اسی طرح پہلے کیا اور جانوں نے ساتھ کیا کرتے تھے اور  
ان کو باخبر اور مجتہد کہتے تھے اور ان کے ختم سے اور انہیں کرتے تھے۔ اسی طرح سے مرزا اقا دینی کو  
بھنک کر بیان پھر کر دیا آپ نے لکھا ہے کہ "میں زمانہ میں وہاں میں مسیحیوں۔ اٹلا۔ جاحون۔  
بہرہ۔ مرزا۔ سیلاب۔" اسی فرقہ میں وہ بڑے منافقات تھے۔ مرزا اقا دینی کے اٹلا۔ کے سبب یہ باتیں  
ہیں۔ یہ باتیں وہ لکھی اور اس میں ہیں۔ کہ کلام اللہ تعالیٰ فرمان ہے

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ وَالْخُشْيَ وَالْإِخْلَاصَ هَلْهُدًى لِّلْعَالَمِينَ" (۱۹)  
معدہ۔ بہرہ۔ حق۔ نعت رسولاً وہاں کہن۔ رُحْمَ مَعْلُكَ الْخُرَىٰ حَقِّیْ وَتَعْدُ فَرِیْہَا  
رسولاً (۲۰)

۴ "مَنْ تَجَاسَّوْا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَدْ بَلَغُوا مَرَدَّ الْوَيْلِ" (۲۱) (آل عمران: ۷۷)  
میں نے ان کی جگہ سے ایسے اٹھائے کہ ان کی باتیں نہ ہوں۔

تیسری بات آپ نے لکھا ہے کہ "اور پھر یہ کہ قوت ہوتے ہیں جو مامور کے خلاف  
وَمَا يَصْعَقُ النَّاسَ إِلَّا بِمَا هُمْ بِالْهَدْيِ" (۲۲) اذاعت اللہ بشرار رسولاً میں نے یہاں  
آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا اقا دینی۔ جن میں اور یہاں آست۔ ان کے پرانے نہیں ہوتے۔ ان کے آپ  
ان معیار صداقت میں مرزا اقا دینی کو لکھی اور ان کے یہاں یہاں سے ثابت کیا ہے اور ان پر ایمان  
انے کی تائید وہ وہاں فرمائی ہے۔ آیات وہ وہاں کے حق میں انہیں بولی ہیں۔ ان کے طریقہ  
ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ میں ان کو براہی نہیں دیتا ہوں اور جو ایمان ان کا مشرک کہ گھڑ ہے اس کو  
مسلمان ہی کہتا ہوں اور وہ بھی ہی کہتے ہیں۔ مرزا اقا دینی۔ جن میں اور یہاں میں ان کو کھینچا  
جاتا ہوں۔ یہ کیا تماشہ کی بات ہے کہ ان کے مرید کے ہوب میں مرزا اقا دینی کو نبی برزخی جس کا  
قرآن شریف اور احادیث شریف میں کوئی ذکر نہیں مانتے ہیں اور اپنے مضمون معیار صداقت میں  
یہ سب وہاں سے دیکھیں اور ان کی طرف فرماتے ہیں اور ان کے نام کے والوں کے حق میں وہ آیات دلیل میں  
پیش کرتے ہیں جو کلام اور منکران انہیں اور مولد مہمراہ اس کے حق میں اور انہیں ہیں۔ ان اجتماع  
اللہ بن کوئی ذی عقل تو تسلیم نہیں کرتا۔ آپ ہی یہ وہاں ہائی ان کا طرز فرما دیر گئے۔







طرف سے صداقت کے لئے رحمت اور برکت ہے۔ ہاں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نوکرانے کا اور جھڑپیں اور محاکرات نہ ہو۔“

۶۔ ”ناریہ کذب سے آئی ہے۔ میں دے لوں گا۔ کہ یہ دو تمہارے پی ایم اے کے ایک نے لکھے ہیں۔ تمہارا جس نے اسے اپنا پیچھے اور اراکم۔ یہ دو دونوں جہاں سے مرزا قادیان اور حضرت قادیان کا الیہ نہیں جانتے تھے اور انہیں سب سے پہلے کو کھڑا کر دیا۔“

(انوار ۲ نومبر ۱۹۶۹ء ص ۱۵)

۷۔ ”آپ (مرزا قادیانی) مسیح موعود۔ مہم میں آئے ہیں۔ انکار کرنے والے ناریہ اراکم سے ہے۔“ (انوار ۱۱ مئی ۱۹۶۹ء ص ۱۹)

۸۔ ”جس مسیح کی تہمت بناب مرزا قادیانی لکھی گئی ہے۔ یہ مسیح کی تہمت تھی اس کو نبی اللہ نے دیا ہے اور حضرت مرزا قادیانی نبی نبی اللہ نہیں تھے۔ ان کا کذب کا فرعون ہے۔“

(انوار ۳۰ جنوری ۱۹۶۹ء ص ۱۱)

۹۔ ”مطلب مولانا بخش صاحب رحمت کورانی کا سوال کہ حضرت مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے والے کو کفار ماننا چاہیے۔ تمہید کے بعد میں اصل مطلب پر آتا ہوں کہ ہمارے مہتممین کفر میں پائے گئے۔ خدا تعالیٰ کے تمام مسلمانوں پر ایمان لانا شرعی اسلام میں داخل ہے۔ حضرت مرزا قادیانی بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے۔ اس کا کفار ہونا (یعنی کافر ہونا چاہیے)۔“

(انوار ۲۰ نومبر ۱۹۶۹ء ص ۱۹)

۱۰۔ ”بچے میں صاحب بہت چمکے کہ انتہاء میں۔ پھر انتہاء کرتے کرتے اپنے قہم کو دے گئے ہوئے بھی اس قدر لکھ گیا۔ اس کو کافی سے بھی دیا۔ کچھ نہیں کرتا ہوں اور میں کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی اپنے قیام کو رسول نبی رحمت کہتے ہیں اور الیہ مات بڑے سزاوار سے آج کرتے ہیں اور اپنے سنگ کذب امت و غیرہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور جو انسان کا خدا کا فرماتے اور اسی طرح تمام مرزائی بڑے زور سے ہم مسلمانوں کو کافر اور دوزخی یعنی کفریات میں قرار دیتے ہیں اور خیمہ خدہ اندک کریم کا جو قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا نہیں فرماتا ہے۔ اس کا انکار کرتا ہے۔ اگرچہ آپ نے کچھ مرزائی کر کے (بر خلاف مرزائی) دیکھا ہوا ہے کہ ہم کو کافر قرار دینا نہیں فرمایا۔ لیکن مرزا قادیانی دیکھ مرزا ایمان نے اپنے الیہ مات و استقامت میں ہم سب مسلمانان عرب و عجم کو جو مرزا قادیانی کے اعلان کا انکار

کرتے ہیں یا لکھتے ہیں کرتے ہیں یا صرف۔ محترموں میں سے زور سے کافر، مرتد، جنسی، خارج از  
امت اسلام سے خارج، بدعتی، جڑ سے اور جاہلیت کی موت مرنے والے وغیرہ لکھ دیا ہے۔

امید ہے آپ اس پر غور فرما دیں گے۔ یہ وہی باتیں ہیں جنہوں نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان  
صاحب اسسٹنٹ سرجن ہنیالہ کو پھر اسلام میں داخل کیا جو بہت بڑا حامی مرزا قادیانی کا تھا۔ یہاں  
پر نیابت تعجب اور پر تعجب آپ کی توجہ کے قابل یہ بات ہے کہ پہلے تو مرزا قادیانی ابن مریم مسیح موعود  
مہدی مسعود وغیرہ القابات حاصل کرنے سے سخت زور سے انکار کر کے کہتے تھے کہ میں نے مشیٰ مسیح  
ہونے کا دعویٰ کیا ہے یا روحانی مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ مسیح موعود، مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو  
شخص ایسا کہ وہ مسیحی اور کذاب کہہ سکتے ہیں۔ یا یہ۔ خود ہی مسیح ابن مریم مسیح موعود مہدی مسعود  
نہیں رسول، سب کچھ میں سہا پنا منکروں لکھ دیں محترموں کو کافر بدعتی، جنسی، وغیرہ لکھ دیا۔ ان باتوں  
کی لگائی آپ ہی نہیں۔ خواہ ظلل، مرزا تصور فرمائیں یا حافظہ ہاشم نہیں۔

ہاں خدا سائنہ فرماتے ہیں سے تم سب کو زور کر کے غور فرمائیں گے تو آپ کو یہ راز  
مکشف ہو جائے گا۔ خدا کے لئے یہ نہ تحریر فرمائیں کہ مخالف قریبوں نے ہی مجھے اور میرے  
تحریک کی تھی۔ میں اپنے سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میرا اور بعض اصلاح کا ہے۔ خداوند کریم  
علیہ السلام نہایت افسردہ ہے۔ ان اویہ الا اصلاح ما استطعت و ما توفیقی الا باللہ!

## دوسرا سوال

کیا آپ مرزا قادیانی کے کل الہامات کو قطعی اور یقینی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے  
ہیں یا ان میں سے بعض کو۔

جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ۔ حضرت صاحب کے کل الہامات کو منجانب اللہ قطعی اور یقینی  
جانتا ہوں۔

جواب بذریعہ خط۔ دوسرے سوال الہام کے متعلق و تمنا ہے کہ احاطہ الہام کو منجانب  
اللہ یقین رکھتے ہوں۔ اس کی مراد شرح جفیم کو طبع کلا جتہا، مات، ہوں۔

اقول باللہ التوفیق۔ اس سوال کے جواب میں آپ نے غلط اور ثابت کیا ہے کہ جو  
الہامات مرزا قادیانی کو ہوئے تھے۔ وہ منجانب اللہ تعالیٰ قطعی اور یقینی تھے اور ان پر ایمان لانا ایسا  
نہی ہے جیسے قرآن شریف پر۔ لیکن مسلمان لوگ اس کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک قرآن  
شریف لاریب کلام الہی ہے اور وہ قطعی اور یقینی ہے اور وہ بین المتین کے درجہ پر ہے جس کی معیار



پھر اس کتاب الہامی برائین احمدیہ کی بابت لکھا کہ تین سو مضبوط اور قوی و ناہل عقلیہ سے اس کی حقانیت ثابت کی گئی ہے اور اسی وجہ سے انعامی اشتہار و تمغہ پڑی، اور وہ میں دیا گیا ہے اور یوں لکھا ہے۔

”یہ کتاب عرب ہے ایک شہید اور ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر۔“

(کتاب برائین احمدیہ ص ۱۹، خزائن ج ۱ ص ۴۳)

اس کے ”ہام ہندوچہ“ والا ایک جو کتاب دکھائی گئی۔ اگرچہ اس کا نام قطعی تھا اور برخلاف برائین احمدیہ لکھ دیا۔ وہ کتاب تین سو جزئی شکست اور تین سو مضبوط اور قوی عقلیہ و ناہل اس میں ایک اشتہار چار فصل ایک خاتمہ و ختم ہے۔

اب آپ برائین احمدیہ الہامی نواسپہ بابت میں لکھ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں نہ ایک اشتہار ایک مقدمہ ایک فصل ایک خاتمہ و ختم ہے۔ تین تین فصلیں اور ایک خاتمہ اور وہیں اور ایک باب ہے اور ان کے الہامی نہیں لکھے گئے۔ نہ تو تین سو مضبوط عقلیہ و ناہل ہیں اور نہ تین سو جزئی شکست ہے۔ بلکہ صرف سائے پیشکش بڑی کی کتاب ہے۔

فرمائیے کیا یہ کتاب مطابق الہام کے ہے برائین احمدیہ پھر آپ ہی غور فرمادیں یہ الہام خدا کی طرف سے تھا؟۔ میں کہتا ہوں اور میرے غصے غیر متعصب بھی کہے گا کہ خدائی طرف سے نہیں۔ آگے چلئے۔

دوئم: برائین احمدیہ کی الہامی کتاب میں الہام ہے: ”هو الذي ارسل رسول بالهدى - الاية آية آت جسائی اور سب سے بڑی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس نسب کا کہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ علیہ السلام) کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دوس و دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام مسیح آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(برائین احمدیہ ص ۴۹، ۵۰، ۵۱، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، شیعہ روحانیہ)

دوسرا الہام: ”عسی وبکم ان یوح علیکم - الاية حضرت مسیح علیہ السلام نبوت جلالت کے ساتھ دنیا پر آئیں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو جس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور نرست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی کرے گی کہ تم کو اپنی جگہ تہری سے نصرت و تابو کر دے گا۔“

(برائین احمدیہ ص ۵۲، ۵۳، ۵۴، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

اس کے بعد باوجود اس کی تہدی الہام قطعی اور یقینی کے انہیں الہاموں کے ساتھ حضرت











طرح کیا اور تہہ ہو گا۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۹)

سب اسی اشتہار میں الہام ہے کہ "مبارک احمد میرا لڑکا جو فوت ہو گیا ہے اس کی جگہ ایک دوسرا لڑکا فخر الہیال دیا جائے گا۔ تاکہ دشمن یہ نہ کہے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا اور یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا۔ بلکہ وہ زندہ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۹)

جنا بچہ اسی اشتہار میں تیسرا الہام یہ ہے کہ "اس ملک میں ایک سخت ظالموں آنے والی ہے اور دوسرے مساک میں بھی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ وہ جو لوگوں کو دیوانوں کی طرح کرے گی۔ اس سال میں یا آئندہ سال۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۹)

اب آپ پھر فرما نہیں کہ یہ الہامات مندرجہ اشتہارات جو سخت تاکید کی ہیں یا سمجھ جوتے یا غلط؟ مرزا قادیانی کے دشمن مرزا خورشید قادیانی؟ مرزا قادیانی کی شہزادہ کے بڑھا دی یا خدا کی؟ اصحاب فعل کی طرح کون نازد ہو گیا؟ مبارک احمد کی جگہ کونسا لڑکا پیدا ہوا؟ نبوت ہی نہ آئی؟ آئندہ بھی کوئی امید نہ رہی۔ اس ملک یا غیر ملک میں کوئی ظالموں ایسی چلی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی؟ بلکہ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد بہت ہی کم ہو گئی اور وہ آتش اور کیز ایسی نہیں رہا۔ دوسال بھی گزر گیا۔ یعنی ۱۹۰۷ء اور دوسال اور بھی گزر گئے۔ ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء مگر ظالموں نہ آدو۔ یہ ہیں خدا کے الہامات اور ہمدانی؟ لیجئے آگے چلیں:

دہم بہت سے انہامات مرزا قادیانی کے زبان انگریزی عبرانی وغیرہ میں ہیں جن کو مرزا قادیانی خود نہیں جانتے۔ یہ بات ختم خداوندی قرآن شریف و ما او سلسلہ امن الرسول الا بلسان قومہ کے برخلاف ہے۔ کرشن جی مبادیج کے ادا مرزا قادیانی بذریعہ الہام بنے ہیں۔ لیکن زبان سنسکرت میں آج تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ اس کا باعث بھی آپ فرماتے ہیں؟ اچھا آگے چلیں:

یہ زودہم .. مرزا قادیانی کا الہام (براجین احمد میں ۵۵۳ ہجرات ۱۲ ص ۲۱۲) کو بسنا علاج یعنی ہمارا دہم عالمی ہے۔ (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔)

فرمائیے! یہ تین الہامات ہیں اور تمام کلام الہی کے مخالف۔ یعنی قرآن شریف میں: الحمد لله رب العالمین، ربنا الله، الله ربنا ورمکم، ان الله ربی ورمکم، ان الله هو ربی ورمکم، غرضیکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کو رب فرمایا اور اللہ ہی تبارک و تعالیٰ سب کا رب ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا الہام صریح ہے کہ ہمارا رب عالمی ہے۔ پھر اس پر تعجب یہ ہے کہ اس رب عالمی کے معنی بھی معلوم نہیں ہوئے۔ مرزا قادیانی کا انتقال بھی ہو گیا۔ مگر



اس حدیث نے مفہوم میں بھی یہ عاجز و غفل ہے تا جتنے کئی علما پر اس اندر یہ دلیل ماسدہ اعلیٰ  
 کوئی نہ طرف آجہ وادی کی کہ یہ کیوں نہیں تھی سے تو تین سو میں معنی کے ہرے ہونے پر غلام  
 ہونے والا تھا۔ پہلے یہی کارخانہ میں سے مقرر کر رکھی ۱۰۰ ویں سال۔ علامہ محمد قادیانی نے اس پر  
 حد پورے تیرے تیس اور اس قبضہ قادیان میں بجز اس عاجز نے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔  
 بلکہ یہ دلی میں آرا یہ ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز نے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا  
 بھی نام نہیں۔ (ترجمہ ص ۱۸۶ جزائری ص ۱۹۹-۱۹۰)

مردی حد حسب ذرا خیالی فرمائیے کہ یہ البتہ کسی قسم کی ہے کہ غلام احمد قادیانی کوئی  
 غلام احمد قادیانی نہیں۔ اور یہ البتہ میرے متحج ہونے پر دلیل ہے۔ کیا مرزا قادیانی نے غلام احمد کو  
 انجیل یو تھا نہیں۔ بعد البتہ اعلیٰ اور کئی جان کر احمد کے ہر ہونے پر یہ کہا مشفق اور وہ  
 توپ نے میری قربان کل فضل رحمتی نہیں، کیونکہ اس پر میں نے اس کے کچھ نہ پایا ہے کہ یہ  
 کوئی دلیل نہیں کہ یہ وہی کسی کے نام کے احمد و پورا ہونے سے متحج معبودین جانے کے تھے ہم میں نے  
 اس میں نہ تھا کہ ایک قادیان گاؤں احمدیہ نے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں بھی ایک شخص  
 غلام احمد جو موجود ہے۔ وہ بھی غلام احمد قادیانی ہے۔ اس صورت میں یہ غلام ہے کہ وہ اس میں  
 بجز مرزا قادیانی کے کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ لیکن وہ اس کے خاص شیعہ اور پیروں میں  
 بنی وہ گاؤں قادیان اور بھی غلام گاؤں قادیان زار و برہمہ قادیانی نے کہا ہے۔ ایک شخص  
 گورہ سپور میں متصل قصبہ دورانکہ اور دوسرا قادیان قصبہ زار و برہمہ میں۔ اور پشت سے وہاں  
 کہ ایک شخص غلام احمد ذات قریشی جو زیادہ وقت اس میں رہتا ہے۔ قادیان متصل زار و برہمہ  
 گورہ سپور میں اس وقت بھی موجود ہے اور مرزا قادیانی کا ہم عمر بہت قصبوں کی بات ہے  
 مرزا قادیانی نے اپنے انہی دعویٰ پر تھکنے کے ساتھ لکھ دیا کہ قادیان میں بجز مرزا قادیانی کے کوئی  
 نام احمد قادیانی نہیں ہے۔ کوئی شخص کہ جو کسی گاؤں میں رہتا ہو۔ وہ غلام احمد قادیانی  
 کی ہو کہ فرمائیے یہ غلام قادیانی صرف سے ہے۔ جو واقعات سے بھی غلام ہے۔ یہ نہیں۔

خاتمہ رد القادیان قادیانی کے نام سے ہوا پر غور کرتا ہو قرآن شریف پانچواں فقرہ جب  
 آیت اہل ہل احبکم علی من تعول الشباطیر۔ تنزل علی کل افانک و نیم۔  
 یسقون السبع و اکثر ہد تدسون میں بچپن اور تھا ان سے محمد کرنا قرآن کی۔ تب میرے  
 دل میں آگیا کہ یہ بات مرزا قادیانی کے متعلق ہیں۔ تب میں نے مرزا قادیانی کی براہین  
 احمد یہ نکال کر دیکھا تو ان آیات کا اہم ہونے اس میں قرآن ص ۱۴۲ میں لکھا ہے اور یہ ان



شیخ نے ان کے ہونے پر سے کچھ تعجب دُکھ اس نے انہوں میں اُنارہ تے ہیں انہی میں سے ان کی دشمنی چاہی وہ اس کا کٹھن مجھ نے داکر تے ہیں۔

ہوئے صاحب ابھی مدفن فرما چکا تھا یہ آیت مرزا قادیانی پر عبور منطقی دیتی ہے۔  
 ان کے کوئی مسئلہ اپنی کتاب ہدایت محمدیہ میں بھی درج ہے۔ مرزا یہ بتا کر کہ یہ  
 آیت ان کے پاس نہیں تھی۔ ہر حال میں یہ آیت خدا کی قدرت انہیں پر چاند ہوا اسی نے ان  
 کے الجھات سے ایک بھی نسخہ نہیں ہوا اور کچھ ایسا مکتوب احمد قادیانی جس نے یہ نسخہ سود  
 دیتے ہیں۔ اسے آج سودا ہونے کی امکانی دلیل ہے۔ حتیٰ کہ اس وقت تک کوئی کلام ہر  
 قادیانی تمام دنیا میں نہ ہو سکتا ہے۔ چہ تو یہ شریف ترقی علی کل اعدائے الہیہ (شیطان  
 ایسا چاہے جس نے منطقی طریقہ پر جان لیا۔ یہ آیت ہیں جو اسے سودا ہونے سے واضح  
 ہو چکی کہ مرزا قادیانی کے منکر اور متکبر اور اسی آیت شریف سے برآمد ہوئے جنہوں نے  
 واقعہ سے انصاف سے قیاس کیا۔ وہ جس سے مرزا قادیانی کے ایما سے کاشیانی کر رہے ہوں  
 اس سے یہ ایسا ہوئی تو مرزا قادیانی اور بہت سے ایسے ایسے تھے ہیں۔ حوالہ منظور نہیں۔ آپ  
 انہیں لڑا دیتے ہیں کہ آپ انہیں کے حلق میں عذاب دے اپنے عذاب کے مخالف قادیانیوں اور بھی قیاد  
 رہے۔ مرزا قادیانی نے دریافت بھی نہ کیا۔ اس سے یہ ایسا ہوا تو اس سے آفتاب کی ضرب خط  
 ثابت ہو گیا۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے ذوق ہاتھ پاؤں بھی مل گیا۔ اسے ہیں۔ جیسے ان کی کتاب  
 دار الحقیقت میں جہاں جہاں حضرت محمدی علیہ السلام کی فریسی اور تاویلی قہر بیان کرتے ہیں اور اس  
 کو اس میں یہ نسخہ پیش کرتے ہیں۔

”چھ سو قعدہ پر پہنچنے کے ایک دلیل معلوم ہوئی جیسا کہ قریباً نصف میں ظاہر ہے۔ اس کی  
نی حراز اور باثنا واقع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ قتل کی طرف سے اور جنوب کی طرف سے ہیں اور  
یہ قریباً نصف قوس اور اسی کتاب سے خاص ہے۔“ (حقیقت: ۱۷۰) میں نے عراقی (۱۷۰) میں  
اس جگہ سرزاقی اپنی نے مکتبی میں اس سلسلہ کی قبر میں پڑنے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ  
ان کا حراز انہی جگہ ہے۔ جس طرح اسی زمانہ لوگ کہتے ہیں کہ وہاں کو قتل کرتے ہیں۔ اسی طرح اس  
کتاب بھی کہ پچھ سو قعدہ والی کرتے ہیں۔ یعنی سر شمال کو اور پچھ سو قعدہ کے ہاتھ کھنڈ اور  
مقتعات کے خلاف ہے۔ کیونکہ اعلیٰ کتاب مسلمانوں کی طرف سے لڑائی میں کرتے۔ دو پچھ سو قعدہ  
اور جنوب کو اور پچھ سو قعدہ کرتے ہیں۔ ہاں پچھ سو قعدہ دیکھا ہے اور اکثر اعلیٰ کتاب کہ اپنے پچھ سو قعدہ  
کیا ہے۔ اس کتاب نے قبرستان اشراف پنجاب میں اس وقت موجود ہیں۔ دیکھ سکتے ہیں بلکہ قادیان

کے قریب تھا۔ جس اور دور دورے پور میں قبرستان میں لایا گیا اور جس روضہ قادیاں میں آئے  
جہاں ہی دیکھ لیتے یا کسی جہانی سے پوچھتی لیتے تو خلاف واقعہ کہہ دیتے۔ انہوں نے  
دو سب سے آخر تصنیف مرزا قادیانی کی دیکھیں اور ان کا حال پتہ معلوم کر کے  
خواب گاہ میں مدین صاحب نے بعد میں جمع کر کے متفرق نوٹ بنائے جو کتاب کی شکل میں طبع کر دیا۔  
اس میں اس مرتبہ پر لکھتے ہیں:

بابا نیک صاحب اپنی جنم سنجیدگی اور کثرت میں کمال کیلئے غور و دعویٰ میں مہم کر رہے  
ہیں۔ یہاں تک کہ ایک جگہ وہ اپنی جنم سنجیدگی میں لکھتے ہیں: "ایسا ہے کہ میں ۲۲ مارچ ۱۸۴۵ء  
تک اپنے ہاتھ لکھا۔ بابا نیک صاحب نے نہ تو کبھی کثرت صاحب کو لکھا اور نہ کسی ہندو  
سماجی کو لکھا۔ یہ کہ بابا نیک صاحب ۱۸۹۱ء بمبئی میں فوت ہو گئے۔ ان کے بعد پانچویں  
یادداشتی طور پر جن صاحب صاحب ۱۹۳۸ء بمبئی میں گدھی پر بیٹھے۔ اس کے بعد عرصہ  
بعد ۱۹۵۰ء بمبئی آؤ کثرت کو انہوں نے لکھا۔ گویا پچاس۔ پچھن سال کے بعد کثرت صاحب لکھا  
گیا اور جنم سنجیدگی تو اور بہت عرصہ بعد لکھی گئی۔ نہایت سنوں کی بات ہے کہ مرزا قادیانی نے  
بالکل خلاف واقعہ خلاف تاریخ لکھ دیا کہ بابا نیک صاحب نے کثرت اور جنم سنجیدگی میں لکھا ہے  
انہیں ہے شریعہ فوج کمال الدین صاحب نے ایسا لکھا ہوگا کیونکہ پتہ معلوم مرزا قادیانی کے انتقال  
کے ایک دو بعد لکھا گیا۔ اس کی بھی کوئی تصدیق نہیں کہ یہ صحیح مرزا قادیانی کا لکھا ہوا ہے۔ مگر  
انہوں نے خود صاحب نے بھی اس پر غور نہ کیا۔

زیرے جنم سنجیدگی اور بے چارے

موتی صاحب! اگر میں اپنے ایسے اختلافات اور البہات اور بیشعین گویاں مرزا  
قادیانی کی جمع کروں تو ایک کتاب جدا لگانا پڑے۔ آپ ایسے ہی البہات کو قلعہ اور چینی منجانب  
انہیں قرآن شریف جانتے ہیں۔ اگر یہی صورت ہے تو اللہ حافظ! میں نے آپ کے غور کے لئے  
چند البہات لکھ دیے ہیں۔ یہ ہے کہ آپ توبہ فرمائیں گے اور ایسے البہات کو منجانب اللہ قلعہ  
یعنی قرآن شریف فرمانے کی جرأت نہ فرمائیں گے۔ اب میں دو چند البہات بھی لکھ دیتا  
ہوں جو مرزا قادیانی کو قرآن شریف اور احادیث شریف کے مخالف ہوئے ہیں:

اگر تمام قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہان کا رب ہے اور اللہ تعالیٰ  
ہی ہمارا اور تبارا رب ہے۔ قبر میں بھی یہی سوال ہوگا۔ من ربك خدا کے فضل سے مسلمان جو آپ  
دے گا کہ اللہ وہی! لیکن مرزا قادیانی کا الہا کہ ہے کہ وہ جتنا عاج!





تیسرے خط کے سوالات اور جوابات درج کئے جاتے ہیں

اول سوال پھر جواب پھر اپنی طرف سے جواب الجواب

سوال اول الف۔ آپ کل تصانیف و تالیفات و اشتہارات مرزا قادیانی کو ابھی مکتے میں یا ان میں سے کس سے لکھیں۔ اگر لکھیں تو انہی میں سے کون کون کے نام تحریر فرمائیں۔  
جواب۔ اور ان ناموں پر اشتہاروں اور پنچروں کو جن کو آپ ابھی مکتے میں ان کا درجہ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ

جواب الف۔ تصانیف و تالیفات و اشتہارات وغیرہ میں جس میں مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ باقی کون کی اپنی تصنیف یا ہونے کو جانی نہ ہو۔  
جواب۔ اگر مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ

جواب الف۔ میں نے مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ  
شریعت اور مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ  
اول بائندہ اشقی (الف) اس میں یہ تھا کہ میں جن تصانیف مرزا قادیانی کو آپ ابھی مکتے میں یا ان میں سے کس سے لکھیں۔ اگر لکھیں تو انہی میں سے کون کون کے نام تحریر فرمائیں۔  
پوچھا جاتا ہے آپ نے کون کون کی کتابیں مرزا قادیانی کی انہی میں سے لکھی ہیں اور کون کون کی انہی میں سے لکھی ہیں۔  
اور یہ بھی آپ نے لکھی ہیں کہ مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ

اور یہ بھی آپ نے لکھی ہیں کہ مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ  
اور یہ بھی آپ نے لکھی ہیں کہ مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ

اور یہ بھی آپ نے لکھی ہیں کہ مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ  
اور یہ بھی آپ نے لکھی ہیں کہ مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ

اور یہ بھی آپ نے لکھی ہیں کہ مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ  
اور یہ بھی آپ نے لکھی ہیں کہ مرزا قادیانی کے نام سے کتابیں ملتی ہوں۔ قرآن شریف کے زیر یا ان کے پیش سے تو کیوں نہ

خبردار متنبع ہے۔ لیکن یہ الہامی مکر نہ تو بخیرست صلی اللہ علیہ وسلم کے بااخذوں کا ہونا ہے یہ کسی زمانہ میں متنبع نہیں ہوگا۔

قرآن میں نہ تو ایسی کوئی بات ہے جس کی دوسری جگہ سے قطعاً الہام باقی ہے۔  
یاد رہے کہ قرآن میں نہ تو ایسی کوئی بات ہے جس کی دوسری جگہ سے قطعاً الہام باقی ہے۔

اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔

اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔

اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔

اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔

اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔

اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔  
اس کی صورت میں آپ قرآن شریف کی انی فی طرحت پر غور فرمائیے۔

ایمان میں اسی واسطے شان نزول اس کے متن میں مکتوبات میں رہا۔ میرے نزدیک یہ لکھنا صحیح نہیں ہے۔ اکلہا کل حبیب ہے۔ میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید کو سمجھا ہے، نہ سمجھنے کا حق ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا جو معنی قرآن شریف کے اس نے کئے ہیں۔ وہ صحیح ہیں۔ اور جن آیات قرآنی کا اس پر نزول اور رد ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو یہ بیان کرتا ہے۔

اقول وپانہ اشرفیق یہ صحیح ہے کہ خداوند تعالیٰ بولوں کا خالق ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ یہ خوب کہا کہ قرآن مجید خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں۔ اگر یہی صورت ہے تو پھر حضرت رسول اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی بھی کوئی پابندی نہیں۔ آنحضرت ﷺ پر اب ایمان لانے کی بھی پابندی نہیں۔ یہ اس وقت اور حال پر بھی جب حضرت محمد ﷺ کو دنیا میں بتید حیات موجود تھے۔ نبی اور مرہ کی بھی کوئی خاص وقت اور حال کی پابندی نہیں۔ جب چاہا کر لیا۔ تا کرنا اور پختہ فرما کر پابندیاں قرآن مجید کی دور ہو گئیں اور آپ کے ایمان کے مطابق شان نزول قرآنی بھی کوئی چیز نہیں۔ میری بانی کر کے اس کی دلیل میں کوئی سند پیش کریں جسے آپ کو ایسا لکھنے کی جرات دی اور یہ لکھنا جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اس سے مراد ایمان داروں کے اعمال صالح ہیں کہ جس کا پھل یہ عموماً قیامت تک کھائے گا۔ یہ لکھنا صحیح ہے۔ یہ لکھنا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانا کہ پھر مکتوبات اکلہا۔ الایہ اہل عمل کر سکتے ہیں کہ ہر وقت قرآن شریف میں تاویلات دیکھ کر کے اپنے مطلب کو خلاف تمام جہورا سلام اہل سنت و جماعت پیش کر سہ۔ آپ غور فرمائیں انہی باتوں کوئی مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ میرا ایمان ہے جو مرزا قادیانی نے قرآن مجید کو سمجھا ہے وہی حق ہے۔ کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ نے سمجھایا ہے جو معنی قرآن مجید کے مرزا قادیانی نے کئے ہیں وہی صحیح ہیں۔ لیکن اس کے لئے کوئی دلیل قرآن وحدیث سے بیان نہیں کی۔ میں کہوں کہ کوئی ترجمہ کل قرآن شریف کا مرزا قادیانی نے نہیں کیا اور نہ کوئی تفسیر لکھی ہے۔ آپ خود چاہتے ہیں۔ ہاں! بعض بعض آیات حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام کا مطلب اپنے ارعائے مطابقی ترجمہ یا تفسیر کی ہیں۔ وہ بھی آپس میں متفقہ۔ یہ دعویٰ اس وقت ہوتا کہ مرزا قادیانی نے کوئی ترجمہ قرآن شریف کا مکمل کیا ہوتا۔ یا کوئی تفسیر قرآن کی لکھی ہوئی۔ تب دوسرے تراجم اور تفاسیر اسلامی کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا۔ اب میں مرزا قادیانی کی قرآن نہیں جس کو ان کے خدا نے سمجھایا ہے وہ وہی مقام بطور دشمن کے نکال کر دکھاتا ہوں۔ آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔





لحفظون! آیت قرآنی کے خلاف کفر ہے۔ اس بار میں مرزا قادیانی کا ہی پہلا اعتقاد آپ کے اطمینان کے لئے نکلور رہا ہوں۔ وہ ہوا!

اور ہم جانتے ہیں کہ ساتھ اس بات پر ایمان نہ آتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب الہامی ہے اور آپ محمدؐ پر غلط اس کی شراکت اور عہدہ و حکام اور اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ جو حکام مقرر قرآنی کی تفسیر یا نسخ یا کی ایک قسم کی تجدید یا تفسیر کر سکتا ہوں۔ اگر کوئی ایسا خیل کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملعون اور کافر ہے۔

(نہر اوپہ میں ص ۱۳-۱۴، خزائن ج ۳ ص ۱۱۷)

اب آپ ہی اس پر غور فرمائیں کہ قرآن فیہ اور قرآن ہادی کہن ہے۔ بجز آپ کہن پر ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن شریف کو ایسا سمجھ ہے جو مجھے کا حق نہیں تھا اور نہ یہ قبیلہ قرآنی خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے۔

سواں چہارم۔ (الف) اگر مرزا قادیانی کے ایمانات میں تعارض واقع ہو تو ازا تعارض اس نقطہ پر جانے لگایا نہیں اور ان میں سے کسی الہام کو حق سمجھنا دے گا۔ اول کو یا آخر کو اور اس کی وجہ۔

(ب) یا مرزا قادیانی کے ایمانات میں آپ تعارض کا تصور تسلیم نہیں کرتے۔

(ج) کہ مرزا قادیانی کے ایسے ایمانات بھی ہیں جن کے معنی یا مطلب اب تک معلوم نہ ہو سکے ہوں۔

(د) جو ایمانات مرزا قادیانی کو بھروسہ دینے والے ہو چکے ہوں۔

نہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو آئندہ ہوں گے۔ نہیں۔

جواب۔ (الف) میرا ایمان ہے کہ بچے الہام میں تعارض نہیں ہوتا۔ الہام الہام میں تعارض کا تصور آتا میرے نزدیک نگہوں کا تصور ہوتا ہے۔ قرآن مجید جیسے اتم اکمل بطلیل اور

فہم و کتاب میں تعارض دیکھنے والی آنکھیں کیا رہا یا نہیں ہیں۔ فاعقبوا یا ایہا الولی الابصار!

(ب) اوپر عرض ہو چکا ہے۔

(ج) ہاں امیر المؤمنین ہے کہ ایسے ایمانات بھی ہیں جن کا مطلب بچے وقت پر

کھلے گا۔ یہاں بھی وہی مکتوبات اور محکمات کا عقد ہے۔

(د) چٹکوں کے متعلق میرا ایمان ہے کہ اکثر چوری ہو چکی ہیں۔ بعض اسکی

بھی ہیں جو آئندہ چوری ہوں گی۔ انک وہفہ تعالیٰ!

اقول واللہ انتو قی! (الف) بے شک ہے الہامات میں تعارض نہیں ہوں  
 گے ہیں۔ مگر سوال تو یہ تھا کہ مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض ہے یا نہیں۔ اس کا جواب آپ  
 نے نہیں دیا۔

جو تعارضات منظر میں آ رہے تھے ان کا رد فی الواقعہ سچے نہیں ہیں۔ یہاں کسی کی آنکھوں  
 کا قصور نہیں۔ بلکہ ہم یا ہم کا قصور ہے۔

(الف) مثلاً مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ میری عمر اسی سال کی ہے۔ پھر الہام ہوا  
 کہ اسی سال یا اس سے کم و بیش۔ پھر الہام ہوا کہ اب میری عمر پچھو سے سال کی ہو گئی ہے۔ پھر  
 الہام ہوا کہ میری عمر قریب نو گلی ہے۔ پھر الہام خدائی ہوا کہ میری عمر بڑھا دوں گا اور تجھے  
 دس تیر کی آنکھوں کے سامنے مصائب نفل کی طرف تادیب ہو جائے گی۔

(ب) پہلے الہام ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں  
 گے۔ پھر الہام ہوا کہ جیسی مسلمان فوت ہو چکے ہیں۔ اب دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ غی  
 ہذا القیاس بہت سے تعارضات ہیں۔ آپ غور فرمائیں اس میں کسی کی نظر کا قصور ہے یا واقعی  
 ہم یا ہم کا۔ قرآن شریف میں تعارضات مرزائی احمدی صاحبان کو نظر آتے ہوں گے جو اس بات  
 کے بھی قائل ہیں کہ قرآن میں نعوذ باللہ گندی گالیاں بھری ہیں۔

(ب) سوال یہ تھا کہ آپ مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض کا وقوع تسلیم نہیں  
 کرتے۔ مگر اس کا جواب صرف یہ دیا کہ ”اوپر عرض کر چکا ہے۔“ خیر صحیح اور صاف جواب مطابق  
 اس کے شایانہ آپ کے القیاس میں ہے۔

(ج) ہاں ایہ آپ کا ایمان ہے کہ بعض الہامات کا مطلب اپنے وقت پر رکھے گا۔  
 آپ فرماتے ہیں کہ اسنا ماول ”ارینا حاج“ (ہمارا رب مانگی ہے۔ اس کے معنی اب تک معلوم  
 نہیں ہوئے) اس کا مطلب کب کھلے گا اور کیا معنی نکھیں گے۔ ہم صاحب قوت ہو گئے۔  
 ۳۰۲۵ سال تک مطلب اور معنی معلوم نہ ہوئے۔ اب تو کوئی سمجھتا ہے کہ الہام کے مطلب اور  
 معنی معلوم ہونے کی نہیں رہی۔ الہام بھی ایسا کہ خاتمہ خداوند تعالیٰ کی نسبت وہ بھی مستحکم ہے۔

(دیکھو بڑا دھڑلہ پڑ گیا کتاب کا صفحہ ۵۵۶، ج ۱، ص ۶۶۶)  
 دوسرا الہام ”هو شعنا نغسا“ یہ دو فقرے شاید عبرانی ہیں۔ ان کے معنی اب تک اس  
 عاجز پر نہیں کھلے۔ پھر انگریزی الہام ہوا اس کے معنی بھی معلوم نہیں۔

(۱۰ جون الہام ص ۵۵۶، شیعہ نمبر ۲، ج ۱، ص ۶۶۶)

فرمایا: انہما منیٰ معنی وہ مطلب سب کھلیں گے۔ نبی مرزا قادیانی ہی نہیں رہے۔ سنت اللہ یہ نہیں ہے کہ علم پر الہاموں نے معنی اور مقاب نہ کھلے ہوں۔ میں پر آپ نے عقابہات اور تعلقات کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اس کی بحث آپ تمنا یہ: حیرت میں زبردت شریف ہو الہی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات منہن ام الکتاب واخر منسابہات! اس دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی جن آیات کے معنوں میں کسی طرح کا کوئی شبہ نہ ہو وہ حکمت میں سے ہے۔ مثلاً اللہ ربی وربکم اللہ تعالیٰ ہی یہ اور تمہارا رب ہے۔ یہی طرح مرزا قادیانی کا الہام مرصع عاج بہار رب عاتق ہے۔ اس نے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ یہ ملنا۔ متقابہ نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح پہلے الہام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کو دوبارہ دنیا پر تشریف آرا ہیں سلام ہو تمام قافق اور اقطار میں پھیلا دیں گے نجات سے ہے۔ پھر یہ الہام کہ عیسیٰ علیہ السلام سر پہنچے ہیں۔ اب دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ یہ الہام بھی تحفہات میں سے ہے۔ الہامات وہی عقابہات یہ ہیں۔ مثلاً خداوند کریم کے ہاتھ پاؤں صورت شعلہ العرش علی العرش المستوی یا تروئے متعصا ہے ہیں۔ مرزا قادیانی کے الہامات تحفہات سے بھی ہیں۔ خواہ خود ان کو ان کا پتہ ہے یا مطلب اور معنی معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن آپ کا یہ ایمان کہ بعض الہاموں کا مطلب پھر کسی وقت آئے گا۔ یہ کڑی تحفہ نہیں۔ یہ دوسری قادیانی غور فرمائیں۔

فہتسروا یا اولی الامصار!

(د) پیشگوئیوں کی نسبت آپ کا ایمان یہ ہے کہ اکثر پوری جو بھی ہیں اور بعض جو پوری نہیں ہوئیں۔ وہ آئندہ پوری ہوں گی۔ لیکن میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی کی ایک بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور آئندہ کوئی پیشگوئی پوری نہ ہوگی۔ خواہ تفصیل وار فیصلہ کر لیں یا بطور حوت ملتے ازخود اور دیکھ لیں جو پیشگوئی مرزا قادیانی نے کی یا خود برعکس لکھا ہوئی یا بعض نقلیات ہوئی۔ مثلاً

پہلی پیشگوئی۔ سب سے پہلے فرزند ارجمند کے بیٹا نے کی پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں کی۔ اس فرزند الہامی کی تعریف یہ کہ مظهر الحق والعلیٰ کل اللہ نزل من السماء یعنی وہ لا کا مظهر حق اور عالی رتبہ ہونا۔ تو یا خود خدا آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اس کے پڑوں سے بادشاہان برکت پائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ اس کے برعکس لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اب تک وہ لا کا الہامی پیدا نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی بھی چل بیٹے اور اب آئندہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہو سکتی اور نہ ہوگی۔



دوسری پیشگوئی: محمدی بیگم کے ساتھ بڑی محمدی کے ساتھ اپنا نکاح کا اہام سے ہو  
 ظاہر کیا۔ حتیٰ کہ آسمان پر اس کے ساتھ نکاح ہو چکا ہو ہے۔ جب والدین محمدی بیگم نے نکاح کے  
 دینے سے انکار کیا تو بہت سے غلو متذہب کے خلاف ان کو لکھ (یہ غلو مدہری کتاب میں چھپے  
 ہوئے ہیں) اور بہت طلاق و حاق کی کینکڑ۔ جب انہوں نے نکاح دوسری جگہ کر لیا تو پھر اہام ہو  
 کہ محمدی بیگم کا باپ اور اس کا خاوند و حاقی سال کے اندر مرجہ نہیں گئے اور وہ بیوہ ہو کر میرے نکاح  
 میں آئے گی۔ لیکن افسوس ۸۸۸۸ء کا اہام اب تک نمودر میں نہ آیا اور جب کسی نے اعتراض  
 کر کے اہاموں کو غلط ثابت کیا تو مرزا قادیانی اور دیگر مرزائیوں نے کہا: دیکھ کہ اہام کی ایک  
 ۵۵ گت نوٹ چکی ہے۔ دوسری بھی نوٹ جاوے گی۔ یعنی مرزا احمد بیگ مدہ محمدی بیگم تو مرجہ ہے۔  
 اب اس کا خاوند سلطان محمد بھی مرجہ ہے گا۔ مسلمانوں بیوہ یوں کا یہ اعتراض کمال از وقت ہے۔  
 جب تک محمدی بیگم نہ مرجہ جائے یا اس نہ مرجہ جائے تب تک یہ اعتراض مانہ نہیں ہو سکتا۔ فرمائیے!  
 ایسی باتوں کا کیا سنا۔ مرزا قادیانی تو اپنے مقدر کی جگہ پہنچ گئے۔ اب اعتراض ہو تو کس طرح اور  
 کس پر۔ مرزائی محمدی صاحبنا ایسے ہیں کہ وہ بھی کہے جاتے ہیں کہ جو پیشگوئیاں پوری نہیں  
 ہوئیں۔ وہ آئندہ کو پوری ہوں گی۔ برا و میرانی! ذرا غور فرمائیے کہ یہ پیشگوئی آئندہ کس طرح  
 پوری ہوگی۔

تیسری پیشگوئی: مرزا قادیانی کا اہام ہنسرد الیک امورا المشیبات سیماسی  
 علیک ز من العشاب الخ۔ تیرے پر جوئی کا زمانہ لایا جائے گا اور تیری بیوی کو بھی جواں  
 بنایا جائے گا۔ (انبارہ۔ من ۲ نمبر: ۱۴۳۴ء یعنی ۱۹۱۶ء۔ تکریم ۷۷)

فرمائیے! پیشگوئی: تب پوری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے دھروں کے خلاف نہیں کرتا۔ اللہ  
 قرآن ۱ شریف۔

۲۔ یہ تمام پیشگوئیاں ایسی ہیں جو خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 کا حکم اور وعدہ ہرگز نہیں ملتا۔ اگر ایسا ہو تو پھر خدا اور اس کے اہاموں پر سے نقل اعتبار و ہنر  
 جائے۔ ایسا گمان بھی دل میں نہ لانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فلا تحسبن اللہ مخلفاً  
 وعده رسلہ ان اللہ عزیز ذو العتق (مرید: تترجمہ)۔ پس ہرگز مست گمان نہ کر اللہ کو کہ  
 خلاف کرنے والا ہے اپنے وعدہ کو اپنے پیغمبروں سے جمعیت۔ اللہ غالب ہے بدلائنے والا۔ تمام  
 قرآن کریم میں وعدہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔

چوتھی پیشگوئی: ااکثر عبدالکیم خان صاحب دو دیگر مخالفین تیری آنکھوں کے سامنے  
دوسرا بلی کی طرف بیدار اور جلاک ہو جائیں گے۔ فرمائیے ایہ پیشگوئی کب پوری ہوگی۔  
پانچویں پیشگوئی: ایشیہ تیری عمر یہ عداوت کا۔

چھٹی ۱۷ مولوی محمد حسین تو بہ کر کے میری طرف رجوع کرے گا۔  
ساتویں ۱۸ غلام علیہ کا منزل مبارک احمد فوت شدہ کے پیدا ہوگا۔  
آٹھویں ۱۹ مکی نزلے کی بشارت جو زندہ رہے گا۔  
نویں ۲۰ شورش اور شنگ لڑ کا پیدا ہوگا۔

دسویں ۲۱ عالم کیاب لڑ کا پیدا ہوگا اس وقت تمام عالم کیاب ہو جائیگا۔  
گیارہویں ۲۲ خواجہ تین سے تیرا نکاح ہوگا۔ ان سے تیری نسل بہت ہوگی۔  
بارہویں ۲۳ تیرے مخالف رسوا ہو گئے۔ تیری تمام دعائیں قبول ہوگی۔  
تیرہویں ۲۴ اس سال ۱۹۰۷ء یا اگلے سال ۱۹۰۸ء کا مومن بہت بڑے گا۔

چودھویں پیشگوئی: ملا محمد بخش، محمد حسین تپتی، مولوی محمد حسین، ذلیل ہو کر مریں  
گئے۔ تین سال میں ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ تک۔

پندرہویں پیشگوئی: پانچویں فرزند کے پیدا ہونے کی مندرجہ ذیل سوہب الرحمن میں ۱۳۹  
جوانی ۱۹۰۱ء اور ۱۳۹۰ء اور ۱۳۹۰ء کی پیشگوئیاں ہیں جن کے پورے ہونے کی کوئی امید نہیں۔  
آپ خود فرما کر ایمان سے کہتے ہیں یہ پیشگوئیاں کب پوری ہوں گی۔ لڑکوں کا پیدا ہونا تو قطعی جائز ہے۔  
خواجہ تین سے نکاح بھی موقوف ہو گیا۔ عمر بچائے بڑھنے کے ٹکٹ نئی۔ جوانی کی خواہش جاتی رہی۔  
پہلی بیوی کی بھی جوانی نداد۔ لاکڑ عبدالکیم خان صاحب وغیرہ خدا کے فضل زندہ موجود ہیں اور  
مرزا قادیانی خور اپنی پیشگوئی کے مصداق میں نیچے آئے۔

سوال: تھیم، تصانیف و ایقات و اشتہارات و دیگر وغیرہ جو مرزا قادیانی کے  
ہیں۔ مثلاً حکیم نور الدین، ساووی عید انگریز، مولوی محمد احسن امروہی، مرزا خدا بخش، محمد اسماعیل  
وغیرہ ہم صاحبان کے ہیں وہ بھی قاتل سند ہیں یا نہیں۔ درآئیکہ وہ تصانیف مرزا قادیانی کے  
ملاحظہ میں آج بھی ہوں اور مرزا قادیانی نے پسند فرمایا ہو۔

جواب: حکیم نور الدین صاحب قبلہ مولوی عبدالکیم صاحب مرحوم فاضل امرہ  
صاحب مخدوم مرزا خدا بخش صاحب اور محمد اسماعیل صاحب کو بڑے پایہ کے انسان اور با خدا  
بزرگ، سچے مسلمان اور پاک سمونہ جانتا ہوں اور ان کا کلام کسی حد تک قابلِ سند ہے۔

اقول: ہاں اللہ التوفیق۔ حکیم نور الدین نے مرزا قادیانی کو عرض خطی طور پر مسج کیا ہے۔  
 جیسے جیسوں کو سراط اور بقرہ وغیرہ لغو سے لکھ دیتے ہیں۔ مسیح موعود اور مسیح ابن مریم نہیں مانا۔  
 جو مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے۔ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح ابن مریم کو کوئی جگہ بے باپ ہونا مانا ہے  
 اور کئی جگہ یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے۔ جیسے ازالہ ابام میں لکھتے ہیں: ”کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم  
 نے اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔“

(ازوالہ ابام ص ۲۸۳ جزائن ص ۳ ص ۵۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: ”یوسف مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع  
 کے ختی بھائی اور بہنیں تھیں۔ یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“

(مکتبی نور حاشیہ ص ۱۹ جزائن ص ۱۸)

مجھے! یہاں مرزا قادیانی کے فرمان کے مطابق یسوع بھی ہیں اور مسیح بھی ہیں جن کی  
 بابت فرمایا ہے کہ: ”یسوع میرا واقف نہیں۔“ آپ کسی آیت اور حدیث شریف سے ثابت کریں  
 مگر حضرت مسیح علیہ السلام بے باپ بنے تھے۔ بلکہ یوسف نجاران کے باپ تھے۔  
 برکت نہیں۔

حکیم نور الدین بھی پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہونے سے اب  
 ان کا ایمان بھی اس بات پر قائم نہیں رہا۔ وہ اپنے رسالہ نور دین میں لکھتے ہیں: ”قرآن شریف  
 میں نہ حدیث میں نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے صوفیا و کرام کے اقوال میں یہ حکم ہے کہ مسیح کو بے باپ مان  
 کر ایمان لاؤ۔“ پھر لکھتے ہیں کہ: ”میں خود مدت تک ہائیکہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہے  
 اس بات کو ماننا رہا ہوں (یعنی مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے) مگر اب میں اس بات کا قائل نہیں  
 رہا۔“ (محقق ملاحظہ ص ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶،

تب اس پر ایمان لانا چاہئے۔ باقی نہیں۔ کیا سب سے پہلے اہل دلت الکتب لاریب عیب سے  
 مطابق کل قرآن شریف من اولہ و الآخر پر ایمان لانا حکیم صاحب کے لئے ضروری نہیں۔  
 برآیت شریف الذی فرصر علیک القرآن اوردت شریف یا ایہا الدین آمنوا آمنوا  
 باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ یعنی اے ایمان والہ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ  
 پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب قرآن شریف پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول آخر ﷺ  
 پر نازل کیا۔ تیسرے حکیم صاحب کو ان آیات پر ایمان لانے کا حکم نہیں۔ تیسری ردقی کی یہ طیفیت میں  
 جو نوویہ کیا سمجھتا ہے۔ کیا محب منفق ہے۔

پھر حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں بھی کہیں حکم نہیں کہ حضرت مسیح علیہ  
 السلام کو بے باپ پیدا ہونے پر ایمان لانا۔ یہ بھی ہمہ افغانی حکیم صاحب کا ہے یا بے علم کا  
 موجب۔ دیکھو حضرت رسول آخر ﷺ اس طرح فرماتے ہیں۔ حدیث شریف: عن عبد  
 بن الحسام قال قال رسول اللہ ﷺ عن شہدان لا الہ الا اللہ وحده لا  
 شریک لہ وان محمد عبده ورسولہ وان محمداً عبداً للہ ورسولہ ولبز انہ  
 وکلمتہ القبا انور مرید ہو۔ معہ و السعة والغار حو۔ انخلہ اللہ الجنة علی ما  
 قدر۔ عن العبد المذنب۔ مسلم ج ۱ ص ۵۵۵ باب الذلیل علی ان من مات علی  
 التوحید۔ الخ۔ حدیث بحوالہ ص ۵۵۵ باب الذلیل الذلیل لا یطوئ ذمکم و سب احمد  
 ج ۲ ص ۳۱۳، ۳۱۴

ترجمہ۔ ”عبداللہ بن مسعود سے ہے کہ فرمایا رسول آخر ﷺ نے کہ جو کوئی گواہی  
 دے کہ اس بات کی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اللہ واحد ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور  
 میں ہمت کی بھی گواہی دے کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس بات  
 کی بھی گواہی دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور اپنی لونڈی  
 (مریم علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔ کلمہ گن سے (بے باپ) پیدا ہونے جو مریم کی طرف ذمہ لیا تھا  
 خدا کی طرف سے روت ہے (زندہ کرتے تھے مردوں کو) اور اس بات پر بھی ایمان لائے کہ  
 بہشت اور دوزخ حق ہیں۔ داخل کرے گا اللہ تعالیٰ (اس شخص کو جو ایسا ایمان ناکر شہادت دے جو)  
 بہشت میں۔ خواہ عمل اچھا کرنا ہو یا برا۔“

یہ حدیث شریف صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اب آپ خود فرمائیں  
 کہ یہ حکیم صاحب کی کیسی زبردستی اور دین اسلام سے اجاہی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی حدیث

میں آج علیہ السلام کو بے باپ نہ ماننے اور یحییٰ لائے گئے لئے غلط نہیں ہے۔ اس سے قرآن شریف اور حدیث شریف دونوں کا انکار کر دیا۔ نہیں پہلے ایمان میں نہ اس پر تھہر چکے ہیں اس لیے کہ ایمان صحیح صبیحہ و شام کے ہے باپ ہیں انہوں نے پر نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ انہیں نصیحت اور غلطی سے منع فرماتا ہے۔

مرزا یحییٰ علیہ السلام کا یہ تھا کہ اس آیت قولہم علیٰ صریح بہتاناً عظیمہ کے ہے۔ ہاں! یہ بھی باور ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا ہے باپ پیدا ہوا قرآن شریف نصیحت اور حدیث صحیحہ اور ایمان امت سے ثابت ہے۔ اس کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔ اس بارہ میں مرزا قادیانی کی یہی اپنی تحریر آپ کے اطمینان کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں: ”جو شخص اس بارہ میں شریعت محمدیہ میں کسی کی دشمنی کرے یا کسی ایمانی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا کا عذاب ہے۔ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔“

(جلد دوم، غرض مسلم، ص ۱۰۳، ج ۱، ص ۱۵۵)

سوال ششم: ”وہ تصانیف مرزا قادیانی، قدیم نور الدین صاحب طبعیت مسیح (یعنی مرزا یحییٰ) میں مختلف ہو تو میں نے تحریرات علی سند بھی مسموعہ کی۔“

جواب: ”یہ ایمان میں مسیح اور علیہ السلام کے مختلف نام ممکن بغرض محال توپ کی خاطر مان بھی لوں تو مسیح و قدیم نور الدین۔“

”تو تو بالہ التوفیق آپ کے جواب کی طرز یہ ظاہر کر رہی ہے کہ مسیح اور علیہ السلام دونوں مسیح ہی آدمی ہیں۔ جن کے نام یہ کوئی فکر تعظیماً آپ کے ایمان اور عقائد کے مطابق نہیں ہونا چاہئے۔ میں اگر حضرت مسیح علیہ السلام میں یہ علیہ السلام کا نام لوں تو ضرور ہے کہ صبیحہ السلام کہوں۔ انہیں باتوں سے میں اختلاف نہ ہوں کہ آپ مرزا قادیانی کو مسیح موعود تصور نہیں فرماتے۔ جیسے کہ مرزا قادیانی کا خود دعوئی ہے اور وہ مرزا قادیانی الہامی مانتے ہیں۔ آپ نے انہیں بھی کوئی کلمہ تعظیماً ہوا یا لفظ نہ سنا ہے نہ وہ کچھ نہیں لکھا۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت و رسالت و الوہیت میں کلمہ چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کو تمہیں اور فرضی طور پر حکیموں کے سقراط بقدرہ کے معنوں کی طرح مسیح و زمان مانتے ہیں۔ اس کے لیے انکی ایک نام نہ اس وقت مسیح ان زمان موجود ہیں۔ موعود و موعودین صبیحہ و شام کے لکھتے ہیں۔“

”ختم نبوت نے اہل اسلام اور مطالعہ اور فاضلین نے غلطی کو محروم لے نہیں لیا۔ اسلام میں میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس فتنہ راہی سے فیضیاب ہوئے۔“

دیکھو حالات شیخ عبدالقادر جیلانی دشیخ محی الدین ابن عربی، شیخ مصعب ابن قیس، شیخ فرید شکر  
شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلوی، عبداللہ غزنوی  
وغیرہ اولین، اور ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا قادیانی۔

(بعض ائمہ حق براہین لاء یہ مصنفین مکتوبہ امین صاحب جامعہ المسیح)

دیکھئے آپ کے خلیفہ مسیح اپنی کتاب میں ان بزرگانِ ہندو جہاں کے نام لکھے کہ  
مرزا قادیانی کو ان کے مساوات میں نہ کر رہے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی خود دیکر مرزائی صاحبان  
جیغیڑی، درنہوت و رسالت میں واقعی ایمان لائے کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ کلمات تعظیمی سے لکھے  
رہے ہیں۔ لیکن خود خلیفہ صاحب نے کوئی کلمہ تعظیمی حضراتِ اولیاء پر مرحمت اللہ تعالیٰ علیہم جمیعین  
کے اسماء مبارکہ پر نہیں لکھا۔ بلکہ صرف ان کے معمولی طور پر ان کے نام لکھے کہ وہ لکھ دیا۔  
اس سے تعظیم صاحب کی دینی واقعیت بھی عیاں ہے۔ خیر اس تحریر سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ حکیم  
صاحب ان بزرگانِ عظیم ارحمہم الرحمن کے نام لکھے ہیں اولیاء کرام میں شمار کرتے ہیں اور یہی  
مرزا قادیانی کو بھی مانتے ہیں اور خداوند کریم کا مکالمہ اور مخاطبہ ان سے قبول کرتے ہیں۔ اس پر  
میں بہت خوش ہوں گا کہ آپ ان بزرگانِ متولہ و مسلمہ آپ کے خلیفہ مسیح کے ان کے اقوال  
واقعال سے مقابلہ کر کے مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق فرمائیں گے۔ ورنہ میں تیرے ہوں کہ ان  
بزرگانِ ادیباء و حکماء کے اقوال اور افعال سے مرزا قادیانی کے تمام دعوؤں کی تہذیب و کھادوں جو  
آپ پسند فرمائیں وہی کر لیا جائے۔

سوالِ ہفتم: سورجی نبی ہوتا ہے یا نہیں اور ماسور کا کیا کام ہے۔ ماسور کا منکر اور  
مکذّب مسلمان ہوتا ہے یا کافر؟

جواب: ہاں ماسور نبی ہوتا ہے۔ نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ میری سمجھ میں کافر  
کے معنی ہی انکار کرنے والے کے ہیں۔

اقول وہاں خدا تعالیٰ: یہ جواب سب کا خوب ہے کہ انہر سورجی ہوتا ہے یا نہیں۔ تو  
اس سے ثابت ہوا کہ ماسور انہر نبی نہ ہوتا ہے۔ یعنی ماسور نبی بھی ہوتا ہے اور ماسور نبی نہیں  
بھی ہوتا۔ سوال کا صاف جواب آپ نے نہیں دیا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ نبی کا منکر اس کا کافر  
ہوگا۔ یعنی جو شخص کسی نبی کا منکر ہوگا وہ اس نبی کا کافر ہوگا۔ خدا کی یا شرعی کافر نہیں جس کسی کا کوئی

۱۔ محمد شمس  
۲۔ محمد شمس  
۳۔ محمد شمس  
۴۔ محمد شمس  
۵۔ محمد شمس  
۶۔ محمد شمس  
۷۔ محمد شمس  
۸۔ محمد شمس  
۹۔ محمد شمس  
۱۰۔ محمد شمس  
۱۱۔ محمد شمس  
۱۲۔ محمد شمس









سوال نمبر بروز کے کیا معنی ہیں۔ بروز کی کوئی بھی جگہ نہیں ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کا منکر و رکنہ یہ بھی مسلمان ہوتا ہے یا نہیں۔ بروز کی کوئی بھی جگہ یا مکان نہیں ملے گا اسلام ہر جگہ یقین میں ہے یا نہیں۔

جواب (الف) عین صحت ہے۔ اور بروز بروز، بروز میں ہوتا ہے بروز یا۔

(ب) نبی کے منکر و مسلمان سمجھتے ہوئے میں نزاع ہوں۔

(ج) ایذا ہر روز یہ رنگ میں چھٹی نبی ہوا ہے۔ عظیم الصلوٰۃ والسلام

اقول و باللہ التوفیق۔ مہر نوی سر صاحب یہ جواب بھی میرے سوال کے مطابق نہیں

ہے۔ میں نے تو صرف لفظ بروز کے معنی دریافت کئے تھے۔ آپ نے اس کا جواب دیا کہ یہی معنی ہے۔ بروز بروز ہے۔ یہ تو کوئی معنی بروز کے نہیں ہیں۔ مفصل و فوری اس کے میں عرض کر چکا ہوں۔ خواہ آپ دانستہ یا غافل فرمائیں۔ (ج) جو آپ نے ایذا کا بروز آپ رفق میں چھٹی خلیہ اسلام ہونے میں لکھ ہے یہ بھی عجیب ہے۔ قرآن شریف اور احادیث شریف میں ایذا نام کسی نبی علیہ السلام کا نہیں آیا ہے۔ اہل حضرت انبیاء علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ آپ بروز میری نبی اس کا جوت اس بات کا کسی آیت یا حدیث یا کسی دینی کتاب سے مراد فرمائیے کہ ایذا حضرت یحییٰ علیہ السلام سے بروز تھے۔ سوائے کسی شرعی جوت کے انہی باتیں قبول کرنا اسلامی اصول کے برخلاف ہے۔

لیجئے انداز کے نقص سے سوالات مندوبہ جو عریضہ خود دار جوابات مندوبہ خود تمام جناب کو شکر کر چکا۔ سوال و جواب نمبر دوم کے متعلق سوال و جواب اول میں مفصل لکھا جا چکا ہے۔ اب میں آپ کے اشتہار معیار صداقت کی نسبت مختصر عرض کرتا ہوں۔ صرف دو باتیں پیش کر دوں گا اور اصل معیار صداقت قرآن شریف سے آپ کی ہی پیش کردہ آیت سے جو آپ نے اپنی معیار صداقت کے نالغیج کی پیشانی پر نصف نوی میں لکھی ہے۔ اسی سے صداقت اسلام جائز صداقت مقصدین و مخصوص حضرت سراج الامت دلائل حضرت امام اعظم اور ان کے تلامذہین مومنین صالحین کی تفسیر میں اختلاف ہوگی۔ کچھ جواب پہلے رسالت کے بارے میں آچکا ہے۔ اس میں سے چند فقرات کا اقتباس کر کے جواب لکھتا ہوں اور پھر دو آیت شریف ان فسی هذا البلاغا نعوم علیہم ان فی قولی عرض کروں گا۔ آپ یوں فرماتے ہیں

”وہ ایمان در آپ خوب جانتے ہیں کہ خدا ہمارا دہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا

ہے۔ خاتم النبیین ہمارا نبی ہے (ﷺ) اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے سوا کوئی نبی نبوت اور نبی نہیں آ سکتا ہے۔ کتاب ہماری قرآن ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آ سکتی۔ دین ہمارا اسلام ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے بعد کوئی دین نہیں آ سکتا۔ شریعت ہماری وہی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوش کی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ قبلہ ہمارا وہی ہے ایمان یا توحید بالملائکہ یا لکتاب یا رسالت یا تقیامت بالقدیر و شریعت ہے بکلمہ وہی ہے حج وہی ہے و زکوٰۃ وہی ہے نماز وہی ہے روزہ وہی ہے اور امر وہی ہیں، نواہی وہی ہیں، وہی حلال ہیں، وہی حرام ہیں، اہل قرآن ہم بھی ہیں۔ مگر اسوہ حسنہ اور حدیث سننے سے منکر نہیں۔ اہل حدیث ہم ہیں۔ مگر فقہانہ اور نیا، اکابر مذہب کے دشمن و شکر نہیں۔ اہل باطن اور صوفی ہیں اور صوفیہ کرام اور اہل باطن کا احترام کرتے ہیں۔ (بلفظ معیار صدیقہ ص ۷۰)

مولوی صاحب، معاف رکھئے گا۔ یہ باتیں صرف کہنے کی ہیں۔ عمل کرنے کی نہیں۔ بلکہ اہل ان کے برخلاف ہے۔ "لم تقولون ما لا تفعلون" (صف ۲۰) اور ان مفلوحوں مفلاتہ (صف ۳۰) "تکلموا وادعوا لی پر وادعائیں۔ لیجئے! میں مختصر آپ کی ان عقائد، مذہبی باہتہ نمبر وادعائیں کرتا ہوں اور ان پر خدا کے لئے خود فرماتے جائیں:

آپ کے فرضی عقائد:

- ۱ ہمارا خدا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا۔
- ۲ خاتم النبیین ہمارا نبی ہے۔
- ۳ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔
- ۴ کتاب ہماری قرآن ہے۔
- ۵ دین ہمارا اسلام ہے۔
- ۶ شریعت ہماری وہی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوش کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔
- ۷ قبلہ ہمارا وہی ہے۔
- ۸ ایمان یا توحید۔
- ۹ ایمان بالملائکہ۔

۱۰ ہیں! حضرت محمدی علیہ السلام پر آنے میں ضرور تحریف لائیں گے۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔

یہاں یہ کتاب ۔



۹ نہیں بلند فرشتے کوئی بیٹھیں۔ سیارات اپنا کام کرتے ہیں۔

۱۰ تیسرے میں آچکا ہے۔

۱۱ شمس بیکہ مرزا قادیانی کا اپنا الہام قبل بالایہ الناس امی رسول

اللہ البکم جمعاً (۱۔ علامہ احمد) ان لوگوں کے تہذیب کے جس تمام سب کے ذریعہ اللہ کی طرف سے رسول ہوئی۔

۱۲ یہ بھی تھا۔ مرزا قادیانی کو فرضی ایمان اس طرح پر ہے۔ آمضت باللہ

والعسلکنہ وکتبه ورسوله وامنعت بعد العوت "واللہ مرزا قادیانی کا اہتمام وکتبہ ۱۹۹۱ء

تک پہلی، مجدد و شہادت کی سن ۱۹۹۳ء۔ چہ مرزا قادیانی کا اپنا ایمان اپنے الہامات کے خلاف ہے۔ علامہ احمد میں قیامت اور تقدیر۔ غیر شرعی کوئی ایمان نہیں۔

۱۳ یا اس کی شکل بہت سے خاندان اور آریہ ہندو وغیرہ لوگ بھی پڑھ لیتے

ہیں۔ محمد قادیانی۔

۱۴ مسلمانوں کا حج فریضہ کہ یہ اللہ شریف میں ہوتا ہے۔ اور مرزا قادیانی اور

ان کے سربراہین کا حج قادیان میں۔ فرمائیے مرزا قادیانی نے حج فرض کو ادا کیا۔ یا کسی مرزا قادیانی

تہذیب نے کبھی حج کو ادا کیا۔ یہ گڑبگ نہیں۔ چراغ وہی کیا ہو۔ مرزا قادیانی در آخر مرزا قادیانی مسئلہ قبول

بالک نہایت با استطاعت ہیں۔ محمد کی کائنات نے نام تک نہیں پایا۔ قبلہ اور حبیب اللہ شریف کی

طرف رخ نکلیں کیا۔

شاید آپ یہ کہیں۔ مرزا قادیانی کو حج کرنے کے واسطے امن نہیں تھا۔ خوف تھا۔ اس

لئے انہوں نے حج نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں یہ محض دعویٰ اور دھوکا ہے۔ جب مرزا قادیانی کا الہام

تجلی واللہ بعصمت مر الناس موجود ہے۔ اور یہ بھی عقل اور تہذیب سے کو مجھ کو کوئی ضد نہیں

پہنچ سکتا۔ پھر حج کرنے میں کوئی امر یا نہی ہو۔ یا یہ کہ الہام پر ایمان نہیں بھینچیں۔ یا مسیحائی کا

کوئی اثر نہیں۔ چاہئے یہ تھا کہ عہد اللہ شریف میں حج کے لئے جاتے اور وہاں اپنا دعویٰ پیش

کر کے عدل و حرمین شریفین زاد اللہ ثناء و تہذیب کو اپنی مسیحائی کی تاثیر سے مغلوب کر کے اسے

متواتر الہام قطعاً کتب اللہ لا غلبین انا اور مسلمی سید عالم کی طرف سے کوئی دعویٰ لیتے۔ پھر کیا

تھا۔ کل جہان مرزا قادیانی کو مان پتا اور حق کی کھرب بھی صاف ہو جائے۔ مگر غسوسی، افریق صرف

حجے اور جھوٹے کاشی ہے۔



جہنے اغور فرما، ایسے اکثر حدیث اور اسوہ حسنہ کے منظر، ایسے ہی جو سنے چاہئیں۔ صرف دو ہی حدیثیں بطور نمونہ حاضر ہیں۔ جہاں چاہا مان گیا۔ جہاں چاہا انکار کر دیا۔ انکی بہت سی حدیث ہیں جنہیں کانکار کیا گیا ہے۔ یا تو یہ تھا کہ اس حدیث سے جس کو مرزا قادیانی بوجھ بخاری اصح المکتب میں درج ہو۔ نے کہ بڑا بزرگ سے حضرت مسیح مایہ اسلام کی وفات اور ان کی قبر کو باز، تمام میں ثابت کیا تھا۔ نہیں اب کوئی اور حدیث پیش نہیں کی۔ صرف ٹھیکہ نور الدین کے کہنے سے مرزا حدیث کی قبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ثابت کر دی۔ اور خود ہی حدیث صحیح سے انکار کر دی۔ ٹھیکہ نور الدین کی کلام کو مانع حدیث صحیح حضرت علیہ السلام فراموش کر دیا۔ انہوں نے مرزا قادیانی کی اختلاف بیان پر کچھ تو ذلیل فرمایا۔

۲۱۔ ہاں انہیں شک پیش نہیں ہیں۔ لیکن دوسری فراموش ہیں۔ مرزا قادیانی نے حضرت رسالہ انور علیہ السلام کے برابر ہیں۔ بلکہ ان سے افضل (نور دہا) (توقہ کر فتنہ کس حساب میں ہیں؟) انہیں آپ پر فرما رہا ہے کہ مرزا قادیانی پر یہ زیادتی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو افضل کہیں نہیں کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مرزا قادیانی تو حضرت علیہ السلام سے معراج و مساجی کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن اپنی زیادتی میں کہتے ہیں کہ میں نے قضا و قدر کی مسلوں پر خداوند تعالیٰ کے دستخط کروا لئے۔ اس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے قلم کو چھڑکا۔ اس کی پھینکیں میرے کپڑوں پر پڑیں۔ چمکہ مہدی اللہ سناری میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نوچا پر بھی پھینکیں پڑیں۔ کپڑے موجود ہیں۔“ (دیکھو، جہنم آریہ شاہد ص ۱۲۲، خزائن ص ۱۸۰)

فرمایا: سیاسی کی چھینکیں مرزا قادیانی نے پڑوں پر پڑیں اور اسی نے اجماع تمام کسم سے جب ایسا ہو تو مرزا قادیانی خدا کے پاس موجود تھے، نہ کہ مجھے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت سیاسی کی چھینکیں کوئی کے پرانے قدر نے ٹنگ لایا اور مرزا قادیانی خدا کے پاس ایسے ہی بیٹھے ہوئے تھے جیسے صاحب نیکی کشہ جاسلمہ ان۔ لیکن حضرت رسول خدا ﷺ کو ایسا رہا اور عزت نہاں کہ خدا نے پاس بیٹھ کر قضا و قدر کی مسلوں پر دستخط کر دی۔ میں لااحول ولا قوۃ۔ یہ جیسے ہو سکتا ہے کہ قضا و قدر رکھی جا چکی۔ اس کی دوسری حدیث جو تھی۔ اب نئی قضا و قدر مرزا قادیانی نے شروع کر دی۔ یہ غیبت کی تخریب ہے۔

دوسرے... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”بہت باتیں ایسی ہیں جو آنحضرت ﷺ کو معلوم نہ ہوئیں اور وہ مجھ کو معلوم ہوئیں۔“ (دیکھو ذیل، ابام ص ۶۹، خزائن ص ۳۳۳) یہ دعویٰ بھی کیا کہ



حضرت رسول کریم ﷺ کی فتح سیفی ہے۔ میری فتح روحانی ہے۔ اور روحانی فتح سیفی سے زیادہ دیر پا ہوتی ہے۔ اور آنحضرت میں جلال بھی تھا۔ میرے اندر جلال ہی جلال ہے۔ اپنا تفوق۔  
 سوم خدا عرش پر مرزا قادیانی کی تعریف کرتا ہے۔ (انہام آحم ۵۵ خزائن ج ۱ ص ۱۵۷) اور بہت انکی باتیں ہیں جس سے اپنی نصیحت حضرت رسوں، اگر مصلحت پر ثابت کرتے ہیں۔  
 ۲۲ غلط ہے۔ مرزا قادیانی اگر اہل باطن ہوتے تو اپنے مرنے کے وقت اپنا دارالامان قادیان دولت خانہ خود کو چھوڑ کر دشمنوں کے گھیرلا ہوا میں نہ جاتے۔ اگر اہل باطن ہوتے تو زوجہ آسمانی کے بارے میں ایسے ایسے الزامات کر کے سر پر ندامت نہ لے جاتے۔ اور نہ اپنے حقیقی رشتہ داروں سے قطع رحم کرتے۔ اگر اہل باطن ہوتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلے جسم غصری کے ساتھ آسمان پر جانا اور اب تک زندہ رہنا اور قرب قیامت کو دنیا پر دوبارہ آنا نہ ٹھکتے۔ پھر اس کے خلاف ان کو وفات یافتہ قرار دے کر پہلے ان کی قبر بلا دشاں اور قبیل میں لکھ کر پھر کشمیر میں تحریر نہ فرماتے۔

صوفیائے کرام کا بھی کوئی احترام نہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کسی بزرگ سے بیعت نہیں تھے اور نہ کسی سلسلہ صوفیاء میں منسلک تھے۔ تو پھر احترام کیسا؟ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا نئے احمدی مرزائی اکمل آف گولڈی کا مضمون پر خلاف صوفیاء خاندان تشبہی "تشیبہ یوں پر حجت" کے نام سے اخبار الحکم میں شائع کیا تھا۔

پس مولوی صاحب یہ سب باتیں باقی کے دانٹوں کی طرح ہیں اور کچھ نہیں۔ آپ اگر یکسوئی سے غور فرمائیں گے تو آپ پر ظاہر ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی نہ نبی تھے، نہ رسول، نہ بروزی نبی، نہ مسیح موعود، نہ مہدی مسعود، نہ ملکی ادوار، نہ کرن ادوار، کچھ بھی نہ تھے۔ نہ ان کی خون خصلت، نہ تمثیلی، نہ اصلی۔ البتہ روپ جیسے کے خواہاں۔ اسی لئے تین ماہ برابر الحکم میں اشتہار جاری ہوا کہ اگر تین ماہ تک کوئی شخص میرا مرید قادیان میں چندہ نہ بھیجے گا اس کا نام بیعت میں سے خارج کر دیا جائے گا۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ مریدین کی بیعت صرف چندہ کے شرط پر تھی اور مرزا قادیانی کو ایسا اشتہار دینا چاہئے تھا؟ خدا کی سلسلہ کے لئے ایسے اشتہار جاری کرنے چاہئیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ سب باتیں مفت اللہ کے خلاف ہیں۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی نے ۱۹۰۶ء میں اپنے مرنے سے ایک سال ساڑھے سات ماہ اول اپنی جماعت کو بڑے افسوس کے ساتھ کفر اور منافق فرما دیا۔ آپ کی تسلی کے لئے ان کی اصل تحریر مندرجہ انہام آحم اخبار الحکم نقل کرتا ہوں:

## اپنی جماعت کی موجودہ حالت

”میں دیکھتا ہوں اب تک ہم کو بھی ایسی جرات نہیں ملی۔ جب ہم کسی امر میں فیصلہ کر دیں تو تھوڑے ہیں جو اس کو شرح صدر سے منظر کر لیں۔ آنحضرت ﷺ کے تودہ دینے والی تھے اور جان شہر تھے کہ جائیں دیے۔ اب اگر اتنا ہی کیا جائے کہ سودو سوکوس پر جاؤ اور دہاں دو چار برس تک بیٹھے رہو۔ پھر گھٹنے سننے لگ جاویں۔ زبان سے تو کہنے کو کہہ دیتے ہیں کہ آپ جو کر دیں ہم کو منظور ہے۔ لیکن جب کہا جائے تو پھر تار و پٹ کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ نفاق ہوتا ہے۔ میں منافقوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ منافقوں کی نسبت فرماتا ہے ان المنافقین فی السدک الاسفل من النار! یقیناً یاد رکھو۔ منافق کافر سے بھی بدتر ہے۔ اس لئے کافر میں شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے۔ وہ دلیری کے ساتھ اپنی مخالفت کا اظہار کر دیتا ہے۔ مگر منافق میں شجاعت اور قوت فیصلہ نہیں ہوتی۔ وہ چمپاٹ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر جرات میں وہ اہمیت ہوتی جو ہوتی چاہئے تھی تو اب تک یہ جماعت بہت کچھ ترقی کر لیتی۔“

(جللہ و حکم نمبر ۱۰ ص ۱۱۳ سورہ ۱۰۷ اور جنوری ۱۹۰۶ء)

لیجئے! یہاں پر مرزا قادیانی نے اپنی جرات کی تعریف بھی اچھی طرح فرمادی۔ منافقوں، کافروں سے بدتر فرمادیا اور یہ بھی فرمادیا کہ اطاعت نہیں کرتے۔ حکم نہیں مانتے۔ اس وجہ سے کچھ ترقی بھی نہ ہوئی۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے جو مال چندہ وغیرہ ادا نہیں کرتے۔ اس کی نظر اسی اخبار میں وہی جگہ یوں فرماتے ہیں۔ اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ ان میں سے مثلاً ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وہ قدم اور صدق تھا کہ سارا مال ہی آنحضرت ﷺ کے پاس منے آئے۔ براہ مہربانی مرزا قادیانی کی تحریر اور منشاء پر غور فرمائیں۔ لیکن کہ سب مرید اپنے گھروں سے سارا مال مرزا قادیانی کے پاس حاضر کروں اور مرزا قادیانی جہاں چاہیں فرج کریں۔ پھر حضرت ﷺ ”بعد از خدا بزرگ توئی“ جسے مختصر ”کی شان اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا عنوان مرتبہ کی نسبت کا مقابلہ مرزا قادیانی اپنے ساتھ کرتے ہیں۔ صرف الفاظی۔

اب میں دہ آیت ان فی هذا البلیغ القوم عابدين! جو آپ نے اپنی معیار صداقت کی پیشانی پر عبور نہ آ سکی ہے پیش کرتا ہوں۔ جس کی بابت عرض کیا گیا تھا کہ بعد میں عرض کروں گا جو آپ کے نہایت ہی قابل غور اور توجہ ہے۔ اس پیشگوئی الہی پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے سے آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ اسلام کی صداقت حضرت رسول اکرم ﷺ کی

رفاقت و صداقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت امام عظیم رضی اللہ عنہ اور ان کے مذہب کی صداقت اور ان کے مقصدین اور پیروں کی صداقت اسی پیشین گوئی و دیگر آیات مشمولہ میں ظہور کریم فرمائی ہے اور قوم عابدین میں نثر کرنا خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے۔

بعد شو سب خبر مر خدا خواجہ

سب آپ کے لئے پوری آیات شریف کو لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پھر ان کے معنی اور تفسیر کروں گا۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ ان کو کوئی اور بات نہ آجائی تو عریضہ کو ختم کروں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے

”وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ بَرَكَاتٍ مَبْنُوعَةٍ

الْمُصْلَحُونَ۔ اِن فِی هَٰذَا الْبَلَاغِ الْقُرْآنُ مُعَذِّبٌ۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (اس بار ۱۰۷ تا ۱۰۹) اور تحقیق ہم نے زبور (نوح محفوظ) میں ذکر اور نصیحت کے بعد لکھا دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ تحقیق اس میں قوم عبادت کرنے والی کو ایسا مطلب پر پہنچایا گیا ہے۔ یہ اس لئے کیا (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام عالموں کی رحمت بنی کے واسطے رسول بنا کر بھیجا ہے۔“

تمام تفسیر اسٹانی میں الارض کے معنوں سے دو مطلب نئے ہیں۔ ایک تو ارض برکت کی زمین سے مراد ہے۔ دوسرا الارض سے ارض بیت المقدس ہے جو اس وقت اہل کتاب کا کعبہ ہے۔ مراد ہے۔ برکت کی زمین کا وارث ہر ایک مسلمان تا بعد از تفسیر ان تفسیر اسلام ہوتا ہے۔ لیکن زمین بیت المقدس کا وارث یا ملک یا خلیفہ ہونا کلام الہی کی پیشین گوئی کے مطابق نو بدتر مراد سے مراد ہے۔ تفسیر جامع النبیان، فتح المغانم، وغیرہ جات میں درج ہے کہ یہ نہ نہیں و عباد بھی و متدخل و ان زید فرماتے ہیں کہ اس آیت شریف میں زبور سے وہ کتابیں مراد ہیں (تورات زبور انجیل قرآن شریف) جو دنی میں انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں اور ان کے مراد نوح محفوظ ہے۔ جہاں سے یہ کتابیں رسل علیہم السلام کے پاس بذریعہ وحی الہی پہنچیں اور ارض سے ارض مقدس۔ بیت المقدس اور ملک شام مراد ہیں۔

۱۔ ملک شام الخ۔ مرزا قادیانی نے بھی اپنی تراجم احمدیہ میں ایسا لکھا ہے۔ وهو هذا الخ۔ خدا نے کہا تھا کہ میں ارض شام کو عیسائیوں کے ہتھ سے نکال کر مسلمانوں کو اس زمین کا وارث کروں گا۔ دیکھو اب تک مسلمان ہی اس کے وارث ہیں۔“

(برہین احمدیہ ص ۵۵ جز ثانی ص ۱۷۰)

ہیں خلاصہ۔ یہ ہے کہ لغوی تحفہ نام اور تمام کتب انہی میں خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ملک شام اور بیت المقدس کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ اگر آپ کو میرے ترجمہ اور معنی یا مراد میں کوئی شک ہو تو آپ سب تفاسیر دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن خلاصہ اس کے میں مرزا قادیانی کا بھی ترجمہ جو انہوں نے اپنی الہامی کتب پر امین احمد یہ میں فرمایا ہے لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو شک نہ رہے اور مزید مطمئن ہو جائے۔ وہ ہوا خدا

”وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ“ (زمرہ ۳۷) ”ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں وہی زمین کے وارث ہوں گے۔ یعنی ارض شام کے۔“

(زبور ۳۷ ص ۲۳۷) (تفسیر ابن جبریل ص ۲۰۷)

پچھے امرزا قادیانی نے یہاں کتاب زبور باب ۳۷ کا یہی حوالہ دے دیا ہے کہ نبی کے مطابق ملک شام کے وارث اور مالک نیک بندے اس پیشین گوئی کے مطابق ہوں گے۔ میرا دعویٰ تو راست زبور انجیل سب الہامی میں قرآن کریم کے مطابق یہ پیشین گوئی موجود ہے۔ مگر میں سب عبارات خداوندات کو لکھوں تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔ لیکن تاہر ایک ایک عبارت ہر ایک آپ کی لکھ دیتا ہوں کہ آپ اس پر خود فرمائیں

تورات کتاب پیدا کرنا باب ۱

تب ابراہام میرے کے بل ٹکرا اور خدا اس سے ہم کلام ہوا۔ بولا کہ دیکھ میں جو ہوں میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہو گا اور تیرا نام پھر ابراہام کہلا جائے گا بلکہ یہ تیرا نام ایسا ہو گا۔ کیونکہ میں نے تجھ کو بہت قوموں کا باپ بنھرایا ہے۔ میں تجھے بہت برومند نسلوں اور قومیں تجھ سے پیدا ہوں گی اور بادشاہ تجھ سے نکلیں گے اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہوں گا اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان (بیت المقدس ملک شام) تمام ملک جس میں تو پروا رہی ہے دیتا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے مالک ہو۔ پھر خدا نے ابراہام

۱۔ الصالحون رحم الخلق قرآن شریف کے خلاف ہے کہ تمام کتب الخ۔ قرآن شریف میں بھی اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے: ”وَلَقَدْ آتَيْنَا آدَمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مَلَكًا مُضِيًّا“ (البقرہ: ۱۲۹)!



حضرت امیر، المؤمنین عمرؓ کو خبر دی گئی کہ وہ مدینہ منورہ سے آکے مع غلام شتر سرخ پر سوار ہو کر بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے۔ تب ادریس بن عاتل نے بلائیل و محبت علیہ سے شناخت کر کے دروازہ شہر کے کھول دیئے۔ باقہ دروازہ کھلا کہ بیت المقدس میں داخل ہو جائیے، کالید شہر حوالہ کر دیں۔ حب آیت شریف: ”يَقُومُوا الْإِبْرَاطِضَ الْمَقْدُمَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ“ (المائدہ: ۱۰۶) یعنی اسے قوم (صالحین) بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ۔ جس کی وراثت خداوند تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ رکھی ہے) کی پوری تصدیق ہوئی اور اسی آیت شریفہ کی تصدیق کتاب تو رات میں حضرت عمرؓ کی فتح کی بابت ہوتی ہے۔ چنانچہ عیاض نبی کی کتاب باب ۴۶ آیت ایک دو میں اس طرح لکھا ہے تم دروازے کھولو۔ تاکہ راست باز قوم جس نے صداقت کو حفظ کر رکھا ہے اندر آوے۔

فرض یہ بیت المقدس داخل مقدس ملک شام حضرت عمرؓ کے وقت سے بموجب پیشین گوئی لوح محفوظ تو رات زبور و انجیل قرآن شریف کے فتح ہو کر اہل اسلام کے قبضہ اور وراثت اور ملکیت میں ہے اور تاقیامت اسی طرح رہے گا۔ ومن اصدق من الله قبيلاً! خدا سے کون زیادہ سچا ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ بیت المقدس و ملک شام مسلمانوں کی وراثت میں اس وقت ۱۳۲۸ھ میں موجود ہے۔ پھر دیکھنا یہ ہے کہ اہل اسلام میں جو بہتر فرقے بیان کئے جاتے ہیں (خواہ سوائے پانچ چار کے معدوم ہیں) ان میں سے کس فرقہ کے قبضہ اور وراثت میں ہے؟ (مذہب اربعہ غنی شافعی، حنبلی، مقلدین کا فرقہ ایک ہی ہے اور یہی اہل اسلام میں اہل سنت و جماعت ہے) یا اہل سنت و جماعت کے قبضہ اور وراثت میں ہے یا کسی دیگر فرقہ، شیعہ، خارجی، معتزلی، جہلیہ، انجیلی، غیر مقلد، دہائی، بابی، مرزاوی، احمدی، چکرا لوی وغیرہم میں سے کس کے قبضہ میں ہے؟ جواب اس کا صحیح طور پر یہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے قبضہ میں ہے اور اہل سنت و جماعت کے مذہب اربعہ میں سے یہی بالخصوص کسی مذہب والے کے قبضہ میں ہے۔ اس کا جواب بھی آنکھوں کے سامنے یہی ہوگا کہ مذہب حضرت سراج الامام العظمیٰ کے مقلدین کے قبضہ اور وراثت میں ہے۔

۱۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جگہ تو رات میں عیدہ منقل حضرت عمرؓ کا کھانا ہوا تھا اور بعد میں تحریف کی گئی۔

کیونکہ حضرت سلطان روم غلام احمد مکیؒ جس کی وراثت اور قبضہ میں آیت اللہ علیہ السلام اور ملک تمام اس وقت ہے۔ وہ مقلد بن حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

پس اس سے نہایت واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ خداوند تعالیٰ کی پیشین گوئی عیسائی الصلحون میں حضرت نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے مقلد ہیں اور یہی لوگ قیامت تک بموجب پیشین گوئی قرآن شریف و کتب ساجد و لوح محفوظ کے ملک شام اور بیت المقدس کے مالک اور وارث ہوں گے۔ اور اسی پر ہمارے دل سے ایمان ہے اور وہی امر کے متعلق ایک لطیف نکتہ اسرار الہیہ میں ہے۔ جس کو مولانا حضرت امام یعقوب اسحاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۳۸ھ فیثا پوری نے اپنی کتاب "ناصر المہیب فی اسماہ الخویب" میں درج کیا ہے۔ وہ یہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے نام کے حروف چار ہیں اسی طرح حضرت رسول اکرم ﷺ کے نام مبارک محمد ﷺ کے بھی چار ہی حروف ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔

اولاً جس طرح سے کلمہ طیب لا الہ الا اللہ کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح صدیق رسالت محمد رسول اللہ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

ثانیاً جس طرح سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

ثالثاً جس طرح سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح سے حضرت عمر ابن الخطابؓ کے نام کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔

رابعاً پھر اسی طرح سے حضرت عثمان ابن عفانؓ کے نام کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

خامساً پھر جس طرح سے حضرت عثمان ابن عفانؓ کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح حضرت علی ابن ابی طالبؓ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔ انھی

اس کے بعد خاکسار قلم المحروف کہتا ہے

سادساً پھر اسی طرح سے حضرت نعمان ابن ثابتؓ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

سابعاً جملہ آیت شریفہ ان الارض بر ثلثہا کے بھی بارہ حروف ہیں۔

۱۔ اس میں ایک اور بھی نکتہ اسرار الہیہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ اور کلمہ شریف لا الہ الا اللہ اور صدیق محمد رسول اللہ پاک اور حروف بے نقطہ ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ است

۱۰- اسی طرح دیگر محدث عبداری الصدوق کے بھی یہی حروف ہیں۔

۱۱- اسی طرح سے بیت المقدس جس کا نام المسجد اقصیٰ ہے اور دوسرا نام الارض المقدسہ ہے اس کی درستگی کوئی ان کے بھی یہی حروف ہیں۔

عاشق ان لحاظ سے جو اس وقت مالکہ و رت اس بیت المقدس اور مکہ شام کے ہیں۔ ان کا لقب امیر المومنین حضرت سلطان روم سے ہو، وہاں ملت : جماعت ہیں ان کے بھی وہی یہ حروف ہیں۔

ان تمام جن کو آیت شریفہ قرآنی ملک عشرہ کاسلہ پوری کرتی ہے و مزید حلف یہ ہے کہ اس آیت شریفہ کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔ الحمد للہ علی احسانہ الشہید آپ یہ خیال مبارک میں نہ دیں۔ انکی مٹا سکتیں کسی غیر اسلامی یا غیر الی ملت و ممالک کے نام پر بھی نہ لکھو جائیں۔ مگر اس کا جواب کیا ہوگا؟۔ سب کہتے ہوں کہ شریعہ مناسبت واقعہ کے برخلاف ہو اور پتہ چمکی کے پیلو کو لے لیتے ہو۔ نہ ہر شخص بارہ ہی حروف کے منہ بہت ہوتے وہ اس پیش کوئی کی تمام مناسبات کی خارج نہیں ہو سکتی اور نہ اس کا کچھ اعتبار ہوگا۔ مثلاً اگر آپ یہ نہیں کہتے کہ نور الدین کے بھی بارہ ہی حروف ہیں اور وہ انکی خلافت مستحکم بھی ہیں۔ کیونکہ اس مناسبت اور پیش کوئی میں داخل ہیں۔ میں نہایت افسوس سے کہوں گا کہ یہ مناسبت واقعہ موجودہ کے برخلاف اور بالکل برخلاف ہے۔ کیونکہ ملک شام و بیت المقدس خیمہ نور الدین کے ہر مذہب کی مراعات میں نہ پہلے بھی نہ اب۔ نہ اب ہے اور نہ بھی ہوگا۔ مگر یہ یہ حروفی منہ بہت کوئی لکھ نہیں پہنچ سکتی۔ قرطیبہ پیشین کوئی قرآن مجید و کتاب الہامی سابقہ و رواۃ صحفہ طہ سے یہ ثابت کرنا تھا کہ اس کے معنی بنی مومنین حق پر ہیں۔ کون ایمانہ رضیم اور مسلمان ہیں۔ کون عداۃ الصدوق ہیں۔ اعلیٰ ہیں۔ اس میں شک کوئی سے نہ منہ من الشمس ثابت ہو گیا کہ مذہب اعلیٰ ملت و جماعت مقدسین باہم اور متقدمین ایمان المظہر قصوں اس پیشین کوئی میں داخل ہیں اور اس میں ذرا بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس آیت میں حضرت امام زید علیہ السلام کا مذہب مقبول

۱۲- اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے عسی عسی من زعمہ کیا لوگ جانتے یا نہ خدا کی خیریت سے ہیں۔ اس کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔ بہت مضبوط المستفید کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔



جی ودار دو الہی میں اور حضرت رس اکرم ﷺ کی پسندیدگی میں داخل ہے اور حضرت امام عظیم کی وہ شان علی اور رفع قہمی کہ وہ ہرے کسی مجتہد علیہ الرحمۃ کو مٹا نہیں دیتی۔ قرآن مجید اور بکلمہ متنبہ مسئل فقید اور احادیث کے صحیح مفہوم کا اور اک کسی کو ان کے بار بار مسئل نہ تھا اور عرفان الہی میں کامل اور کامل تھے اور اسی لئے خداوند کریم کے ارادہ کے مطابق ان کے مذہب میں وسعت دینی جو کجی از روم، شام، عرب اور بحر مشرق و مغرب قابل مذہب میں مذہب اذنیف کا بچیل گیا مختصر۔

مولوی صاحب شاہ میری اس تحریر کو معتبر یا حسن میں پر محمول نہ کریں۔ اس لئے مجھے ضروری ہوا کہ میں اسی تحریر کی تصدیق مرزا قادیانی کی دستاویزات سے ہی نکال کر پیش کر دوں۔ تاکہ آپ کو اطمینان ہو جائے۔ بچے سنئے امر ز قادیانی فرماتے ہیں

(۱) "امام بزرگ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض تابعین کو بھی دیکھا تھا۔

نوٹ: راقم امر قادیانی سے صحابہ کی بیٹے تابعین کا لفظ لکھا گیا۔ علماء تابعین سے یہ حب کی غلطی ہے۔"

(۲) "امام بزرگ حضرت امام ابو حنیفہ کو ملاوہ کلمات علم آثار نبویہ کے اختراں مسابا قرآن میں یہ طوطی تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی پر خداوندی رحمت کرے۔ انیسویں نے کتاب ص ۳۷ میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کی آنے والے مسیح کے ساتھ اختراں مسابا قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔"

(۳) "اصل حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قوت اجتہاد میں اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں آخر ثلاث باقیہ امام مالک، شافعی، حنبلی سے افضل یعنی جیسے خدا اور قوت فیصلہ اسکا بڑھی ہوئی تھی کہ وہ نبوت و ہدایت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے۔" راقم کی قدرت و درک کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستک تھی اور ان کی خط و کتابت الہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد و اتباع و تنبیہ میں ان کے لئے وہ درجہ علیہ وسلم تھا جس تک پہنچنے سے دور سے سب لوگ قاصد تھے۔"

(جلد مرزا قادیانی کا ذکر کہ وہ امام ہیں ۵۳۰، قرآن ص ۳۷۵)

(۴) "اگر حدیث میں کوئی مسئلہ ہے اور سنت میں اور قرآن میں مل گئے

تو اس صورت میں نقد حنفی پر عمل کریں۔ کیونکہ اس فرقہ کی شہرت خدا کی ہے۔ لیجئے مولوی صاحب! مرزا قادیانی کی تحریر سے بھی حقانیت مذہب مستندین کا نام اعظم ہو جب پیشینہ قرآن شریف اور کتاب الہی کی تائید سے ثابت ہوگئی۔ یہ نہایت شخصیت جناب حضرت امام محمد علی کی خداوند کریم توفیق بہایت فرمائے۔ آمین

اب میں مسلمانوں اور مرزائی احمدیوں کا فرق آپ کو دکھاتا ہوں۔ مختصر پھر عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ شہر کر دے گا۔

مسلمانوں اور مرزائی احمدیوں میں فرق و تمیز

بہت طرح کی باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ خلاصہ مفہم صرف دو امور میں صریح ہیں۔ اول: امرز قادیانی نے دعویٰ نبوت اور رسالت کا کیا جو قرآن کریم سے مخالف ہے اور اس دعویٰ کے منکر کو کافر ہے۔ یہ ان الصنعتی، جنسی، خارج از اسلام، غیر دین و غیر دیکھا ہے اور اس دعویٰ کو مرزائیوں نے قبول کر لیا اور ایسے ہی شیعوں نے بھی مسلمانوں کو دیکھا۔

دوسرا تو جنت انبیاء علیہم السلام یہ دونوں امر اصول اور قطعاً خلاف اسلام ہیں اور اگر اربعہ (قرآن شریف، احادیث شریف، جماع، امت قیاس مجتہدین) سے ثابت ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر اور مرتد ہے۔ جس پر قادیانی عرب اور گم بھی شاید ہیں دعویٰ نبوت تو مختصراً عرض ہو چکے ہیں۔ لیکن تو جنت انبیاء علیہم السلام میں نے ہر دور و ہر کتاب کل فضل رحمانی، جواب دہاں خلاصہ قادیانی میں مرزا قادیانی کی کتاب سے نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ اور بات یہ ہے کہ مرزائیوں میں صرف وہ ایک ہی رہا ہے کہ آپ کی توحید و غور کے لئے تعلق ہوں۔ نکلتے سے پہلے خدا سے کہتے ہوئے علی غرک کہ با شہد نکور دیتا ہوں۔ تاکہ خداوند کریم اس تعلق کرنے پر بھی اقبال کرے اور حاکم فرمائے۔ آمین

۱۳۱۱ھ کے جو بات منجانب مولوی نور الدین خلیفہ مرزا قادیانی۔ سوان مرزا قادیانی اس فرقہ میں سے تھے۔ (۳) مرزا قادیانی کے نزدیک اسلام کے فرقہ ہائے مختلفہ میں سے دو کو تسلیم کر دے جس میں بھی مرزا قادیانی داخل ہیں اور اس کے اصول کے موافق لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں۔ جواب (۱۳۳) حضرت مرزا صاحب ان سنت و اجماعت خاص کر حنفی امام مذہب تھے۔ اس طائفہ کی پرین علی حق میں سے تھے۔ واللہ العزیز اعلم

ترجمہ و تفسیر: جہانگیر پور، ۲۰ جلد ۱۹ سورہ ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴،

دیکھتے مرزا قادیانی حسب ذیل فرماتے ہیں:

۱۔ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آتی ہے۔ باہر ج کر دیکھتے کہ کتنے کیزے ٹھوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ (جنگ مقدس ص ۱۹۶، خزائن ص ۲۸)

۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک فرمائیں۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش برساتی کیزے کوڑوں کے برابر ہے۔ یہ ان کی کس قدر حقین ہے اور خلاف قرآن کریم فرماتے ہیں۔ میری نگاہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا کچھ عجوبہ بات ہی نہیں۔ اس میں مرزا قادیانی کو خدا کا خوف ہونا نہ کھام الہی پر ایمان رہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَلْنَحْطَا اَبۡیۡۤہٗ النَّاسِ وَرَحْمۡۃُ ھٰذَا“ یعنی ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش بلا ماں باپ کو لوگوں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے اور ہماری طرف سے رحمت ہے اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَجَعَلْنَا ھٰٓؤُلَآءِ اٰیۃً لِّلْعٰلَمِیۡنَ“ یعنی ہم نے حضرت سریم اور مسیح علیہ السلام کو قیام عالموں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے۔ اور پھر تیسری جگہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَجَعَلْنَا ھٰٓؤُلَآءِ اٰیۃً لِّلْعٰلَمِیۡنَ“ اور بنایا ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی ماں مریم کو ایک عجوبہ شان آپ خدا کے لئے خود فرما لیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش بلا باپ کو ایک معجزہ اور عجیب نشان فرما رہا ہے اور تمام جہانوں کے لئے بیٹھنے کے لئے یہ ایک نہایت عجوبہ بات ہے۔

لیکن انہیں مرزا قادیانی کی بانی دماغ نظر فرما میں۔ دو نصیحتیں کہ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے برسات میں کیزے ٹھوڑے سے ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا مرزا قادیانی کی ایسی عقلی نگاہ ہے کہ ان کی نگاہ میں قرآن کریم بھی ٹھوڑا اللہ کوئی عجوبہ بات نہیں۔ یہ حق تو ہیں قرآن کریم و حضرت آدم و ہوا علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کی ہے۔ تو کفر اور ارتداد سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۲) مسیح کی دایوں اور نائیں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب ان

پ نے سوچا ہوگا۔ (ملاحظہ رہاں نور و قرآن ص ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، خزائن ص ۱۹۶)



اعراض کر رہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو قرآن مجید میں لکھا یا اس پر تفسیر فرمائی ہے۔ وہ یوں ہے۔  
**الف** جب حضرت مریم علیہا السلام کو بچہ دے کے خود مریضہ تھیں علیہا السلام بے  
 واپس نہ گئے اور وہ ان کو انجان کر اپنے کمرے کو کھینچ لیں تو لوگ میں رہ گئے۔ فقالوا بائس یہ  
 لقد جئتن شمساً غریبا، یا احدث ہا: وئی ما کائن ابوان ادراسوا، وما کائن امت  
 بعیا، مریدہ ۱۰۰ یعنی وہ لوگ مریم علیہا السلام کو کھینچ کر کہنے لگے کہ اے مریم (جیہ اسلام) تحقیق  
 تیری تو ایک عجیب چیز ہے۔ اے ہرمان کی بہن تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ یعنی  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں۔ اس آیت شریفہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں  
 کی صبر و استقامت اور وقت و سکون کا فریب، یہودیوں نے بھی تسلیم کیا تھا۔ یہ بات صریح ثابت ہے  
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی دوسری بیوی نہ تھی۔ وہ کوئی والدہ عیسیٰ نہیں تھا تو کوئی دوسری نہیں ہو سکتی۔  
 قرآن کریم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبی کی تعریف فرما رہا ہے اور یہاں تک کہ کفار یہودی بھی  
 حیران ہیں۔ لیکن افسوس مرزا قادیانی ان لوگوں سے بھی اس بات کو دیکھ رہے تھے اور قرآن مجید کی  
 کچھ پرمانہ کی۔ افسوس!

ب۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت فرماتا ہے۔ ان قامت  
 ا۔ علائکہ و امرجہ ان اللہ اصطفاک و صولک علی فساد العالمین  
 (آں ممران ۱۰۰) یعنی جس وقت کہ فرشتوں نے اسے مریم تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ کو  
 برگزیدہ کیا اور پاک کیا۔ تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو تمام جہان کی عورتوں پر۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ  
 نے حضرت مریم علیہا السلام کی جتنی بزرگی اور عظمت ظاہر فرمائی ہے۔ لیکن افسوس  
 مرزا قادیانی کی انحراد میں کچھ نہیں۔

ج۔ پھر خداوند کریم فرماتا ہے۔ عبسی بن مريم وجہا فی الدنيا و  
 الآخرة ومن الاقربین (آں ممران ۱۰۰) یعنی حضرت عیسیٰ علیہا السلام ماہرین مریم علیہا السلام دنیا  
 اور آخرت دونوں میں نہایت عزت اور آبرو والا ہے اور اس میں سے ہیں جو خدا کے نزدیک ماہرین  
 اور عزت اور برتری اور اقرب ہیں اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان ایست سروع  
 الفسوس (البقرہ ۲۰۳) اور روح القدس صعد و یا جاتا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ وہ شریک  
 تھا۔ کیا تھا، مومن عقل والا تھا، بد زبان تھا، غصہ و رشہ کا سیارہ اپنے والا تھا، بیگناہ تھا، چور تھا، سولی پر  
 چڑھایا تھا، مسعود باللہ منها۔ من عذہ لثوہیفات والحرافات؛ کیا قرآن شریف کے  
 حاشیہ و حینا فی البدن والا۔ وہ نہایت قریب ہے جو مرزا قادیانی نے کی ہے؟

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَأَنزِلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَرِيَمَ وَأَنزِلْنَا عَلَيْهَا مَرْيَمَ** (۲۰۰) (ترجمہ) اور کبار! (عبداللہ مریم نے) تحقیق میں نے نام رکھا اس کا مریم اور تحقیق میں پناہ میں دیتی ہوں میں کو تیری جناب میں اور اس نے اولاد کو شیطان۔ مجسم۔ عداوت پھر فرمایا: **فَنفَخْنَا فِيهَا مِنَّا مَرْيَمَ** (آل عمران ۳۷) پھر قبول فرمایا اس دعا کو کہ کے رب نے۔ اچھی قبولیت کے ساتھ یعنی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کر لیا۔ مریم عیسا اسلام اور اس کی اولاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام عداوت اور شرارت شیطان سے اپنے پناہ میں لے لیا۔ لیکن مرزا قادیانی ہیں کہ قرآن مجید سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطان کے پیچھے چلے والے تھے اور شیطان کا منہم تھا۔ اعیانہ باندہ آپ خود فرمایا میں۔

اب میں آپ حدیث شریف بھی جو صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۵۶ باب آیات خاصات اور صحیح مسلم ج ۳ ص ۲۶۵ باب انفال عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہے درج کرتا ہوں۔  
**قَالَ أَيْ مَعْلُومٌ كَرِهَ أَنْ تَرْتَفِعَ أَوَّلُ مَرْيَمَ شَرِيفٍ** کے مرزا قادیانی کیسے بچے عارف ہیں؟  
**حدیث شریف: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ الْمَسِيِّ سُبْحَةَ فَالَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَ الشَّيْطَانُ يَمْسُهُ حِينَ يَخْضُغُ صَارِحًا مِنَ الشَّيْطَانِ أَيْدِ الْأُمِّهِ وَانْهَاتِمَ يَقُولُ أَيْ هُوَ مَوْلُودٌ وَاقْرَأْ مَا مِنْ شَيْءٍ وَاسِ اعْبُدْهَا مِنْ الشَّيْطَانِ** (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی لڑکا نہ پڑے گا کہ جس کو وقت پیدائش شیطان مس نہ کرے۔ لیکن حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں سے بری ہیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میں نے یہ سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرا شیطان سے۔ پس قرآن سے علقہ بہت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اور دوسرا شیطان سے تلخ عجب ہی بڑی بات ہے۔ مگر مرزا قادیانی نہایت لیری سے فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے پیچھے چلے والے تھے اور وہ شیطان کا پیغمبر تھا۔ لاجلہ! اذقوا!

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پی کرتے تھے۔ ان کی پرانی عادت تھی۔ لاجلہ! اذقوا! کیا عصمت انبیاء علیہم السلام یہی ہے کہ پیچھے ان ہر کہ رسول اور اعظم خدا کے حرام کو حلال کریں اور اس کا استعمال کریں۔ آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ

مکرم نمس۔ ریت اور حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگا یا ہے۔ شراب پینا اور قمار بازی کرنا۔  
 رسول شیطانی فعل میرا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسلما لحرر والسمو۔ رجس من  
 غسل الشیطان (الاحزاب ۶۰) یعنی شراب پینا اور قمار بازی کرنا اور شیطان کے کانوں  
 میں سے ہے۔ جب قرآن عزیز سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ مرید اسلام شیطانی فعلوں اور  
 وسوسوں سے خدائی ہے تو میں نے اس امر شیطانی نے ان کو کس کی نہیں کیا تو تحریر یہ اہم حضرت عیسیٰ علیہ  
 السلام پر لگا تا اور غرور و تدوین کے وجہ کا نام دیتا ہے۔ العیاذ باللہ!

تمام کتب عقائد اسلام اہل اسلام میں یہ مسند موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔  
 جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام میں ۵ کتاب فرماتے ہیں، والانبیاء علیہم السلام  
 کلہم معذہوں عن الحد واثرو الکدائر و الکفر و القیاض یعنی تمام انبیاء علیہم السلام تمام  
 صفات کو برا کرنا، دلوں کو غمزدار، زبانوں سے معصوم ہیں۔

یاں! شاید آپ ۵ خیال ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتاب الہامی النجیل کے پابند  
 تھے۔ شاید اس میں شراب کا پینا اور دواغیوں کا کرنا تو تحریر خیال صحیح نہیں۔ کیونکہ عیسیٰ الہامی کتاب  
 میں ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ریت موبی علیہ السلام کے پابند تھے۔ انجیل  
 شریعت کی کتاب نہیں ہے۔ ہر حال حضرت تو ریت کے احکام کے پابند تھے۔ تو ریت کے مطابق  
 سے صاف پایا جاتا ہے کہ شراب کی اس میں داخل ممانعت ہے۔ جیسے تو ریت موبی باب ۲ آیت ۳  
 میں لکھا ہے:

الف "تو چاہئے کہ وہ سے سے نشے کی چیزیں سے پرہیز کرے اور سے ۵ یا  
 شراب کا کوئی برکت نہ پیا اور اگر ہو کہ برکت نہ پئے۔" بظن تو ریت موبی ۱۱۹۔

ب "سو اب خبردار ہو اور سے سے نشے کی کوئی چیز نہ پیا۔" دونوں ایسی ہی کتاب  
 (مقور) سے یہی بات کہاتے اور سے سے کوئی نشہ نہ پئے۔" (کشمکش اب ۱۳ آیت ۱۰۴)  
 لیکن تو ریت سے بھی ظاہر ہے کہ عوام الناس کو بھی حکم ہے کہ شراب کوئی نہ پئے۔  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اولو العزم رسول ہیں جن کی شان اور قرب الہی میں اعلیٰ اور ارفع ہیں۔  
 مرزا قادیانی کا ان پر عذر دینا بیجا اور غرور ہے۔

انتہاس

مولوی صاحب محمد اب میں اپنے عزیز کو شکر کر کے نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں  
 کہ میں نے جو کچھ اس عزیز میں لکھا ہے نہ اس لہذا نہ انشاء اللہ لکھا ہے۔ جہاں تک ہو سکا ہے میں

تے اب کو نہایت فوٹا دکھا ہے۔ کوئی لفظ یا جملہ ایسا نہیں لکھا کہ جس میں کوئی رنج وہ امر ہو۔ لیکن تاہم آپ کے خیال میں نہیں ایسا نہ ہو۔ بہ تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف فرمائیں گے۔ نیز جب عہدِ عمر حقیقی تجویز عریض میں منی قدر وقت ہوا ہے خواستگار معافی ہوں۔

۱۱۔ افسوس کہ مرزا قادیانی کی نسبت بھی معلوم سوچا ہے۔ ہاں! کسی اندراج کے انکار پر حوالہ کن آپ سے میں دھرم عرض کر دیا جا رہا ہے۔

ایک یہ بھی عرض ہے کہ اس عریض کے پہنچنے پر آپ غور فرمائیں اگر کچھ لکھنا چاہیں تو اس کی اصلاح نیز مزید کو بھی ہوئی چاہئے۔ تاکہ اس تجویز کا انتظار کیا جائے اور آپ کی تجویز کے بعد اگر آپ چاہیں تو مجھے اطلاع بخشیں۔ تاکہ اس کو طبع کر دیا جائے اور عوام بھی کچھ استفادہ حاصل کریں۔ جس تک وہ سب تکمیل فرمائیں۔

پتہ آخر میں دیا کر رہوں۔ اسے نہ اونڈنریم یا مقرب انقلاب تو ہی ہدایت کرنے والا ہے۔ ہر ایک کی ہدایت میرے ہاتھ میں ہے۔ تو ہی ہم پرستہ الصدور لوگوں کے حالات جاننے والے ہیں۔ میرے ہی قبضہ قدرت میں ساری باتیں ہیں۔ تو ہی نبیوں کا نائب ہے۔ تو ہی سیدھے راستہ پر چلنے والا ہے۔ جس نسبت سے میں نے جو عریضہ پہنچا وہ سب کی خدمت میں کھنکھایا۔ محض نے خواہی نہ ہے۔ یہ غلیل حضرت رسول کریم ﷺ ان میں نیک اثر پیدا کر رہا۔ لا فزع فلو بعد فہدستہ و ہدایا من ادنک راحة انک انت الودھاب۔ آمین یا رب العالمین۔ سبک و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین!

نیک برادران الاول ۱۳۴۸ھ

راقم آٹھویں سہارہ ضعف من مہدائے الصد  
فضل احمد عفا اللہ عنہ نظم نمود۔ از لدھیانہ

شعبہ عمریہ یا سہ سہ سکا نہ

بہت میں اپنے کو کو قسم تہہ کا۔ اس سے بعد ایک رسالہ دینا نفل یا ہمارا نہ بہت مولفہ قادیانی صاحب اعلیٰ اعلیٰ دینی مرزا کی احمدی کا دیکھنے میں آیا (جو انہوں نے اپنے طبع و کلام سے) وہ زائین و محمد جان کی صورتوں والدین صاحب کے نام پر بلیکٹ کیا ہے۔ (جو ان کی منگولہ کی کوئی خدمت میں پر نہیں) فضل الہانی دہلی میں طبع ہوا ہے۔

اللہ اللہ! دنیا میں دھرم و فریب کی رعایت ہے۔ کس کس جے ایہ میں بندگان خدا کو



دھوکہ دیا جاتا ہے۔ دنیاوی کاروبار کا تو کیا حساب دینی معاملات میں ایسے ایسے کار نمایاں اٹھائے جاتے ہیں۔ جس سے شیطان بھی اپنی جماعت میں نہایت حیران اور پریشان ہے۔ اس رسالہ میں مؤلف نے ایسی کھیل کھیل ہے کہ نادانوں کے لئے جنہوں نے مرزا قادیانی کی سیر نہیں کی۔ جنہوں نے ان کے ہاتھوں کے کرتب نہیں دیکھے۔ ان کے الو پن نے میں ایک ذرا بھر بھی کسر نہیں رکھی۔ مثال کے طور پر میاں ابو یوسف محمد الدین صاحب خوشنویس (جو کسی زمانہ میں دہلی میں میرے دوست تھے) کو دیکھ لیجئے کہ رسالہ کے لکھتے لکھتے ہی باہر دیکھنے لگی دیکر کتاب یا تصدیق کے خوشنویس کے ساتھ خوش اعتقاد کی میں آخر حجت مرزا قادیانی پر ایمان لائے اور اسلام سے جدا ہو گئے۔ کیونکہ مؤلف صاحب کا کید اس رسالہ میں ایسا ہے۔ گویا زہر بلا ملی کی طرح اثر کرنے والا ہے۔ بالخصوص نادانوں کے لئے۔ اے خداوند کریم تو ایسے ایسے دھوکہ بازوں کا منتقم بنتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تو اپنا کام کر کے ہی رہے گا۔ ایسے درجہ کے ایسے شاخوں سے ایسے ایسے پھل پیدا ہونا غیر ممکن نہیں۔ مؤلف صاحب کی وہ مثال ہے کہ کسی شخص نے کسی صاوی سے کہا کہ تم لوگ ہم کو پیشہ نماز پڑھنے کی تاکید کرتے ہو۔ لیکن خدا تو قرآن شریف میں کہتا ہے: لا تقربوا الصلوة کہ نماز مت پڑھو۔ (نورہ اللہ) مولوی صاحب نے کہا کہ میاں اس کے آگے: وانتم سکا رنی! ایکی تو پڑھو۔ اس نے کہا تم مقرر قرآن شریف پر تمہارے باپ نے بھی عمل کیا ہوگا میرے کیسے نہ سکتا ہے۔

الحق مؤلف صاحب نے اس رسالہ میں وہ پرانی عبارات مرزا قادیانی کی کتابوں کی نقل کی ہیں یا کسی نئی کتاب سے کوئی ایسی عبارت نقل کر دی ہے جو کسی قدر اسلام کے عقائد کے مطابق تھی۔ لیکن وہ تمام عبارات اور عقائد مرزا قادیانی کے ترک کردیے گئے ہیں جو ان کے بعد کے لکھے ہوئے ہیں۔ مؤلف صاحب نے مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد عوام و اقصیٰ کے جملہ نے کی کوشش کی ہے کہ مرزا قادیانی پر جو قادیانی عرب و عجم کے غرور و ارتداد کے ملے ہوئے ہیں صحیح نہیں ہیں۔

مؤلف صاحب نے قول تو اس رسالہ میں مسلمانوں کو بدعتیہ کی سے چکایاں دی ہیں اور پانچ قسم کے مسئلوں کے گرد و قراقرز کے ان کو یہودی صفت ملے، سراسر ناپاکاریہود یا نہروں بے حیائی کی کوشش کرتے والے صوفی و زانیہ کے مغرور و کسی دھن کی دوا ہی نہیں وغیرہ نے مرزا قادیانی پر اعتراضات کئے ہیں۔ پھر مؤلف صاحب لکھتے ہیں میرے حزم بزرگ احمدی اصحاب اس حصہ کو پڑھ کر خوب یاد کریں اور جب کوئی بہتان و افتراء اپنے پیارے امام مسیح علیہ

اسلام کے مذہب و عقائد کے متعلق کسی نا اہل سے نہیں تو فوراً یہ رسالہ پیش کر کے اس کا دم بند  
 کریں۔ میں نے اس کام کے لئے قلم تصانیف شریف و شکاریہ لطیفہ حضرت اقدس کو اڈل سے  
 آخر تک پڑھا۔ جب جا کر میں اس ناچیز خدمت کو انجام دینے پر آمادہ ہوا۔ (بقدرین حق ص ۵۴)  
 پھر اخیر کے اڈل میں یہ ”احمدی احباب سے اپیل“ کے عنوان سے لکھا۔ میں آپ  
 صاحبان سے اپیل کرتا ہوں آپ بھائیوں کی پوری خوش فرمائیں۔ وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کا ایک  
 ایک نسخہ ہر ایک احمدی اپنے پاس رکھے (اچھی تجارت ہے) جو کہ دقت ضرورت ایک غلت سے  
 غلت دشمن کے لئے کاری حربہ کا کام دیکھے گا۔ بھٹ

میں آپ کو چند باتیں بطور نمونہ مختصر لکھنا چاہتا ہوں جس سے مؤلف صاحب کا دھوکا  
 اور عداوت ان عبارات کو جو مرزا قادیانی کی تصانیف میں موجود ہیں درج نہ کرنے سے ظاہر ہو گا اور  
 کاری حربہ جو دشمنوں کے لئے تیار کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے ہی الہاموں اور پیشگوئیوں کی طرح  
 انہیں پرانت کر کام تمام کر دے گا۔ اگر میں جی ہوں تو ایکہ ایکہ تحریر کے خلاف مرزا قادیانی کی ہی  
 تصانیف سے پیش کر دوں۔ لیکن میں افسوس کرتا ہوں کہ پہلے ہی سے عریضہ طویل ہو گیا ہے اور پھر  
 یہ سراسر پیش ہو گیا۔ اگرچہ بہت سی تحریرات اس رسالہ کے خلاف میرے عریضہ میں آچکی ہیں۔  
 لیکن اس رسالہ کی حقیقت بھی عرض کر دیتا ہوں اور دماغ ان فیل کے اندرونی و بیرونی کی مثال ہی  
 ظاہر ہو جائے گی۔ لیجئے دیکھئے

نمبر شمار مضمون مندرجہ رسالہ دین حق یا ہمارا مذہب میں

(۱) (۱) ہمیشہ قرآن شریف کے کمال تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی  
 ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوگا اور گودھی رسالت بھجست عدم ضرورت منقطع ہے۔ لیکن یہ الہام کہ جو  
 آنحضرت ﷺ کے باخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔

(۲) الف۔ وہ پرنے اگر آریوں کے دلوں پر اثر ڈالا ہے۔ وہ صرف نکالیاں اور  
 دشنام دیتی ہے۔ تمام مقدموں کو فری کیا۔ سب پاک نبیوں کا نام دیکار رکھ دیا پھر کے بزرگوں کو بجز  
 اپنے تمنا چار وید کے اور زمانہ باز اور ٹھک قرار دینا ان ہی لوگوں کا کام ہے۔ ان لوگوں کے منہ سے  
 بجز بدظنیوں اور بد زبانوں کے کبھی کچھ معارف الہی کے نکات بھی نکلے ہیں۔ کیا بجز گندی باتوں  
 اور نابکار خیالات یا تحقیر اور توہین اور ٹھیسے اور فحشی اور پر شرارت اور بد بودار لفظوں کے کبھی کوئی دینی  
 بھید معرفت الہی کا بھی ان کی زبان سے نہ گیا ہے۔ ان بڑوں سے کبھی کوئی مفاد لی کا قطرہ بھی  
 مترشح ہوا ہے یا انہوں نے باطنی پاکیزگی میں کچھ ترقی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔ سو جو کچھ دید کا اثر ہے۔

سوطا پر ہے۔ حاجت بیان نہیں۔ (دین الحق ص ۱۲۰، ۱۲۱) ویدیکی تعلیم مشرکانہ ہے۔ (دین الحق ص ۴)

(ب) کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وہ انیت یعنی ہوتی ہے پر وہ دنیا میں پردہ زمین پر پستی ہے کہ جہاں رگ اور یجور اور شہ اور اتھروان نے توحید الہی کا تقار و بھار کھا ہے جو کچھ وید کے ذریعہ سے ہندوستان میں پھیرا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ تو یہی آتش پرستی و مٹس پرستی، پستی و غیرہ نوع و اقسام کی ظلمتی پرستیاں ہیں جس کے لکھنے سے گراہت آتی ہے۔

(جلد الہامی کتاب راجن ص ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶)

(ج) وید علم الہی اور راستی سے بے نصیب ہیں۔ اس سے وہ خدا کا کلام نہیں ہو

(جلد شوق ص ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰)

(د) ہر ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ وہ ہیں جو مشرکانہ تعلیم کے کوئی

معرفت اور حکمت کا بیان نہیں۔ (لفظہ راجن ص ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸)

(و) اب اس روشنی کے زمانہ میں وید کو خدا کا کلام بنا نا چاہتے ہیں۔ کوئی کتاب

غیر خدائی کتابوں کے خدا تعالیٰ کا کلام کہہ سکتی ہے۔ (جلد حق ص ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳)

۳ (الف) اب یہ سب نصیحتیں، تحفہ کی جیرونی سے بطور وراثت ملتی

ہیں۔ جبکہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کذبہ تحبون اللہ فاتبعونی بحسبکم

اللہ ایمن ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آذیر کی پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے

محبت کرے۔ (جلد دین الحق ص ۸۲)

(ب) اول انکممن تحبون اللہ فاتبعونی ترجمہ: اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب

الہی بن جاؤ تو محمد ﷺ کی اتباع کرو۔ (جلد دین الحق ص ۱۳۸)

۴ حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھ ایک فرد پر کینہ رکھتا اس سے موجب

سب ایمان ہے۔ غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ

کی جنت کی۔ جو شخص حسین یا کسی کی جرات نہ ملے اس میں سے حقیر کرتا ہے یا کوئی عمل مستحلف کا

ان کی محبت پس رہا ان پر لانا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ (جلد دین الحق ص ۸۸، ۸۹)

۵ ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جہانم (مرزا قادیانی) کی محبت میں کئی

شہد ہیں۔ آپ مرزا قادیانی کی خدمت میں عرض کیا کیوں نہ ہم آپ کو ہمارے راجہ شخص (حضرت ابوبکر

صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) سے افضل سمجھا کریں اور رسول اکرم ﷺ کے قریب مانیں۔

اللہ اللہ! اس بات کو سن کر حضرت القدر (مرزا قادیانی) کا رنگ اتر گیا۔ آپ کے سراپا اور عجیب



”مؤمن اس قسم کی صلح چاہنے کے لئے بلند و بالا تیار اور تیار صاحبان تیار ہوں گے وہ ہم سے یہ صلح کیلئے تیار ہوں گے اور آئندہ تو ہیں اور اختلاف یہ چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس قرار نامہ پر عمل کرنے کو تیار ہوں گے۔ اگرچہ یہ ایک ایسا نامہ ہے جس کے مصدق ہونے کے بعد وہ اس کے رٹھور کا تعظیم اور محبت سے رہیں گے۔“

۱۔ ایک ایسا صلح نامہ ۱۰۱۵ء بمطابق ۱۰۱۵ء بمطابق ۱۰۱۵ء

۲۔ آپ مرزا قادیانی اس کے برخلاف اس اہام کو اپنے پر ملا کر فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھ کو الیہم ہو اے ”قل ان کفتم نحیون اللہ فانبعون سیحکم اللہ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا کو اپنی سے محبت رکھتے ہو تو آکر میری پیروی کرو۔“ تاخذا بھی تم سے محبت رکھتے۔ لفظ ”نحیون“ کا عربی و فارسی میں ”نہی“ ہے اس کا معنی ۳۸۱۲۳۵۲ اور انجیل ۵۲: ۱۰ (انجیل میں یہ)

۳۔ ”میرزا قادیانی میں مرزا قادیانی نے اس اہام سے اپنی رسالت و نبوت کا تو قیاس ہی ہے۔“ اور اسے تو مشیخہ اس پر اصرار کرتے کہ حسین شہید الدہلوی نے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آج میری ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔“

۴۔ ”میرزا قادیانی کا دانی ۱۰۱۵ء بمطابق ۱۰۱۵ء بمطابق ۱۰۱۵ء“ آپ فرماتے ہیں کہ یہاں حضرت سید الشہید امام حسینؑ کی کسی تفسیر کی گئی ہے اور اپنے ہمیں ان سے انکسار کیا اور اپنے ہی قولی سے شکوک اور بے ایمانی میں آگئے اور اپنے ایمان کو ضائع کر لیا۔

۵۔ ”لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور اس نور میں میرا چودہ لگا گیا کیا ہے اس نور کا وارث مہدیؑ اور ان زمان چاہئے تھا۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نبوت ان میں سے سواں لکھا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا دو تو بعض انبیاء نے بہتر ہے۔“ (مرزا قادیانی کا دانی ۱۰۱۵ء بمطابق ۱۰۱۵ء بمطابق ۱۰۱۵ء) ”والم آپ براہ مہربانی بطور مقابلہ کرتے جائیں یہ یہ کہ ”تینوں رضی اللہ عنہم“ کی ذی حدیث کو کوئی شخص قیامت تک نہیں پائے گا۔ یہ کہ مرزا قادیانی کے نام ایک ابوبکر کا تو کیا وجہ ہے۔ وہ تو بعض انبیاء سے افضل ہیں۔“

۶۔ ”قرطبیؒ نے کہا ہے کہ جو اس میں (مرزا قادیانی) کے اور



انتقالِ خرو ایک بڑے لیے چور۔ اشیہ رینا متعبرہ شائع کی تھی اور اس کی پیشانی پر نکھار تھا کہ ہماری جماعت یا روایت کے لئے اس انتہا کو اپنے کھوکھلی نظر کا وہیں چسپاں کریں۔ جس میں ماورائے اس کے اور بہت سی غلطی تھیں جن پر پیشگوئیوں بڑی عقل سے خدا پر ہنسا کر کے کی ہیں۔

افضل "اسائنمنٹس علامہ حلیم، رسول رسول السعادت" یعنی بہم قدم فلیک علیہم نے کی خوش فہمی دیتے ہیں۔ جو مولانا مہارک احمد بونگا جو فوت ہوئے ہوئے تھے تاکہ انہیں خوش نہ ہو۔ بلکہ یہ سمجھے کہ مہارک احمد فوت نہیں ہوا تھا۔ دوزخ میں ہے۔"

دوم "ابہام دشمن جو کہتا ہے کہ تیری عمر صرف ۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء سے چورہ سینے تک رہ گئی ہے۔ میں اس سب کو سمجھتا کروں گا اور تیری عمر بڑھاؤں گا اور تیری آنکھوں کے سامنے اسبابِ فتن کی طرح ڈیوڑھ اور تلواریں لے گا۔ خدا کا وعدہ ہے کہ ایک دن آتا ہے کہ جن محضب اور جانی دشمنوں کا آج منہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے۔ وہ جڑ سے کاٹے جا دیں گے۔ ان کا نام دشمنانِ بیکسار ہے گا۔ اسی مع اللہ فی کل حال میں ہر وقت خدا کے ساتھ ہوں۔"

سوم "ابہامی پیشگوئی یہ ہے کہ اس ملک پر دو برسے مالک میں ایک سخت طاعون آئے گا جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس سال ۱۹۰۷ء یا آئندہ سال ۱۹۰۸ء میں لگے ہوگی۔ اس دن ان تمام لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر رہنے والے ہیں۔ ہندوؤں کا۔ اس دن تیرا کھانوں کی خوشی ہوگا اور طاعون بھی دور نہیں ہوگی۔ خدا نے ایک طرف طاعون اور کئی عذاب بھیجے۔ دوسری طرف اپنے راہ کی منادی کرنے والا (مرزا قادیانی کو) بھیجا۔"

(ملاحظہ فرمائیے اشہار تہجد، ۲۷ جولائی ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشعارات ج ۳ ص ۵۸-۵۹)

فرمائیے ان ہر بد پیشگوئیوں میں سے کوئی بد پیشگوئی پوری ہوئی؟۔ تو مرزا قادیانی کی عمر بڑھی۔ بلکہ گھٹ گئی۔ چھ ماہ بعد مرنے والے تھے۔ اسی ملک بقاء ہونے کے دشمنانِ دُعا و عہدِ حکیم خان صاحب، مولوی محمد نعیم صاحب، مولوی ثناء اللہ صاحب، حضرت سید احمد علی شاہ صاحب، میر علی شاہ صاحب، ملا محمد بخش صاحب، دیگر تمام صاحب، سندھ، راولپنڈی، انہما، تاجپور، خیمہ، اور مخالفین اسی طرح خدا کے فضل و کرم سے صحیح و سلامت خواہندگانِ افرغان صوبہ جہاں۔ لیکن مرزا قادیانی کی ہزیمت تھی۔ اسبابِ فتن کی طرح ڈیوڑھ اور تلواریں لے گا۔ خدا کا وعدہ بھی گاؤں خرد ہو گیا۔ اسی مع اللہ! جھوٹ ہوا۔ مہارک احمد کی جگہ کوئی لڑکا پیدا ہوا۔ (چھ ماہ کے اندر کیسے پیدا ہو سکتا تھا؟ آئندہ کے لئے امید ہی منقطع ہو گئی۔ کوئی طاعون بھی الٹی آج تک اس ملک یا کسی دیکھنا ملک میں نہیں ہوئی۔ جس کی نظیر پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ

یہ طاعون مرزا قادیانی کے ساتھ آئی تھی۔ انہیں کے ساتھ ہی مکی تو اپنا الہام بیان کیا تھا کہ: ”وہا زسلنک لا رحمة للعالمین“ (تذکرہ ص ۸۱) اسے مرزا قادیانی ہم نے تم کو قرام جہانوں کی رحمت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس الہام کے شان نزول میں ایسے رحمت والے ثابت ہونے کے باقی بال خود طاعون ہی اپنے ساتھ لائے تھے اور ساتھ ہی لے گئے۔

جیسے کہ چند دستان میں سب سے پہلے ۱۸۹۶ء میں برقعہ سبکی طاعون پھوٹی جبکہ مرزا قادیانی نے کتاب اربعہ رسائل المعروف لہ انجم آتھم تالیف کی اور اس میں تمام علماء اسلام کو تادمہ گالیں دیں اور حضرت یحییٰ بن خلیفہ السلام کو نہایت گندی نکالیاں دیں۔ پھر جب یہ کتاب شائع ہوئی اس وقت ۱۸۹۰ء تھا ضلع جالندھر کے ملک پنجاب میں طاعون بھوت لگی اور روز بروز بڑھتی گئی۔ جیسے جیسے مرزا قادیانی دعویٰ نبوت اور رسالت میں بڑھتے گئے۔ ایسے ہی طاعون بھی دروں پر ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ جالندھر اپنے الہام قطعی اور یحییٰ بن خلیفہ لوی القدریہ (دعویٰ جلد ۵ ص ۵۰) نے جالندھر میں طاعون نہیں ہوگی کے مرزا قادیانی کے گاؤں قادیان میں بھی جا کوئی اور اس پر بھی بس نہ کی۔ مرزا قادیانی کی گھر کی چادر دھاری کے اندر کشتی فوج میں جہ سوار ہوئی۔ اڈیروں اور گھر کے نوکروں کو کشتی کے اندر ہی چادھوچا۔ پھر سیالکوٹ میں ۱۹۰۳ء میں علماء اسلام نے سخت مقابلہ کیا اور وہاں بہت ذات ہوئی۔ پھر مقابلہ اور مقابلہ کے لئے لاہور میں دور دور مولوی غلام دھیمبر صاحب مرحوم اور حضرت میر میر علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے طلب کیا۔ باوجود اقوامی تحریروں کے مقابلہ میں حاضر نہ ہوئے۔ جب یمن مرنے کے دنوں میں مرزا قادیانی لاہور میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی علماء اسلام روزمرہ مرزا قادیانی کی فرو دکاؤں کے کاڈ جمع ہو کر بحث کے لئے بلا تے رہے۔ کچھ اندر سے باہر نہیں نکلے۔ تاہم قتیقہ موت نے جبراً نہ نکالا۔ اسی طرح جیسے مرزا قادیانی کو کٹروری ہوتی تھی طاعون کے گیزے کا آتش ماد بھی کٹرور اور دور ہوتا گیا۔ اس تصور میں الہام نہ رہا ہی تھا کہ ان کی تکذیب کے لئے طاعون نے بھی ایسا منہ بند کر دیا۔ پر جب سے مرزا قادیانی اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ طاعون نے بھی اپنا پورا ہتھیار بندھ دیا۔ اب اگر کسی طاعونی موت کا دکھاؤں کی جاتی ہے تو وہ صرف مرزا قادیانی کے فیضانِ ایمان کے سرگرم جمہروں میں جو مرزا قادیانی کی مسیحیت کا باقی ہے۔ وہی ایقہ طاعون میں بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مرزا قادیانی

۱۔ اعتباراً تقیم اس کتاب کا جواب راقم و قلم نے لکھا ہے جس کو علماء ہندوستان اور پنجاب نے نہایت پسند فرمایا تھا اس کا نام ”نکھ فیض رحمتی“ جواب ابابہ علماء ہندوستانی ”زادہ والاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ احتساب قادیانیت کی اس جہد میں شامل اشاعت ہے۔ مرتب!



”حمزہ صاحبان! اگر اس عقیدہ سے تو پھر کریں تو یقیناً یہ بیکر بھی خور و در ہو جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ نہیں آئی ہے تو یہ عمل کر کے کچھ نہیں۔ اٹ! اللہ تعالیٰ یہ قید طحون بھی مہرِ ناز قادری کے ہی پاس بیچ کر بیچ جائے گی۔ نہ بیکش نہ کرے۔ کیے نہیں۔ غریب کو بندہ کی شکل مرزا کر لیا۔ مار بھی کوٹ بھی۔ سنا ہے۔“

لیکن یہ اسطرح اس اشتہار کے نکلنے کا یہ ہے کہ یہاں قاسم علی صاحب نے اس اشتہار کو اپنے رسالہ زمین الحق میں کیوں نقل نہیں کیا۔ اس نے سوا، جرنیلینو لیاں (مکمل اکھبر) جیوٹی ۵ رت ہو گیا۔ ”نہ کیوں نقل نہ کیا۔ مرزا قادری کے عقائد ایں کو اپنے رسالہ میں کیوں نقل نہیں کیا۔“

۱۔ (دارالافتاء، حصہ ۱، ص ۵۵۹، حاشیہ نمبر ۱، ص ۱۰۶۳)

۲۔ ”قرآن شریف میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۹۰، خزائن ج ۲ ص ۸۰)

۳۔ ”قرآن شریف میں مہدنی گالیاں بھی ہیں۔“

(ازالہ ابہام ص ۳۳، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

۴۔ ”حضرت عیسیٰ خلیہ السلام بن یوسف نبی اسکریہ میں کمال رکھتے تھے۔“

(ازالہ ابہام ص ۵۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

۵۔ ”قرآن شریف میں جو چیزات بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ سب مسخر جہم

(ازالہ ابہام ص ۳۰، ۳۱، ۳۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷)

ہیں۔“

۶۔ ”فرشتے سیارات ہیں اور چھٹکس۔“

(توضیح برائے قرآن ج ۲ ص ۷۰)

۷۔ ”حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی زمین پر نہیں آئے۔“

(توضیح برائے قرآن ج ۲ ص ۶۹، خزائن ج ۲ ص ۶۹)

۸۔ ”انبیاء و رسل اسلام بھی جہم سے ہوتے ہیں۔“

(ازالہ ابہام ص ۲۶، ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

۹۔ ”چیزات حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام محض شیعہ و باری ہیں۔“

(ازالہ ابہام ص ۳۰، ۳۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

۱۰۔ ”فرشتہ محمدیہ شوق میں نہ نکلے گی۔“

(ازالہ ابہام ص ۳۰، ۳۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

- ۱۱ "قرآن شریف میں آیت انا انزلنا قرآناً من القابلیات درج  
(از: اردو پارس ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۰)
- ۱۲ "کادوس کے تخت میں آیت" وہ دحلہ کمال اعلیٰ انزل ہوئی۔"  
(از: اردو پارس ۱۳۵، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸)
- ۱۳ "قیامت کوئی چیز نہیں، تقدیر کوئی شے نہیں۔"  
(از: اردو پارس ۱۳۹، خزائن ج ۳ ص ۱۶۹)
- ۱۴ "حضرت مہدی عقیقہ خرازاں میں اسرار نہیں آئیں گے۔"  
(از: اردو پارس ۱۴۵، خزائن ج ۳ ص ۲۴۴)
- ۱۵ "جال و نمروز پادری لوٹ ہیں اور کوئی نہیں۔"  
(از: اردو پارس ۱۴۹، خزائن ج ۳ ص ۳۱۹)
- ۱۶ "دجال کی سواری کا کدھانسی ریش سے کوئی کدھانسی نہیں۔"  
(از: اردو پارس ۱۵۲، خزائن ج ۳ ص ۳۷۱)
- ۱۷ "یا جوج اور ماجوج روئیں اور انگریز لے جیپ۔"  
(از: اردو پارس ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹)
- ۱۸ "داعی الارض علیہ السلام ہیں اور پچھ نہیں۔"  
(از: اردو پارس ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۳۷۲)
- ۱۹ "وہ خانِ قیامت قیامت کوئی نہیں۔" (از: اردو پارس ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۳۷۲)
- ۲۰ "قیامت سے پہلے آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔"  
(از: اردو پارس ۱۵۲، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)
- ۲۱ "عذابِ قبر کوئی چیز نہیں۔"  
(از: اردو پارس ۱۵۴، خزائن ج ۳ ص ۳۸۱)
- ۲۲ "دوزخ دور برشت نہیں ہیں۔" (جسٹ عذاب)
- ۲۳ "روئے صرف نطق ہے اور کوئی روئے نہیں۔" (جسٹ عذاب)
- ۲۴ "تاج صحیح ہے۔ دیکھو سوست بچن جنگ مقدس مرزا قادیانی کا۔"

۱۔ عجیب بات ہے کہ دجال بھی انگریز، پادری ہیں اور یا جوج بھی انگریز ہیں۔ یعنی  
دجال بھی انگریز اور ماجوج بھی انگریز حافظہ تدارک سے



لہذا اس ان اعتراضات کو لفظ حفظ دہانی طرف لکھتا ہوں اور اس کے سامنے ہائیں طرف جوابات بھی ساتھ ہی لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ ان اعتراضات کی کیفیت بھی معلوم ہو جائے:

نمبر شہر اعتراضات پر جو مرزا قادیانی پر کئے جاتے ہیں مندرجہ رسائل دین الحق:

۱۔ مرزا قادیانی نبوت و رسالت مستقلہ کے مدعی ہیں۔

نوٹ: میراں قاسم علی صاحب نے جو اعتراضات ہیں نمبر تکہ درج کئے ہیں۔ وہ سب زمانہ حال کے صیغہ سے درج کئے ہیں۔ حالانکہ خود مرزا قادیانی کو وحی اللہ علیہ کے کلمہ سے لکھتے ہیں جو وقت یافتہ اشخاص کے حق میں لکھا جاتا ہے۔ لیکن اعتراضات میں مرزا قادیانی کو بحالت حیات لکھتے ہیں اور یہ بدیہہ غلط ہے۔ ماضی و حال کی بھی شناخت نہیں۔

۲۔ مرزا قادیانی حق نبوت کے منکر ہیں۔

مسلمہ نون کا اعتقاد ہے کہ آیت شریفہ خاتم النبیین کی صاف ہے اور اس میں الف لام ثابت کر رہا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نہ اسی، نہ غیر اسی، نہ ظلی، نہ بروزی، نہ کوئی اور بلکہ تمام نبیوں فرضی و حوکی انسانی کا خاتمہ ہے اور اب دعویٰ کرنے والا اور دعوت نبوت کو تسلیم کرنے والے سب کے سب کافر مرتد ہیں۔

۳۔ مرزا قادیانی بجاے کلمہ اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نیا کلمہ سکھاتے ہیں۔

۴۔ مرزا قادیانی اپنے تئیں خدا کا بیٹا لکھتے ہیں۔

۵۔ مرزا قادیانی خود خدا بننے ہیں۔

۶۔ مرزا قادیانی قرآن شریف کی تحریف کرتے ہیں۔

۷۔ مرزا قادیانی احادیث اور تفسیر کا انکار کرتے ہیں۔

۸۔ مرزا قادیانی مجرمت قیامت و روز جزا مذہب قیامت لگہ معراج وغیرہ کو نہیں مانتے۔

۹۔ مرزا قادیانی اپنے آپ کو آنجناب کے برابر بلکہ افضل قرار دیتے ہیں۔

۱۰۔ مرزا قادیانی انبیاء کی مسموٰۃ اور مسیح ابن مریم کی توہین کرتے ہیں۔

۱۱۔ مرزا قادیانی علماء امت و صوفیاء ملت کی تہقیر کرتے ہیں سلف صالحین کو برا کہتے ہیں۔

۱۲۔ مرزا قادیانی مھوئے الہام بنانا کر ان کو وحی منجانب اللہ فرماتے ہیں۔

۲۔ مرزا قادیانی یسوعی پیشگوئیاں کرنے میں جو ایک بھی گئی اور بری نکلی ہوئی۔

۱۳۔ مرزا قادیانی مسیح ان مرتبہ کو نکلیں۔ لکھنا انبیاء کے واقعات یافتہ۔ مانتے ہیں۔

۱۵۔ مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کو کسی جسم بشری عائن کے ساتھ قہرمان پر

انحائے جانے اور تائبہ مریا غور و خوار زندہ رہنے اور ان لکنا کان کے مصداق بنی و اپنی مرآت میں نے منکر ہیں۔

۱۶۔ مرزا قادیانی نے ناز و اندوے پر نہ مانتے تھے نہ کو قہر کا ہند بھونے کیلئے نہ۔  
- نہ بچنے۔ لکھنا فرماتے ہیں۔

۱۷۔ مرزا قادیانی عربی نہیں جانتے۔ قرآن حدیث کو نہیں۔ مانتے۔ خدا کو نہیں پہچانتے۔

۱۸۔ مرزا قادیانی مثلاً در مغرب لکھتے۔ پلانو قہر مرزا مانتے اور میں لباس زیب تن فرماتے ہیں۔

۱۹۔ مرزا قادیانی ایک دو کا نام ہیں۔ محض یہ کہ ان کے اور یہ صحیح کرنے و لوگوں کو لوٹے کیسے یہ ڈھنگ بنا رہا ہے۔

جوابات منجانب راقم آجیم بحوالہ عبارت کتاب قادیانی  
پیشکش خیر اور مدعی ہیں۔ نبوت رسالت۔

مستقل و فیہ استقلال کی تفسیر نہ ساز ہے۔ نبی و رسول کی کتاب میں چ تفسیر نہیں ہے۔

۱۔ آپ کی تفسیر کے یہی وہ ہیں مرزا قادیانی نبوت اور رسالت مستند انہوں کے بدل ہیں۔ انہوں کی ثابت میں جواب عریضہ میں عرض کر چکا ہوں۔ مرزا قادیانی کا صاف دعویٰ ہے

کہ میں نبی بھی ہوں اور رسول بھی ہوں اور تمام جہان کے لئے اور انہوں سے افضل ہوں۔ یہ منکر کافر معنی چنانچہ ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی نبوت و رسالت نہیں۔ بیشک اس میں کوئی بھی

شبہ نہیں جب خود مرزا قادیانی نبوت اور رسالت کے دعوہ دہاں تو منکر ختم نبوت ہونے میں کوئی کسر ہے۔ بھائی۔ سامہ میں لکھتے ہیں کہ اسکی نبی ہو سکتا ہے۔ اس میں اچھریں لکھتے ہیں۔

نہار الہدیٰ۔ اس آپ مصر سے خاتم النبیین علیہ السلام کے بعد کوئی طبر نہیں۔ لیکن وہ محض ہوا آپ کا اسکی ہو۔ (انٹرو ۷۷)

فرمائیے کہ آپ کوئی ایسی بھی نہیں پائی آنحضرت ﷺ کے بعد ہو سکتا ہے جس سے مراد خود مرزا قادیانی ہے تو منکر ختم نبوت علی الامان ہو۔









ہے۔ لیکن ان میں اچانک میں یہ بات ہوئی کہ کوئی کہے گا کہ میں رسول اللہ ہوں اور کوئی کہے گا کہ میں نبی ہوں اور مرزا قادیانی دونوں جہدوں کے دعویداری کا زعم کرتے ہیں۔ اب میں ان احادیث شریف کو پورے طور پر حرف بحرف لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ خود فرما سکیں کہ احادیث شریف کی پیشگوئی مرزا قادیانی کے حالات کے عین موافق اور مطابقت ہے یا نہیں۔ دیکھیں ان احادیث کا آپ اقرار کرتے ہیں یا انکار۔

ہمکی حدیث: "عن ابی حریرة قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتى یبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ" (مسلم ج ۱ ص ۲۹۷ کنز العین و النشرائط الساعۃ) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ انھیں کذابوں و دجالوں قریب تیس شخصوں کے ہر ایک دن میں سے دعویٰ کرنے لگے کہ میں رسول اللہ ہوں۔

دوسری حدیث شریف کا ترجمہ یوں ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حضرت رسول خدا ﷺ نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ ملت ہو جائیں سے کئی قبیلے میری امت کے مشرکوں سے اور یہاں تک کہ پوچھیں اومان کو اور قریب ہے کہ ہوں گے میری امت میں میں جموں نے انھیں کلہم یزعم اے نبی برائیک دعویٰ کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے اور فرمایا ان حاتم النبیین لا نبی بعدی میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ابو داؤد ج ۲ ص ۱۷۷ باب بغض و لا یحبہ) پس ان ہر دو احادیث سے کذابوں و دجالوں کا آنا جو قیامت کے قریب ہوں گے پیشگوئی میں صاف درج ہے اور مرزا قادیانی بعینہ ان میں سے ایک تھے۔

دجال اکبر نہیں۔ کیونکہ دجال ہمارے مسلمانوں کے عقائد میں جب وہ زمین پر کھڑا اور فساد پھیلائے گا۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام آسمان پرستہ زل ہوں گے۔ ان سے پہلے پہلے انھیں دجال کذاب نبوت اور رسالت کے دعوے دار پیدا ہو جائیں گے۔ اس وقت تک ۲۸۰۲۷ جموں نے دجال پیدا ہو چکے ہیں۔ جن کی تفصیل کتب اسلام میں درج ہے۔ دجال اکبر کا حمیہ کتابوں میں درج ہے کہ ایک آنکھ کا ہوگا۔ گویا انور کا دانہ پھوٹا ہوا ہے۔ اس کی پیشانی پر لفظ کفر (ک ف ر) لکھ ہوا ہوگا۔ ۱۱۔ یہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی کو موضع لد کے دروازہ پر قتل کریں گے۔

مفصل حالات کتب احادیث اور میر میں ہیں۔ مجرمین کو اسم علی صاحبہ اعتراضات لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

”ان اعتراضات کا جملہ لیکن مکمل جواب تو صرف یہ ہے کہ: ”سُحْنَتِ اللّٰہِ عَلٰی  
السَّكَادِیْنِ (آن عمران: ۶۰) ”اُس عبارت کے لکھنے سے میں کا مصلیٰ صاحب کی مراد یہ ہے  
کہ مرزا کا دیالی پر یہ اعتراضات مسلمانوں نے جس نے لگائے ہیں۔ اس لئے ان جھوٹوں پر خدا کی  
لعنت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سرور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اعتراضات  
جھوٹے ہیں یا سچے۔ میں دیکھا چکا ہوں کہ یہ اعتراضات سب صحیح ہیں۔ بلکہ عارواں میں کے اور  
تفتازوں اعتراضات درج ہیں۔ جو سچے ہیں۔

مولوی صاحب اور دھرمیان ذریعہ میں تمام مصلیٰ صاحب سے در وقت فرمائیں کہ جو  
اعتراضات آپ نے خود لکھے ہیں۔ کیا یہ سب جھوٹے ہیں۔ حضرت یحییٰ بنیہ السلام کی وفات کا  
اعتراض جھوٹا ہے۔ کیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونے کا انکار جھوٹا ہے یا نہیں۔  
لیکن بات اس میں یہ ہے کہ لعنت کا تمہاد و تہتلیت جو اس قوم کو عطا ہوا ہے اور مرزا کا دیالی کی  
سنت ہے ان پر اس کا اثر ادا ہوتا ہے جس سے ہے۔ ورنہ مسلمان کی شان نہیں کہ وہ کسی مشرک کو  
بھی اپنی زبان سے لعنت کہے۔ یہ ہمارے سید و مولانا محمد نواہی دالی حضرت خاتم الانبیاء و المرسل  
شافع روز جزا حضرت محمد ﷺ کی ہی سنت موکدہ ہے۔ آپ کو کون روک سکتا ہے جو  
چاہے کہیں خداوند تعالیٰ مطلق ہے۔

بالآخر میں بڑے ذوق سے عرض کرتا ہوں کہ یہ رسالہ آپ کا دین الحق یا باطل  
مذہب محض دھوکا ہے۔ لیکن نادانوں کے لئے مجھے امید ہے کہ میرے دوست مولوی غلام  
رسول صاحب انسپکٹر پولیس جس کو ایسے ایسے دھوکوں کی پڑتال و راجح کا اچھا مکہ حاصل ہوگا  
اور ہونا چاہیے۔ اس رسالہ کی تہہ کو پتہ نہ کریں گے اور جو میں نے مختصر بطور ضمیمہ عرض کیا  
ہے۔ اس کے ساتھ اس کا مقابلہ بلا تعصب فرمائیں گے اور پھر اس فاساد کو اپنی رائے مبارک  
سے مرز فرمائیں گے۔ طالب حق کے لئے کافی سے زیادہ عرض کیا گیا ہے۔ والسلام علی  
من اتبع الهدیٰ (زیادہ از زیادہ)

۱۰ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ

خاکسار نیاز مند، احقر العبد، عبدالاحد السعد

لفظ الحمد خدام اللہ عن انسپکٹر پولیس

از لدھیانہ

## یادداشت

آج یہ خط ۲۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو بذریعہ جسٹری میں تمام رسول صاحب انسپکٹر پولیس  
مومبا ضلع فیروز پور کے پاس بھیج دیا۔  
فضل احمد عظام اللہ عندہ

نمبر ۴۔ نقل پوسٹ کارڈ متجانب مولوی غلام رسول

بسم الله الرحمن الرحيم - نحمده ووصلی علی رسولہ الکریم!

سوکا ۲۳ جولائی ۱۹۱۰ء

جناب مکرم ہندو خط بذریعہ جسٹری جناب کا پہنچ گیا ہے۔ بہرحال مشکور ہوں۔ میں  
نے پڑھ بھی لیا ہے اور غور سے پڑھا ہے۔ مجھے آپ کے مزاج اور اس انصاف اور خاص عرض کا  
پہلے علم نہ تھا۔ دوسرے سینے دونوں عربیئے ذرا تفصیل سے لکھتا۔ یہ خط بھی ”مدونہ و سبب خیر“ کے ذیل  
میں میرے اذیاد الہمیتان کا موجب ہو رہا ہے اور اس وجہ سے بھی مشکور ہی ہوں۔ بہرحال جواب  
عرض کروں گا۔ مگر چونکہ نہایت مدیم الغرضت ہوں کہ بید کوہ نر پر قیام کا موقع بھی نہیں ملتا۔ اس  
دو سٹے بہت دور کا ہے۔

نمبر ۵۔ نقل پوسٹ کارڈ متجانب مولوی غلام رسول انسپکٹر پولیس مومبا

سوکا ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء

حاجتاً مصلیاً مسلماً

میرے مکرم و محترم قاضی صاحب السلام بن اتع الہدی! اللہ تعالیٰ کا خاص فضل  
ہوا اور لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کے کاتب کے جواب عرض کرنے میں مہلت اور توفیق  
بخشی۔ میرے فکر مکنی روز ہونے جو اب یوں اللہ تعالیٰ مکمل ہو چکا ہے۔ اور میں نے اپنے مزاج  
غلام مرتضیٰ خان کو صاف اور فرح شیط نقل کرنے کے باعث دیا ہے۔ وہ کرتے ہیں تو انشاء اللہ نہایت  
ارساں خدمت عالی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے مفید بنانے اور اس میں اثر اور برکت ڈالے۔ آمین  
آمین! نیاز مند غلام رسول

نمبر ۴۔ نقل خط متجانب احقر فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

باسمہ سبحانہ!

۱۹ جون ۱۹۱۱ء

جناب مکرم مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس فیروز پور!  
تسیم ماہ جب آئندہ مزاج شریف۔ ماہ جولائی ۱۹۱۰ء میں جواب نوازش نامہ آپ کی

خدمت میں بھیجا گیا تھا جس کو تقریباً ایک سال کا عمر ہوتا ہے۔ مگر اب تک آپ نے جواب الجواب نہ دیا وعدہ خود اسی سال نہیں فرمایا۔ ایک پوسٹ کارڈ آپ نے رسول ہوا تھا جس میں آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جواب لکھا جا چکا ہے۔ صاف کرنے سے بعد ارسال ہوگا۔ مگر اس پوسٹ کارڈ کو پہنچنے پر عرصہ تقریباً چار ماہ ہو گئے ہیں۔ اب تک آپ نے جوابات ارسال نہیں فرمائے۔ نہایت انتظار کے بعد یہ عریضہ خدمت شریف میں بھیجتا ہوں۔ براہ مہربانی جوابات روانہ فرما کر مشکور فرمائیں۔ تاکہ ان پر غور کر کے اسے جوابات تحریر کرنے کیلئے کتابت کو جمع کر دیا جائے۔ جیسے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ بصورت دیگر نیاز مند کو اجازت بخشی جائے۔ تاکہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسی کو طبع میں طبع کرنے بھیج دیا جائے۔ میں نہایت ہی مشکور ہوں گا کہ آپ مجھے جواب سے بہت جلد مشکور فرمائیں گے۔ خداوند تعالیٰ صراطِ مستقیم عطا فرما دے۔

باس! آپ نے ۳۱ مئی ۱۹۱۱ء کا اخبار بدر ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جس میں ہم سب مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ امر کوئی شخص مرزا قادیانی کو سچا جان کر اور اس کے دعویٰ پر ایمان لگیا رکھتا ہو۔ لیکن اگر بیعت نہ کی، تو وہ اب بھی کافر ہے۔ یہ تحریر آپ کے عقائد کے بالکل خلاف ہے۔ براہ مہربانی اس پر نہایت توجہ سے غور فرمائیں۔ خداوند کریم اپنا حکم کرے۔ آمین!

آپ کا دوست نیاز مند فضل احمد نقاد اللہ عنہ

۲۱ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۱۱ء

نمبر ۶۔۔۔ نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول انسپیکٹر پولیس موگا

۳۱ جون ۱۹۱۱ء موگا

ح۔ مدد مصطباً و مسلماً

مکرمی و خلیسی۔ السلام علی من اتبع الهدی! انوارش نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ میں خود شرمندہ ہوں کہ اب تک آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں بھیج نہیں جا سکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ پہلے اکثر بریک میں ایک گونہ قمیض میں رہا کہ جواب لکھوں یا نہ۔ آخر پر عیند و جود جن میں سے ایک وہ وعدہ بھی تھا جو آپ سے کر چکا تھا۔ بڑی مشکل سے وقت نکال کر نو دسمبر اور دسمبر میں لکھا اور بعضہ تعالیٰ مکمل ہوا۔ مگر پھر نقل کے واسطے چونکہ وہ طویل ہو گیا وقت نہ مل سکا تو اپنے برابر زادہ غلام مرتضیٰ خان کو جو اسی ضلع میں بندوبست میں ہیں۔ نقل کے دے دیا۔ مگر وہ یہ رہ ہو گئے اور عرصہ تک بیمار رہنے کے بعد پھر ان کی ذیوفی دیکھا ایسے کاموں پر رہی وہ نقل کا وقت بھی نہ نکال سکے اور معلوم ہوتا ہے کہ اب تک نقل نہیں ہوا ہے۔ آج میں نے پھر تاکید کی خط لکھا ہے کہ دیکھیں

میرے یہ سس واپس کرویں۔ تو آہستہ آہستہ جوں جوں وقت ملا میں خود ہی نقل کی کوشش کروں گا۔ ضلع کرانے کے واسطے آپ کا اختیار ہے۔ مگر جب تک اسے دیکھ نہ لیں طبع کیا کرانیں گے۔ مہنگی کا بدر میں نے دیکھ لیا ہوا ہے میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ راقم بندہ قدامت رسالہ تحیم

نمبر ۵۔ نقل خط منجانب احقر فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

۸ جولائی ۱۹۱۲ء

باسمہ سبحانہ مکرم بندہ جناب مولوی قدامت رسول صاحب انسپکٹر پولیس سوگھا ضلع فیروز پور بعد مراسم ماہر جناب آئندہ۔ عرض ہوا کہ آپ کے وعدہ کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا۔ مگر افسوس اب تک نہ سہل ہوئے جناب نے جواب عریضہ ارسال نہ فرمایا۔ معلوم نہیں کیا موجب ہوا کہ آپ کے پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کے اخیر فقرہ کا جواب تیار رکھا ہے۔ اس انتظار میں کہ آپ کے جواب کا جواب بھی اس کے ساتھ عرض کیا جائے۔ مگر تعجب ہے کہ آپ نے وعدہ موثق کو فراموش فرما دیا۔ مخلص شفی محمد حسین خان صاحب سب انسپکٹر حلال آباد کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جواب خط نہیں بھیجا جائے گا۔ یہ بات سن کر مجھے اور بھی زیادہ افسوس ہوا کہ یہ تو وہ شورا شوریٰ۔ یا یہ بے لگمی۔ وہ کل وعدے بھی جو مجھ سے آپ نے فرمائے تھے وہ دور ہو گئے اور خداوند کریم کے احکام: اَوْضَاءُ الْعُقُودِ (مسندہ: ۱) اور اَوْضَاءُ بَعْدِی (المقدمہ: ۷۰) اور اَوْضَاءُ بَعْدِی (سجل: ۹۱) کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ تعوذ باللہ منہا۔ اس پر مجھے خیال ہوا کہ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں بھیج کر شفی محمد حسین خان صاحب کی کلام کی تصدیق کروں۔ اس لئے محکمہ خدمت سہا ی ہوں کہ براہ مہربانی جواب سے منکور فرمائیں کہ خان صاحب نے جو فرمایا وہ صحیح ہے۔ اگر صحیح ہے تو نیاز مند کو بھی اس کے موہبات سے مطلع فرمائیں اور اگر صحیح نہیں تو جواب عریضہ ارسال فرما کر سرور فرمائیں۔ تاکہ اس کا جواب الجواب فوراً خدمت شریف میں بھیجا جائے اور نیز جواب نوڈریش ۲۳ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء ارسال خدمت ہو۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کس قدر بے نیابت آپ کے عقیدہ کے برخلاف اخبار انکم، لہدہ میں ارسال تسمیہ الما ازبان سے کسی مثنیٰ ہیں۔ اور علاوہ اس کے آپ کی قوم نئی قہم کی کسی قدر توجہ بھی صحیحی ہے۔ میں حلیہ مرض کرتا ہوں میرا ارادہ بھلے اصلاح کا ہے۔ و۔ و۔ اربند الا اصلاح و عا نو فیضی الا باللفظ اگر حسب قول شفی محمد حسین خان صاحب واقعی آپ جواب دینا نہیں چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے

اجازت بخشیں کہ جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ پہلے میں بھیج دیا جائے۔ تاکہ پبلک کو سیری اور آپ کی گفتگو کا موازنہ ہو سکے۔ زیادہ۔ والسلام علی من اتبع الهدی!

آپ کا خیر خواہ نیاز مند فضل احمد عطاء اللہ عنہ  
۲۲ رجب ۱۳۳۳ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۱۲ء

نمبر ۷۔..... نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب

انسپیکٹر پولیس موگا ضلع فیروز پور

۱۵ جولائی ۱۹۱۲ء

حاجہ اُ مصلیٰ مسلماً

کمری قاضی صاحب چو۔ سلام۔ حکم۔ خط آپ کا مجھے جھنگ میں ملا۔ جہاں میں رخصت پر تھا۔ مجھے انیسویں ہے کہ آپ کو اس قدر انتظار کی تکلیف ہوئی۔ معافی مانگتا ہوں۔ جو آپ کو جی سہا میں لکھا جا چکا تھا۔ غر میں چند ور چند بواٹ سے اس کی تکمیل اور ترسیل کے بارہ میں نہ بدب رہا۔ وعدہ بھی کر چکا تھا تاہم چند امور۔ منع رہے۔ وراصل اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ مگر محمد حسین خان صاحب کا ارشاد بجا ہے۔ واقعی میرا یہ خیال ہو گیا تھا۔ مگر آپ کے خط آنے پر پھر ایک گونہ تحریک ہوتی ہے اور وہ فکرت شروع کیا گیا ہے۔ اللہ کو منظور ہوا اور اس کا فضل شامل حال ہو تو تکمیل پر ارسال خدمت ہوگا۔ اس کے فضل اور استعانت پر بھروسہ ہے۔ ۲۱ جون کا میرا کوئی کارڈ اور اس کے اخیر کا آخرہ بخدا مجھے یاد بھی نہیں کہ کیا تھا میں ایک بجز عامی بشر ہوں۔ اگر اور کچھ میری فرمائی ہے تو وہ بھی بھیج دیں تاکہ اگر مجھے وہ باتیں تسلیم نہ ہوں تو ان پر ساتھ ہی عرض کروں۔ میری ذات یا میری قوم کی ذات کے معروض بحث میں لا تا ذاتیات میں نہ شامل ہوا اور اس میں صلاح بھی کی ہوئی۔ میں ایک بجز جاہل نامہ آدمی ہوں۔ میں تو اس سے بھی ذرا بہتر کہ آپ میری کہل یا قی اور سب میں شرمناک وجہ ہیں خیر بہتر ہے کہ جو کچھ اور لکھ ہے وہ بھی ارسال فرماؤں۔ بندہ غلام رسول

نمبر ۶۔..... نقل پوسٹ کارڈ منجانب قاضی فضل احمد انسپیکٹر پولیس لدھیانہ

۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء۔ لدھیانہ

باسمہ سبحانہ!

مکرم بندہ مولوی صاحب زاد شوق و عینک۔ السلام۔ آپ کا نوازش نامہ بخواب نیاز نامہ

پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ الحمد للہ! اب مجھے امید ہوتی ہے کہ آپ ضرور جواب ارسال فرمائیں گے۔  
 مورخہ ۲۶ جون ۱۹۱۲ء کے کارڈ میں نامہ کے آخر فقرہ کے جواب میں جو تحریر لیا گیا ہے وہ اس صورت  
 میں بھیجنے کے لئے تیار تھا کہ آپ جواب ارسال نہیں فرمائیں گے۔ اب چونکہ عزم بالجزم کر لیا  
 ہے۔ اس لئے تحریر شدہ خطاوات اس کے جواب انجواب کے ساتھ ارسال خدمت شریف کروں  
 گا۔ آپ کا فرمان کہ آپ میری ذات کی بات تحریر کرنا نہیں، آیات میں شامل ہو جائے۔ سو اللہ  
 تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بات پر عمل کیا ہوئے جس سے کسی قسم کا رنج برآئے۔ ایسے خیالات نہایت  
 نامست کی حد پر ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عرض دی ہو گا جس میں خیر ہو اور اصلاح ہو۔ اس کے سوا کتنا  
 صلاحیت ہے۔ بخدا میرا ارادہ ابتداء ہی سے یہ ہے میری اور آپ کی سمجھ میں وہ بات آ جائے جو خدا  
 اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا موجب ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کے پوسٹ  
 کارڈ کا آخر فقرہ دیا نہیں ہے کہ کیا تھا۔ افسوس ہے کہ دین کے معاملہ میں ایسی فراہمشی۔ سکے۔ میں  
 نے اپنے عزیز ۲۹ جون ۱۹۱۲ء میں عرض کیا تھا کہ آپ نے اخبار بدر میں ۲۱ جون ۱۹۱۱ء کا کارڈ فرمایا۔ یا سکا  
 جو آپ کے عقیدہ کے برخلاف ہے۔ اس لئے جواب میں آپ نے ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کو پوسٹ کارڈ  
 ارسال فرمایا کہ ۲۱ جون کا بدر میں نے دیکھ لیا ہے۔ میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔  
 والسلام علی من اتبع الهدی نیز زائد فضل اللہ

نقل ۸۔ پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب

انسپیکٹر پولیس سرگودھا

تکمیل ۱۹۱۲ء

حامد مصطفیٰ مسلماً

مکرم معظم جناب قاضی صاحب الاسلام میکر، رمت اللہ علیہ میں موجب سے تبدیل ہو کر  
 یہاں آ گیا ہوں۔ آج صبح ڈپٹی کمشنر چارج لیا ہے۔ جناب کا کارڈ ملا۔ مشکور فرمایا۔ میں نے مسودہ  
 مذکور ایک عزیز کو نقل کر دیا ہے۔ میرے پاس اس قدر وقت نہ تھا۔ وہ منظر لے گئے ہیں۔ جس  
 وقت وہاں سے پہنچا ارسال خدمت کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ راضی مع الامر حضرت قبلہ ان  
 صاحب سے ملاقات ہو تو سلام نیاز پہنچا دیں۔

احقر غلام رسول

## پوسٹ کارڈ منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

۲۹ دسمبر ۱۹۱۳ء

باسمہ سبحانہ لدھیانہ

مکرم و معظم مولوی صاحب بعد مرہم ماورجب آنکھ۔ مزاج شریف یکم اگست ۱۹۱۳ء کا نوازش نامہ آپ کا پہنچ کر باعث تسلی ہوا تھا کہ جناب جواب عریضہ ضرور ارسال فرمائیں گے جس نے آج تک پانچ ماہ مختصر کھا مگر اب میں مایوسانہ حالت میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ میرے عریضہ کا جواب آپ دراصل بھیجنا نہیں چاہتے ہیں۔ بہت سے وعدے فرمائے۔ مگر انہوں پر سے نہ ہوئے۔ اب یہ آخری عریضہ خدمت عالی میں بھیج کر اتیس ہوں گا اگر جناب ایک ہفتہ تک جواب عریضہ ارسال فرمادیں گے تو بہتر۔ ورنہ نیاز مند کو یہ حق ہوگا کہ میری طرف سے جس قدر لکھا جا چکا ہو اس کے طبع کرانے کا خود کو مجاز سمجھوں اور اگر ایک ہفتہ تک آپ کی طرف سے جواب عریضہ کا پہنچ جائے گا تو میں پھر اس کا جواب الجواب عرض کروں گا۔ مگر میں مایوس ہو چکا ہوں کہ آپ جواب عریضہ ہرگز ارسال نہیں فرمادیں گے۔ کیونکہ عرصہ از عافی سال کا گزر چکا ہے۔ آپ نے توجہ نہیں فرمائی۔ پس اب امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے آخری جواب سے مطمئن فرمادیں گے اور اجازت بخشیں گے کہ میں اس عریضہ کو طبع کے لئے طبع میں بھیج دوں۔ میرا اور آپ کا معاملہ خدا کے سامنے ہے اور میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میرا ارادہ شخص اصلاح کا ہے اور کچھ نہیں۔ اسلئے نیاز مند فضل احمد عطاء اللہ عہد!

نقل پوسٹ کارڈ منجواب پوسٹ کارڈ بالامنجاناب مولوی غلام رسول صاحب

انسپکٹر پولیس ضلع شاپور

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

مرکودھا ۳ جنوری ۱۹۱۳ء

مکرم و معظم جناب قاضی صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ کارڈ پہنچا۔ شکور فرمایا۔ میں شاید پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آپ طویل خط لکھ کر جواب کے متعلق پہلے پہل تو واقعی میرا خیال تھا کہ جواب میں عرض نہ کروں۔ کیونکہ آپ کی طرف سے توجہ مستحکم پہنچی ہوئی نظر آتی تھی۔ مگر پھر چند روز چند وجوہ سے خوف محبت آمادہ ہوا اور اسی التوجہ کے اخیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے بھر دے پر جواب لکھنا شروع کر دیا اور اسی دسمبر میں باوجود عدم افراسی۔ کہ اللہ تعالیٰ



کے فضل اور انسان سے مکمل ہو گیا تھا۔ جی ہر چند افتخار کی کوشش کی تاہم جواب بہت سادہ و سادہ کی کتاب بن گیا۔ اب اسے صاف کرنے کی ضرورت تھی جس کے واسطے میرے پاس وقت نہ تھا اور میں بیٹا بھی اپنے لکھے ہوئے کو نقل کرنے سے تکلیف گزری کر سنے والا ہوں۔ میں نے مسودہ مذکور پہلے ایک عزیز کو دیا کہ نقل کر دیں جو عرض تک میں کے پاس رہا۔ مگر ان کو بھی وقت نہ ملا۔ صرف چند صفحے ہوئے تھے کہ ان سے واپس لینا پڑا۔ پھر شاید جولائی مہینے میں ایک اور عزیز نے امید خاہری کو وہ نقل کر سکیں گے۔ چنانچہ ان کو دیا گیا۔ اگست میں میں اور تہذیبیل ہو آیا اور شاید مجھ سے پہلے ہی منگوری تہذیبیل ہو گئے تھے۔ مجھے اب تک انتظار رہا کہ نقل مکمل کر کے ارسال کر دیا گئے۔ مگر کسی وجہ سے ان سے بھی نہ ہوسکا اور آج پانچ چھ روز ہوئے ہیں کہ مسودہ جوں کا توں معافی کے خط کے ساتھ میرے پاس واپس آ گیا۔ اب اس کی نقل میرے واسطے آسان کام نہیں کہ میرے پاس وقت نہیں۔ ایک اور عزیز سے درخواست کر رہا ہوں کہ وہ نقل کر دے گا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ میرے کام کو مطلع میں نہ ملے جائیں اور اب بھی یہی عرض ہے کہ میری پوزیشن اور کم سہمی اس قدر قلیل نہیں ہے۔ میری اصلاح مطلوب ہے تو آپ یہ عرض ادا کر چکے اور کوئی فرمایا ہو تو وہ بھی فرمائیے اس اور چاہیں تو جواب کا انتظار کریں۔ درنہ اختیار ہے۔

غلام رسول!

### یادداشت

مولوی صاحب کا یہ آخری خطا ہے۔ اسی کو بھی اس وقت سوا سال کا عرصہ گزر گیا۔ مگر جو بے نہ پہنچا۔ حالانکہ آپ کے پوسٹ کارڈ نمبر ۱۶ فروری ۱۹۱۵ء سے واضح ہوتا ہے کہ جو بے خط تیار ہو گیا ہے اور عزیز غلام مرتضیٰ خاں کو نقل کے واسطے دیا گیا ہے۔ نقل ہونے پر بھیجا جائے گا۔ اس کو بھی سوا تین سال متعلق ہوئے۔ مگر انہوں نے اب تک نہ نقل ہوا۔ اگر ان سے میرے پاس پہنچا۔ تاہم یہ غور فرمائیں کہ میں کہہ رہا ہوں کہ اب تک اسی کیا نہیں۔ اگر لکھا کہ یہ خط تو نقل ہوا تو وہ چار روز یا بہت کا کا تھا۔ جس کو دو تین سال گزر گئے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی کوئی جواب تک نہیں کیا اور اس کا غرض یہ ہونا ہے کہ آپ تک بھی ہو سکتی ہے اس کو پاس نہیں کیا اور نہ اس کا نقل اٹھا کر دیا جواب میں یہ کہ میں نے بھیجا ہے۔ میں اس آخری پوسٹ کارڈ سے ان کا جواب بتا رہا ہے۔ معذرت ہے کہ کئی عرصے سے اس کے واسطے دیا گیا۔ مگر کوئی بھی نہ کر سکا۔ غرض یہ ہے کہ کوئی جواب نہیں دیا۔ وہی واسطے انہوں نے لکھا کہ یہ خط وہ جواب تھا جسے رگزیں۔ درنہ اختیار ہے۔ مگر میں اپنے

قبائل کا ثبوت دھتے ہوں کہ مولوی صاحب کے جواب کو قادیانی کمپنی نے پسند نہیں کیا۔ اس لئے عدم  
میں رہے جس اپنے دوست کلکس خان صاحب شمس محمد حسین خان صاحب سب انسپکٹر جنرل آف پولیس  
فیروز پور کا خط نقل کرتا ہوں۔ جو مولوی صاحب کے ضلع میں تعینات ہیں۔ وہ وہو ہذا!

۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء اللہ معکم امینا کنتم

جناب مندرجہ ذیل دعا ہے

والسلام علیکم

پوسٹ کارڈ ملا۔ یاد آوری کا شکر ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میاں صاحب کا جواب  
قادیانی کی جنرل کمپنی نے پسند نہیں کیا۔ اس واسطے آپ کے پاس نہیں پہنچے۔ ترجمہ خلیج پوری  
ہے۔ اگر مکمل ہو گیا تو بھیج دیں گے اور پھر گویا یہ تمام جماعت کا جواب ہوگا۔ فقط!

محمد حسین خان مولوی سب انسپکٹر جنرل آف پولیس

خان صاحب نے اس سے بہت پہلے فرمایا تھا کہ میں نے آپ کا خط دیکھا تھا اور اسی  
وقت میں نے میں غلام رسول صاحب انسپکٹر کو کہہ دیا تھا کہ اس کا جواب ہرگز نہیں دے سکے۔  
یہ میری چشم گوئی سمجھو۔ یہ خان صاحب کی یہ پیش گوئی پوری ثابت ہو گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون!  
اس قدر انتظار نہیں سواتیں سال کے بعد مطبعی میں بھیجا جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو ذریعہ  
ہدایت مقرر فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

خاں سار فضل احمد علی اللہ عنہ

۱۱ ستمبر ۱۹۱۳ء مقام ہلدھیانہ

نوٹ:

۱۹ اگست ۱۹۱۳ء کو سفر حج و زیارت پیش آیا۔ الحمد للہ والحمدۃ ماجد جنوری ۱۹۱۵ء کو  
واپس آیا۔ اس کے بعد انتظار جواب ہوا۔ اس کے بعد غالباً ماہ مئی یا جون ۱۹۱۵ء کو یہ خط و کتابت  
کاتب کے حوالہ ہوئی اور طبع میں انتظام طبع کیا گیا۔

اس کا دوسرا حصہ بھی تیار ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ مطبعی میں دیا جائے گا۔ خدا کرے  
مرزا کیوں کو حراط مستقیم حاصل ہو۔

مقام ہلدھیانہ

فقیر نیاز مند فضل احمد عفا اللہ عنہ

۷ مارچ ۱۹۱۵ء

دوسرا حصہ ہمیں دستیاب نہیں ہوا فقیر مرتب ۱۰۰۰ جون ۲۰۰۷ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہارس

احساب قادیانیت

جلد ۱.....جلد ۲۰

ترتیب

حضرت مولانا اللہ وسایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ وفضلہ علی رسولہ الکریم • اما بعد!

اپنے استاذِ کرم مناظرِ اسلام حضرت مولانا حسین اختر کے رسائلِ اولاً ۱۹۸۹ء میں صاحبِ قادیانیت کے نام سے شائع کئے تھے۔ اس وقت خیال و تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ صاحبِ قادیانیت کے نام پر اکابرینِ امت کے رشحاتِ قلم کو سلسلہ وار یکجا کیا جائے گا۔ حضرت الانامحمد ادریس کا نہ حلونی کے رسائلِ اولاً جون ۱۹۹۸ء میں جمع کئے تو ان کو صاحبِ قادیانیت پر دوم کا نام دیا۔ پھر سلسلہ چل نکلا۔ آج ان سطور کی تحریر (۷، جون ۲۰۰۷ء) تک میں (۲۰) عدوں پر نہ صرف کام مکمل ہو گیا۔ بلکہ شائع ہو گئیں۔ گویا دس سال میں میں جلد یز۔ کتنی تیزی سے یہ کام ہوا۔ یہ محض اللہ رب العزت کا فضل و احسان ہے اور بس!

اب جبکہ بیسویں جلد اشاعت کے لئے پریس جانے کے مراحل میں ہے تو خیال ہوا۔ ان تمام جلدوں کی اجمالی فہرست اس جلد کے ساتھ شامل اشاعت ہو جائیں۔ تاکہ کارکنوں کے لئے میں جلد رسالت استفادہ آسان ہو جائے۔ اس کے لئے چار قسم کی فہرستیں تیار کی ہیں۔

فہرست نمبر ۱: اس فہرست میں جلد اول سے جلد بیس تک ان حضرات کے اسمائے گرامی درج کر دیئے ہیں جن کے کتب و رسائل ان بیس جلدوں میں شائع ہوئے۔ یہ کل حضرات بیستیس (۲۵) ہیں جن کا سن ولادت و سن وفات معلوم ہو سکے دونوں درج کر دیئے۔ سن ولادت کے لئے (و) اور سن وفات کے لئے (م) کی علامت لکھی ہے۔ جن کا صرف سن وفات معلوم ہوا (م) کے آگے صرف وہی لکھ دیا۔ جن کے دونوں من معلوم نہ کر پائے انہیں خالی چھوڑ دیا جو ہماری بے بسی کی یاد دلاتے۔ ہیں گئے۔

فہرست نمبر ۲: یہ فہرست مصنفین کے اسمائے گرامی، ان کے رسائل کی تعداد، جس جلد میں ان کے جتنے رسائل شائع ہوئے وہ ظاہر کرتی ہے۔ کل دوسواڑھ (۲۶) رسائل و کتب ہیں جو ان جلدوں میں شائع ہو گئیں۔

نہ۔ ۳: فہرست میں ہر جلد کے صفحات کی تعداد لکھ دی ہے۔ بیس جلدوں کے کل صفحات ذرا خراب آٹھ سو سترو (۸۷۱) ہیں۔ دوسواڑھ (۲۶) رسائل و کتب کی یہ فہرست تعداد صفحات کو ظاہر کرتی ہے۔

فہرست نمبر ۴: رسائل و کتب کے اولاً نمبرات مسلسل دیتے ہیں۔ ۲۶۸۵۱۔

۵: مصنف کے رسائل کی تعداد کے لئے طبعہ، فیحدہ ساتھ ہی نمبر دیتے ہیں۔

۳۔ ہر مصنف نے درلہ کتاب کا مکمل نام دیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون کون سے رسائل و کتب شائع ہو کر ان جلدوں میں محفوظ ہیں۔

۴۔ ہر رسالہ و کتاب کے نام کے ساتھ مصنف کا نام دیا ہے۔ تاکہ مزید آسانی ہو۔

۵۔ جلد کی صراحت کر دی ہے کہ کس مصنف کا کونسا رسالہ کونسی جلد میں مل سکتا ہے۔

۶۔ اس کے ساتھ ہی اس فہرست میں آگے اس جلد کا صفحہ دیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کس مصنف کا کون سا رسالہ کونسی جلد کے کون سے صفحے پر مل سکتا ہے۔ اس طرح یہ پادشاہی فہرست تیار کر پاتے ہیں۔

موضوعاتی فہرست

میرت محمد و حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ کا فرماتا ہے کہ ان تمام جلدوں کا موضوعاتی تقسیم و ترتیب جدید سے شائع ہونا چاہئے۔ بہت مناسب اور ضروری۔ لیکن اس سے قبل اگر وہ اپنے کسی محاذوں کو موضوعاتی فہرست کے کام پر لگا دیں تو گرم ہوگا۔ فقیر کی مراد تھی ہے۔ اسی بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑنے کی بجائے ہنسنے کا نتیجہ ہے۔ موصوف و وضو علی فہرست تیار کروں۔ ایسے ہو جائے آدمی تو قرآن کے کچے ہیں۔ دیکھیں "لوسن جمل اور رازحہ کا مکمل نام" اس طرح اسی قبیلہ حقیق و درخانے ایک اور محمد و محمد بنی حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب دہلوی اقدس رحمۃ اللہ علیہ و اساتذہ الحدیث جہ سعہ بنور یہ گروچند نے ان خود خواہ پیش کا اظہار فرمایا کہ میں ان تمام جلدوں کے تحریف و تبصرہ پر خامہ فرسائی کرنے کا وہ داعی رکھتا ہوں۔ موصوف و تبصرہ قلم کار اور دل کی بات سمجھانے کے وحشی ہیں۔ ان کا تحریف و تبصرہ پر قلم چل جائے گا تو سبقتوں و سختیوں تیار ہو جائیں گے۔ ان فہرستوں سمیت موضوعاتی فہرست اور تحریف و تبصرہ پر مستقل کتاب شائع ہو جائے تو بہت اچھا رہے گا۔

یہ تو شیخ نے لپیٹا۔ اتنی چاڑھ جو کام ان جلدوں پر ہو گیا ہے وہاں غرضت ہے۔ لیکن اپنے سے اور دعاؤں سے نواز دینے کہ اللہ تعالیٰ اس کا خیر و سرید جاری رکھے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آج تک رسائل و کتب کی شکل میں وہ کادیا نیست پر جو کچھ شائع ہوا وہ سب احتساب کادیا نیست کی آئندہ جلدوں میں جمع ہو جائے۔ و ما ذلک علی اللہ بعبیز

والسلام!

عجاج دہلوی فقیر: ذوالحجہ

۱۷ جون ۱۹۰۷ء



۱۶	حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی	و ۱۴۱۸ھ م ۱۴۸۲ھ
۱۷	حضرت مولانا حامد خٹم الحق فٹانی	و ۱۴۱۸ھ م ۱۵۰۳ھ
۱۸	جناب ابوسعید نظام الدین فی۔ اے	و م ۵ رجبوالہی ۱۹۸۵ھ
۱۹	حضرت مولانا مسین احمدی	و ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۴ھ م ۵ دسمبر ۱۹۵۷ھ
۲۰	حضرت مولانا امجد علی لاہوری	و ۲۲ رمضان ۱۳۰۳ھ م ۱۷ رمضان ۱۳۸۱ھ
۲۱	حضرت مولانا مفتی محمود	و ۵ فروری ۱۹۱۹ھ م ۱۹۸۱ھ
۲۲	حضرت مولانا غلام نجوٹ بزاروی	و ۱۸۹۵ھ م ۳ فروری ۱۹۸۱ھ
۲۳	حضرت مولانا محمد علی جالندھری	و فروری ۱۸۹۶ھ م ۲۱ اپریل ۱۹۷۷ھ
۲۴	حضرت مولانا محمد یوسف خورنی	و ۸ مئی ۱۹۰۹ھ م ۷ اکتوبر ۱۹۷۷ھ
۲۵	حضرت مولانا تاج محمد	و ۵ جنوری ۱۹۱۷ھ م ۲۰ جنوری ۱۹۸۳ھ
۲۶	حضرت مولانا محمد شریف جالندھری	و م ۱۷ فروری ۱۹۸۵ھ
۲۷	حضرت مولانا عبد الرحیم شاعر	و ۲۵ مئی ۱۹۲۳ھ م ۲۲ مئی ۲۰۰۳ھ
۲۸	حضرت مولانا عبد الغنی بیالونی	و م
۲۹	حضرت مولانا نور محمد خان بہار پوری	و م
۳۰	حضرت مولانا محمد منکوندرائی	و ۱۹۰۵ھ م ۲۷ مئی ۱۹۹۷ھ
۳۱	حضرت مولانا محمد یعقوب بیالونی	و م
۳۲	جناب غلام نسیم بی۔ اے بھیرائی	و م
۳۳	حضرت مولانا محمد امجد علی سیالکوٹی	و م ۱۲ دسمبر ۱۹۵۶ھ
۳۴	حضرت مولانا عبد اللطیف رحمانی	و م
۳۵	حضرت مولانا خیر محمد گکوٹی	و ۱۹۰۱ھ م ۱۹۳۵ھ
۳۶	حضرت مولانا محمد مسعود بوندی	و م
۳۷	جناب قاضی فضل احمد گورداسپوری	و م

## فہرست نمبر ۱۲۴: احکام قادیانیت چند اہم ۴۰ باب اعتبار صفحات

۱۰	نکلی صفحات	۱	احکام قادیانیت
۵۶۳	۱۱	۲	احکام قادیانیت
۵۶۶	۱۱	۳	احکام قادیانیت
۶۷۹	۱۱	۴	احکام قادیانیت
۵۱۸	۱۱	۵	احکام قادیانیت
۴۶۱	۱۱	۶	احکام قادیانیت
۶۳۰	۱۱	۷	احکام قادیانیت
۵۷۶	۱۱	۸	احکام قادیانیت
۶۰۶	۱۱	۹	احکام قادیانیت
۵۷۴	۱۱	۱۰	احکام قادیانیت
۵۰۳	۱۱	۱۱	احکام قادیانیت
۵۲۳	۱۱	۱۲	احکام قادیانیت
۶۲۷	۱۱	۱۳	احکام قادیانیت
۴۸۹	۱۱	۱۴	احکام قادیانیت
۴۹۶	۱۱	۱۵	احکام قادیانیت
۷۷۶	۱۱	۱۶	احکام قادیانیت
۶۳۲	۱۱	۱۷	احکام قادیانیت
۵۳۲	۱۱	۱۸	احکام قادیانیت
۵۹۲	۱۱	۱۹	احکام قادیانیت
۶۴۰	۱۱	۲۰	احکام قادیانیت



فہرست نمبر ۳: احتساب قادیاہیت ج ۱ تا ۲۰ با اعتبار مصنفین و تعداد رسائل

عنوان	جلد	مصنف	تعداد رسائل
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱	حضرت مولانا ابوالحسن علی دہلوی	۱۳
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۲	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۱۹
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۳	حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری	۲۸
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۴	حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری	۳
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۵	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی	۴
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۶	حضرت مولانا طرہ شیعہ دہلوی	۲
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۷	حضرت مولانا بدر عالم مدنی	۱۰
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۸	حضرت مولانا سید محمد علی مولوی	۲۵
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۹	جناب قاضی محمد سلیمان منصور پوری	۳
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۰	جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی	۲
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۱	حضرت مولانا سید محمد علی مولوی	۱۰
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۲	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری	۱۶
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۳	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری	۱۸
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۴	حضرت مولانا امجد علی حسن چاند پوری	۱۷
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۵	حضرت مولانا غلام بخش قصوری	۲
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۶	جناب بابا بخش لاہوری	۹
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۷	جناب بابا بخش لاہوری	۳
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۸	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی	۸
مجموعہ رسائل ردقادیانیت	جلد ۱۹	حضرت مولانا شمس الرحمن قادری	۲



فہرست نمبر ۴: تعداد مصنفین جلد اور اس کے صفحات

احصاء قریات جلد اول (۱)

۱	۱	۱	ترک مرزاہیت۔	مولانا لال حسین اختر	۲۵
۲	۲	۲	خود نبوت اور مرزاخانامت۔	"	۱۳۵
۳	۳	۳	حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں۔	"	۱۶۳
۴	۴	۴	حضرت خواجہ غلام فرید اور مرزا قادیانی	"	۲۰۹
۵	۵	۵	مرزا مسعود علیہ السلام کا بیان کی شدت و خفایت۔	"	۲۲۷
۶	۶	۶	سید مرزا قادیانی۔	"	۲۳۵
۷	۷	۷	گناہات مرزا۔	"	۲۳۹
۸	۸	۸	حاصل مرزا۔	"	۲۶۱
۹	۹	۹	آخری فیصلہ۔	"	۲۶۵
۱۰	۱۰	۱۰	بکرو و شیبہ۔	"	۲۷۳
۱۱	۱۱	۱۱	دقائق از مرزاخان کی خدمت میں عرضداشت۔	"	۲۸۱
۱۲	۱۲	۱۲	جمہور المؤمنین کی پیش میں بیان۔	"	۲۹۵
۱۳	۱۳	۱۳	مسلمانوں کی نسبت قادیانی عقیدہ۔	"	۳۰۱
۱۴	۱۴	۱۴	افغانستان میں غلام احمدؑ کی کامیابی۔	"	۳۰۵

فہرست احتمساب قادیانیت جلد دوم (۲)

۱۵	۱	منہ انہی میں خیر ہے سیدہ (۱۱۷) (قسم ہے) " ولا تھارون کاندھلوی ۹
۱۶	۲	شر کا جو ہے۔ " " ۹۵
۱۷	۳	" " " " " " ۱۳۷

۱۳۹	۲	۱۸	لا اعلیٰ سب معنی الکلیف والکلیف والا فہ مر
۱۴۱	۵	۱۹	کلیف اللہ کی سیادت و عائدہ معروفہ کی تہمتیں ہیں
۲۶۲	۶	۲۰	اقوال الکلیف کی نزول و ان میں مرید کی نسبت ہے
۳۱۵	۷	۲۱	کلیف الکلیف کی اسرار و ان میں ان کے مرید ہیں
۳۳۵	۸	۲۲	اسرار و اسرار و نسبت کا اصولی استلزام ہے
۳۵۵	۹	۲۳	دعا کی مراد
۳۷۳	۱۰	۲۴	اس میں الجہان کی تحقیق مسئلہ اللہ و ایمان

### فہرست احکام سب قادیانیت جلد تین (۱۳)

۱	۲۵	۱	مراد مراد
۲	۲۶	۲	مراد نسبت کی ترویج و طرز ہے
۳	۲۷	۳	طرح کی تہمت کی قہر و غیور نہیں
۴	۲۸	۴	مراد مراد
۵	۲۹	۵	بشارت الہیہ
۶	۳۰	۶	مراد قادیانی نہیں (ایک مناظرہ)
۷	۳۱	۷	نزول کی تہمت ہے
۸	۳۲	۸	حیدر علی کے رسالہ ایک غلطی کا کار ہے
۹	۳۳	۹	عجز و اس میں مرید کی تہمت
۱۰	۳۴	۱۰	تہمت میں مرید کا کیا کار ہے
۱۱	۳۵	۱۱	مراد قادیانی نہیں
۱۲	۳۶	۱۲	تہمت کے علی بنی و رسالہ واقعات و رد
۱۳	۳۷	۱۳	مراد قادیانی کی تہمت مراد مراد کی تہمت

۳۳۳	۱۳	مرزا قاسم احمد قادیانی اور اس کی قرآن والی۔	۳۸
۳۶۱	۱۵	سین بکھ کارنچہ۔ تالی ایسے تہذیبی سرکاری۔ یہ کافی ہے۔	۴۱
۳۸۱	۱۶	مرزا غلام احمد رکن قادیان اور اس کے بارے میں۔	۴۵
۳۸۹	۱۷	اختلافات مرزا۔	۴۳
۵۰۷	۱۸	مسئلہ بھائیہ و فرقہ مرزائیہ۔	۴۴
۵۲۱	۱۹	انجیل پر تنقید اور حیات مسیح مصلحہ؟	۴۴
۵۲۹	۲۰	مرزائیت میں یہودیت و نصرانیت	۴۴

### فہرست احکامات قادیانیت جلد چار (۴)

۱۱	۱	دعوت حفظ ایمان کبریا	۴۵
۱۷	۲	دعوت حفظ ایمان نمبر ۲۔	۴۶
۳۳	۳	ایمان و تقدس بھائیہ پر۔	۴۷
۹۵	۴	خطاب اعلیٰ فی تحقیق الہدی	۴۸
۱۳۱	۲	قائد قادیان	۴۹
۱۹	۱	وہابیہ ترجمہ الکامل العربی	۵۰
۳۳۳	۲	صدائے ایمان	۵۱
۴۵۳	۱	نزول عیسیٰ علیہ السلام؟	۵۲
۴۶۵	۲	ختم نبوت	۵۳
۴۷۵	۳	سیدنا سیدی علیہ السلام	۵۴
۴۹۷	۴	اجال اکبر۔	۵۵
۵۳۱	۵	نور ایمان۔	۵۶
۵۴۳	۶	انجیل المصحح المنکر حیات المسیح المصلح	۵۷



۳۳۷	۱	۸۷	مکملہ عربیہ لغت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۳۷۱	۲	۸۹	مکملہ عربیہ لغت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۳۹۱	۳	۹۰	مکملہ عربیہ لغت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۳۹۹	۴	۹۱	مکملہ عربیہ لغت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۴۱۹	۵	۹۲	مکملہ عربیہ لغت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۴۵۱	۶	۹۳	مکملہ عربیہ لغت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۴۸۷	۷	۹۴	مکملہ عربیہ لغت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۵۲۵	۸	۹۵	مکملہ عربیہ لغت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ

### فہرست احساب قادیانیت جلد چہ (۶)

۵	۱	۸۶	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۱۵۷	۲	۸۷	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۳۰۱	۳	۸۸	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۴۱۹	۴	۸۹	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۴۴۵	۵	۹۰	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ

### فہرست احساب قادیانیت جلد سات (۷)

۵	۱	۹۱	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۹۵	۲	۹۲	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۱۳	۳	۹۳	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۲۹۷	۴	۹۴	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۳۹۹	۵	۹۵	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ
۴۴۷	۶	۹۶	قادیانیت مولانا خلیفہ مولانا خلیفہ

۴۵۵	"	"	حقیقت اسخ۔	۷	۹۷
۴۹۹	"	"	مدیار اسخ۔	۸	۹۸
۵۳۵	"	"	جدید ٹھانیہ و جھنڈا نو رید۔	۹	۹۹
۵۷۳	"	"	حقیقت و مسائل، مختار یہ مرزا۔	۱۰	۱۰۰

### فہرست احساب قادیانیت جلد آٹھ (۸)

۴۵۵	"	"	مواہات شاہد امرتسری	۱	۱۰۱
۴۷۷	"	"	امانات مرزا۔	۲	۱۰۲
۱۵۷	"	"	نجات مرزا۔	۳	۱۰۳
۱۹۹	"	"	محبوبہ۔	۴	۱۰۴
۲۶۷	"	"	فتح قادیان۔	۵	۱۰۵
۲۷۷	"	"	آفتاب۔	۶	۱۰۶
۲۷۷	"	"	فتح رہائی و رہبانہ قادیانی۔	۷	۱۰۷
۲۶۳	"	"	غناہ مرزا۔	۸	۱۰۸
۲۷۳	"	"	سرخ قادیانی۔	۹	۱۰۹
۲۲۹	"	"	چستان مرزا۔	۱۰	۱۱۰
۲۳۷	"	"	زور قادیان۔	۱۱	۱۱۱
۲۴۳	"	"	فتح ننگ مرزا نیاں۔	۱۲	۱۱۲
۲۶۹	"	"	نگار مرزا۔	۱۳	۱۱۳
۲۹۳	"	"	تاریخ مرزا۔	۱۴	۱۱۴
۵۳۳	"	"	شاہد گشتن اور مرزائے قادیان۔	۱۵	۱۱۵
۵۵۵	"	"	نکھر ام اور مرزا۔	۱۶	۱۱۶
۵۶۷	"	"	نئی پاکت یک۔		



### فہرست احکامات قادیانیت جلد نو (۹)

۱۱۷	۱۷	قادیانی مباحثہ دکن۔	مولانا شامہ اللہ امرتسری ۵
۱۱۸	۱۸	شہادت مرزا۔	" " ۲۹
۱۱۹	۱۹	نکات مرزا۔	" " ۵۵
۱۲۰	۲۰	ہندوستان کے وزیر پیار مرزا۔	" " ۸۳
۱۲۱	۲۱	محمد قادیانی۔	" " ۱۰۷
۱۲۲	۲۲	قادیانی حق کی حقیقت۔	" " ۱۲۷
۱۲۳	۲۳	تعلیمات مرزا۔	" " ۱۵۷
۱۲۴	۲۴	فیض مرزا۔	" " ۲۶۷
۱۲۵	۲۵	تعمیر نویسی کا جہیز اور افراد۔	" " ۳۳۷
۱۲۶	۲۶	علم کلام مرزا۔	" " ۳۶۳
۱۲۷	۲۷	حجائبات مرزا۔	" " ۳۵۵
۱۲۸	۲۸	ناکابل مصنف مرزا۔	" " ۳۸۷
۱۲۹	۲۹	بہاء اللہ اور مرزا۔	" " ۴۵۳
۱۳۰	۳۰	ابو طلحہ مرزا۔	" " ۵۱۳
۱۳۱	۳۱	مکالمہ احمدیہ۔	" " ۵۴۷
۱۳۲	۳۲	بطرس قدیم بر قادیانی تفسیر۔	" " ۵۷۵
۱۳۳	۳۳	محمد مصباح سوجو۔	" " ۶۰۵
۱۳۴	۳۴	تختہ احمدیہ۔	" " ۶۱۴

### فہرست اختصاف قادیانیت جلد دس (۱۰)

۱۳۵	۱	صحیفہ الحق (مطلب) مسالۃ الحق۔	مرقس حسن چاند پوری ۵
-----	---	-------------------------------	----------------------



۹۳	۲	۵۵۰	بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی
۱۸۷	۳	۱۵۶	کرشن قادری
۲۱۷	۳	۱۵۷	مبادی حقانی فی ابطال رسالت قادیانی
۳۵۳	۵	۱۵۸	نورید مرین الیہ است اور نقاب بدایان ہوتے رسالت
۴۰۷	۶	۱۵۹	انکسار رسالت (مطلی چینی نے معطل دلوں پر کس الدین لاہوری)
۴۱۵	۷	۱۶۰	تحقیق صحیح فی قبر کج
۴۶۱	۸	۱۶۱	قادیانی کذاب کی آمد پر ایک محققانہ نظر
۴۷۱	۹	۱۶۲	محمد دو وقت کون ہو سکتا ہے

### فہرست اقتساب قادیانیت جلد بارہ (۱۲)

۳	۱۰	۱۶۳	الاستدلال صحیح فی جواب المسیح! بابو میر بخش لاہوری
۲۷۷	۱۱	۱۶۴	تردید منور قادیانی فی جواب السنو فی جوابات
۵۰۱	۱۲	۱۶۵	تردید معیار نبوت قادیانی

### فہرست اقتساب قادیانیت جلد تیرہ (۱۳)

۷	۱	۱۶۶	طریق استدلال فی عقوبۃ الارتداد! مولانا مفتی محمد شفیع
۲۱	۲	۱۶۷	دعاوی مرزا
۳۳	۳	۱۶۸	مسح سرزمین کی پہچان۔
۶۳	۴	۱۶۹	وصول الانکار الی اصول الاکفار!
	۵	۱۷۰	جلد الاسلام و القادیانیہ عقوبۃ القادیانیۃ للعالم الاسلامی (۱۷۰)
۱۰۷	۶	۱۷۱	مرکز اسلامیت سے قادیانیوں کی غداری (اردو)
۱۱۷	۶	۱۷۱	ان دنوں کفر قرآن کی روشنی میں
۷۳	۷	۱۷۲	البيان التام لکلیہ (بیان و مقدمہ) بہاول پور

۱۰۳	۱	قرآن مجید کا دینی و دنیاوی دارالاطہ اور زندگی	۸۹
۱۰۴	۱	نصیحت خیریت۔ مولانا مظاہر حسین سیوہاروی	۲۶۷
۱۰۵	۲	حیات سید کاظمیؒ	۲۶۷
۱۰۶	۱	مسند اترتہ۔ مولانا غلام حسنی نقاشی	۳۹۱
۱۰۷	۲	مسند حیات سید کاظمیؒ	۳۱۵

### فہرست احساب قادیانیت جلد چودہ (۱۴)

۱۰۸	۱	توضیح انظار میں حیات سنی دہائی	۵
۱۰۹	۲	کتابات مرزا	۷۷۵
۱۱۰	۳	برق آسمانی بر برق قادیانی	۲۹۵
۱۱۱	۴	مکتوحہ آسمانی	۳۶۳

### فہرست احساب قادیانیت جلد پندرہ (۱۵)

۱۱۲	۱	الحلیفۃ النہدی فی الاحادیث الصحیحۃ السید حسین احمد مدنی	۷
۱۱۳	۱	اسلوب کے مرتبہ سے قرأت کے احباب اور ان کے خلفاء اور اسرار و ہدائی	۹۱
۱۱۴	۱	میت اسماعیل کا موقف	۱۰۹
۱۱۵	۲	المتنعمین القادری اسی میں ہوں	۲۸۷
۱۱۶	۱	جواب مختصر	۳۰۹
۱۱۷	۲	۱۱۶ ہجری مرزا کیوں کے حضرت اسماعیل کا جواب	۴۷۳

### فہرست احساب قادیانیت جلد سولہ (۱۶)

۱۱۸	۱	تحقیق الیوم الحالت ۱۹۵۳ء میں تحریری بیان	۷
۱۱۹	۲	مرزا کیوں سے انھوں نے کہا کہ حالات مرزا کیوں کے ساتھ جو مہمات	۷۷
۱۲۰	۳	کاہل ملت اور نامعلوم جالندھری کا تاریخی جواب و جواب	۷۷



۲۱۰	۲۱	قہ یانیت کے خلاف اہل پاکستان کا شدید رد عمل	۲۲۲
۲۱۱	۲۲	حادیہ جی	۲۲۵
۲۱۲	۲۳	تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا حریقی کار	۲۲۵
۲۱۳	۲۴	کامیابی پر سپاس و شکر	۲۲۶
۲۱۴	۲۵	دور انگلستان	۲۲۵
۲۱۵	۲۶	قادیانیوں کا غیر مسلم لکھوانے سے انکار	۲۲۶
۲۱۶	۲۷	قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف سازشیں	۲۲۲
۲۱۷	۲۸	قہ یانیت اور عالم اسلام	۲۲۶
۲۱۸	۲۹	ترویج	۲۵۵
۲۱۹		دہ شیعہ اسلام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی تاریخی رہنمائی اور اسلام پر ان کی تشریح	۳۶۱
۲۲۰		۱۔ قہ و بی مذہب و سیاست	۲۸۱
۲۲۱		۲۔ تحریک ختم نبوت اور اسلام	۲۸۱
۲۲۲	۳	مقتد پر میں کانفرنس ۲۸ مئی ۱۹۷۳ء	۲۲۳
۲۲۳	۴	قادیانی سازشوں کا نوٹس لینے	۲۳۹
۲۲۴		۱۔ مرزا علی محمد قاسمی (اسلام آباد پاکستان حکومت نوٹس) سونامی شریف ہائیڈرو	۲۵۷
۲۲۵	۲	جدوگانہ انتخابات اور قادیانی	۲۶۲
۲۲۶	۳	تعارف مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان	۲۶۵
۲۲۷	۴	مرزا علی قاسمی میں محمد امجد علی خاں احمد قادیانی	۲۸۷
۲۲۸	۵	قادیانیوں کے متعلق امت مسلمہ کے نقطہ نظر	۵۰۳
۲۲۹	۶	بکھنڈ بھارت اور مرزا علی	۵۰۷

۵۳۰	۷۔ اعلیٰ کلام اور حدیث کی روشنی میں اسلام کے عقائد کے متعلق علماء اسلام کا بیان اور اس کی اہمیت	۵۳۰
۵۳۱	۸۔ قادریہ کی تعلیم کے اصل مکتبہ کا جواب: یہ دعویٰ احمدیہ کے عقائد کو	۵۳۱
۵۳۲	۹۔ جسٹس میر تقی عثمانی اور قادریہ کی گروہ	۵۳۲
۵۳۳	۱۰۔ مرزا غلام احمد قادری کی آسان پہچان	۵۳۳
۵۳۴	۱۱۔ مرزا انیسٹ علامہ اقبال کی نظر میں	۵۳۴
۵۳۵	۱۲۔ بیرونی ممالک میں قادریہ کی تبلیغ اسلام کی حقیقت	۵۳۵
۵۳۶	۱۳۔ مرزا انیسٹ کا بہت بڑا فریب	۵۳۶

### فہرست احصاء قادیانیت جلد سترہ (۱۷)

۵۳۷	۱۔ مہذبہ حسینی اور جوابہ حسینی: از مہذبہ قادریہ تصانیف: جلد اول	۵۳۷
۵۳۸	۲۔ اختلافات مرزا	۵۳۸
۵۳۹	۳۔ اخراجات مرزا	۵۳۹
۵۴۰	۴۔ کلمات مرزا	۵۴۰
۵۴۱	۵۔ خطبات مرزا	۵۴۱
۵۴۲	۶۔ ترانہ قادریہ: از مہذبہ قادریہ؟	۵۴۲

### فہرست احصاء قادیانیت جلد اٹھارہ (۱۸)

۵۴۳	۱۔ قادیانیت پر غور کرنے کا یہ علامہ اسے حضرت مولانا محمد شکور عثمانی	۵۴۳
۵۴۴	۲۔ قادریہ کیوں مسلمان نہیں؟	۵۴۴
۵۴۵	۳۔ سند زول سجادین سے منسلک علیہ السلام	۵۴۵
۵۴۶	۴۔ کلمہ اسلام کے ساتھ ۱۹۰۰ء کا قادیانیت	۵۴۶
۵۴۷	۵۔ فضیلت زہد فی	۵۴۷
۵۴۸	۶۔ عشرہ کاملہ	۵۴۸
۵۴۹	۷۔ اہل تہذیب	۵۴۹

### فہرست احساب قادیانیت جلد امیس (۱۹)

۲۵۰	۱	صہب الدی کفر	حضرت مولانا محمد ابراہیم مدظلہ العالی
۲۵۱	۲	الحمد للصحیح عن القدر المصحح علیہ املاً	"
۲۵۲	۳	کتاب فی باب بعض مہربانیت قادیانیت	"
۲۵۳	۴	صہب الدی	"
۲۵۴	۵	فیض الدی بر مہربانیت قادیانیت	"
۲۵۵	۶	ختم نبوت اور مہربانیت قادیانیت	"
۲۵۶	۷	نصر حاتم النبویہ بعموم وجامعۃ الشریعۃ	"
۲۵۷	۸	کتبہ المتعلقین روایت اور نظرات قادیانیت	"
۲۵۸	۹	ادب زمان مہربانیت قادیانیت	"
۲۵۹	۱۰	کمال بعض مہربانیت	"
۲۶۰	۱۱	قریب مفاہات مہربانیت قادیانیت	"
۲۶۱	۱۲	مستند ختم نبوت	"
۲۶۲	۱	الخطابۃ	حضرت مولانا مفتی عبداللہ مدظلہ العالی
۲۶۳	۲	تذکرہ سیدہ خیرہ سیدہ سلیم	"
۲۶۴	۳	چشمہ ہدایت	"
۲۶۵	۱	برقِ حقانی بر مہربانیت قادیانیت	حضرت مولانا بطور احمد مدظلہ العالی

### فہرست احساب قادیانیت جلد بیس (۲۰)

۲۶۶	۱	مسلم پر کثرت	مولانا محمد سلیمان مدظلہ العالی
۲۶۷	۱	کلمہ فضل رحمانی بحساب ادبام قادیانیت	قاضی فضل احمد
۲۶۸	۲	جمیعت ذخیر	"